

اسلامی قوانین

بائبل اور جدید کے تناظر میں

مصنف
جاوید احمد غنیمت صباغی

پبلیکیشنز
لاہور

اسلامی قوانین

بائبل اور ڈیو جیڈیڈ کے تناظر میں

مصنف:

جاوید احمد عنبر مصباحی

40- اردو بازار، لاہور

Mob: 0300-8852283

اپیکیشنز

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ©

اسلامی قوانین بائبل اور دور جدید کے تناظر میں	:	نام کتاب
جاوید احمد عنبر مصباحی	:	مصنف
نجم الثاقب عنبر احمد جیلانی عنبر	:	کمپوزنگ
عالمہ عائشہ سلطانہ عنبر	:	پروف ریڈنگ
جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ / مارچ ۲۰۱۵ء	:	اشاعت اول
۴۸۰	:	صفحات
۱۱۰۰	:	تعداد
350/- روپے	:	قیمت

انسٹیشن
40- اردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

اکبر پبلشرز
زسٹینسٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

مشمولات

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۸	انتساب	۱
۱۰	تقریظ جمیل	۲
۱۲	کلمات خیر	۲
۱۲	تقریظ جمیل	۳
۱۷	تاثرات	۴
۱۹	گفتنی	۵
۲۲	مقدمہ	۶

باب اول:- خدا سے متعلق عقائد و احکام ص ۳۱

۴۱	توحید	۱
۵۴	عدم شرک	۲
۶۷	توحید سے پھرنے والے یعنی مرتد کی سزا	۳
۷۷	اللہ کا دیدار	۴
۸۰	خدا کی مکمل تابعداری	۵
۸۱	اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں	۶
۸۳	خدا کی جھوٹی قسم	۷
۸۴	قیامت	۸
۸۶	بعث بعد الموت اور اخروی سزا	۹
۸۹	جنت	۱۰
۹۰	جہنم	۱۱

باب دوم:- انبیاء اور رسل سے متعلق عقائد و احکام ص ۹۲

۹۲	انسانوں کے لیے نبی و رسول کا انسان ہونا ضروری	۱
۹۳	عیب و خطا سے پاک ہونا	۲
۹۵	ما فوق العادة قدرت رکھنا	۳

۹۶	قانون ساز اور مختار ہونا	۴
۹۸	امت کے احوال سے باخبر رہنا	۵

باب سوم:- عبادت کے قوانین ص ۱۰۱

۱۰۱	نماز	۱
۱۰۳	روزہ	۲
۱۰۵	حج	۳
۱۰۶	زکوٰۃ و صدقات	۴
۱۱۳	ختنہ	۵
۱۱۶	حیض و نفاس کا حکم	۶
۱۱۹	عورت اور مسجد	۷

باب چہارم:- معاشرتی اور سماجی قوانین ص ۱۲۲

۱۲۲	تعظیم اور طاعت والدین	۱
۱۳۰	بزرگوں کا ادب	۲
۱۳۲	انسان کو کتنی آزادی ملنی چاہئے	۳
۱۳۴	مشورہ کی اہمیت	۴
۱۳۶	جھوٹ	۵
۱۴۰	قتل عمد	۶
۱۴۳	قتل خطا	۷
۱۴۵	حجاب	۸
۱۶۶	اختلاط مرد و عورت	۹
۱۸۲	عورت کا گھر سے شوہر یا محرم کے بغیر اکیلے نکلنا	۱۰
۱۸۵	لیوان ریلیشن شپ - یعنی - شادی بغیر آپسی سمجھوتہ سے رہنا	۱۱
۱۹۷	زنا	۱۲
۲۱۹	زنا با بہائم (Zoophilia)	۱۳
۲۲۰	بیوی کا تبادلہ	۱۴

۲۴۳	عصمت درمی کا حکم	۱۵
۲۴۸	حد قذف	۱۶
۲۵۰	ثبوت کے لیے دو گواہ ضروری	۱۷
۲۱۶	عورتوں کی گواہی	۱۸
۲۵۴	کیا مرد و عورت برابر ہیں؟	۱۹
۲۵۸	ہم جنسی	۲۰
۲۶۶	چوری	۲۱
۲۶۸	بردہ فروشی (Human Trafficking)	۲۲
۲۷۱	پڑوسیوں سے تعلقات	۲۳
۲۷۵	کامیڈی، تفریحی فلمیں اور سیریل	۲۴
۲۸۳	دشمنوں سے سلوک	۲۵
۲۸۶	ذمی یعنی اقلیتوں کے احکام	۲۶
۲۹۳	جنس مخالف کی مشابہت	۲۷
۲۹۵	فریب	۲۸
۲۹۷	یتیم و مسکین	۲۹
۲۹۸	غصہ پینا	۳۰
۳۰۰	عفو و درگزر	۳۱
۳۰۲	بروں کی صحبت	۳۲
۳۰۶	تکبر	۳۳
۳۱۰	جبہ، عمامہ اور پگڑی	۳۴
۳۱۴	داڑھی	۳۵
۳۱۷	جادوگری	۳۶
۳۱۸	حق کی گواہی	۳۷

باب پنجم:- معاشی قوانین ص ۳۲۰

۳۲۲	نا جائز نفع	۱
-----	-------------	---

۳۲۳	سود	۲
۳۲۹	رشوت	۳
۳۳۲	جوا اور لاٹری	۴
۳۳۵	ناپ تول	۵
۳۳۶	امانت	۶

باب ششم:۔ غذائی قوانین ص ۳۳۹

۳۴۰	حلال و حرام جانور	۱
۳۴۲	خنزیر کا حکم	۲
۳۴۶	جانور کا خون	۳
۳۴۷	مردار	۴
۳۴۸	غیر مسلم کی دوکان یا ہوٹل کا گوشت	۵
۳۵۰	بتوں کا چڑھاوا	۶
۳۵۱	درندوں کا جوٹھا	۷
۳۵۲	شراب	۸

باب ہفتم:۔ ازدواجی قوانین ص ۳۵۹

۳۶۰	شادی	۱
۳۶۴	شادی کس کی پسند سے؟	۲
۳۷۳	مہر دین	۳
۳۷۶	ایک سے زائد بیوی	۴
۳۸۳	محرم عورتیں	۵
۳۸۸	دیندار عورت سے شادی	۶
۳۹۱	شادی سے پہلے ایک ساتھ رہنا اور گھومنا	۷
۳۹۹	کفار و مشرکین سے شادی	۸
۴۰۳	حاکم کون؟ شوہر یا بیوی	۹
۴۰۹	طلاق اور اس کا اختیار	۱۰

۴۱۶	دوسرا نکاح	۱۱
۴۱۹	مطلقہ کا نفقہ و سکنی	۱۲
۴۲۳	بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے شوہر یا بیوی؟	۱۳
۴۲۹	کتنے بچے پیدا کرنا چاہئے؟	۱۴
۴۳۱	ہوشمندی اور مکلف ہونے کی عمر کتنی؟	۱۵
۴۳۲	وراثت	۱۶
۴۳۹	یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ	۱۷

باب ہشتم:- اخلاقی قوانین ص ۴۴۰

۴۴۰	تادیب اولاد	۱
-----	-------------	---

باب نہم:- تعزیریاتی قوانین ص ۴۴۳

۴۴۴	بشرطِ ندامت سزا گناہ و خطا کا کفارہ بن جاتی ہے	۱
۴۴۵	مکمل ثبوت کے بغیر سزا کا نفاذ نہیں	۲
۴۴۷	عدل و انصاف اور مجرم کی درازی عمر	۳
۴۵۳	قید و بند کی سزا	۴
۴۵۳	کوڑے کی سزا	۵
۴۵۴	موت کی سزا	۶
۴۵۷	سنگسار	۷
۴۶۱	ہاتھ کاٹنے کی سزا	۸
۴۶۴	قصاص کی سزا	۹
۴۶۶	انسانی عضو پہ تیزاب پھینکنے کی سزا	۱۰
۴۶۸	اہانت رسول ﷺ کی سزا	۱۱
۴۷۳	خودکش حملہ	۱۲

انتساب

ہم اپنی اس کاوش کو درج ذیل علمائے اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، جن کی عظیم خدمات کے ابواب میں تقابل ادیان، احقاق اسلام اور رد نصاریٰ و ملحدان بھی ہیں:-

(۱) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان (۴۵۰ھ-۵۰۵ھ) جنہوں نے صراط مستقیم پہ گامزن رہتے ہوئے تقابل ادیان کے فن کو فروغ دیا اور اسلامی عقائد و احکام کو عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ خوب واضح کیا۔

(۲) امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین بن عمر رازی رحمہ الباری (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) جنہوں نے دفاع اسلام و رد نصاریٰ کے مشن کو پھیلا یا اور اسلام کی حقانیت کو خوب آشکارا کیا۔

(۳) پایہ حریمین مجاہد آزادی علامہ رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ (۱۸۱۸ء-۱۸۹۱ء) جنہوں نے دور جدید میں غزالی و رازی کے مشن کو مزید جامعیت کے ساتھ نشر کیا اور عصر حاضر کے محققین کو یہ بتلا دیا کہ دوسرے مذاہب کی توہین کیے بغیر بھی ان کا تجزیاتی مطالعہ ممکن ہے۔

(۴) محافظ اسلام علامہ حافظ ولی اللہ کشمیری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۵۱ھ-۱۲۹۶ھ) جنہوں نے برطانوی ہندوستان میں پادریوں کی ناطقہ بندی کا فریضہ ادا کیا اور ہمارے ایمان کی سلامتی کا ایک ذریعہ بنے۔

(۵) مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء-۱۹۵۴ء) جن کی دعوت، طریقہ دعوت اور تبلیغ اسلام کا ایک باب ہماری تاریخ کا روشن مینار ہے، جنہوں نے دنیا کی سیاحت فرما کر کم و بیش ستر ہزار انسانوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا اور انہیں ان کی حقیقی منزل 'جنت' کا راستہ دکھایا۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

تقریظ جمیل

مفکر اسلام حضرت علامہ محمد قمر الزماں اعظمی دام ظلہ

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن،

بسم الله الرحمن الرحيم

اس وقت میرے زیر مطالعہ حضرت مولانا عنبر مصباحی کی نئی تصنیف ”اسلامی قوانین بائبل اور عصر جدید کے تناظر میں“ کا مسودہ ہے، اس کتاب میں مولانا موصوف نے اپنی دوسری مطبوعہ تصنیف ”بائبل میں نقوش محمدی“ کو دلائل اور حوالہ جات سے مزین فرما کر اسلامی قوانین کی عظمت اور کاملیت کو واضح فرمایا ہے۔

اسلام اور مسیحیت کے عہد نامہ قدیم و جدید کا تقابلی مطالعہ تو نسبتاً آسان تھا مگر عصر جدید کے قوانین اور سیکولر نظام کے تحت تشکیل پانے والے ہر دور میں تغیر پذیر قوانین کا تقابل اسلام کے غیر متبدل اور دائمی قوانین کے ساتھ خاصا مشکل کام ہے مگر مصنف موصوف اپنے وسیع تر مطالعہ اور خداداد فکری صلاحیتوں کی بنا پر اس مشکل مرحلے سے بہت کامیابی کے ساتھ گذر گئے ہیں اور بغیر کسی غیر ضروری تشریح و توضیح کے اسلامی قوانین کو ان کی اصل حیثیت سے پیش کر کے دلائل اور واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام ہی ہر دور میں معاشرتی ترقی، انصاف اور امن عالم کا ضامن ہے۔

یہ دراصل الجامعۃ الاشرافیہ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ مولانا موصوف نے اس کتاب میں کہیں شریعت مطہرہ کے قوانین سے انحراف نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی مقام پر جدید ذہن میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لئے معذرت خواہانہ انداز اختیار کیا ہے جیسا کہ بعض مستشرقین کے جواب میں لکھنے والوں کا طرز تحریر ہے۔ عصر حاضر کے قوانین کے مقابلے میں اسلامی قوانین کی برتری ثابت فرما کر مصنف نے ان تمام شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا ہے جو یہود و نصاریٰ اور نام نہاد مستغربین (مستغربین میری اپنی ایجاد

کردہ اصطلاح ہے) کی طرف سے اسلام کے حوالے سے پیش کئے جا رہے ہیں۔

ابتدائی ابواب میں مصنف موصوف نے اسلامی عقائد کے مقابلے میں تورات و انجیل کے عقائد کا جائزہ لیا ہے۔ عقیدہ توحید و رسالت، بعث بعد الموت وغیرہ کے دلائل بائبل سے دئے ہیں اور جہاں اسلامی عقائد سے اختلاف نظر آیا اس کی وضاحت کر دی ہے اور اس بات کی کامیاب کوشش کی ہے کہ توحید و رسالت کے باب میں بائبل اور دلائل سے عقیدہ اہل سنت و جماعت کو ثابت کیا جائے، مثلاً عصمت انبیاء، اختیارات رسل، ان کی تشریحی حیثیت اور ان کے علوم غیبیہ کی وضاحت وغیرہ۔

انہوں نے باب عقائد میں عقیدہ توحید سے انحراف کرنے والے مرتدین کی سزا کو بائبل سے ثابت کیا ہے جبکہ اس طرح کی سزاؤں کو وحشیانہ سزاؤں سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ عقائد کے علاوہ انہوں نے اس کتاب میں اسلامی نظام حیات کے ان تمام گوشوں کا احاطہ کیا ہے جن کا تعلق عبادات، معاملات، سماجی حقوق، حقوق انسانی، معاشرتی انصاف، عائلی قوانین، جزاء و سزا، حلت و حرمت، اخلاقی تعلیمات اور حدود و تعزیرات سے ہے۔

معاشرتی قوانین میں والدین کی نافرمانی، قتل عمد، قتل خطا، بے حجابی، مردوزن کا آزادانہ اختلاط، بغیر شادی کے جنسی تعلقات، بیویوں کا تبادلہ، عصمت دری، ہم جنسی اور بردہ فروشی جیسے جرائم جو آج مغربی معاشرے میں عام ہیں بلکہ بعض جرائم کو قانون کا تحفظ فراہم کر دیا گیا ہے اور یہ جرائم مشرقی ممالک میں بھی بہت تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ ان جرائم کی اخلاقی حیثیت اور ان کی اسلامی سزاؤں کو تورات و انجیل کے ساتھ عصر حاضر کے تناظر میں انتہائی خوبصورتی کے ساتھ مدلل طریقے سے پیش کیا ہے۔

مولانا عنبر مصباحی نے اسلامی حدود و تعزیرات کے حوالے سے قید و بند، کوڑوں کی سزا، موت، سنگساری، قطعید، قصاص، عضو انسانی پر تیزاب پھینکنے اور اہانت رسول علیہ السلام کی سزاؤں کا تفصیلی جائزہ لے کر بائبل اور عصر حاضر کے تناظر میں اسلامی قوانین کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے۔ آج کا المیہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی دینی تعلیم سے غفلت نے مسلم

دشمن قوتوں کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ وہ اسلام کی انتہائی غلط تصویر کشی کریں، اسی طرح میڈیا کے ذریعے الحاد و ارتداد کا ایک سیل رواں ہے جو مسلم آبادیوں کو بہالے جانا چاہتا ہے۔ اگر امت مسلمہ نے علم و عقل اور دلائل و براہین کی روشنی میں اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کی کوشش نہ کی تو دشمنانِ اسلام اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں بلکہ پوری دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام ایک غیر مہذب اور وحشت و بربریت کا مذہب ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کے خلاف جو بھی جارحانہ کارروائی کی جائے وہ اس کے مستحق ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی جائے، غیر حقیقی کارٹون بنایا جائے یا قرآن پاک کو جلایا جائے تو یہ سب صحیح ہے۔

افسوس یہ ہے کہ مسلم دنیا ان تمام سازشوں سے بے خبر ہے جس کی وجہ سے اسلام دشمن قوتیں اپنی سازشوں میں کامیاب نظر آتی ہیں۔

خدائے قدیر مولانا عنبر مصباحی کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اس کتاب کے ذریعے اسلام کا مثبت اور مؤثر دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ فجزاہ اللہ عنا و
عن جمیع المسلمین۔

خاکسار

محمد قمر الزماں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن

مانچیسٹر۔ انگلینڈ

05/03/2015

کلمات خیر

داعی کبیر فقیہ اسلام حضرت علامہ مفتی عبدالحمید رضوی اشرفی دام ظلہ

سرپرست عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے اسکی تعلیمات نوع انساں کے لئے آب حیات ہے۔ دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیمات میں ہے، جو اس کے دامن میں آیا دنیا و آخرت کی کامرانی پا گیا۔ مگر دنیا کی تمام قومیں اسلام کے مد مقابل ہیں بالخصوص یہود و نصاریٰ کے آسمانی کتب کے حامل ہونے کے باوجود ان میں سے ایک معتد بہ حصہ لاعلمی یا غلط فہمی کا شکار ہے تو بہت سے عناد میں اسلام کے سخت مخالف ہیں، انہیں ان کی معاندت کسی پہلو چین لینے نہیں دیتی، اسلام اور تعلیمات اسلام کے خلاف زہر افشانی بہتوں کا طرہ بن چکا ہے اور ایسے دانشوروں کا بہترین موضوع اسلام کا مذاق و استہزا اور اس کی بیخ کنی کی کوشش ہے۔ لیکن ان تمام تر امور کے باوجود ان کی مقدس مذہبی کتابیں جنہیں وہ بائبل کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جو ارباب کلیسا کے ہاتھوں ہزاروں تحریفات و تبدیلیات کے مرحلہ سے گذر چکی ہیں، اسلامی قوانین کی کھلے بند تصدیق کرتی ہیں۔ اسی کے ساتھ ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ بائبل کی قسمیں کھانے والے خود اس کی تعلیمات سے نا آشنا ہیں، تبدیلی بسیار کے باوجود اس کے صفحات بہت سے احکام و مسائل میں قرآن کے ہمنوا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے وہ مسائل جن کی بنیاد پر آزاد خیال، عقل محض کے پیروکار اور دانشوروں کا وہ طبقہ جو اسلام کے قوانین کو ظلم و جبر اور انسانیت کے خلاف بتاتے ہیں اگر وہ بائبل کا معالہ کر لیں تو ہرگز ان کی ہرزہ سرائی کا رخ قوانین اسلام کی طرف نہ ہو، مثلاً حجاب، اختلاط مرد و زن، عورتوں کی گواہی اور جماعت نماز، زنا کی سزا سنگساری، چوری کی سزا قطعید، قصاص وغیرہ، یہی احکام آج کی محرف بائبل کے صفحات میں ان کی نادانی پر تبسم

ریز ہیں۔ اس قسم کے اور مسائل ہیں جن کی تفصیل ”اسلامی قوانین بائبل اور دور جدید کے تناظر میں“ میں موجود ہے۔

مذکورہ کتاب نوجوان قلم کار، تقابل ادیان کے بہترین محقق مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی کی تصنیف ہے، مصنف ابھی علامہ فضل حق خیر آبادی کی مدفن سرزمین جزیرہ انڈمان نکوبار میں خدمت دین میں مشغول ہیں۔ مذکورہ کتاب کا مسودہ مولانا افرورز رضا مصباحی لے کر آئے، عناوین دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، عقائد و عبادات، سماجی و معاشرتی قوانین، غذائی و معاشی احکام، ازدواجی، اخلاقی اور تعزیریاتی قوانین تک کا احاطہ کیا ہے۔ چند ابواب دیکھے ہر باب قرآن و حدیث کے ساتھ بائبل کے حوالوں سے مزین ہے، عصری تجزیات اور یورپ و امریکہ کی سرکاری و غیر سرکاری سروے رپورٹوں سے اسلامی قوانین کی حقانیت اس پہ مستزاد ہے، مصنف کی یہ تیسری کاوش ہے، اس سے قبل دو کتابیں ’اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ اور بائبل میں نقوش محمدی ﷺ‘ اہل علم و دانش سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع اور پیشکش کا حسین نذرانہ ہے۔ پڑھنے کے بعد قاری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ورد نہ کرے تب بھی کم از کم اسے یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں رہے گا کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے۔

مصنف نے جزیرہ میں ساحل سمندر پر بیٹھ کر اردو دنیا سے دور رہ کر بھی اہل علم بالخصوص تقابل ادیان کا شوق رکھنے والوں کے لئے نایاب تحفہ نذر کیا ہے، کتاب میں بتایا گیا ہے کہ دور جدید کے مسائل کا حل تعلیمات اسلام میں موجود ہے اور بائبل کے صفحات اس کے مؤید و ہمنوا ہیں جبکہ دنیا بھر کے حالات اس بات کے شاہد ہیں کہ اسلامی قوانین میں تمام پریشانیوں کا حل موجود ہے۔ کچھ یہود و نصاریٰ کو اسلام سے خار ہے، اگر وہ اپنی مذہبی کتابوں پر بھی عمل پیرا ہوتے تو دنیا آج ہزاروں لائیکل مسائل حل کرنے میں کامیاب ہوتی مگر انہیں ڈر ہے کہ اس سے اسلام کی حقانیت ثابت ہوگی، جن قوانین کو لے کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ان پر عمل ہو تو انہیں اپنے آپ کو جھٹلانا ہوگا لہذا نہ قرآن کو

مانتے ہیں نہ بائبل ان کے لئے قابل اتباع ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہر حال میں سرخروئی ہے۔

یہ کتاب ہر مسلمان بلکہ غیر مسلم کے لیے بھی قابل مطالعہ ہے، بالخصوص تقابل ادیان کا ذوق رکھنے والوں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کو مختلف زبانوں میں ڈھالا جائے اور ہر مسلم و غیر مسلم کی نظر اس طرح کی کتابوں پہ پڑے، یہ کتاب ان لوگوں کے لئے مینارہ نور ثابت ہوگی جو اسلام کی آفاقی تعلیمات اور قوانین کے انسانیت مخالف ہونے کا ذہن رکھتے ہیں، بہت سے سوالات۔ جو عموماً ماذہنوں میں کلبلاتے رہتے ہیں۔ کے جوابات اس کتاب میں موجود ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ مصنف کو دین و دنیا کی برکات سے خوب خوب نوازے، اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت کا جذبہ سدا بہار رکھے، علم و فضل عطا کرے۔ کتاب کو مقبول عام فرمائے، ریب و تشکیک، گمراہی و اندھیروں میں بھٹکنے والوں کے لئے رہنما، متلاشی حق کے لئے رہبری کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ



عبدالحلیم رضوی اشرفی

شانقی نگر، ناگپور، مہاراشٹر (ہند)

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ بمطابق ۱۸ فروری ۲۰۱۵ء

تقریظ جلیل

خیر الاذکیا صدرالعلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام الظل
ناظم تعلیمات: الجامعہ الاشرافیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی۔ (ہند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامد او مصلیا و مسلما

عزیز گرامی مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا بیش تر حصہ میری نظر سے گذر چکا ہے۔ اس سے قبل ”بائبل میں نقوش محمدی“ پر اپنے تاثرات صرف فہرست پڑھ کر اور کچھ ورق گردانی کر کے لکھ دیے تھے۔

ان کی جاں فشانی و عرق ریزی کا یہ تیسرا نقش جمیل ہے جو اسلامی قوانین پہ لاف زنی کرنے والوں کو سامنے رکھ کر مثبت ہوا ہے۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اسلام کے جن قوانین پر حرف گیری ہو رہی ہے وہ بائبل میں بھی موجود ہیں، مگر یہ عجیب بات ہے کہ بائبل پر تو ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیا جاتا ہے اس کے تقدس کا اعلان کیا جاتا ہے اور قرآن کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں انصاف کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کی زبان و قلم سے انصاف کا خون اور مسلسل خون ہی خون۔ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔

مولانا کی سعی جمیل اس وقت بار آور ہوگی جب بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ ملے اور چراغ ہدایت گل کر کے اندھیرا پھیلانے والے اپنی ظلمت فشانی سے باز آئیں یا اپنی سعی مذموم پر ندامت ہی کا احساس کریں یا کم از کم ان کی معاندانہ روش غلط ابلاغ کے شکار ناواقفوں اور حق طلب انصاف پسندوں کے سامنے طشت از بام ہو جائے۔ میں رب کریم کے فضل و کرم سے امید رکھتا ہوں کہ یہ سعی محمود ضرور بار آور ہوگی۔ خدا نے چاہا تو اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے اور کتاب اردو کی طرح دوسری زبانوں میں بھی شائع ہو کر اپنا اثر دکھائے گی۔

رب تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبول سے نوازے، اس کی افادیت بیش از بیش بنائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس کے ذریعہ راہ حق و صداقت نصیب فرمائے۔ و ما ذلک علیہ بعزیز ۵ وہو علی کل شیء قدير

۱۲۷ / صفر ۱۴۳۶ھ

۲۱ / دسمبر ۲۰۱۴ء یک شنبہ

محمد احمد مصباحی

رکن الجمع الاسلامی مبارک پور

و ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرافیہ مبارک پور

تاثرات

شہزادہ رئیس القلم مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی قادری حفظہ

پروفیسر لون اسٹار کالج، ہیوسٹن امریکہ

ہم یہ نہیں کہتے کہ بائبل میں جو کچھ ہے، وہ سب کا سب بے بنیاد ہے اور یہ بھی نہیں کہ سب کا سب وحی الہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح دور جدید کے خود ساختہ قوانین، دفعات اور ضابطے نہ تو تمام تر انسانیت کے لیے بے کار ہیں اور نہ ہی سب کے سب مفید و کارآمد، اس لیے بائبل اور دور جدید کے مروجہ قوانین میں کچھ باتیں ایسی مل جائیں، جو اسلامی قوانین سے ہم آہنگ ہوں، تو یہ مقام حیرت و استعجاب نہیں، تاہم برسوں کی محنت شاقہ، ورق گردانی اور تفکرات و تدبرات کے نتیجے میں متذکرہ تینوں حوالے سے تقابلی مطالعہ کر کے دونوں پہلو ایک جگہ جمع کر دینا، قابل حیرت و استعجاب ضرور ہے۔ یہاں پہنچ کر کہنے دیا جائے کہ حضرت مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی نے زیر نظر کتاب میں یہ فرض کفایہ بحسن و خوبی ادا کیا ہے۔

عنبر مصباحی نے عقائد سے لے کر معاشی، سماجی، معاشرتی، غذائی، ازدواجی، اخلاقی اور تعزیریاتی قوانین کے پس منظر میں اسلام، بائبل اور دور جدید کے مروجہ ضوابط کے درمیان تقابلی مطالعہ کی ایک اجمالی تصویر قارئین کے سامنے رکھنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس درمیان وہ کہیں تو متضادم نظریات اور باہمی تضادات کی حیرت انگیز تصاویر پیش کرتے ہیں اور کہیں ہم آہنگی اور جزوی یکسانیت سے بھی پردہ اٹھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے بائبل کے اقتباسات پیش کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ ان کے یہاں خدا کی وحدانیت کا تصور موجود ہے، تاہم دوسرے مقامات پر ایسے اقتباسات بھی پیش کیے ہیں، جن سے شرکاء الوہیت کے بے سرو پا عقائد کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

موصوف نے کہیں کہیں بڑے دلچسپ پیرایہ بیان میں گفتگو کی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہتے ہیں کہ بائبل میں جہاں کہیں بھی نگاہ پڑتی ہے، تو اللہ رب العزت کے حوالے

سے ہونے والی بات ضمیر مفرد کے ساتھ ہے، جب کہ قرآن مقدس میں اللہ رب العزت نے اپنے لیے ضمیر مفرد سے بھی کلام کیا ہے اور ضمیر جمع سے بھی۔ مولانا کے خیال میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ رب العزت کے علم میں ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنے والے ضمیر جمع کے مستعمل ہونے کے باوجود کبھی بھی عقیدہ توحید سے روگردانی نہیں کریں گے، اس لیے قرآن مقدس میں ضمیر مفرد کے ساتھ ساتھ ضمیر جمع کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا گیا، جب کہ بائبل پر یقین رکھنے والے شرکائے الوہیت کے قائل ہو جائیں گے، اسی لیے بائبل میں ہر جگہ ضمیر مفرد کا استعمال کیا گیا ہے، تاکہ یہ بات خود ان کے خلاف بھی حجت ہو جائے۔

بہر کیف، مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ زیر نظر کتاب علمی دنیا میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ خیال تھا کہ امعان نظر سے پوری کتاب پڑھ کر ہی اظہار خیال کرتا، لیکن گونا گوں مصروفیات کی وجہ سے وقت نہ مل سکا۔ اب جب کہ یہ کتاب طباعت کے مرحلہ میں داخل ہونے والی ہے، تو وعدہ خلافی کے خوف سے بعجلت تمام یہ چند سطرے پیش نظر ہیں۔



ہیوسٹن امریکہ

۹ جنوری ۲۰۱۵ء

گفتنی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کتاب کی تالیف کے وقت راقم کا مرکزی منصوبہ یہی تھا کہ اسلام اور مسیحیت کے علاوہ امریکہ و یورپ سے متعلق زیادہ سے زیادہ صفحات کو زیر مطالعہ لایا جائے اور وہاں کی سوسائٹی کا ایک تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تاکہ دور جدید میں اسلامی قوانین کی ضرورت و افادیت کے حوالے سے واضح پہلو اتنا روشن ہو کر سامنے آئے جسے دنیا کا بڑا سے بڑا محقق بھی جھٹلانے کی زحمت اٹھانے کی کوشش نہ کرے۔ ہم اپنے اس مقصد میں کس حد تک کامیاب ہیں یہ فیصلہ تو قارئین کو ہی کرنا ہے مگر ہمارا دل مطمئن ہے کہ ہماری محنت رائیگاں نہیں گئی۔ اس کتاب کی تصنیف کا کام جوں جوں آگے بڑھتا رہا نظام مصطفیٰ ﷺ اور آئین قرآنی پہ ایمان اسی طرح مضبوط ہوتا رہا، بہت سی ایسی چیزیں جن کا تصور بھی ہمارے لیے ناممکن تھا، ہماری مددگار بن کر کھڑی ہو گئیں۔ غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے بہت سے ایسے الفاظ اور جملے سننے، پڑھنے اور نقل کرنے کو ملے جنہیں ہم کھل کر نہیں لکھ سکتے تھے۔ یہ سب نصرت خداوندی رہی جو ہمارے لیے سایہ بن کر کھڑی رہی۔

شروع میں تو منصوبہ یہی تھا کہ صرف اسلام اور مسیحیت کا تقابلی جائزہ پیش کر دیں مگر پھر خیال آیا کہ اگر دور جدید کے ترقی یافتہ ممالک کا سروے اور تجزیہ بھی شامل کیا جائے تو مزید جامعیت پیدا ہوگی جو زیادہ اثر انداز ہوگی۔ پھر اس کے لیے مختلف اخبارات و رسائل اور تجزیات نیز سروے رپورٹوں کا مطالعہ شروع کیا گیا، اس سلسلے میں انڈمان میں رہنے کے نقصان (اردو اخبارات کی غیر موجودگی) کا مثبت فائدہ یہ ملا کہ انگریزی اخبارات کا مطالعہ مجبوری بن کر رہ گیا جس نے اس کتاب کی معنویت میں بڑا اہم رول نبھایا ہے۔

ہم نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ اردو الفاظ کو رسم الخط کے مطابق ہی تحریر کیا جائے، البتہ! بائبل کے اردو ترجموں میں بائبل سوسائٹی ہند بنگلور (ہند) والوں کے ذریعے

رانج رسم الخط کے خلاف نقل کیے گئے الفاظ (مثلاً کرونگا، جاؤنگا، سنونگا، جاییگا، سنئے، دیکھئے، کیلئے وغیرہ) کو ہم نے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے اردو بائبل میں ہیں۔

استاذ محترم علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ نے تقریباً پوری کتاب کا مطالعہ فرمایا ہے، اور جہاں تک ممکن ہو سکا انہوں نے تصحیح بھی فرمائی ہے، البتہ! بعض اضافات اور کچھ ترمیمات ایسی ہیں جو ان کی نظر ثانی کے بعد کی گئی ہیں۔ بلا مبالغہ عدیم الفرستی کے حالات کے باوجود حضرت نے جس طرح وقت کی قربانی دی ہے، وہ ہماری توقعات سے بڑھ کر ہے، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دراز فرمائے اور امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اخبارات / انٹرنیٹ کے جتنے بھی حوالے دیے گئے ہیں وہ سب ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ اخبارات کے اصلی و عکسی صفحات جبکہ انٹرنیٹ صفحات کی پی ڈی ایف فائلیں۔ انٹرنیٹ مواد کو محفوظ کرنے کے لیے گوگل کروم کے پرنٹ آپشن کا سہارا لے کر فائلوں کو اس طرح محفوظ کیا گیا ہے کہ مواد کے ساتھ مکمل انٹرنیٹ پتہ (URL) بھی محفوظ ہو گیا ہے، جس پر ایک کلک سے آپ متعلقہ صفحات تک پہنچ جائیں گے بشرطیکہ مالکوں نے انہیں حذف نہ کیا ہو۔ ویسے عام طور پر اقتباسات امریکہ و یورپ اور دیگر ترقی یافتہ و ترقی پذیر ملکوں کی سرکاری و غیر سرکاری ایجنسیوں کے سروے رپورٹوں اور اخبارات سے لیے گئے ہیں، پھر ان میں مزید پختگی پیدا کرنے کے لیے حوالوں کی کثرت کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، اکثر و بیشتر اقتباس تین یا زائد حوالوں سے مزین ہیں۔ عموماً دیے گئے حوالہ جات میں اقتباس کے نیچے دیے گئے اولین حوالوں سے ہی مطلوبہ پیرا گراف نقل کیے گئے ہیں، بقیہ حوالوں میں الفاظ ہو بہو مل جائیں یہ ضروری نہیں ہے، اشتراکِ مواد کی وجہ سے تقویت کے لیے ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم خوشی کے ان لمحات کو محسنوں کو فراموش کرنے کے لیے استعمال کریں اور ان کا ذکر کیے بغیر گذر جائیں۔ یہ کتاب خاص کر ان سرپرستوں، اساتذہ

اور دوستوں کی یاد دلاتی رہے گی جن سے ہم نے کسی بھی طرح کا علمی استفادہ کیا یا انہوں نے ہماری شخصیت کی تعمیر میں کسی بھی طرح حصہ لیا۔ اللہ ان سب کو تادیر باقی رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ جنت میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بحق سید المرسلین ﷺ

ایک خاص نقطہ جو بار بار گردش کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ۹۵ فیصد کریڈٹ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو جاتا ہے؛ اساتذہ، سرپرستوں اور حوصلہ افزا دوستوں میں اکثر کا جامعہ اشرفیہ سے علمی تعلق ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ جامعہ اشرفیہ کی بے شمار خدمات میں ایک چھوٹا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے قوم کو دور جدید کے ہتھیار سے لیس ”اسلامی قوانین بائبل اور دور جدید کے تناظر میں“ عطا کیا ہے، اب یہ وقت کے سپہ سالاروں پہ منحصر ہے کہ وہ ”فکری جنگ“ کے میدان میں اس کا کس طرح استعمال کرتے، دنیا کی کتنی زبانوں میں اس کا ترجمہ کرواتے اور ارباب فکر و دانش کی محفلوں میں اسے پہونچانے کے لیے کون سے طریقے اختیار کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ سے التجا ہے کہ تمام علمائے حق کا سایہ دراز سے دراز تر فرمائے، اس کتاب کو امت مسلمہ کی دنیوی و دینی خوشحالی اور اسلام کی سر بلندی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب مسلمانوں کو ایک اٹوٹ لڑی میں پرودے۔ آمین! بجاہ سید العالمین ﷺ!



جاوید احمد عنبر مصباحی

حنفی دار الافتاء و القضاء

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی اخوت کی جہاں گیری، محبت کی فراوانی ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا امریکہ و یورپ کا معیار زندگی اور سامان تعیش بہت بلند ہے، وہ علم دوستی میں لائق تعریف ہیں، دنیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ کہلاتے ہیں اور چاند پہ کمندیں ڈال رہے ہیں، اور ان باتوں کے لیے ہم وہاں کے بھائیوں کو ضرور مبارک باد دینا چاہیں گے جس کے بجا طور پہ وہ مستحق بھی ہیں۔ مگر خوشحالی کے ساتھ امریکی و مغربی معاشرہ کی پریشانیاں بھی زیادہ ہیں اور غم کی پرچھائیاں بھی وہاں غریب ملکوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں۔ خاندانی خوشی کا تصور مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ بچوں میں جرائم کا گراف بڑھ رہا ہے، عصمت دری اور جنسی زیادتی تو اس قدر عام ہو چکی ہے کہ وہاں کے عوام یہ کہنے پہ مجبور ہیں کہ جو چیز بہت زیادہ رائج ہو جاتی ہے اس کی طرف دھیان نہیں دیا جاتا اسی لیے ہمارے معاشرہ میں جنسی زیادتی کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ شریک حیات سے وفاداری کی شرح بھی کافی کم ہو چکی ہے بلکہ 'نہیں' کی حد تک پہنچنے والی ہے، جھنجھلاہٹ اور ڈہنی دباؤ کا گراف کافی بڑھ رہا ہے، خودکشی کا فیصد بھی بہت زیادہ ہے۔ طلاق کا تناسب تو اتنا بڑھ گیا ہے کہ تاریخ کا ہر ریکارڈ ٹوٹ چکا ہے۔ المختصر پیسہ کے بہاؤ اور اسباب آسائش کی فراوانی کے باوجود خوشی اور بالخصوص خاندانی خوشی امریکہ و یورپ کی فضاؤں سے روٹھ چکی ہے۔ کیوں؟؟؟ اس سوال کے تفصیلی جواب کے لیے آپ کو شروع سے اخیر تک اس کتاب کو پڑھنا ہوگا، انشاء اللہ مطالعہ کے بعد آپ بھی ہماری رائے اور ہمارے تجزیہ سے اتفاق کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جبکہ اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور مغربی سلطنتیں اسلامی قوانین سے دور ہیں۔

سائنسی میدان میں پیش قدمی نے انسانوں کو بہت سی آسانیاں فراہم کی ہیں، بہت سی چیزوں کا طریقہ بدل گیا ہے، سائنسی ایجادات نے مشکلات کی پشت پہ سوار ہو کر وسعتوں کا ایک بڑا دروازہ کھول دیا ہے، بلکہ یہ کہا جائے کہ نظام زندگی بدل کر رکھ دیا، یہ بہت خوش آئند بات ہے

جس کی ہر سو تعریف ہو رہی ہے۔ مگر ہر دور اور ہر زمانہ میں موقع پرستوں اور ابن الوقتوں کی جانب سے ابنائے زمانہ کی کامیابیوں کو غلط مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی ایک روایت رہی ہے، جس پہ چلتے ہوئے اس دور میں مٹھی بھر یہود و صلیب پرستوں نے اسلام مخالف ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس کے لیے جدید ذرائع ابلاغ کا ہر ممکن طریقہ سے ناجائز استعمال کیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے ذہن و فکر میں اسلام کے متعلق یہ شبہ بیٹھ گیا کہ اسلام ترقی، جدت پسندی، مساوات و برابری، تعظیم نسواں، احترام انسانیت، حقوق آزادی اور جدید علوم و فنون کا سخت مخالف ہے۔ اسلام ترقی کا دشمن، عورتوں کے حقوق کا غاصب اور سائنسی ایجادات سے متنفر ہے۔ اس طرح کی باتوں کو اتنی شدت سے پھیلا یا گیا کہ لوگوں نے معمولی سا غبارہ جس کو پھوڑنے کے لیے ایک دو سالہ بچہ کی انگلیاں کافی ہیں، اسے لوگوں نے مضبوط فٹ بال گمان کر لیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ موضوعات شہرت و دولت کمانے کا عظیم ذریعہ بن گئے۔ اسلام کو خوب تختہ مشق بنایا گیا اور بنایا جا رہا ہے۔ یورپ و امریکہ میں سالانہ اسلام مخالف ہزاروں کتابیں لکھی اور بیچی جاتی ہیں اور یہ ایک بڑا کاروبار بن چکا ہے۔ لفظی مٹھاس اور جاذب نگاہ نعروں سے عام لوگوں خاص کر خواتین کو خوب بہلایا اور بہکایا گیا، سیپ کی حفاظت کے لیے بنے اسلامی قوانین کو عورتوں کو غلام بنانے کی تحریک کا نام دیدیا گیا، ہر وہ چیز جس کو اسلام منع کرتا ہے اسے شدت سے پھیلا یا گیا، اور صرف اسلام دشمنی میں حوا کی بیٹیوں کو بے لباس کر دیا گیا۔ انہیں بے لباس گھومنے، ٹہلنے اور اسی حالت میں تنہا ساری دنیا کی سیر کرنے کا حوصلہ دیا گیا۔ پالیسی یہی تھی کہ جب برہنہ امریکی و مغربی خاتون دنیا کے حصوں میں گھومیں گی تو مقامی کلچر پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے، ثقافتی پروگرام اور کھیلوں کے یونیفارم کے نام پہ عورتوں کے سر سے تاج عصمت اور چادر عزت کو چھین لیا گیا، انہیں احساس تھا کہ اسلام پسند ضرور اس طرح کے کاموں کے خلاف اپنی آواز بلند کریں گے جو انہیں یہ ثبوت فراہم کرے گا کہ اسلام عورتوں کو غلام بنانے کی تحریک کا نام ہے۔ ان کی امید کے مطابق وہی ہوا جو وہ سوچتے تھے۔ علما سے سوالات کیے گئے، انہوں نے فتویٰ دیا اور انسانی فطرت کے متعلق حقیقتوں کو واضح کیا جس کو منفی پروپیگنڈوں کے لیے جی بھر کر استعمال کیا گیا۔ حالانکہ اسلام کی یہ وہ باتیں ہیں جنہیں غلط ثابت کرنا خود اپنے وجود پہ سوالیہ نشان لگانا ہے۔

اسلام دشمنی میں ہر چیز کا معیار بدل کر رکھ دیا گیا، ہر وہ چیز جس کا انتساب اسلام اور مسلمانوں کی طرف ہے انہیں فرسودہ اور رجعت پسند بتایا جا رہا ہے، اور بڑی سے بڑی پریشانی کا حل اگر اسلامی اصولوں میں پایا گیا تو بھی اسے اسلامی ہونے کی بنیاد پہ ضد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کا نفاذ نہ کر کے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو موت سے ہمکنار ہونے کا راستہ کھلا رکھ چھوڑ دیا گیا۔ مگر اس بے جا ضد اور ناہوش رہا ہٹ دھرمی کی عمر بہت کم رہ گئی ہے، عورتوں کی بے لباہی والے جس سسٹم پہ اسلام دشمنوں کو ناز ہے ان کے آقاؤں کی زبانیں اب اس طرح کے الفاظ نکالنے پہ مجبور ہیں:

"Crime against women can't be prevented" (www.ibnlive.com, June 05, 2014)
(http://ibnlive.in.com/news/tell-people-raising-questions-on-rapes-in-up-to-stay-in-delhi-mulayam/476889-3-242.html)

”خواتین کے خلاف جرائم کو نہیں روکا جاسکتا ہے۔“

یہ شہد بھارت کی انتہا پسند سیاسی جماعت بی جے پی کے لیڈر اور ریاست مدھیہ پردیش کے وزیر داخلہ بابولال گورکا ہے، یہ بیان انھوں نے اس وقت دیا جب مئی اور جون ۲۰۱۴ء کے مہینوں میں بھارت کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کے مغربی حصہ میں جو قومی راجدھانی دہلی سے ملا ہوا ہے، عورتوں کی عصمت دری کے بعد درختوں سے لٹکا کر موت کے گھاٹ اتار دینے کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ متاثرہ ریاست کے وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو اور ان کے والد ملائم سنگھ یادو جھنجھلاہٹ کے شکار تھے تو ان کی کٹر سیاسی مخالف پارٹی بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر مدھیہ پردیشی وزیر داخلہ بھی یہ ماننے پہ مجبور تھے کہ حکومت کچھ نہیں کر سکتی ہے، ہاں! اگر وہ کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ کہ وہ پولیس کو رپورٹ لکھنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

جون ۲۰۱۴ء میں مہاراشٹر (ہند) کے وزیر داخلہ آر آر پاتل نے حق بات صاف الفاظ میں کہنے کی جسارت دکھائی ہے:

"Maharashtra Home minister R R Patil blamed nudity in mass media for the rising sexual crimes against women and said even deploying policemen in every household will not help since a majority of rapes happen within the confines of home."

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

”مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاتل نے ماس میڈیا (ٹی وی و ریڈیو اور اخبارات و رسائل

وغیرہ) میں بڑھتی ہوئی عریانیّت و ننگاپن کو عورتوں کے خلاف جرائم کے لیے ذمہ دار گردانتے ہوئے کہا کہ اگر ہر گھر میں ایک پولس تعینات کر دیا جائے تو بھی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ زیادہ تر حادثات گھر کی چار دیواری کے اندر ہوتے ہیں۔“

گھر کی چار دیواری کے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے آر آر پاتل نے مہاراشٹر اسمبلی میں کہا:

"If a father doesn't behave like a father and a brother doesn't behave like a brother, then we are looking at making separate provisions in the laws to act against such people. In such a situation what can police do?"

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

”اگر باپ اور بھائی کا رویہ باپ اور بھائی جیسا نہ ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے؟ اس طرح کے لوگوں سے نپٹنے کے لیے ہم قانون میں الگ شق کے اضافہ پہ غور کر رہے ہیں۔“

آج ساری دنیا کے حکمرانوں کے پاس صرف دو راستے رہ جاتے ہیں (۱) اسلامی قانون کو کلیئہ یا اکثریہ عمل میں لائیں اور سلامتی پائیں یا پھر (۲) اپنی ضد پہ ڈٹے رہیں اور اپنی قوم کی اجتماعی خودکشی کے لیے راستہ ہموار کریں۔

امریکی چیف جسٹس جان رابرٹس کو یہ کہتے ہوئے کسی طرح کی خفت محسوس نہیں ہوئی:

"The Principles of America's "founding father" still apply in the 21st century" (The Hindu Daily, Kolkata, India, June 27, 2014, P. No.10)

”امریکہ کے تاسیسی باپو (جارج واشنگٹن ۱۷۳۲ء-۱۷۹۹ء) کے اصول آج اکیسویں صدی میں بھی کارگر ہیں۔“

مگر خدا کے بنائے آئین کو فرسودہ قرار دینے والے جانبدار امریکیوں سے یہ سوال کرنے کی ہمت کسی مسلم حکمران میں نہیں ہے کہ جب انسان کا بنایا ہوا ضابطہ تین صدی بعد بھی قابل انطباق ہے تو پھر خدا کے اصول کو کیسے ریٹائر قرار دیا جائے؟؟

جہاں تک ہمارا تجزیہ ہے، دور جدید میں ہم مسلمانوں نے دعوت و تبلیغ کا کام ہی نہیں کیا ہے، چند ایک تنظیموں کو چھوڑ کر جن کے وسائل بھی بہت محدود ہیں، اسلام پسندوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ جس جدید انداز اور عصری اسلوب میں ہمیں کام کرنا چاہئے اس طرح ہوتا ہی نہیں ہے، اور یہی وجہ ہے کہ دور جدید کے بہت سے غیر مسلم بھائیوں کا ذہن اسلام کے

متعلق منفی بن چکا ہے کیوں کہ انہوں نے اسلام کو جارج سیل، پطرس متعصب اور ولیم مور وغیرہ کی نگاہوں سے دیکھا ہے اور یہ تو آپ سبھی جانتے ہیں کہ نگاہ بدلتی ہے تو منظر بدل جاتا ہے۔ آج بھی جارج سیل کا ترجمہ قرآن و اسلام پر تحقیق کرنے والوں کے لیے عظیم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے جس کا نتیجہ سامنے ہے۔ دور جدید کے وہ اسکالرز جو اسلام کے درخت کو اپنے تیشہ کا نشانہ بناتے ہیں ان میں سے ۱۵۰ فیصد سے زیادہ افراد کے پاس صرف وہ چشمہ پہنچا ہے جسے لگا کر یہ منظر نظر آتا ہے کہ اسلام وہ بے پھل پیڑ ہے جس کی شاخوں میں اب پتے بھی نہیں رہے، اور ظاہر ہے کہ اس طرح کے درختوں پہ کلہاڑی چلانے کے لیے اگر مزدوری زیادہ ملے تو انسانی جبلت بڑی آسانی سے راضی ہو سکتی ہے۔ زمانہ شناسی کا فن بھی ہم بھولتے جا رہے ہیں، جدید وسائل کے استعمال سے ہم میں نہایت قلیل لوگ واقف ہیں اور جو واقف ہیں ان کے پاس بھی سرمایہ نہیں ہے۔ اسلام کے کسی گوشہ پہ ایک شبہ یا اعتراض ریڈیو، ٹیلی ویژن یا انٹرنیٹ پہ کیا جاتا ہے اور ہم اپنے احباب کے حلقوں میں اس کا جواب دیدیتے یا اسٹیج لگا کر دوچار تقریریں کر لیتے ہیں جس کے ۹۹ فیصد سامعین مسلمان ہوتے ہیں یا اور زیادہ کر لیا تو مقامی زبان اور قدیم اسلوب میں دس صفحہ کا ایک مضمون لکھ کر ہزار دو ہزار کی تعداد میں شائع کر دیا۔ اگر آپ غور کریں تو اس میں وقت، انرجی اور پیسہ سبھی کا اچھا خاصا استعمال ہوا مگر نتیجہ برآمد نہیں ہو سکا۔ اگر اس کی جگہ ٹیلی ویژن چینل، ریڈیو اور انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہوئے جدید اسلوب میں جواب دیا جائے تو خرچہ ۹۰ فیصد کم جبکہ فائدہ ۱۰۰۰ گنا زیادہ ملے گا۔

بہت سے سلگتے ہوئے مسائل جن پر جدید ذہن میں مختلف طرح کے اشکال ڈالے جاتے ہیں، ہم نے انہیں بھی شامل کرنے اور ان کے تسلی بخش جوابات دینے کی بھرپور کوشش کی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کے عناوین کا احاطہ ہو جائے تاکہ اس کتاب میں اسلام کی حقانیت پہ مشتمل دلائل مسلم اور مسیحیوں کے علاوہ ملحدوں اور دوسرے دھرم پہ ایمان رکھنے والوں کو بھی اس موڑ پہ لاکھڑا کریں جہاں ان کے پاس اسلام کی تصدیق کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ رہ جائے۔

ہمارے عقیدے کے مطابق توریت و انجیل اور زبور و دیگر صحائف انبیاء علیہم السلام جن کے متعلق عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ بائبل میں شامل ہیں، وہ اللہ کی جانب سے مقدس و

معصوم انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف نازل کیے گئے تھے۔ ان میں توحید، نبوت و رسالت، عبادت و اطاعت، حسن معاشرت، نظام حکومت وغیرہ یعنی مکمل نظام زندگی کا بیان تھا مگر وقت کے ناتر انسانوں نے ان میں اپنے دست و قلم کا بے جا استعمال کیا۔ کہیں سے کچھ گھٹایا تو کسی مقام پر کچھ بڑھا دیا۔ اپنی دنیوی حاجت اور ذہنی ضرورت کے حساب سے ان میں ترمیم و ترمیم کا عمل جاری کیا۔ کسی کتاب کے مختلف ایڈیشن (Different Versions) میں کمی بیشی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مصنف یا اس کے وارث یا حذف و اضافہ کا حق رکھنے والے اشخاص وقت اور حالات کے بدلتے تقاضوں کی بنیاد پر کمی بیشی کرتے رہتے ہیں تاکہ کتاب اور قلمی مواد زمانہ سے ہم آہنگ رہے، ایسے نسخہ کو انگریزی میں ”Contemporary Version“ کہا جاسکتا ہے۔ یعنی موجودہ زمانہ کا ایڈیشن۔ یہ ایک خوبی اور زندہ قوم کی نشانی ہے کہ وہ اپنے پیش روؤں (Predecessors) کو ان کی قلمی خدمات کی روشنی میں ہمیشہ یاد رکھتی ہے اور ان کے خیالات و افکار کو زمانہ سے ہم آہنگ رکھتی اور Up-date کرتی رہتی ہے۔ لیکن یہی انسانی خوبی ایک آسمانی کتاب کے لیے زہر ہلاہل ہے۔ ایک انسان جب کوئی کام کرتا ہے تو وہ صرف چند سالوں کو پیش نظر رکھ کر اسے تیار کرتا ہے اور اس کا ذہن بمشکل سو دو سو سال کے حالات کا اندازہ کر پاتا ہے اور اس سے آگے جانے سے عاجز و بے بس رہتا ہے مگر خدا کا معاملہ بالکل جدا و نرالا اور روشن و اجالا ہے۔ مثلاً انسان کے بنائے ہوئے دماغ (Computer) میں اب تک ہزاروں تبدیلیاں آچکی ہیں اور ہزاروں آئیں گی مگر خدا کے بنائے ہوئے انسانی دماغ میں کسی طرح کی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو ایک مکمل دماغ دیا جس سے ان کی اولاد آج بھی استفادہ کر رہی ہے اور مستقبل میں بھی فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ خدا کو بناوٹ میں کسی طرح کا تغیر کرنے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ خدا کی تخلیق ہر زمانہ سے ہم آہنگ ہوتی ہے اُسے Up-date کرنے کی حاجت نہیں پڑتی ہے۔ ہم بائبل کے درجنوں نسخے دیکھ کر حیرت زدہ ہیں کہ ایک آسمانی کتاب اور اس کے دسیوں Version؟ اور وہ بھی سب خدا کے نام پر۔ آخر خدا کی کتاب کو بار بار ”Update“ کرنے

کی ضرورت کیوں پڑ رہی ہے؟؟ اسی خدا کی طرف سے اترنے والا قرآن مجید بھی ہے جو ایک نقطہ کی تبدیلی کے بغیر آج بھی زمانے سے ہم آہنگ ”Contemporary“ ہے اور سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی سے اس کی حقانیت و ربانیت مزید روشن ہوتی جا رہی ہے۔ بائبل میں شامل کتابوں اور مضامین کی ایک کثیر تعداد وہ ہے جو ہمارے عقیدہ کے مطابق بھی آسمان سے نازل شدہ ہیں، یہ ایک دوسری بات ہے کہ وہ سو فیصد قابل اعتبار نہیں رہیں، قرآن اور بائبل میں بہت سی باتیں یکساں ہوں۔ قرآن نے تو اس بات کو کھول کر بیان کیا ہے کہ بہت سے معاملات بالخصوص بنیادی مسائل مثلاً توحید، نبوت و رسالت، عدل و انصاف، تصور آخرت، ازدواجی احکام، معاملات کے بنیادی اوامر و نواہی وغیرہ میں تورات و انجیل اور زبور قرآن کے موافق ہیں۔ اور چاروں آسمانی صحیفوں میں ان امور کے متعلق بہت حد تک یکساں احکام ملیں گے۔ اس نظر سے جب ہم نے بائبل کی تحقیق کی تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا۔ سو سے بھی زیادہ جگہوں پر توحید الہی کا بیان، تقریباً چالیس مقامات پر رشوت کی مذمت و برائی، دسیوں مرتبہ شراب کی برائی و نقصانات کا تذکرہ، تقریباً سو مقامات پر زنا و جسم فروشی کی حرمت و قباحت کا ذکر، یورپ کی جدید تہذیب Wife-Swapping اور Live in Relationship کی حرمت کا واضح انداز میں تذکرہ۔ دس سے زائد مرتبہ ختنہ کے لزوم کا بیان، دسیوں صفحات پر شادی کے بغیر رشتوں کی قباحت و حرمت کا بیان، دس سے زائد مقامات پر سود کی برائی کا ذکر، کئی ایک مقام پر حجاب کا حکم۔ یہ وہ اسلامی قوانین ہیں جو آج کے دور میں بائبل کے ماننے والے بعض عیسائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا نشانہ ہیں۔ وہی کہیں یہ نہیں بتاتے ہیں کہ اسلام نے جو بتایا ہے وہی بائبل میں بھی موجود ہے۔ مگر انشاء اللہ ہماری اس کتاب میں نقل کیے گئے اقتباسات ہر اس شخص کو خاموش کرنے کے لیے کافی سے زائد ہوں گے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ دنیا کے بڑے سمندروں اور مہاساگروں کے پانی میں کھلے حقائق اور انسانی غیرت کو نہیں ڈبویا جاسکتا ہے۔

قرآن نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی فکر کی طرف درج ذیل آیات کریمہ میں بہت پہلے اشارہ کر دیا ہے:

”يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حُجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ
لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا
وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ
لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝“

”اے کتاب والو! ابراہیم کے باب میں کیوں جھگڑتے ہو؟ توریت و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ سنتے ہو یہ جو تم ہو، اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے اور مشرکوں سے نہ تھے، بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے، اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔“ (سورۃ آل عمران: ۶۵-۶۸)

بائبل میں ایسے پیرا گراف بھی ملتے ہیں جنہیں پڑھ کر ایک غیرت مند اور شریف انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا واقعی خدا کی کتاب اس طرح کے جملوں پہ مشتمل ہو سکتی ہے۔ بلا تبصرہ آپ بھی پڑھیں:

"How beautiful are thy feet with shoes. O prince's daughter! the joints of thy thighs are like jewels, the work of the hands of a cunning workman. Thy navel is like a round goblet, which wanteth not liquor. thy belly is like an heap of wheat set about with lilies. Thy two breasts are like two young roes that are twins. Thy neck is as a tower of ivory; thine eyes like the fishpools in Heshbon, by the gate of Bath-rabbim. thy nose is as the tower of Lebanon which looketh toward Damascus. Thine head upon thee is like Carmel, and the hair of thine head like purple; the king is held in the galleries. How fair and how pleasant art thou, O love, for delights! This thy stature is like to a palm tree, and thy breasts to clusters of grapes. I said, I will go up to the palm tree, I will take hold of the boughs thereof. now also thy breasts shall be as clusters of the vine, and the smell of thy nose like apples; And the roof of thy mouth like the best wine for my beloved, that goeth down sweetly, causing the lips of those that are asleep to speak. I am my beloved's, and his desire is toward me. Come, my beloved, let us go forth into the field; let us lodge in the villages. Let us get up early to the vineyards; let us see if the vine flourish, whether the tender grape appear, and the pomegranates bud forth. there will I give thee my loves. The mandrakes give a smell, and at our gates are all manner of pleasant fruits, new and old, which I have laid up for thee, O my beloved." (Song of Solomon.

(7/1-13, King James Version, Pub. by TBR, BSI, Bangalore, India, 2008)

”اے امیر زادی! تیرے پاؤں جوتیوں میں کیسے خوبصورت ہیں! تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے جنکو کسی استاد کاریگر نے بنایا ہو۔ تیری ناف گول پیالہ ہے جس میں ملائی ہوئے مے کی کمی نہیں۔ تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے جسکے گردا گرد سوسن ہوں۔ تیری دونوں چھاتیاں دو آہونے کے ہیں۔ جو تو ام پیدا ہوئے ہیں۔ تیری گردن ہاتھی دانت کا برج ہے۔ تیری آنکھیں بیت ریم کے پھانک کے پاس حسون کے چشمے ہیں۔ تیری ناک لبنان کے برج کی مثال ہے جو دمشق کے رُخ بنا ہے۔ تیرا سر تجھ پر کرمل کی مانند ہے اور تیرے سر کے بال ارغوانی ہیں۔ بادشاہ تیری زلفوں میں اسیر ہے۔ اے محبوبہ! عیش و عشرت کے لئے تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے! یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں۔ میں نے کہا میں اس کھجور پہ چڑھونگا اور اسکی شاخوں کو پکڑونگا۔ تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہوں اور تیری سانس کی خوشبو سب کی سی ہو اور تیرا منہ بہترین شراب کی مانند ہو جو میرے محبوب کی طرف سیدھی چلی جاتی ہے اور سونے والوں کے ہونٹوں پر سے آہستہ آہستہ بہ جاتی ہے۔ میں اپنے محبوب کی ہوں اور وہ میرا مشتاق ہے۔ اے میرے محبوب! چل ہم کھیتوں میں سیر کریں اور گاؤں میں رات کاٹیں۔ پھر تڑکے انگور ستانوں میں چلیں اور دیکھیں کہ آیا تاک شگفتہ ہے اور اس میں پھول نکلے ہیں اور انار کی کلیاں کھلی ہیں یا نہیں۔ وہاں میں تجھے اپنی شفقت دکھاؤنگی۔ مردم گیاہ کی خوشبو پھیل رہی ہے اور ہمارے دروازے پہ ہر قسم کے تر و خشک میوے ہیں جو میں نے تیرے لئے جمع کر رکھے ہیں اے میرے محبوب!“

(غزل الغزلات: ۱۷-۱۸، ۱۳-۱۴، بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

ہر غیرت مند باضمیر شخص یہی کہے گا کہ ایسے جملے خدا کی کتاب کے شایان شان نہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عرب کے مشہور جاہلی شاعر امر القیس کے اشعار کو نثر کا جامہ پہنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح کے جملے غزل الغزلات ۱۷-۱۸ میں بھی ہیں۔ جنہیں نقل کرتے ہوئے ہماری جبین قلم شرم سے عرق آلود ہو جاتی ہے۔ اگر وقت کی مجبوری اور کرم فرما مسیحیوں کی حرکتیں نہ ہوتیں تو ہم ہرگز دنیا کو ان کی کتاب کے اس اقتباس کے بارے میں نہیں بتاتے۔ چونکہ اسلام نے جو ابا اور دفاع میں بھی غیر مہذب الفاظ کے استعمال سے منع کیا ہے، اس لیے یورپ و امریکہ کے مسیحی محققین اور اسکالرز کی طرح غیر مہذب زبان ہم استعمال نہیں کر سکتے ہیں مگر انہی کی کتاب سے پیرا گراف نقل کر کے ہم نے اپنے قلم کو

آلودگی سے بچاتے ہوئے ایک خوبصورت جواب دیا ہے جسے انگریزی میں "Noble Revenge" کہا جاتا ہے۔ اور ضرورت پڑنے پہ مزید دیا جاسکتا ہے۔

ایک کتاب کی متعدد تفسیر (Commentary) ہو تو زیادہ مضائقہ نہیں کیونکہ اصل متن تو ایک ہی ہے جہاں سے اختلاف کے وقت رجوع کیا جاسکتا ہے مگر مقام تعجب تو یہ ہے کہ بائبل کے اصل متن کا کوئی صحیح اتا پتا نہیں ہے جس سے اس کتاب کی حقانیت کو ثابت کیا جاسکے۔ ہم ذیل میں آپ کو بائبل کے چند ایسے نمونے دکھاتے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ موجودہ بائبل سو فیصدی خالص نہیں ہے، یورپ و امریکہ کی مقدس ترین یہ کتاب آمیزش سے بھری ہوئی ہے۔

Laws concerning chastity

"If any man take a wife, and go in unto her, and hate her, And give occasions of speech against her, and bring up an evil name upon her, and say, I took this woman, and when I came to her, I found her not a maid. Then shall the father of the damsel, and her mother, take and bring forth the tokens of the damsel's virginity unto the elders of the city in the gate. And the damsel's father shall say unto the elders, I gave my daughter unto this man to wife, and he hateth her; And, lo, he hath given occasions of speech against her, saying, I found not thy daughter a maid; and yet these are the tokens of my daughter's virginity. And they shall spread the cloth before the elders of the city. And the elders of that city shall take that man and chastise him; And they shall amerce him in an hundred shekels of silver, and give them unto the father of the damsel, because he hath brought up an evil name upon a virgin of Israel, and she shall be his wife; he may not put her away all his days. But if this thing be true, and the tokens of virginity be not found for the damsel. Then they shall bring out the damsel to the door of her father's house, and the men of her city shall stone her with stones that she die, because she hath wrought folly in Israel, to play the whore in her father's house, so shalt thou put evil away from among you." (Deuteronomy, 22/13-21)

”اگر کوئی مرد کسی عورت کو بیاہے اور اُسکے پاس جائے اور بعد اُسکے اُس سے نفرت کر کے شرمناک باتیں اُسکے حق میں کہے اور اُسے بدنام کرنے کے لئے یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اس عورت سے بیاہ کیا اور جب میں اُسکے پاس گیا تو میں نے کنوارے پن کے نشان اُس میں نہیں پائے۔ تب اُس لڑکی کا باپ اور اُسکی ماں اُس لڑکی کے کنوارے پن کے نشانوں کو اُس شہر کے پھانک پر بزرگوں کے پاس لے جائیں۔ اور اُس لڑکی کا باپ بزرگوں سے کہے کہ میں نے اپنی

بٹی اس شخص کو بیاہ دی پر یہ اُس سے نفرت رکھتا ہے۔ اور شرمناک باتیں اُسکے حق میں کہتا اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے تیری بیٹی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے حالانکہ میری بیٹی کے کنوارے پن کے نشان یہ موجود ہیں۔ پھر وہ اُس چادر کو شہر کے بزرگوں کے آگے پھیلا دیں۔ تب شہر کے بزرگ اُس شخص کو پکڑ کر اُسے کوڑے لگائیں۔ اور اُس سے چاندی کی سو مقدار جرمانہ لیکر اُس لڑکی کے باپ کو دیں اسلئے کہ اُس نے ایک اسرائیلی کنواری کو بدنام کیا اور وہ اُسکی بیوی بنی رہے اور وہ زندگی بھر اُسکو طلاق نہ دینے پائے۔ پر اگر یہ بات سچ ہو کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے۔ تو وہ اُس لڑکی کو اُسکے باپ کے گھر کے دروازہ پر نکال لائیں اور اُسکے شہر کے لوگ اُسکو سنگسار کریں کہ وہ مرجائے کیونکہ اُس نے اسرائیل کے درمیان شرارت کی کہ اپنے باپ کے گھر میں فاحشہ پن کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔“ (استثنا: ۲۲/۱۳-۲۱)

ہمارا قلم درج بالا پیرا گراف پہ تبصرہ کرنے سے قاصر ہے کیونکہ اس پر تبصرہ کے لیے جو ”قابلیت“ درکار ہے وہ ہم میں نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ عبارت حکمت اور میڈیکل سائنس کے بھی خلاف ہے۔ البتہ اس اقتباس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد و عورت کے تعلق کو بائبل نے ناقابل معافی اور لائق سنگساری جرم قرار دیا ہے جو اسلام کے لیے باعث تقویت و راحت اور امریکی و مغربی اسکالرز کے لیے باعث آفت ہے۔ ذرا نیچے دیے گئے پیرا گراف کو بھی ملاحظہ فرمائیں:

Sabbath years

"And the LORD spake unto Moses in mount Sinai, saying, Speak unto the children of Israel, and say unto them, When ye come into the land which I give you, then shall the land keep a sabbath unto the LORD. Six years thou shalt sow thy field, and six years thou shalt prune thy vineyard, and gather in the fruit thereof; But in the seventh year shall be a sabbath of rest unto the land, a sabbath for the LORD, thou shalt neither sow thy field, nor prune thy vineyard. That which groweth of its own accord of thy harvest thou shalt not reap, neither gather the grapes of thy vine undressed, for it is a year of rest unto the land."

(Leviticus, 25/1-5, Exodus, 23/10-12)

”اور خداوند نے کوہ سینا پر موسیٰ سے کہا کہ:۔ بنی اسرائیل سے کہہ کہ جب تم اُس ملک میں جو میں تمکو دیتا ہوں داخل ہو جاؤ تو اُسکی زمین بھی خداوند کے لئے سبت کو مانے۔ تو اپنے کھیت کو چھ برس بونا اور اپنے انگورستان کو چھ برس چھانٹنا اور اُسکا پھل جمع کرنا۔ لیکن ساتویں سال زمین کے لئے

خاص آرام کا سبت ہو۔ یہ سب خداوند کے لئے ہو۔ اس میں تو نہ اپنے کھیت کو بونا اور نہ اپنے انگورستان کو چھانٹنا اور نہ اپنی خودرو فصل کو کاٹنا اور نہ اپنی بے چھٹی تاکوں کے انگوروں کو توڑنا۔ یہ زمین کے لئے خاص آرام کا سال ہو۔“ (احبار: ۱/۲۵-۵، خروج: ۲۳/۱۰-۱۲)

اس اقتباس کے متعلق ہم اتنا ہی کہیں گے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے تو کم از کم تین چار ارب انسان چند دنوں میں دوسری دنیا پہنچ جائیں گے۔ سابق امریکی صدر مسٹر جارج ڈبلیو بش نے ۲۰۰۶ء-۲۰۰۷ء میں عالمی غذائی بحران کے لیے ہندوستان کے متوسط طبقے کے زیادہ کھانے کی عادت کو ذمہ دار بتایا تھا مگر شاید ان کی یہ رائے غلطی اور جلد بازی پہ مبنی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے بائبل کی اسی طرح کی 'آرام طلب' آیات ذمہ دار ہوں۔

ذرا درج ذیل اقتباس کو بھی غور سے پڑھیں:

"And the land shall yield her fruit, and he shall eat your fill, and dwell therein in safety. And if ye shall say, What shall we eat the seventh year? behold, we shall not sow, nor gather in our increase. Then I will command my blessing upon you in the sixth year, and it shall bring forth fruit for three years. And ye shall sow the eighth year, and eat yet of old fruit until the ninth year; until her fruits come in ye shall eat of the old store." (Leviticus, 25/19-22)

”اور اگر تم کو خیال ہو کہ ہم ساتویں برس کیا کھاؤ گے؟ کیونکہ دیکھو، ہم کو نہ تو بونا ہے اور نہ اپنی پیداوار کو جمع کرنا ہے۔ تو میں چھٹے ہی برس ایسی برکت تم پر نازل کروں گا کہ تینوں سال کے لئے کافی غلہ پیدا ہو جائیگا۔ اور آٹھویں برس پھر جو تنا بونا اور پچھلا غلہ کھاتے رہنا بلکہ جب تک نویں سال کے بوئے ہوئے کی فصل نہ کاٹ لو اس وقت تک وہی پچھلا غلہ کھاتے رہو گے۔“ (احبار: ۲۵/۱۹-۲۲)

ہم کاشتکاری کے فن سے آشنا تو نہیں ہیں مگر کسانوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ زمین کو آرام دینا اپنے لیے پریشانی پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ چھوڑی ہوئی زمین پر کئی مرتبہ ہل چلانے کے بعد ہی دوبارہ کاشتکاری ممکن ہو پاتی ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے یا کسی نے بھی یہ نہیں دیکھا/سنا ہے کہ بنی اسرائیل کے ”ملک موعود“ میں ہر چھٹے سال تین چار گنا زیادہ غلہ ہوتا ہے۔ یہ اقتباسات ہم نے اس لیے نقل کیے ہیں تاکہ قارئین جب بائبل میں عقل، سائنس اور تجربہ و مشاہدہ کے خلاف باتیں پڑھیں تو غور کریں کہ کیا خدا کا کلام ایسا ہو سکتا ہے جسے واقعات و حقائق کی دنیا سے دور کا بھی رشتہ نہ ہو، پھر قرآن کریم کی درج ذیل آیات پڑھیں جو یہ

پتہ دیتی ہیں کہ توریت و انجیل میں انسانی ہاتھوں نے کتنی ناروا حرکتوں کا ارتکاب کیا ہے:

”فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝“

”تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں، تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ہے ان کے لیے اس کمائی سے۔“

(سورة البقرة: ۷۹)

اور ایک مقام پہ توریت و انجیل کے متعلق کتابی ذمہ داروں کے رویے کو ان جملوں

میں بیان کیا گیا ہے:

”يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ، قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝“

”اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں، اور بہت سی معاف فرماتے ہیں، بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔“

(سورة المائدة: ۱۵)

مزید فرمایا:

”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۝“

”اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان باتوں کا جو ان سے کہی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے۔“ (سورة المائدة: ۱۳)

اور فرمایا:

”وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرَىٰ أَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْمًا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝“

”اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں، ہم نے ان سے عہد لیا، تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں، تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک پیر اور بغض ڈال دیا، اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ کرتے تھے۔“

(سورة المائدة: ۱۴)

توریت و انجیل پہ عمل سے متعلق ان کے طرز عمل کو یوں بیان کیا گیا:

”مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
وَأَسْمَعُ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِنَا لِيًّا بِالسِّنْتِهِمْ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ وَانظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا“

”کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ
سنائے نہ جائیں، اور اعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لیے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے
سنا اور مانا اور حضور ہماری باتیں سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ
ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔“ (النساء: ۴۵)

نیز ارشاد فرمایا:

”يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ
تُؤْتُوهُ فَاخْذَرُوا“

”اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدل کر کہتے ہیں کہ اگر یہ حکم ملے تو مانو اور اگر یہ نہ ملے
تو دور رہو۔“ (سورة المائدة: ۴۱)

ان کی تحریف کو مزید بیان فرمایا:

”وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ“

”اور ان میں کا ایک گروہ وہ ہے کہ اللہ کا کلام سنتے اور سمجھتے پھر اس کے بعد دانستہ بدل دیتے ہیں۔“

(سورة البقرة: ۷۵)

ہم نے توریت و انجیل سے متعلق یہود و نصاری کے طرز عمل کے بارے میں قرآن
حکیم کی اتنی آیات اس لیے نقل کی ہیں کہ مسلم قارئین اس کتاب کے مطالعہ سے قبل اپنے ذہن
میں اس نکتے کو بٹھالیں کہ موجودہ بائبل جسے نصرانیوں کی طرف سے قرآن کے سوا توریت و
انجیل سمیت تمام آسمانی کتابوں کا جامع کہا جاتا ہے وہ قرآن کی نظر میں پورے طور پر قابل
اعتبار نہیں ہے اور عقل و شریعت کے نزدیک بھی بائبل کا حکم یہی ہے کہ جو بات قرآن و سنت
کے معیار کے موافق ہو اس کی تصدیق کی جائے اور جو ان کے مخالف ہو اس کا اعتبار نہ کیا

جائے۔ کیونکہ عیسائی مشنریاں جب مسلم نوجوانوں کو دام تزویر میں پھانسنے کا آغاز کرتی ہیں تو ابتدا میں وہ ان کے سامنے بائبل کی انہی آیات کو پیش کرتی ہیں جو قرآن حکیم کے موافق ہیں تاکہ ان کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو سکے کہ بائبل اور قرآن دونوں ایک ہی طرح کے احکام و قصص کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کرتی ہیں اور حسن و دولت کی شراب سے اپنے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر مسلم نوجوانوں کو عیسائی بناتی ہیں۔

اس کتاب کو ہم نے نو بابوں میں تقسیم کیا ہے۔ اول میں ذات باری سے متعلق عقائد و احکام۔ دوم میں نبوت و رسالت کا بیان۔ سوم میں فرائض کا بیان۔ چہارم میں معاشی احکام۔ پنجم میں سماجی احکام۔ ششم میں غذائی قوانین۔ ہفتم میں ازدواجی احکام۔ ہشتم میں اخلاقی احکام اور نہم میں تعزیری احکام کو بیان کیا گیا ہے۔

ہم نے زیادہ تر اس بات کی کوشش کی ہے آج کے عیسائی محققین جن امور میں اسلام مخالف ہیں ان عناوین کو ضرور اس کتاب میں شامل کیا جائے اور پھر انھیں قرآن و سنت کے علاوہ بائبل کی آیات اور دور جدید کے حوالے سے بھی ثابت کیا جائے تاکہ ایک مسلمان اپنے اسلام پر اور ملت اسلامیہ کا فرد ہونے پر فخر محسوس کرے اور یورپ و امریکہ کے اسکالرز سے مرعوب ہوئے بغیر ان کی ناطقہ بندی کا کام کر سکے۔

اس مقام پہ یہ واضح رہے کہ ہم مسلمان ضرورت مند عورتوں کی غیر مخلوط باعزت نوکری، ان کی جائز ترقی اور ان کی صحیح اور خوشی بھری زندگی کو صرف جائز ہی نہیں کہتے بلکہ اس کی حمایت کرتے ہیں، لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ گوارا نہیں کہ بادشاہ اور عام انسان کی بیٹیوں میں فرق کیا جائے، جس طرح رانی اور شہزادیوں کے لیے یہ عیب ہے کہ وہ ہر ایرے غیرے سے ملاقات کریں، اسلام نے اسی طرح ہر خاتون کو رانی اور شہزادی کے مقام پہ رکھا ہے کہ وہ بھی ایرے غیرے سے نہ ملیں، ان سے دور رہیں کیونکہ اسلام کی نظر میں بادشاہ کی بیٹی ہونا کوئی ذاتی خوبی اور عام انسان کی بیٹی ہونا کوئی عیب نہیں ہے، اسلامی پیمانہ یہ ہے کہ بحیثیت انسان سب برابر ہیں، جو قانون ایک عام شہری پہ لاگو ہوتا ہے بحیثیت شہری وہی خلیفہ و امیر المؤمنین اور وزیر اعظم و صدر جمہوریہ اور ان کے اہل خانہ پہ بھی نافذ ہوگا۔

پیش نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران بہت سے مقامات پہ آپ خلیجان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی مقام پہ آپ کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق ایسے جملے بھی نظر آئیں گے جو قرآن حکیم اور اسلام کی رو سے صحیح نہیں ہیں کیوں کہ قرآن و حدیث نے انھیں انبیاء کرام علیہم السلام میں شمار کیا ہے۔ ان کی شان میں کوئی بھی غیر محتاط جملہ خرمن ایمان کو خاکستر بنا سکتا ہے لیکن تقابل ادیان کے حوالے سے کوئی بھی تحریر پڑھتے وقت آپ ایک بات ذہن میں رکھیں تو پھر کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم نے خدا اور انبیاء کرام کا جو تصور ہمیں دیا ہے وہ بالکل پاکیزہ ہے مگر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کے صفحات میں کہیں خدا انسانوں سے کشتی لڑتے ہوئے نظر آتا ہے۔ (پیدائش: ۳۲/۲۲-۳۲) تو کہیں انبیاء کرام کو معاذ اللہ زنا اور بت پرستی میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ یہ ان آمیزشوں کا کرشمہ ہے جو خدا ترس انسانوں کے ہاتھوں تورات و انجیل میں درآئی ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ جس خدا کا ذکر قرآن میں ہے وہ حقیقی خدایا رب العالمین ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ اور جن انبیاء کرام کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ہے وہ خدا کے فرستادہ اور ہر طرح کے گناہ سے پاک اور معصوم ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جس لوط علیہ السلام کا ذکر قرآن اور حدیث کی کتابوں میں ہے، وہ اللہ کے رسول اور معصوم ہیں۔ ہر طرح کے گناہوں سے ان کی حفاظت خود خالق ہر جہاں اللہ رب العزت فرماتا رہا ہے۔ مگر جس لوط نامی انسان کو بائبل کے اوراق پہ شراب میں بدمست ہو کر اپنی ہی بیٹیوں سے زنا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس سے ہمارا خدا، ہمارے مقدس رسول ﷺ اور ہم بیزار ہیں۔ (پیدائش: ۳۰/۱۹-۳۸)

جس ہارون علیہ السلام کا ذکر اللہ ﷻ اور اس کے محبوب رسول محمد عربی ﷺ نے کیا ہے وہ یقیناً نبی برحق ہیں۔ ہم ان کی عظمت کے لیے اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں۔ ان کی عصمت تمام امت مسلمہ کے نزدیک مسلم ہے۔ لیکن ہم اس ہارون نامی فرد سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں جس کی تصویر کشی بائبل میں ایک بت پرست کے طور پہ کی گئی ہے۔ (خروج: ۱۱/۳۲-۶) جس موسیٰ علیہ السلام کے صبر کی مثال دے کر ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں صبر کی

تلقین کی ہے ہمارے ایمان کا دل ان کے نام سے بھی دھڑکتا ہے۔ مگر جس موسیٰ نامی دہشت گرد اور جارج بش کے پیش رو کا تذکرہ بائبل نے کیا ہے ہم اس کی معرفت و شناسائی سے انکار کرتے ہیں۔

(کنتی: ۱۳/۱۸-۱۸)

جس داؤد علیہ السلام کی عبادت و زبور خوانی اور ان کی لحن ملت اسلامیہ کے لیے باعث فخر ہے، ان کی عظمت و عصمت کو امت مسلمہ کا ہر فرد سلام عقیدت پیش کرتا ہے اور ان کے تقدس کے عقیدے کے بغیر ہم کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس داؤد سے ہم اپنی نا آشنائی اور بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں جسے بائبل نے پڑوسی کی بیوی سے زنا کا مرتکب دکھایا ہے اور پھر ایک مکر و فریب کا سہارا لے کر اس کے شوہر کو قتل کرانے کے بعد اسے اپنی بیوی بنانے کا مجرم بنا کر پیش کیا ہے۔

(سویل دوم: ۱۱/۲۷-۲۷)

وہ سلیمان علیہ السلام جن کا تذکرہ ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے ان کی اطاعت الہی اور ان کا تفقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہم ان کی محبت کے بغیر اپنے ایمان کا تصور بھی نہیں کر سکتے مگر ہمارا ایمان سلیمان نامی اس شخص سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے جسے بائبل نے زن پرستی کے نشے میں مدہوش ہو کر بت پرستی کرتے دکھایا ہے۔ (سلاطین اول: ۱۱/۱۳-۱۳)

وہ عیسیٰ مسیح علیہ السلام جو کنواری اور پاک مریم علیٰ نبھا و علیہا السلام کے لطن سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے وہ ایک برگزیدہ و مقدس نبی ہیں اور ہم ان کی عظمت کی حفاظت کے لیے ہمیشہ قلمی جہاد کرتے آئے مگر ہم اس مریم اور اس کے بیٹے کو نہیں جانتے ہیں جسے بائبل نے کسی یوسف نامی بڑھئی کی منگیتر بنا کر پیش کیا ہے۔ (متی: ۱۸/۱۹، لوقا: ۱۱/۲۶-۲۷)

ہم نے تبصرہ کے دوران بہت سے جملے نصرانیوں کے خلاف صرف بطور الزام تحریر کیے ہیں۔ ورنہ مقدس ہستیوں کی جو مکروہ و معیوب تصویر بائبل میں کھینچی گئی ہے وہ کسی طرح ہمیں تسلیم نہیں۔ نہ اس پر ہمارا اعتقاد ہے نہ وہ ہمارے خلاف حجت بننے کے قابل۔

چونکہ اس کتاب کے مخاطبین اہل اسلام سے زیادہ غیر مسلم بالخصوص مسیحی برادران ہیں اس لیے ہم نے قرآن و حدیث سے صرف ضرورت بھر حوالے دیے اور بائبل

اور عصری تجزیات کے حوالہ جات زیادہ پیش کیے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی بھی مسئلہ پہ قرآن و حدیث کا دامن تنگ ہے، نہیں! ہرگز نہیں!! کون ہے جو قرآن و حدیث کے دامن کی وسعت کا اندازہ لگا سکے۔

ہم نے عام طور پہ بائبل کے انگریزی اقتباسات کنگ جیمس ورثن مطبوعہ دی بک روم زیر انتظام بائبل سوسائٹی ہند، ایم جی روڈ بنگلور (ہند) ۲۰۰۸ء سے لیے ہیں جبکہ اردو ترجمہ اسی سوسائٹی کے زیر اہتمام شائع اردو بائبل بنام ”کتاب مقدس“ ۲۰۰۹ء سے لیا ہے، لہذا جن مقامات پہ ان کے پیرا گراف نقل کیے جائیں گے وہاں صرف کتاب اور باب نمبر کی صراحت کی جائے گی، مطبع و سنہ کی وضاحت نہیں ہوگی۔ البتہ! جن موقعوں پہ ان کے علاوہ ورثن سے اخذ کیا جائے گا وہاں ناشر و سال اشاعت کا بھی ذکر ہوگا۔

ہم نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ اردو الفاظ کو رسم الخط کے مطابق ہی تحریر کیا جائے، البتہ! بائبل کے اردو ترجموں میں بائبل سوسائٹی ہند بنگلور والوں کے ذریعے رائج رسم الخط کے خلاف نقل کیے گئے الفاظ (مثلاً کرونگا، جاؤنگا، سنونگا، جائیگا، سنئے، دیکھئے، کیلئے وغیرہ) کو ہم نے اسی طرح نقل کیا ہے، جیسے اردو بائبل میں ہیں۔

قارئین سے مودبانہ گزارش ہے کہ کتاب پوری پڑھے بغیر اپنی رائے قائم نہ کریں، کوشش کریں کہ الف تا یا مکمل مطالعہ کریں اور کسی بھی طرح کی خامی یا مشکل نظر آئے تو ہمیں ای میل، خط یا فون کے ذریعہ ضرور اطلاع دیں۔ کتاب کا معیار بلند کرنے اور خامیوں سے پاک بنانے نیز حق بات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانے کے لیے تمام طرح کی کوششوں اور مشوروں کا خیر مقدم ہے۔



جاوید احمد عنبر مصباحی

بانی و سربراہ: علامہ فضل حق خیر آبادی چیرٹبل فاؤنڈیشن، جزیرہ انڈمان۔ ہند

۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ / ۱۴/ اکتوبر ۲۰۱۴ء

اسلامی قوانین

بائبل اور دور جدید کے تناظر میں

(باب اول) الوہیت۔

اس باب میں ان عقائد کو بیان کیا گیا ہے جن کا تعلق خدا کی ذات سے ہے۔ یعنی خدا کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا صحیح اور قابل قبول ہے۔ کس طرح کے نظریات ایمان کے لیے زہر قاتل ہیں اور کون سے افکار لازمی ہیں۔

ناستحک اور دہریوں سے دو باتیں:- جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کا کوئی خالق و مالک نہیں ہے، دنیا خود بخود بن گئی ہے اور یہ اپنے آپ چل رہی ہے اسے کوئی چلانے والا نہیں ہے، ہم ان سے صرف اتنا پوچھنا چاہیں گے کہ کبھی آپ نے کوئی ایسا ہوائی جہاز دیکھا ہے جو اپنے آپ چلتا ہو؟؟ ہوائی جہاز دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک وہ جس کا چلانے والا (Pilot) اسی میں بیٹھا نظر آتا ہے اور دوسرا ہوائی جہاز وہ ہے جس کا چلانے والا اس میں بیٹھا نظر نہیں آتا ہے وہ اسے زمین پر بیٹھ کر کمپیوٹر سے کنٹرول کرتا ہے یعنی بظاہر بغیر پائلٹ کا ہوائی جہاز۔ دنیا اور اس کو چلانے والے کو اسی مثال سے سمجھئے۔ ضروری نہیں ہے کہ چلانے والا آپ کو نظر آجائے، جیسے ڈرون ہوائی جہاز چلانے والے کا یہ کمال ہے کہ وہ عام نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر کنٹرول کرتا ہے، اسی طرح یہ ذات الہی کا کمال اور انسانی آنکھوں کی بے بسی ہے کہ خدا دنیا والوں کو نظر نہیں آتا مگر پھر بھی سارا کنٹرول اسی کا ہے۔ جس طرح بغیر پائلٹ کے طیارہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اپنے آپ چل رہا ہے اپنے علم و عقل پہ لوگوں کو ہنسنے کا موقع دینا ہے۔ اسی طرح دنیا میں خدا کو نہ دیکھ کر یہ کہنا کہ دنیا اپنے آپ بن گئی اور ایسے ہی چل رہی ہے، اپنی دانشمندی کی سرٹیفیکیٹ کو رد کرنا ہے۔

(۱) توحید۔

عام طور پہ دھرتی پہ جنم لینے والے ہر انسان کے دماغ میں کائنات بننے اور اس کے بنانے والے کے متعلق کئی طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان سوچتا ہے کہ اتنی بڑی دنیا کو کس نے بنایا؟؟ جس نے انسانوں کو اور غیر محدود نظر آنے والی دنیا کو بنایا ہے وہ

کیسا ہوگا؟؟ وہ اکیلا ہے یا اس کے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے؟؟ اس نے کس چیز کی مدد سے لاکھوں کروڑوں چیزوں کو پیدا کیا؟؟ اس طرح کے سوالات پہ جب ایک عقلمند انسان غور کرتا ہے تو اس کے سامنے اس طرح کے جوابات آتے ہیں:-

”زمین و آسمان اور ان کی چیزوں کا بنانے والا ضرور کوئی ایسی ذات ہے جو سب سے پہلے ہے، اس سے پہلے کوئی چیز نہیں کیونکہ ساری چیزوں کو اسی نے بنایا ہے، وہ خود سے ہے اور سب اُس سے ہیں، وہ یقیناً بہت طاقت و قدرت رکھتا ہے کیونکہ اتنی بڑی بڑی چیزوں کو اپنے حکم کے نیچے رکھنے اور ان کو چلانے کے لیے ان سے بڑی طاقت و قوت ہونا ضروری ہے، وہ سب سے بلند اور سب پر حاکم ہے کیونکہ وہی انہیں بناتا اور بگاڑتا ہے، وہی موت دیتا اور زندگی بخشتا ہے۔ لیکن کیا وہ اکیلے یہ سب کام کرتا ہے؟ یا بہت سے اعلیٰ قوت والے باہم مل کر یہ نظام چلا رہے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ چند اعلیٰ قوت والے بغیر کسی ادنیٰ اختلاف کے باہم تعاون و اتحاد کے ساتھ اتنا بڑا نظام چلائیں۔ دنیا کا تجربہ و مشاہدہ گواہ ہے کہ ایک شہر میں برابر رتبہ و اختیار والے دو حاکم ہوں تو ہر بات میں ان کا اتحاد نہیں رہتا بلکہ بات بات میں اختلاف ہوتا رہتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ساری دنیا کا اتنا بڑا نظام یکساں رتبے اور قوت والے دو یا زیادہ افراد باہمی اتفاق کے ساتھ چلاتے رہیں، کبھی کوئی اختلاف رونما نہ ہو۔ ہزاروں اور لاکھوں سال تک کسی بات پہ اختلاف نہ ہو، جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی روزمرہ زندگی ہمیشہ اپنے معمول پہ رہتی ہے۔ سورج ہر دن پورب سے نکلتا اور چچھم میں ڈوبتا ہے، کبھی بھی تاریخ نے وہ لمحہ نہیں دیکھا جب سورج چچھم سے نکل کر پورب کی طرف ڈوبنے کے لیے گیا ہو۔ دن ہمیشہ سورج سے ہوتا ہے، کبھی کسی نے چاند کی روشنی سے دن کا اجالا پھیلتے نہیں دیکھا، نر و مادہ شیر کے ملنے سے شیر ہی پیدا ہوتا ہے انسان نہیں پیدا ہوتا، جیسے مرد و زن کے ملنے سے انسان ہی پیدا ہوتا ہے شیر نہیں پیدا ہوتا۔ آم کے پیڑ سے سیب اور سیب کے پیڑ سے اخروٹ بھی کسی کو نہیں ملا۔ یہ چیزیں بتاتی ہیں کہ دنیا کے نظام میں کبھی اختلاف نہیں ہوا، اس کا مطلب ہے کہ نظام چلانے والا صرف ایک ہے کیونکہ اگر وہ کئی ہوتے تو ضرور دنیا کا نظام اور

سٹم تہس نہس ہو کر رہ جاتا۔ واقعی وہ ایک عظیم ہستی ہے جس کا کوئی ثانی نہیں۔
انسانی عقل کے اسی جواب کو قرآن حکیم نے دو لفظوں میں سمیٹ کر بیان کیا ہے:

”لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝“

”اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ اور بھی خدا ہوتے تو نظام عالم درہم برہم ہو جاتا، عرش کا مالک اللہ پاک ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔“
(سورۃ الانبیاء: ۲۲)

اسی لیے خدا کے ایک اور صرف ایک ہونے کا عقیدہ ایک ایسا دائمی اور غیر مبدل عقیدہ ہے جو ہر آسمانی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور خدا کی توحید کو قرآن سمیت دیگر آسمانی کتابیں مثلاً توریت و انجیل وغیرہ میں اتنی مرتبہ ذکر کیا گیا ہے کہ یوں ان سب کا احاطہ دشوار ہے۔ مختلف عبارات، متعدد انداز بیان اور رنگ برنگ کے طرز استدلال کے ساتھ قرآن و بائبل میں سینکڑوں مقامات پہ خالق جہاں کے ایک ہونے کا عقیدہ تحریر ہے۔ آج کی بائبل اگرچہ تین خداؤں کا نظریہ رکھنے والی قوم نصرانیوں کی مقدس کتاب سمجھی جاتی ہے اور اہل اسلام اسے مکمل طور پر نہیں مانتے ہیں مگر پھر بھی ہمیں بائبل میں سینکڑوں مقامات پر توحید باری کا ذکر محمود ملا۔ جن میں سے تقریباً سو مقامات کو زیر نظر کتاب میں ہم نے کتاب، باب اور آیت نمبر کی تعیین کے ساتھ شمار کرایا ہے۔ یہ حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ توحید حق ہے اور تثلیث کا نظریہ باطل ہے۔ اتنی تحریفات کے باوجود بائبل میں ان آیات کی موجودگی کو ہم اللہ جل جلالہ کی قدرت کا کرشمہ اور دین حق کا معجزہ سمجھتے ہیں۔ ورق پلٹئے اور قدرت ربانی کا بے حجاب مشاہدہ کیجئے۔

پہلی دلیل

"Thus saith the LORD the King of Israel, and his redeemer the LORD of hosts; I am the first, and I am the last; and beside me there is no God."
(Isaiah. 44/6)

”خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اُس کا فدیہ دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔“
(یسعیاہ: ۶/۴۴)

اور قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

”هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“

”وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔“ (سورۃ الحديد: ۴.۳)

اور فرماتا ہے:

”إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي“:

”بے شک میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں تو میری ہی پرستش کرو۔“ (سورۃ طہ: ۱۴)

کیا بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس اور قرآن حکیم کی مذکورہ آیتوں میں دربارہ توحید کچھ

اختلاف ہے؟؟

بائبل کی اس آیت سے یہ ماخوذ ہوتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی ہے، نہ اس کے بعد کوئی ہے۔ یعنی اولیت، آخریت اور خدائی اسی کے لیے ہے۔ اس اقتباس کے خط کشیدہ جملوں میں غور کریں اور پھر عیسائیت کے اس دعویٰ کا تجزیہ کریں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں کے مجموعہ کا نام خدا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ باپ پہلے اور بیٹا بعد میں ہوتا ہے۔ اس طرح عیسائی عقیدے کے مطابق خدائی میں اولیت و ثانویت پیدا ہو جاتی ہے جو عقل اور بائبل کی درج بالا آیت کے خلاف ہے۔ اور تو اور ”عقیدہ تثلیث“ کے ”امام اول“ تسلیم کیے جانے والے پولس کے قول سے بھی یہی واضح ہوتا ہے۔ ذرا ان کے الفاظ بھی دیکھ لیں:

"The God and Father of our Lord Jesus Christ, which is blessed for evermore, knoweth that I lie not." (2Corinthians, 11/31)

”خداوند یسوع کا خدا اور باپ جس کی ابد تک حمد ہو جانتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں کہتا۔“

(کرنٹیوں دوم: ۳۱/۱۱)

اس اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ معزز یسوع کے خدا یعنی حقیقی خدا جس کے لیے دائمی حمد ہے وہ جانتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولتا۔ یعنی خدا اور مسیح دونوں الگ الگ ذات ہیں اور یہ تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ اس اول و آخر کے سوا کوئی خدا نہیں، جس کا صریح مطلب ہے کہ مسیح خدا نہیں۔ ہم نے اس مقام پہ ”Lord“ اور ”خداوند“ کا ترجمہ معزز کیا ہے کیونکہ آکسفورڈ ڈکشنری میں یہی درج ہے۔ اس کے علاوہ بھی اسکی دو مضبوط جہیں ہیں:-

اول:- آپ انگریزی عبارت پہ غور کریں مسیح کے لیے ”Lord“ جبکہ خالق ارض و سما کے لیے لفظ ”God“ استعمال کیا گیا ہے اور ان دونوں الفاظ کے درمیان وہی فرق ہے جو عربی زبان

میں ”عبد“ (بندہ، غلام) اور ”عابد“ (پوجنے والا) کے درمیان ہے کہ ”عبد“ کی اضافت خدا جلّٰلہ کے علاوہ نبی ﷺ، بلکہ عام انسانوں کی طرف بھی کر دی جاتی ہے اور معنی میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے مگر ”عابد“ کی اضافت صرف اور صرف خدا کی جانب مطابق اسلام اور دیگر کی طرف کفر و شرک ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں لفظ ”Lord“ خدا اور کسی بھی معزز ہستی دونوں کے لیے مستعمل ہے، مثلاً حج کو ”Lord“ کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح گھر کے مالک کو ”Landlord“ اور برطانیہ میں پارلیمنٹ کے ایوان دار الامر کو ”House of Lords“ کہا جاتا ہے جبکہ لفظ ”God“ حقیقتاً صرف خدا کے لیے خاص ہے۔

دوم:- بائبل میں بھی لفظ ”Lord“ اور ”خداوند“ مسیح کے علاوہ کے لیے بھی مستعمل ہیں۔ تقویت کے لیے درج ذیل پیرا گراف ملاحظہ فرمائیں:

Two angels visit Lot

"And there came two angels to Sodom at even; and Lot sat in the gate of Sodom, and Lot seeing them rose up to meet them; and he bowed himself with his face toward the ground; And he said, Behold now, my lords, turn in, I pray you, into your servant's house, and tarry all night, and wash your feet, and ye shall rise up early, and go on your ways. And they said, Nay; but we will abide in the street all night."

(Genesis, 19/1-2)

”اور وہ دونوں فرشتے شام کو سدوم میں آئے اور لوط سدوم کے پھانک پر بیٹھا تھا اور لوط ان کو دیکھ کر ان کے استقبال کے لئے اٹھا اور زمین تک جھکا اور کہا اے میرے خداوند اپنے خادم کے گھر تشریف لے چلئے اور رات بھر آرام کیجئے اور پاؤں ہاتھ دھوئے اور صبح اٹھ کر اپنی راہ لیجئے

اور انہوں نے کہا نہیں ہم چوک ہی میں رات کاٹ لیں گے۔“ (پیدائش: ۱۹/۱-۲)

اس اقتباس سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ ”Lord“ یا خداوند بائبل میں اُس کے لیے بھی استعمال ہوا جسے مسیحی بھی خدا نہیں مانتے ہیں، تو پھر اسی لفظ ”Lord“ یا خداوند کے کمزور سہارے کی بنیاد پر مسیح کی خدائی کا عقیدہ کیسے درست ہو سکتا ہے.....؟؟؟

دوسری دلیل

Salvation will come only by the Lord

"For thus saith the LORD that created the heavens; God himself that formed the earth and made it; he hath established it, he created it not in vain, he formed it to be inhabited. I am the LORD; and there is

(Isaiah, 45/18)

none else."

”کیونکہ خداوند جس نے آسمان پیدا کئے وہی خدا ہے اسی نے زمین بنائی اور تیار کی اسی نے اُسے قائم کیا اُس نے اُسے عبث پیدا نہیں کیا وہ یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔“

(یسعیاہ: ۱۸/۳۵)

بائبل کی اس عبارت اور قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم میں کتنی مطابقت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

”الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً..... فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أُندَادًا“

”وہی یکتا رب ہے جس نے (زمین و آسمان کو عبث پیدا نہیں کیا بلکہ) تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا تو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔“

(سورة البقرة: ۲۲)

اور فرمایا:

”أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝“

”تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں، تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ، کوئی معبود نہیں سوا اس کے، عزت والے عرش کا مالک۔“

(المؤمنون: ۱۱۶-۱۱۵)

تیسری دلیل

"A just God and a Saviour there is none beside me. look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else."

(Isaiah, 45/21-22)

”صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں اے انتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔“

(یسعیاہ: ۴۵/۲۱-۲۲)

اوپر ذکر کیے گئے تیسرے اقتباس اور قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ:

”وَاللَّهُمَّ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ“

”تمہارا خدا صرف ایک ہے، اس رحمن و رحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔“ (سورة البقرة: ۱۶۳)

میں مندرج مفہوم تو حید میں سو فیصدی موافقت ہے یا نہیں.....؟؟

قسم اللہ جل شانہ کی.....! بائبل کی ان جیسی آیات ہی قرآن حکیم کی درج ذیل

آیت کی تصدیق کرتی ہیں:

”فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ“
 ”تو اس لیے کہ قرآن کو جبرئیل نے آپ کے قلب پہ نازل کیا جو اپنی اگلی کتابوں {توریت و انجیل
 وغیرہ} کی تصدیق کرتا اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و بشارت ہے۔“
 (البقرة: ۹۷)

چوتھی دلیل

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت و تبلیغ کے لیے جانے

کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کی لکنت کا عذر پیش کیا۔ آگے بائبل کی زبانی:

"And the LORD said unto him, Who hath made man's mouth? or who maketh the dumb, or deaf, or the seeing, or the blind? have not I the LORD? Now therefore go, and I will be with thy mouth, and teach thee what thou shalt say."
 (Exodus, 4/10-12)

”تب خداوند نے اُس سے کہا آدمی کا منہ کس نے بنایا ہے؟ اور کون گونگایا بہرایا بینایا اندھا کرتا ہے؟ کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا سو تو اب جا اور میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں۔ اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تو کیا کیا کہے۔“
 (خروج: ۱۰/۴-۱۲)

اس اقتباس میں بھی ”کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا؟“ حصر کے ساتھ ہے کہ

وہی ایک خالق اور رب ہے جس نے تمام جن و انس، چرند و پرند اور ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور انھیں دیکھنے سننے بولنے کی قوتوں سے نوازا ہے یا ان سے محروم کیا ہے۔ اسی مفہوم کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ“

”اے لوگوں! صرف اسی یکتا رب (غیر اقا نیم مثلثہ) کی پوجا کرو جس نے تمہیں اور تمہارے تمام اگلوں کو پیدا کیا۔“
 (سورة البقرة: ۲۱)

اور دوسری جگہ فرمایا:

”الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ“

”اسی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہی ہے، اس نے کسی لڑکے کو جننا نہ ہی بادشاہت میں

اس کا کوئی شریک ہے، اسی ذات یکتا نے ہر موجود کو پیدا کیا۔“ (سورۃ الفرقان: ۲)

پانچویں دلیل

مسیحیوں کے نبی و بادشاہ اور ان کے خدا کے چہیتے حضرت داؤد علیہ السلام کا سچا عقیدہ بائبل میں درج ذیل الفاظ میں مذکور ہے:

“Truly my soul waiteth upon God, from him cometh my salvation. He only is my rock and my salvation; he is my defence; I shall not be greatly moved.” (Psalms, 62/1-2)

”میری جان کو خدا ہی کی آس ہے۔ میری نجات اسی سے ہے۔ وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے۔ وہی میرا اونچا بڑج ہے۔ مجھے زیادہ جنبش نہیں ہوگی۔“ (زبور: ۶۲/۱-۲)

داؤد علیہ السلام کے اسی عقیدے کو قرآن مقدس نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝“
”پھر اگر وہ پلٹ جائیں تو تم کہہ دو: میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۲۹)

بائبل کے درج بالا انگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ الفاظ خاص توجہ کے

طالب ہیں۔ وہ سب کے سب واحد کے صیغے (Singular) ہیں۔ ان میں سے ہر ضمیر ”اَحد، اَحد“ کے نعرے میں قُلْ هُوَ اللَّهُ اَحد کی حمایت کرتی ہے۔ اور خاص کر اس جملے میں ”He only is my rock and my salvation“ (وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے) میں ضمیر واحد اور حصر نے مل کر توحید باری کا جو واضح اور غیر مبہم پیغام دیا ہے وہ ہر اس شخص کے لیے چشم کشا (Eye-opener) ہے جو قبول حق کے لیے اپنے دل کے درتے کو کھلا رکھتا ہے۔ مسیحی بھائیوں کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ اس پیرا گراف کو بار بار پڑھیں اور پھر ہماری طرف داری اور اپنے ماں باپ اور دوستوں کی حمایت دونوں طرف سے نظریں ہٹا کر اپنے ضمیر کی آواز پہ لیک کہیں۔

چھٹی دلیل

مزید ایک اور شہادت ملاحظہ فرمائیں، اس میں تو خدا کے ساتھ اس کی سب سے

اہم صفت واحد ہونے کو بھی ذکر کیا گیا:

"To the only wise God our Saviour, be glory and majesty, dominion and power, both now and ever. Amen." (Jude, 25)

"اُسی خدای واحد کا جو ہمارا منجی ہے جلال اور عظمت اور سلطنت اور اختیار ہمارے خداوند

یسوع مسیح کے وسیلہ سے جیسا ازل سے ہے اب بھی ہو اور ابد الابد رہے۔ آمین!" (یہوداہ: ۲۵)

کچھ مسیحی کہتے ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے اور وہی مریم عذرا کے لطن سے بشکل

انسان اور ابن اللہ پیدا ہوا جسے ہم یسوع مسیح کہتے ہیں۔ مگر ساتویں دلیل میں جو اقتباس نقل

کیا جائے گا وہ مسیحیوں کو اپنے موقف سے ایک بار پھر ہجرت کرنے پر مجبور کر دے گا۔

ساتویں دلیل

کیا خدا کسی کے لطن، گھریا زمین و آسمان میں سما سکتا ہے؟؟ یہ سوال اگر کسی

مسلمان سے کیا جائے تو وہ یہی کہے گا: لَيْسَ لَهُ حَدٌّ (خدا کی کوئی حد نہیں) لیکن چونکہ

ہمارے عنوان کا تعلق بائبل کے درس توحید سے ہے لہذا ہم یہ سوال مسلمانوں سے نہ کر کے

بائبل سے پوچھتے ہیں۔ بائبل کا اس مسئلہ پر واضح اور غیر مبہم جواب یہ ہے:

"But will God indeed dwell on the earth? behold, the heaven and heaven of heavens cannot contain thee; how much less this house that I have builded?" (1Kings, 8/27)

"لیکن کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کریگا؟ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی

تو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں ہے جسے میں نے بنایا۔" (سلاطین اول: ۸/۲۷)

بائبل کی اس آیت نے تو جلوہ حق کو ہر اس شخص کے لیے بے حجاب کر دیا ہے جو یہ یقین

رکھتا ہے کہ بائبل خدا کی جانب سے نازل کی گئی کتابوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ مسیحی جواب

دیں کیا انہیں حق کو جاننے اور پہچاننے کے لیے مزید کسی نشانی کی ضرورت ہے؟؟؟

جب خدا تعالیٰ زمین و آسمان سے برتر ہے اور کوئی بھی چیز اُسے اپنے اندر نہیں سمو سکتی تو

پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ (معاذ اللہ) خدا حضرت مریم کے لطن میں سما گیا پھر پیدا ہوا اور پھر

جہنم سے انسانوں کی نجات کے لیے صلیب پر چڑھ کر اپنی جان نچھاور کر دی۔ کہاں وہ خدا

کی بے نہایت ہستی اور کہاں انسانی شکم اور زمین و صلیب کی حیثیت؟؟؟

یہ نکتہ بھی ذہن میں محفوظ رکھنے کے قابل ہے کہ بائبل کے عہد نامہ جدید (New Testament) میں "God of Gods" یعنی خد اوں کا خدا" کا لفظ ایک مرتبہ بھی نہیں آیا ہے۔ اسی طرح لفظ "Jesus" یعنی لفظ "یسوع" کنگ جیمس ورشن بائبل میں تقریباً پانچ سو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے لیکن ان میں سے کسی بھی مقام پہ ان کے ساتھ "God" یعنی "خدا" کا لاحقہ نہیں لگایا گیا ہے۔ کسی کسی جگہ پہ لفظ "Lord" یعنی "خد اوند" (مالک) کا لفظ تحریر ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ذہن کی ڈاڑھی میں محفوظ رہے کہ ہماری تحقیق کے مطابق پوری بائبل میں کہیں بھی حقیقی خدا کے لیے جمع کا صیغہ یا جمع کی ضمیر (Plural) کا استعمال نہیں ہوا ہے۔ بائبل کے ان اقتباسات نے واشگاف کر دیا ہے کہ خدا کے متعلق وہی عقیدہ درست اور صحیح ہے جو قرآن و حدیث اور ان پر ایمان رکھنے والوں کا ہے۔ اگر اتنے حوالوں سے بھی کسی کا دل مطمئن نہ ہو تو وہ بائبل کے درج ذیل مقامات کا حق پسندی کے جذبے کے ساتھ کھلی آنکھوں سے مطالعہ کر لے: خروج: ۲۲/۸، ۲۹/۹، ۲/۱۰، ۱۱/۱۵، ۱۱/۱۸، ۵/۱۹، ۳۰/۳-۶، ۲۲/۲۲، ۲۰/۲۲، ۱۳/۲۳، ۳۳-۳۲/۲۳، ۸/۳۲، احبار: ۳۶/۱۹، استثناء: ۲۳-۲۸/۴، ۳۹/۴، ۳۵/۴، ۱۰/۵-۷، ۳۹/۳۲، سموئیل اول: ۱/۲-۱۰، سلاطین اول: ۶۰/۸، ۳۹-۳۷/۱۸، توارخ: ۵/۲۰-۷، زبور: ۱/۲۸، ۶-۵/۶۲، ۱۳-۱/۶۵، ۲۰-۱/۶۶، ۷-۱/۶۷، ۱۹/۶۸، ۱۹/۹۳، ۵-۱/۹۳، یسعیاہ: ۱۱/۲۳، ۲۵/۲۳، ۶-۱/۲۲، ۸/۲۲، ۷-۱/۲۵، ۱۷-۱۴/۲۵، ۱۸/۲۵، ۲۲-۲۱/۲۵، ۹/۳۶، ۹/۳۹، ۷-۵/۳۹، ۹/۵۱، ۱۲/۵۱، ۱۵/۵۱، ۵/۵۲، ۱۱/۶۳، ۱۷-۱۱/۶۳، ۵-۲/۶۶، یرمیاہ: ۱۲/۱۰، ۲۲/۱۴، یوایل: ۲۷/۲، ہوسیع: ۸/۲، ۸/۱۳، ۴/۱۳، ۸/۱۴، عاموس: ۱۰/۲-۱۶، ۱۳/۴، ۹-۷/۵، حبوق: ۱۲/۱، زکریا: ۱/۱۲، یہوداہ: ۲۵، مرقس: ۲۹/۱۲، یوحنا: ۳۱/۸-۳۲-۳۲، عنبر مصباحی

خداؤں کا خدا:-

ہماری تحقیق کے مطابق پورے کنگ جیمس ورشن بائبل میں صرف پانچ مقامات ایسے ہیں جہاں ایسے جملوں کا استعمال ہوا ہے جن سے بہ ظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ خدا ایک سے زائد ہے اور خالق ارض و سماں سب کا سردار اور حاکم ہے۔ لیکن جب ان اقتباسات

میں غور کیا جائے اور عقل و دانش کا صحیح استعمال کیا جائے تو یہ حقیقت مزید تاباں ہو جاتی ہے کہ صرف ایک خدا حقیقی خدا ہے۔ اس کے سوا سبھی نقلی اور جعلی ہیں، کسی پر یقین نہیں رکھنا چاہئے۔ ہم احقاق حق کے لیے ان پانچوں اقتباسات کو نقل کر کے ان میں موجود ان نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن سے تو حید باری کا پیغام اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔

پہلا اقتباس

"For the LORD your God is God of gods, and Lord of lords, a great God, a mighty, and a terrible, which regardeth not persons, nor taketh reward. He doth execute the judgment of the fatherless and widow, and loveth the stranger, in giving him food and raiment."

(Deuteronomy, 10/17-18)

”کیونکہ خداوند تمہارا خدا الہوں کا الہ خداوندوں کا خدا ہے۔ وہ بزرگوار اور قادر اور مہیب خدا ہے جو رورعایت نہیں کرتا اور نہ رشوت لیتا ہے۔ وہ یتیموں اور بیواؤں کا انصاف کرتا ہے اور پردیسی سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اُسے کپڑا اور کھانا دیتا ہے۔“ (استنا: ۱۰/۱۷-۱۸)

اس اقتباس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے تو لوگوں نے اپنے اپنے معبود بہت سے بنا لیے ہیں جن کی وہ اپنے اپنے طریقے سے پوجا کرتے ہیں مگر وہ خدا جو غالب ہے اور حقیقی الہ ہے جس کے حکم پہ یہ دنیا اپنا نظام بدل سکتی ہے وہ صرف تمہارا خدا ہے۔ اس کے علاوہ بقیہ خدا صرف کہنے کی حد تک خدا ہیں، وہ حقیقی خدا نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا ہونے کے لیے ضروری ہے اس کے اندر کوئی ایسی صفت نہ ہو جو کمتری اور نیچا دکھنے کا باعث ہو۔ اور ظاہری بات ہے کہ جو مغلوب ہوگا وہ محکوم ہوگا اور محکوم جب گھر کا گارجین نہیں ہو سکتا تو خدا کیسے ہو سکتا ہے۔

دوسرا اقتباس

دوسرا مقام جہاں ”خداؤں کے خدا“ کا لفظ استعمال ہوا وہ یہ ہے:

"The LORD God of gods, the LORD God of gods, he knoweth, and Israel he shall know; if it be in rebellion, or if in transgression against the LORD, (save us not this day.)" (Joshua, 22/22)

”خداوند خداؤں کا خداوند خداؤں کا خدا جانتا ہے اور اسرائیلی بھی جان لینگے۔ اگر

اس میں بغاوت یا خداوند کی مخالفت ہے (تو ہمکو آج جیتا نہ چھوڑ)۔“ (یشوع: ۲۲/۲۲)

اس اقتباس میں بھی وہی نکتہ ہے کہ ماتحت ہونا بادشاہ کی صفت نہیں بن سکتی ہے تو

پھر خدا کیونکر کسی کی ماتحتی میں مجبور ہو سکتا ہے؟؟

تیسرا اقتباس

اس طرح کا تیسرا اقتباس زبور میں ہے:

"O give thanks unto the LORD; for he is good, for his mercy endureth for ever. O give thanks unto the God of gods, for his mercy endureth for ever. O give thanks to the Lord of lords, for his mercy endureth for ever. To him who alone doeth great wonders, for his mercy endureth for ever. To him that by wisdom made the heavens, for his mercy endureth for ever. To him that stretched out the earth above the waters, for his mercy endureth for ever. To him that made great lights, for his mercy endureth for ever. The sun to rule by day, for his mercy endureth for ever. The moon and stars to rule by night, for his mercy endureth for ever." (Psalms, 136/1-9)

”خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ اہوں کے خدا کا شکر کرو کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ مالکوں کے مالک کا شکر کرو کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ اسی کا جو اکیلا بڑے بڑے عجیب کام کرتا ہے کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ اسی کا جس نے دانائی سے آسمان بنایا کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ اسی کا جس نے زمین کو پانی پر پھیلایا کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ اسی کا جس نے بڑے بڑے نیر بنائے کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ دن کو حکومت کرنے کے لئے آفتاب کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔ رات کو حکومت کرنے کے لئے ماہتاب اور ستارے کہ اُسکی شفقت ابدی ہے۔“ (زبور: ۱۳۶/۱-۹)

اور کچھ آیتوں بعد اسی باب کے اخیر میں کہا گیا:

"And who gives food to every creature. His love endures forever."

(Psalms, 136/25, NIV, IBS, New Jersey, America, 1973, 1978, 1984)

”جو سب بشر کو روزی دیتا ہے کہ اس کی شفقت ابدی ہے۔“ (زبور: ۱۳۶/۲۵)

بائبل کی کتاب زبور کے اس اقتباس نے تو اوپر کے دونوں پیرا گرافوں (استثنا: ۱۰/۱۷-۱۸ اور یثوع: ۲۲/۲۲) کے ضمن میں ہمارے ذریعہ کہی گئی باتوں کی کھلی حمایت کر دی ہے۔ خط کشیدہ (Underlined) الفاظ کو معمولی توجہ سے پڑھنے والا شخص بھی یہی پکاراٹھے گا کہ خدا صرف وہ یکتا ذات ہے ”جو اکیلا بڑے بڑے عجیب کام کرتا ہے“۔ جب سارے امور یہی یکتا خدا کرتا ہے تو دیگر افراد یا اشیا کو صرف اس لیے خدا کہا گیا کہ ان کے ماننے والے انہیں مانتے ہیں جو کہ حقیقت کے خلاف ہے۔ بائبل کے اس پیرا گراف نے تو

اسلام کے نظریہ تو حید کو اور زیادہ واضح گف کر کے بیان کیا ہے۔ **فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔**

چوتھا اقتباس

چوتھا مقام جہاں ”معبودوں کا معبود“ کا لفظ مذکور ہے، وہ کتاب دانیال ہے:

"The king answered unto Daniel, and said, Of a truth it is, that your God is a God of gods, and a Lord of kings, and a revealer of secrets, seeing thou couldst reveal this secret." (Daniel. 2/47)

”بادشاہ نے دانی ایل سے کہانی الحقیقت تیرا خدا معبودوں کا معبود اور بادشاہوں کا خداوند اور

بھیدوں کا کھولنے والا ہے کیونکہ تو اس راز کو کھول سکا۔“

(دانیال: ۲/۴۷)

اس پیرا گراف کے جملوں اور اندازِ بیان پر غور کرنے کے بعد ساری حقیقت سمجھ

میں آ جاتی ہے۔ اس میں دانیال کے خدا یعنی رب العالمین کو معبودوں کا معبود اس بنیاد پہ کہا

گیا کہ دانیال ہی بھید اور رازوں سے پردہ اٹھا سکا، جس بات کو بادشاہ نے اس کے مذہب

اور معبود کے سچے اور حقیقی ہونے کی علامت و نشانی کے طور پر بیان کیا اور بقیہ کو رسمی معبود

قرار دیا جن کی صرف پوجا ہوتی ہے مگر وہ کام کے نہیں ہیں۔

پانچواں اقتباس

آخری اقتباس بھی اسی کتاب میں ہے:

"And the king shall do according to his will; and he shall exalt himself, and magnify himself above every god, and shall speak marvellous things against the God of gods, and shall prosper till the indignation be accomplished, for that that is determined shall be done." (Daniel. 11/36)

”اور اپنی مرضی کے مطابق چلیگا اور تکبر کریگا اور سب معبودوں سے بڑا بنے گا اور الہوں

کے الہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز بات کریگا اور اقبال مند ہوگا یہاں تک کہ قہر کی تسکین

ہو جائیگی کیونکہ جو کچھ مقرر ہو چکا ہے واقع ہوگا۔“

(دانیال: ۱۱/۳۶)

اتنی وضاحتوں کے بعد شاید اب قارئین کو مزید کھول کر بیان کرنے کی ضرورت

نہیں ہے کہ یہاں بھی باطل معبودوں کو صرف اس بنیاد پہ معبود اور الہ کیا گیا ہے کہ ان کی

قومیں ایسا سمجھتی ہیں، ورنہ حقیقت میں صرف وہی ایک رب سچا خدا ہے جسے کچھ صفحات

پیشتر زبور کے اوپر نقل کیے گئے پیرا گراف میں زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے بنانے

والا اور ساری مخلوق کو روزی دینا والا بتایا گیا ہے، جب سارے کام یہ خدا کرتا ہے تو بقیہ کس بنیاد پہ خدا کہے جانے کے مستحق ٹھہریں گے.....؟؟؟

لیکن اگر کوئی اس بات پہ اصرار کرے کہ ان پانچوں اقتباسات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا ایک سے زائد ہے تو ہم اس کے دعویٰ کو "Made in Church" کا نام دیں گے کیونکہ بائبل کے سو سے زائد اقتباسات کے مطابق سچا اور نجات دینے والا خدا صرف ایک ہے، اس ایک کے علاوہ جتنے ہیں سب جھوٹے ہیں اور جھوٹا خدا نہیں ہو سکتا۔ ذرا ذیل کے پیرا گراف کو غور سے پڑھیں:

"A just God and a Saviour there is none beside me, look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else."

(Isaiah, 45/21-22)

”صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں اے انتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اور نجات پاؤ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔“ (یسعیاہ: ۴۵/۲۱-۲۲)

بائبل کے منقولہ اقتباسات ہر شخص بالخصوص ہر اس مسیحی کے لیے کافی سے زائد ہیں جو حق کا جو یاں ہے۔ اس پوری بحث کو پڑھنے کے بعد متصلب و متشدد مسیحی بھی توحید کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ فله الحمد علیٰ ذلک، اللہم اجعل لنا هذا فدية من النار و لأهلی و جیلی و لأبائنا و أمهاتنا و لاخوتنا و أخواتنا، و لعامة المسلمین، آمین بجاہ من جعلت الدنيا له ﷺ

(۲) عدم شرک۔

جب عقل و دانش کے نزدیک یہ بات متحقق ہوگئی کہ حقیقی خدا صرف ایک ہے، اس کے علاوہ کوئی سچا خدا نہیں تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور کسی کو اس کا ہمسر یا اس کی طرح یا خدا کہنا درست نہیں، بلکہ انسان کی یہ بغاوت اس ہستی کے خلاف ہے جس نے اسے پیدا کیا۔ دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھ، دو کان اور بے مثال خوبصورت پیکر عطا کیا، سر پہ نیلگوں آسمان کا شامیانہ لگایا اور قدموں کے نیچے کشادہ زمین بچھا کر دیا۔

توریت، انجیل، زبور اور قرآن سمیت تمام آسمانی صحیفوں کے نزول کے اہم اور

بنیادی مقاصد میں سب سے اہم مقصد یہی ہے کہ نوع انسانی کو ایک خدا اور اس جہان رنگ و بو کے خالق حقیقی کی وحدانیت کا راستہ دکھایا جائے اور انہیں صراطِ مستقیم کا پتہ بتا کر اس پہ چلنے کی تلقین کی جائے۔ ایک سے زائد خدا کی پرستش اور شرک کی غلاظتوں میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو وحدانیت باری کی خوشبو سے معطر کیا جائے اور انہیں ان کے حقیقی مقصد تخلیق:

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝“

”میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔“ (سورۃ الذاریات: ۵۶)

کے بارے میں بتایا جائے۔ اور انہیں ہزاروں معبودانِ باطل کے در سے ہٹ کر صرف ایک رب کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا پیغام الہی سنایا جائے۔ آسمانی کتابوں کا یہ حکم ناقابلِ تنسیخ ہے اور یہ حکم تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے، اسی پہ ہمارا ایمان ہے۔ پہلے ہم قرآنی آیات کو نقل کرتے ہیں پھر بائبل کے اقتباسات تحریر کیے جائیں گے۔

اللہ جل شانہ اہل کتاب مسیحیوں کو مخاطب بنا کر ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝“

”اے اہل کتاب! دین کے معاملہ میں حد سے نہ بڑھو، اللہ کے بارے میں صرف صحیح بات کہو۔ یقیناً مریم کا بیٹا عیسیٰ اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اس نے مریم میں رکھا اور اپنی طرف سے جان عطا کی۔ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، تین خدا کی باتیں نہ بناؤ، اپنے اس (نئے) عقیدے سے باز آ جاؤ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اللہ ایک ہی معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو، زمین و آسمان کی تمام چیزیں اسی کی ہیں اور اللہ کافی کارساز۔“ (سورۃ النساء: ۱۷۱)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:-

اوپر نقل کی گئی آیت مقدسہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک لفظ ”رُوحٌ مِنْهُ“ (اللہ کی جانب سے ایک روح) کو بنیاد بنا کر مسیحی یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ مسیح کے اندر خدا نے حلول کر رکھا تھا اور ان کے اندر خدا کی روح ہے۔ ہم مسیحیوں کو

ان ہی کے انداز میں جواب دیتے ہوئے بائبل کا ایک پیرا گراف نقل کر کے چھوڑتے ہیں:

"Then Moses said to the Israelites, "See, the Lord has chosen Bezalel son of Uri, the son of Hur, of the tribe of Judah, and he has filled him with the Spirit of God, with skill, ability and knowledge in all kinds of crafts." (Exodus, 35/30-31, 31/3, NIV, IBS, NJ, USA, 1973, 1978, 1984)

”اور موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا دیکھو خداوند نے بھلی ایل بن اورمی بن حور کو جو یہوداہ کے

قبیلہ میں سے ہے نام لیکر بلایا ہے اور اُس نے اُسے حکمت اور فہم اور دانش اور ہر طرح کی

صنعت کے لئے روح اللہ سے معمور کیا ہے۔“ (خروج: ۳۵/۳۰-۳۱، ۳۱/۳)

مسیحی قرآن کے جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے اندر خدا کے حلول کا عقیدہ ثابت

کرنا چاہتے ہیں اس سے زیادہ صراحت کے ساتھ بائبل کا یہ اقتباس بھلی ایل کو روح اللہ سے

معمور قرار دے رہا۔ اب مسیحیوں سے انصاف پسندوں کے دوہی مطالبہ ہیں جن میں سے

ایک کو مانے بغیر نصاریٰ کو راہ نہیں مل سکے گی، پہلا یہ کہ وہ قرآن کی آیت سے اس طرح کا

مفہوم نکالنا بند کریں ورنہ ان کے لیے مشکلات کی جھڑی لگ سکتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر وہ قرآن

کے مذکورہ الفاظ سے اپنا مطلب نکالنے پر مصر ہیں تو بائبل کے مذکورہ الفاظ سے بھلی ایل کو

بھی مسیح کی طرح خدا کے حلول کی جگہ مان لیں ورنہ بتائیں کہ دونوں عبارتوں میں فرق کیا

ہے؟؟ مسیحی سوچ سمجھ کر جواب دیں کہ ان میں سے کس صورت کو وہ اختیار کریں گے؟؟؟

اگر ایک جام سے جی نہیں بھرا تو ہم مسیحیوں کے لیے پورا میکدہ حاضر کر دیتے

ہیں۔ بائبل میں درج ذیل مواقع پہ بھی مسیح کے علاوہ کسی انسان یا بے جان پہ خدا کی روح

نازل ہونے کا تذکرہ موجود ہے:-

(۳) زمین و آسمان کی پیدائش کے بعد خدا کی روح پانی کی سطح پہ جنبش کرتی تھی۔ (پیدائش: ۱/۱)

(۴) شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کے لیے یہ جملہ استعمال کیا کہ اس کے اندر خدا کی روح ہے،

نہ یوسف نے اس کا انکار کیا اور نہ بائبل نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس کا یہ جملہ غلط تھا۔ (پیدائش: ۳۸/۳۱-۳۰)

(کنتی: ۲/۲۴)

(۵) بلعام پہ خدا کی روح نازل ہوئی۔

(قضاة: ۱۰/۳)

(۶) غنئی ایل بھی خدا کی روح کے نزول سے مالا مال ہوئے۔

- (۷) سمون پہ بھی خدا کی روح زور سے نازل ہوئی۔ اور اس طرح نازل ہوئی کہ وہ اسقلون کو گئے اور تیس لوگوں کو قتل کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ (قضاة: ۱۹/۱۴)
- (۸) ایک بار پھر سمون پہ خدا کی روح نازل ہوئی اور اب کی مرتبہ تو اس کا اثر اتنا تیز ہوا کہ گدھے کے جڑے کی ہڈی سے ایک ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ (قضاة: ۱۵/۱۳-۱۵)
- (۹) ساؤل جیسے بھی خدا کی روح کے نازل ہونے سے محروم نہیں رہے۔ (سموئیل اول: ۶/۱۰-۱۰)
- (۱۰) کچھ مدت بعد پھر ساؤل پہ خدا کی روح نازل ہوئی۔ (سموئیل اول: ۶/۱۱)
- (۱۱) داؤد جیسے نیک لوگوں پہ بھی خدا کی روح نازل ہوتی رہی ہے۔ (سموئیل اول: ۱۳/۱۶)
- (۱۲) ساؤل کے قاصدوں پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (سموئیل اول: ۲۰/۱۹)
- (۱۳) ساؤل سے خدا کی روح رخصت ہو گئی اور اُسے خدا کی طرف سے ایک بد روح ستانے لگی۔ (سموئیل اول: ۱۳/۱۶-۱۵)
- (۱۴) محترم ساؤل پہ ایک بار پھر خدا کی روح نازل ہوئی اور اس بار ایسے نازل ہوئی کہ انہوں نے اپنے کپڑے اتار لیے اور ننگے ہو کر چلنے لگے۔ (سموئیل اول: ۲۳/۱۹-۲۳)
- (۱۵) عزریاہ بن عود پر بھی بنی اسرائیل کے خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم: ۱/۱۵)
- (۱۶) سحری ایل صاحب پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم: ۱۳/۲۰)
- (۱۷) یہویدع کاہن کے بیٹے زکریا پہ بھی خدا کی روح نازل ہوئی۔ (تواریخ دوم: ۲۰/۲۴)
- (۱۸) جناب ایوب کے نتھنوں میں خدا کی روح تھی۔ (ایوب: ۳/۲۷-۵)
- (۱۹) یسعیاہ نے یہ پیشین گوئی تحریر کی ہے کہ یسی (داؤد کے باپ) کے تنے سے ایک کونپل نکلے گی اور اس کی جڑوں سے ایک بار آور شاخ پیدا ہوگی اور خداوند کی روح اس پر ٹھہرے گی۔ (یسعیاہ: ۲-۱/۱۱)
- (۲۰) یسعیاہ کہتے ہیں کہ خداوند خدا کی روح ان پر ہے کیونکہ خدا نے انہیں مسح کیا۔ (یسعیاہ: ۲-۱/۶۱)
- (۲۱) محترم ایوب کہتے ہیں کہ خدا کی روح نے مجھے بنایا ہے اور قادر مطلق کا دم مجھے زندگی بخشا ہے۔ (ایوب: ۴/۳۳)

امید ہے کہ مسیحی حضرات قرآن و حدیث سے اپنا غلط مطلب نکالنے سے پہلے

بائبل کو ہزار مرتبہ بغور دیکھ لینے کی کوشش کریں گے۔

قرآن میں مسیح کی خدائی کے عقیدے کو کفر قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثَةٌ ثَلَاثَةٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝“

”یقیناً وہ کافر ہوئے جنہوں نے مریم کے بیٹے مسیح کو خدا کہا، مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا معبود ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے، حد سے گذرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں۔ بلا ریب انہوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر انہوں نے اپنی بات نہیں پٹی تو کافروں کو ضرور دردناک عذاب پکڑے گا۔“ (سورۃ المائدہ: ۷۲-۷۳)

انہیں توبہ کی رغبت دلاتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

”أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝“

”کیا وہ اللہ کی طرف توبہ واستغفار نہیں لائیں گے، اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“ (المائدہ: ۷۴)

مسیح سے متعلق حقیقی عقیدے کو واضح کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

”مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ، انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝“

”مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول، اس سے پہلے بہت رسول ہو گزرے، اور اس کی ماں صدیقہ ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لیے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ کیسے اوندھے جاتے ہیں۔“ (سورۃ المائدہ: ۷۵)

ایک خدا کے علاوہ کی پرستش کو دین بے حق کا نام دیتے ہوئے صاحب قرآن

ﷺ سے فرمایا گیا:

”قُلْ اتَّعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا، وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ

قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَ ضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝“:

”تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا، اور اللہ ہی سنتا جانتا ہے۔ تم فرماؤ اے کتاب والو! اپنے دین میں ناحق زیادتی نہ کرو، اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ بہک گئے۔“ (سورۃ المائدہ: ۷۶-۷۷)

اور مسیح کی عبدیت و رسالت کو بیان کیا گیا:

”إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝“:

”مسیح ایک بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لیے نشانی بنایا۔“ (الزخرف: ۵۹)

خدائی کے دعویٰ سے عیسیٰ علیہ السلام کی براءت کو مسیح کی زبانی قرآن نے اس

طرح ذکر کیا ہے:

”وَ إِذْ قَالَ اللَّهُ يَعْيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَ أُمَّي الْهَيْنِ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَ لَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنْكَ أَنْتَ عَلَّمُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَ رَبَّكُمْ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَ أَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝“

اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا؟ عرض کرے گا پاکی ہے تجھے، مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہونچتی، اگر میں نے ایسا کہا ہو تو ضرور تجھے معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے، بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔ میں نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو مجھے تو نے حکم دیا تھا کہ اللہ کو پوجو، جو میرا بھی رب اور تمہارا بھی رب، اور میں ان پر مطلع تھا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے۔“ (سورۃ المائدہ: ۱۱۶-۱۱۷)

خدا نے اپنے لیے بیٹا ہونے کو خارج از امکان قرار دیتے ہوئے بیان فرمایا:

”بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنِّي يَكُوْنُ لَهُ وِلْدٌ وَ لَمْ تَكُنْ لَهُ صٰحِبَةً وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝“:

”وہ زمین و آسمان کو بے مثل بنانے والا ہے، اس کے لیے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کوئی اس کی بیوی نہیں، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“ (سورۃ الأنعام: ۱۰۱)

مزید فرمایا گیا:

”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۚ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۚ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۚ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۚ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتَى الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۚ لَقَدْ أُحْصِيَهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۚ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۚ“

”اور کافر بولے رحمن نے اولاد اختیار کی، بیشک تم حد کی بھاری بات لائے، قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر، اس پر کہ انہوں نے رحمن کے لیے اولاد بتائی، اور رحمن کے لیے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور ان میں ہر ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا۔“ (سورۃ مریم: ۸۸-۹۵)

ابدیت الہی کے قضیہ کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا:

”وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۚ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۚ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَلِك نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۚ“

”بولے رحمن نے بیٹا بنایا، پاکی ہے اس کے لیے بلکہ وہ تو اس کے عزت والے بندے ہیں۔ وہ بات میں اس پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم پر کار بند رہتے ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کی چیزوں کو جانتا ہے، وہ اسی کی شفاعت کرتے ہیں جسے اللہ پسند فرماتا ہے اور وہ اس کے خوف سے بھرے ہیں۔ ان میں سے جو کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم بطور بدلہ دیں گے، حد سے گذرنے والوں کو ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں۔“ (سورۃ الأنبياء: ۲۶-۲۹)

مسح فرشتوں کی عبادت و عبودیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ

عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرُ فَسِيْحَشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝“

”ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا اور نہ مقرب فرشتے، اور جو اللہ کی بندگی سے نفرت اور تکبر کرے تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا، تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کی مزدوری انہیں بھر پور دے کر اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا اور وہ جنہوں نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔“
(سورۃ النساء: ۱۷۲-۱۷۳)

شُرک کو ناقابل معافی گناہ قرار دیتے ہوئے اللہ جل شانہ نے اعلان فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۝“

”بے شک اللہ شرک کی مغفرت نہیں کرتا، اس کے علاوہ کو بخش دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔“
(سورۃ النساء: ۴۸، ۱۶۶)

شُرک سے بے زاری کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا:

”قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَى قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ۝“

”تم فرما دو سب سے بڑی گواہی کس کی؟ تم فرما دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی تاکہ میں اس کے ذریعے تمہیں ڈر سناؤں، اور جس کو پہنچے تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں؟ تم فرما دو کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بے زار ہوں۔“
(سورۃ الأنعام: ۱۹)

دعوت و تبلیغ کے اہم مقاصد میں سب سے اہم تو حید کو قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ وَيَلْعَلُوا إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝“

”یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے جان لیں کہ صرف وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔“
(سورۃ ابراہیم: ۵۲)

شُرک کے متوالوں سے ارشاد ہوا:

”إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ“
 ”تمہارا معبود ایک معبود ہے، تو جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ
 مغرور ہیں۔“
 (سورۃ النحل: ۲۲)

صرف قرآن ہی نہیں بلکہ موجودہ بائبل جو سینکڑوں مرتبہ تحریفی مراحل سے
 گذر چکی ہے اس میں بھی شرک کے خلاف جا بجا آیات موجود ہیں۔ آنکھیں وا کر کے
 کرشمہ خداوندی کا نظارہ کیجئے کہ کس طرح اسلام کے ہر حکم کو بائبل سے مٹانے کی کوششوں
 کے باوجود اسلام کا بنیادی عقیدہ ”عدم اشراک“ آج بھی اپنی تابانی کے ساتھ موجود ہے:

The Ten Commandments

"And God spake all these words, saying, I am the LORD thy God, which have brought thee out of the land of Egypt, out of the house of bondage. Thou shalt have no other gods before me. Thou shalt not make unto thee any graven image, or any likeness of any thing that is in heaven above, or that is in the earth beneath, or that is in the water under the earth. Thou shalt not bow down thyself to them, nor serve them, for I the LORD thy God am a jealous God, visiting the iniquity of the fathers upon the children unto the third and fourth generation of them that hate me; And shewing mercy unto thousands of them that love me, and keep my commandments." (Exodus, 20/1-6)

”اور خدا نے یہ سب باتیں فرمائیں کہ: خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر سے اور غلامی کے گھر
سے نکال لایا میں ہوں۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔ تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت
 نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔
 تو اُنکے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ اُنکی عبادت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیور خدا ہوں اور جو مجھ
 سے عداوت رکھتے ہیں اُنکی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا
 ہوں۔ اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے اور میرے حکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہوں۔“

(خروج: ۱۲۰-۶)

انگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ جملوں پہ غور کریں۔ دونوں میں خدا
 کے لیے صرف اور صرف واحد کا صیغہ (Singular) استعمال ہوا ہے اور پھر اس کے بعد
 ہی اپنے علاوہ کی خدائی کا رد بھی کر دیا۔ اور پھر اس کے بعد معبودان باطل کی فہرست شمار
 کرائی ہے کہ اس طرح کے جھوٹے خداؤں کی پوجا ہوتی ہے تم ان سے دور رہنا ورنہ سزا

کے لیے تیار رہو۔ سزا صرف تمہیں ہی نہیں ملے گی بلکہ تمہاری نسل کو بھی تین چار پشتوں تک تمہارے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

کیا عدم شرک کے حکم میں بائبل کی درج بالا آیات قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم سے ہم آہنگ نہیں ہے:

”وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونَ ۝“

”اور اللہ نے کہا دو معبود نہ بناؤ، وہ تو صرف ایک معبود ہے تو مجھ سے ہی ڈرو۔“ (سورۃ النحل: ۵۱)

بائبل کے متعلق ایک خاص نکتہ نوٹ کرنے کے قابل ہے۔ جہاں تک ہمیں یاد ہے اور ہماری تحقیق ہے بائبل کے وہ سینکڑوں مقامات جہاں خدا نے اپنی خدائی کا اعلان کیا ہے، ان میں سے کسی میں بھی جمع کا صیغہ ”Plural“ نہیں۔ ہر جگہ واحد کا صیغہ ہی موجود ہے۔ کم از کم ہم اپنی حد تک تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے جمع کا صیغہ نہیں پایا۔ اس کے باوجود مسیحی حضرات ایک سے زائد خدا کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ چونکہ ذات باری کو یہ بات ہمیشہ سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل والی قوم ہی توحید شکن عقیدہ کو سب سے زیادہ پھیلانے کی لہذا ان کے سامنے کوئی بھی ایسا صیغہ یا ضمیر استعمال نہ کی جائے جس سے دو تین کا شبہ پیدا ہو تا کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے ماننے والوں کے سامنے اور کل بروز قیامت انہیں کٹ جتنی کا کوئی موقع نہ مل سکے۔ اس کے برخلاف امت مسلمہ میں سے کوئی بھی ایک سے زائد خدا کا دعویٰ نہیں کرتا باوجود یکہ قرآن حکیم میں پچاسوں مواقع پر خدا نے اپنے لیے جمع کا صیغہ ذکر کیا ہے کیونکہ واجب الوجود کے نزدیک یہ مکتوب ہے کہ امت مسلمہ توحید کے عقیدے سے کبھی انحراف نہیں کرے گی بلکہ وہ جمع کے صیغوں کو ”جمع تکریمی“ (Royal Plural) کا نام دے گی۔

بائبل کی کتاب خروج میں رد شرک کے لیے جو لب و لہجہ استعمال کیا گیا وہ ہمارے لیے باعث فرحت و حیرت ہے۔ اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ دوسرے معبودوں کی پرستش تو دور تم ان کا نام لینے اور اپنی زبان پر لانے سے بھی پرہیز کرنا۔ یقیناً یہ پیغمبر اسلام ﷺ کا کھلا ہوا معجزہ ہے کہ بائبل میں ابھی تک نہ آت مہ مہ، نہ حہ ہہ، نہ کہہ قہ کی ریزور

تائید کرتی ہے۔ اصل الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

"And in all things that I have said unto you be circumspect, and make no mention of the name of other gods, neither let it be heard out of thy mouth."
(Exodus, 23/13)

”اور تم سب باتوں میں جو میں نے تم سے کہی ہیں ہوشیار رہنا اور دوسرے معبودوں کا نام تک نہ لینا بلکہ وہ تیرے منہ سے سنائی بھی نہ دے۔“
(خروج: ۲۳/۱۳)

اس مقام پہ عنوان کی مناسبت سے بعض غیر مسلم بھائیوں کی جانب سے ”وندے ماترم“ سے متعلق بعض شبہ کا جواب بھی نقل کر دیں۔ اسلامی قانون کے مطابق پوجا، عبادت اور Worship اور اس کے ہم معنی الفاظ صرف خدا کی ذات کے لیے خاص ہیں۔ اس کا استعمال صرف خدا کے لیے جائز ہے، غیر خدا کے لیے ناجائز، بلکہ کفر و شرک ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ سے مسلمان کتنی محبت کرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے لیے بھی اس طرح کے استعمال اسلام سے انحراف مانا جائے گا۔ لہذا مسلمان اللہ کے علاوہ کے لیے چاہے وہ کتنا ہی محبوب کیوں نہ ہو، اس قسم کے الفاظ کو استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔

ہر چیز کی ایک نہ ایک حد ہوتی ہے۔ مثلاً ہر شخص کو اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں سے محبت ہوتی ہے مگر اس محبت کی کوئی نہ کوئی حد ہے۔ والدین یا اہل و عیال کی محبت میں کسی انسان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ وہ ان کی محبت میں کچھ بھی کر سکتا ہے، محبت جتانے کے تمام اقدامات اس شرط کے ساتھ مشروط ہیں کہ وہ آئین ہند کے خلاف نہ ہوں۔ کسی بھی مجرم کے اس عذر کو عدالت تسلیم نہیں کر سکتی ہے کہ ”اس نے والدین کی محبت میں یہ جرم کیا ہے اور عدالت کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ جنم دینے والی ماما کو خوش کرنے کے لیے کیے جانے والے کسی بھی اقدام (غیر اضطراری جرم) سے اُسے روک سکے“ کیا دنیا کی کوئی بھی کورٹ اس کی اس دلیل کو مان کر اس کی رہائی کا فیصلہ سنا سکے گی؟؟ اسی طرح سجدہ، عبادت، پوجا اور ورسپ وغیرہ شکر یہ ادا کرنے کے سب سے اعلیٰ الفاظ و اعمال صرف اسی کے لیے خاص ہیں جس کا احسان سب سے بڑا ہے اور وہ ذات وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا، آنکھ کان ناک اور فیصلہ کرنے والی عقل سلیم عطا فرمائی، اس کے لیے سارے سنسار کو مسخر کیا اور اس کی مادرِ وطن کو قابل رہائش و راحت رساں بنایا۔ وطن کو پیدا کرنے والے کا حق وطن سے زیادہ ہے، لہذا اس کی پوجا میں کسی کو بھی شریک نہیں بنایا جاسکتا ہے چاہے وہ ماں باپ، محبوب وطن، مقرب نبی و رسول اور پیغمبر اسلام ﷺ کی مبارک ہستی ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح کے الفاظ کا خدا کے سوا کے لیے استعمال حرام، کفر اور خدا سے بغاوت ہے۔

بہت سے ہٹ دھرم اور بعض بھولے بھالے غیر مسلموں کی طرف سے کبھی کبھی اس طرح کے الفاظ بھی سننے کو ملتے ہیں کہ مسلمان وطن سے زیادہ دھرم سے محبت کرتے ہیں۔ اس شبہ کا جواب ہماری آنے والی سطروں میں تلاش کریں:-

(۱) اس طرح کا سوال کرنے والے بھائیوں کو جان کا خطرہ ہوگا تو وہ ملک سے ہجرت کریں گے یا نہیں.....؟؟؟ اس کا جواب آپ لاکھ جتن کر کے بھی 'نہ' میں نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ہزاروں ہندوستانی ایسے ہیں جو کسی وجہ سے ملک سے گئے ابھاگے ہوئے ہیں مگر آپ یا کسی بھی دانشمند نے اپنے ملک سے جا کر دوسرے ملک میں بسے ان ہندوستانیوں کے خلاف غداری کا مقدمہ چلانے کی وکالت نہیں کی، اور یہی نہیں بلکہ پردھان منتری جی نے تو ہندوستانی نژاد امریکیوں کو لائف ٹائم ویزا کی سہولت کا اعلان کیا ہے۔ آخر کیوں؟؟؟ انہوں نے دیس پریم سے زیادہ اپنی معاشی مضبوطی کو اہمیت دی اور حب الوطنی پہ مال و دولت کو ترجیح دی، پھر انہیں غدار کیوں نہیں کہتے؟؟؟

(۲) جن غیر کرمنل بھائیوں نے شریر دشمنوں سے اپنی جان بچانے کے لیے ملک سے فرار ہو کر دوسرے دیس میں پناہ اختیار کر لی ہے، کیا وہ اپنے ملک کے وفادار نہیں ہیں.....؟؟؟

(۳) جو غیر مسلم بھائی اپنے دھرم کو درپیش خطروں کو دیکھتے ہوئے اپنے ملک سے ہجرت کر کے ہندوستان میں بسنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں یا حکومت نے انہیں بسایا ہے، آپ انہیں غدار وطن کہیں گے؟؟؟ ہاں تو آپ کا جواب نہیں ہو سکتا ہے، لیکن اگر نہیں تو کیوں نہیں.....؟؟؟

(۴) ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہندوستانی کروڑ پتی ملک کو خیر باد کہہ کر بیرون ہند بس گئے۔ ان میں ایک کثیر تعداد تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہند کی بھینی مٹی پہ جنم لیا، تعلیم حاصل کی اور ان کی ذہانت و صلاحیت کو دیکھتے ہوئے ہندوستانی عوام کے پیسہ سے انہیں سرکاری اسکالرشپ ملی، وہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ و امریکہ گئے اور پھر وہیں کے باسی ہو گئے۔ کیا کبھی آپ لوگوں نے ہمارے ٹیکس کے پیسوں سے تعلیم حاصل کر کے یورپ و امریکہ میں مقیم ہونے والوں پہ بھی غداری یا وطن سے کم محبت کرنے کا الزام عائد کیا ہے.....؟؟؟

(۵) یورپ و امریکہ میں مقیم بہت سے ارب پتی وہ ہندوستانی ہیں جو یہیں پیدا ہوئے، یہیں کی سہانی مٹی سے ترقی کی سیڑھی بنائی، پھر جب دولت میں خوب اضافہ ہوا تو دوسرے دیس میں مقیم ہو گئے اور وہاں کی شہریت اختیار کر لی۔ کسی ہندوستانی نے ایسوں کے دیس پریم پہ بھی سوال اٹھایا ہے.....؟؟؟

(۶) ۲۰۱۳ء کے اخیر میں ہندوستان کی جنوبی ریاست تامل ناڈو میں کل ہاسن نامی کسی ڈائرکٹر/اداکار کی کسی فلم کے 'فرقہ دارانہ یکجہتی' مخالف ہونے کی وجہ سے حکومت نے اس کے نشر پہ پابندی لگادی اور ہائی کورٹ نے بھی اس کی تصدیق کردی۔ اس موقع پہ شکستہ دل کل نے بار بار یہ دھمکی دی کہ اگر پابندی نہیں اٹھائی گئی تو وہ ملک چھوڑ دیں گے۔ دولت کے عوض ملک چھوڑنے کی دھمکی دے کر جس طرح انہوں نے آپ کے 'دیش پریم' نظریہ کا مذاق اڑایا اس کے خلاف آپ یا کسی نے بھی منہ نہیں کھولا، کیوں.....؟؟؟ جواب دیجئے اس کی 'حب الوطنی' پہ سوالیہ نشان کیوں نہیں لگایا.....؟؟؟

یہ سوالات ہم نے آپ کے ذہن و فکر کے دریچوں کو کھولنے کے لیے کیے ہیں، کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں، اور نہ ہی ہماری تحریر کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ اب تحقیقی جواب ملاحظہ ہو:-

موازنہ اس وقت درست ہوتا ہے جب حالات بالکل یکساں ہوں، مگر یہاں معاملہ ایسا نہیں ہے۔ جس طرح مسلمان ملک کے لیے جان دیتے ہیں اسی طرح اسلام کے لیے بھی تیار کھڑے ہیں۔ بات آگئی ہے تو ذکر کر دیں کہ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا جب کسی دوسرے ملک کے لیے جاسوسی کرنے کے الزام میں کسی مسلم کو گرفتار کیا گیا ہو۔ خفیہ ایجنسی آئی بی، سفارت خانوں، قونصلیٹ اور سرکاری دفاتروں سے جتنے ملک فروشوں کو 'جاسوسی' اور 'غداری' کے لیے پکڑا گیا وہ سب کے سب غیر مسلم ہیں۔ روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی (ہند) نے ۲۰۱۰ء کے ایک شمارے میں ان تمام غداروں کا نام شائع کیا ہے۔

ہم بحیثیت مسلمان اسلام کے قوانین کو عمل میں لاتے ہیں اور بحیثیت ہندوستانی بھارتی آئین کو۔ ہم نے کبھی بھی ہندوستانی کورٹ سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ بدکاری کے مجرم کو اسلامی آئین کے مطابق 'سنگساز' کی سزا دی جائے، یہ اور بات ہے کہ یہ مطالبہ اب خود ہمارے غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے سامنے آنے لگا ہے (تفصیل آخری باب میں) اسی طرح یہ بھارتی حکمرانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اسلامی اصول کا احترام کریں جو قانون اسلام مخالف ہوں انہیں ان پر نہ تھوپیں، مسلمانوں کے لیے قانون اس خوبصورتی سے بنائیں کہ آئین اسلام کی رعایت بھی ہو جائے۔ ہم نے صدیوں تک ہندوستان پہ بلا شرکت غیر حکومت کی ہے، کوئی ہمیں اس دور کے مآخذ کا کوئی معتبر واقعہ دکھادے کہ ہم نے کبھی غیر مسلموں کو ان کے دھرم کے خلاف جانے کے لیے مجبور کیا ہو؟؟؟ ہم نے کبھی بھی غیر مسلم شہریوں کو خنزیر کھانے سے منع نہیں کیا۔ اگر مسلمان بزور بردستی تھوپنے کا نظریہ رکھتے تو پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں غیر مسلم بھائیوں کی طرف سے بے دست و پا مغل بادشاہ

بہادر شاہ ظفر کو بحیثیت قومی راجا اور آبروئے ہند نہیں پیش کیا جاتا اور نہ ہی مسلم حکومت کو ہندو اکثریتی بھائیوں کی طرف سے چھ صدیوں تک سہارا ملتا۔ جس طرح انگریزوں کو مولیٰ کی طرح اکھاڑ کر پھینک دیا گیا، مسلم حکمرانوں کو بھی در بدر کر دیا جاتا اگر وہ بھی انگریزوں کی طرح ہوتے۔ کسی کے بہکاوے میں آنے سے قبل تنہائی میں بیٹھ کر ہماری باتوں پہ غور کریں انشاء اللہ تعالیٰ آپ یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ایک مسلمان جہاں اسلام کے لیے گردن کٹانے کو تیار رہتا ہے وہیں وہ دلچسپی کے لیے سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے کہنے کو بھی بے قرار رہتا ہے۔

(۳) توحید سے پھرنے والے کی سزا۔

جب عقل سلیم نے اس بات کی طرف رہنمائی کر دی کہ اس ساری کائنات کو بنانے اور چلانے والا صرف اور صرف ایک ہے، اس کے سوا کوئی نہیں، تو ایک صحیح الحواس انسان کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اس در کے علاوہ کہیں اور اپنی پیشانی جھکا کر کسی اور کو سجدہ بندگی پیش کرے یا کسی انداز سے کسی غیر کی عبادت کا کام کرے۔ عقل کے نزدیک یہ سجدہ و عبادت احسان فراموشی اور اپنے مالک سے بغاوت سمجھی جائے گی جو ہرگز لائق تعریف نہیں ہے اور مالک سے بھاگنے والے کی جو سزا ہوتی ہے وہ ایسے شخص کو ملے گی۔ وہ مالک (اور کمپنی) جو چند سکوں کے عوض کسی کو اپناتا ہے اس سے بغاوت کو ایک جرم تصور کیا جاتا ہے تو پھر اس مالک سے بغاوت کی سزا کیا ہوگی جس کی بخشش کے سمندر میں انسان کا عضو عضو ڈوبا ہوا ہے۔ اسی کے کرم سے انسان کی سانس چلتی ہے۔ وہ اگر نہ چاہے تو اس کی سانس رک جائے گی۔ یقیناً عقل و دانش کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جو شخص کسی کی دی ہوئی چیز کو اس کی بغاوت میں استعمال کرے یا اس کی مرضی کے خلاف طریقے سے برتے تو مالک کو وہ چیز واپس لینے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پیشانی اور جو روح اللہ کے علاوہ کے در پہ عبادت کی غرض سے جھکے اس سے زندگی کا عطیہ واپس لینے پہ عقل و فہم کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہی حکم ہر آسمانی کتاب کا ہے۔

بات صرف یہیں تک محدود نہیں کہ بائبل نے حکم توحید کو بیان کیا، شرکیہ عقیدے کا رد کیا اور اسے ناقابل قبول قرار دیا بلکہ راہ توحید میں آج بھی بائبل اسلام و قرآن کے ساتھ نظر آتی ہے۔ بائبل نے شرکیہ عقیدہ اختیار کرنے والوں کے لیے سنگسار کی سزا سنا کر یہ

اعلان کر دیا ہے کہ عقیدہ توحید کے خلاف کسی بھی طرح کا سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا اور یہ فیصلہ نظریاتی کے قابل نہیں۔ پہلے ہم توحید سے پلٹنے والوں کے متعلق اسلامی حکم قلم بند کرتے ہیں اس کے بعد بائبل کے اقتباسات نقل کریں گے۔

واضح رہے کہ شریعت اسلامیہ کسی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کرتی۔ اللہ جل و علا کا واضح ارشاد ہے:

‘لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ، لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝’
 ”دین میں کوئی زبردستی نہیں، نیک راہ گمراہی سے خوب جدا ہو گئی، تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط گرہ تھامی ہے جسے کبھی نہیں کھلنا ہے، اور اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔“
 (سورۃ البقرہ: ۲۵۶)

لیکن اسلام لانے کے بعد مذہب سے کھلواڑ کی اجازت ہرگز نہیں۔ حکم توحید کو توڑ کر کفر و شرک کی راہ پکڑنے والوں سے اپنے خالق و مالک سے بغاوت کے جرم میں سختی سے پٹنا جائے گا۔ عقل سلیم کی رہنمائی میں اپنے خالق و مالک کا حقیقی سراغ پالینے اور اسے ماننے کے بعد اس سے پلٹنا ملک سے بغاوت کرنے سے کہیں بڑا جرم ہے اسی لیے اس کے لیے وہی سزا متعین کی گئی ہے جو ایک باغی کی ہوتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

‘لَا يَحِلُّ دَمُ امْرٍءٍ مُّسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ رَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا.’

”تین سبب کے بغیر کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں (۱) اسلام کے بعد کفر کرے (۲) شادی کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو ناحق قتل کر دے۔“

(مسند أحمد: الحدیث ۴۴۵، ۴۷۸، ۵۱۹، سنن النسائی: الحدیث ۴۰۳۱، ۴۰۶۳، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، جمع الجوامع: الحدیث ۱۶۲۵، سنن البيهقی: الحدیث ۱۶۲۶۱، ۱۷۲۶۶، ۱۷۳۴۱، مسند الطیالسی: الحدیث ۱۶۳۶، ۷۱)

ضابطہ یہ ہے کہ اسلام سے پھرنے والے شخص کو اپنے نظریات پہ نظر ثانی کا موقع

دیا جائے اور اس کے ذہن میں اٹھنے والے شبہات کو دور کیا جائے۔ شاید اس کی عقل پھر حق کی طرف رہنمائی کرے اور حقیقی مالک اللہ ﷻ کی بغاوت سے روکے۔ اگر مہات اور شبہات دور کیے جانے کے باوجود وہ توحید کی طرف پلٹنے سے انکار کرے تو اس کی گردن اڑا دی جائے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے عمل سے ظاہر ہے:

”قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغْرَبَةٍ خَبِرٌ؟ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرْبْنَا عَنْقَهُ، فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا وَأَطَعْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيَرْجِعُ أَمْرَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضِرْ وَلَمْ أَمْرُ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَّغْنِي.“

”ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک فرستادہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا۔ آپ نے لوگوں کے احوال دریافت کرنے کے بعد پوچھا: کوئی نئی بات؟ قاصد نے کہا: ہاں! ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا، آپ رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ بولے: ہم نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہ تم نے اسے تین روز قید کر کے رکھا، اسے روٹی کھلاتے اور توبہ کے لیے کہتے، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آتا؟ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! میں اس کے قتل کے وقت نہ موجود تھا، نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی میں اس فعل سے راضی ہوں۔“

(مؤطاء مالک: الحدیث ۱۴۱۴، ۲۷۲۸، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۴۷۲۲، مسند الشافعی: الحدیث ۱۴۰۳، ۱۵۰۰، مصنف ابن ابی شیبہ: الحدیث ۲۸۹۸۵، ۳۳۸۲۹، المؤطاء للامام محمد: الحدیث ۸۶۸)

بائبل نے دو ٹوک الفاظ میں بیان کیا ہے کہ خداے واحد کے علاوہ کسی بھی فرد یا چیز کی

پرستش لائق سنگسار ہے۔ عقیدہ توحید سے انحراف کرنے والے کی سزا صرف اور صرف رجم ہے:

"Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshipping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's command. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel, Then take the person outside the town & stone him to death. However, he may be put to death only if two or more witnesses testify against him; he is not to be put to death if there is only one

witness. The witnesses are to throw the first stones, and then the rest of the people are to stone that person; in this way you will get rid of this evil." (Deuteronomy, 17/2-7, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, 2008-9)

”اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اجرام فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہو۔ اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہو تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھانکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مرجائیں۔ جو واجب القتل ٹھہرے دو یا تین آدمی کی گواہی سے مارا جائے۔ فقط ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ مارا نہ جائے۔ اُس کو قتل کرتے وقت گواہوں کے ہاتھ پہلے اُس پر اٹھیں اُسکے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ یوں تو اپنے درمیان سے شرارت کو دور کیا کرنا۔“
(استنا: ۲/۱۷-۷)

آفریں بر تو!!

بائبل کے اس اقتباس کے پیمانہ پر اگر ہم اسلام اور عیسائیت کے عقیدہ الہ کو تو لیں تو یہاں بھی خدا کے متعلق اسلام کا عقیدہ تاباں و منور نظر آتا ہے۔ بائبل کے اس پیرا گراف نے یہ بیان کیا ہے کہ صرف ایک خدا ہی عبادت کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی اس قابل نہیں ہے۔ اس اقتباس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو کوئی اس عقیدے سے انحراف کرے اُسے قتل کر دیا جائے اور اس معاملے میں کسی طرح کی نرمی نہ برتی جائے۔ بائبل کا یہی عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے اور اسی کو قرآن نے ملت حنیفہ اور دین ابراہیمی سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے برخلاف مسیحیوں کے تین خدا کا عقیدہ ایک جدید فصل ہے جس کی کھیتی صرف اٹھارہ انیس سو سالوں سے ہو رہی ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ بائبل میں وہ تمام کتابیں اور صحائف شامل ہیں جو انبیاء سابقین بالخصوص انبیاء بنی اسرائیل کی طرف اتارے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بائبل میں دنیا کی ابتدا سے لے کر مسیح تک کے حالات تحریر ہیں مگر عہد نامہ قدیم جو کل بائبل کا تین چوتھائی ۳/۳ حصہ ہے، ہمیں اس میں مسیحی حضرات صرف ایک جگہ یہ دکھادیں کہ باپ بیٹا اور روح القدس کے مثلث کا نام خدا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ آج تک چھپی کسی بھی بائبل کے عہد نامہ قدیم میں مثلث کے متعلق صریح آیت تو

دو ایک اشاریہ بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ جدید عقیدہ وہی ہے جس کے متعلق درج بالا پیرا گراف میں سنگسار کی سزا درج ہے۔ اس طرح اگر بائبل کو عالمی عدالت کا چیف جسٹس تسلیم کریں تو مسیحیوں کے لیے سنگسار کے سوا کوئی فیصلہ نہیں آئے گا۔

بائبل میں ایک اور مقام یہ تو حید توڑنے والوں کی سزا ان الفاظ میں بیان ہوئی:

"If thy brother, the son of thy mother, or thy son, or thy daughter, or the wife of thy bosom, or thy friend, which is as thine own soul, entice thee secretly, saying, Let us go and serve other gods, which thou hast not known, thou, nor thy fathers; Namely, of the gods of the people which are round about you, nigh unto thee, or far off from thee, from the one end of the earth even unto the other end of the earth; Thou shalt not consent unto him, nor hearken unto him; neither shall thine eye pity him, neither shalt thou spare, neither shalt thou conceal him. But thou shalt surely kill him; thine hand shall be first upon him to put him to death, and afterwards the hand of all the people. And thou shalt stone him with stones, that he die; because he hath sought to thrust thee away from the LORD thy God, which brought thee out of the land of Egypt, from the house of bondage. And all Israel shall hear, and fear, and shall do no more any such wickedness as this is among you." (Deuteronomy, 13/6-11)

”اگر تیرا بھائی یا تیری ماں یا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جسکو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے جھکو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں۔ یعنی ان لوگوں کے دیوتا جو تمہارے گرداگرد تیرے نزدیک رہتے ہیں یا تجھ سے دُور زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک بسے ہوئے ہیں۔ تو تو اس پر اُسکے ساتھ رخصتا مند نہ ہونا اور اُسکی بات نہ سننا۔ تو اُس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اُسکی رعایت کرنا اور نہ اُسے چھپانا۔ بلکہ تو اُسکو ضرور قتل کرنا اور اُسکو قتل کرتے وقت پہلے تیرا ہاتھ اُس پر پڑے۔ اُسکے بعد سب قوم کا ہاتھ۔ اور تو اُسکو سنگسار کرنا تا کہ وہ مرجائے کیونکہ اُس نے تجھ کو خداوند تیرے خدا سے جو تجھ کو ملک مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا۔ تب سب اسرائیل سنگسار کریں گے اور تیرے درمیان ایسی شرارت نہیں کریں گے۔“ (استثنا: ۱۱/۱۳-۱۱)

خط کشیدہ (Underlined) جملوں کو خصوصی توجہ سے پڑھیں، بائبل کے اس

پیرا گراف سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین کے لیے بنایا گیا اسلامی قانون سو فیصدی حق اور بائبل کے مطابق ہے۔ اس کے علاوہ جو ایک خاص نکتہ یہاں نوٹ کرنے کے قابل ہے وہ

یہ کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ کہ ہر مومن شخص اپنے سرکش رشتہ دار کی گردن خود اڑائے غلط اور ظالمانہ نہیں تھا، بلکہ بائبل کی ان آیات کے عین مطابق تھا۔

اب تک تو صرف افراد کے لیے سنگسار کی سزا سنائی گئی ہے اب ان شہروں کے متعلق بھی بائبل کا حکم سن لیں جہاں کئی لوگ مل کر عقیدہ توحید کے خلاف اپنی راہ نکالیں اور غیرت الہی و غضب باری کو دعوت قہر دینے کی احمقانہ جرأت دکھائیں۔ نیچے کے پیرا گراف کے ایک ایک لفظ پہ زور دیکر پڑھیں۔ اس کے ایک ایک نقطہ سے آپ کو دفاع اسلام کے لیے رسد اور کمک ملنے کا حوصلہ افزا احساس ہوگا:

Idolatrous cities to be destroyed

"If thou shalt hear say in one of thy cities, which the LORD thy God hath given thee to dwell there, saying, Certain men, the children of Belial, are gone out from among you, and have withdrawn the inhabitants of their city, saying, Let us go and serve other gods, which ye have not known; Then shalt thou enquire, and make search, and ask diligently; and, behold, if it be truth, and the thing certain, that such abomination is wrought among you; Thou shalt surely smite the inhabitants of that city with the edge of the sword, destroying it utterly, and all that is therein, and the cattle thereof, with the edge of the sword. And thou shalt gather all the spoil of it into the midst of the street thereof, and shalt burn with fire the city, and all the spoil thereof every whit, for the LORD thy God, and it shall be an heap for ever; it shall not be built again. And there shall cleave nought of the cursed thing to thine hand, that the LORD may turn from the fierceness of his anger, and shew thee mercy, and have compassion upon thee, and multiply thee, as he hath sworn unto thy fathers;"

(Deuteronomy, 13/12-17)

”اور جو شہر خداوند تیرے خدا نے تجھ کو رہنے کو دئے ہیں اگر ان میں سے کسی کے بارے میں تو یہ افواہ سنے کہ: چند خبیث آدمیوں نے تیرے ہی بیچ میں سے نکل کر اپنے شہر کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیا کہ چلو! ہم اور معبودوں کی جن سے تم واقف نہیں پوجا کریں۔ تو تو دریافت اور خوب تفتیش کر کے پتہ لگانا اور اگر یہ سچ ہو اور قطعی یہی بات نکلے کہ ایسا مکروہ کام تیرے درمیان کیا گیا۔ تو تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار سے ضرور قتل کر ڈالنا اور وہاں کا سب کچھ اور چوپائے وغیرہ تلوار ہی سے نیست و نابود کر دینا۔ اور وہاں کی ساری ٹوٹ کوچوک کے بیچ جمع کر کے اس شہر کو اور وہاں کی ٹوٹ کو تنکا تنکا خداوند اپنے خدا کے حضور آگ سے جلا دینا اور وہ ہمیشہ کو ایک ڈھیر سا پڑا

رہے اور پھر کبھی بنانا نہ جائے۔ اور ان مخصوص کی ہوئی چیزوں میں سے کچھ بھی تیرے ہاتھ میں نہ رہے تاکہ خداوند اپنے قہر شدید سے باز آجائے اور جیسا اُس نے تیرے باپ داد سے قسم کھائی ہے اُسکے مطابق تجھ پر رحم کرے اور ترس کھائے اور تجھ کو بڑھائے۔“ (استثنا: ۱۳/۱۲-۱۷)

مسیحیوں کا عقیدہ تثلیث بائبل کی آیات کے نزول کے بہت بعد کی پیداوار ہے۔ دین موسوی میں تثلیث کا کوئی تصور نہیں تھا یہ مسیحیوں کے ہاں بھی مسلم ہے اور بائبل کی درج بالا آیات تورات کی پانچویں اور آخری کتاب استثنا کی ہیں، جن کے مطابق اس عقیدے سے انحراف کرنے والے شہر کو دنیا کے نقشے پہ رہنے اور ایسے اشخاص کو کائنات کے اندر سانس لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ دوسروں لفظوں میں یوں کہئے کہ بائبل کا یہ اقتباس مسیحیوں کے لیے تلوار اور ان کے شہروں کے لیے آگ کی بے رحم سزا سنارہا ہے۔ بائبل کی یہی ایک آیت مسیحیوں کے عقیدہ تثلیث کے شیش محل کو چور چور کرنے کے لیے کافی ہے۔ رہی بات جانور سمیت شہر کو آگ کے حوالے کرنے کی تو اسلام اس سے متفق نہیں کہ کسی انسان اور بستی و شہر کو کوئی انسان آگ لگائے، البتہ بائبل کی آگ والی یہ آیت اسلام کے متعلق مسیحیوں کے بہت سارے بے جا سوالات کے جواب کے لیے کافی ہے۔

اب ہم مسیحیوں کے جدید عقیدہ تثلیث کے متعلق ایک اور حکم بائبل کی زبانی

سناتے ہیں:

Idolators to be put to death

"If there arise among you a prophet, or a dreamer of dreams, and giveth thee a sign or a wonder, And the sign or the wonder come to pass, whereof he spake unto thee, saying, Let us go after other gods, which thou hast not known, and let us serve them; Thou shalt not hearken unto the words of that prophet, or that dreamer of dreams, for the LORD your God proveth you, to know whether ye love the LORD your God with all your heart and with all your soul. Ye shall walk after the LORD your God, and fear him, and keep his commandments, and obey his voice, and ye shall serve him, and cleave unto him. And that prophet, or that dreamer of dreams, shall be put to death; because he hath spoken to turn you away from the LORD your God, which brought you out of the land of Egypt, and redeemed you out of the house of bondage, to thrust thee out of the way which the LORD thy God commanded thee to walk in. So shalt thou put the evil away from the midst of thee." (Deuteronomy, 13/1-5)

”اگر تیرے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تجھ کو کسی نشان یا عجیب بات کی خبر دے اور وہ نشان یا عجیب بات جس کی اُس نے تجھ کو خبر دی وقوع میں آئے اور وہ تجھ سے کہے کہ آہم اور معبودوں کی جن سے تو واقف نہیں پیروی کر کے اُنکی پوجا کریں تو تو اُس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات کو نہ سننا کیونکہ خُداوند تمہارا خُدا تمکو آزما رہا ہے تاکہ جان لے کہ تم خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھتے ہو یا نہیں۔ تم خُداوند اپنے خُدا کی پیروی کرنا اور اُس کا خوف ماننا اور اُس کے حکموں پہ چلنا اور اُسکی بات سننا۔ تم اُسی کی بندگی کرنا اور اُسی سے لپٹے رہنا۔ وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے کیونکہ اُس نے تم کو خُداوند تمہارے خُدا سے (جس نے تمکو مُلک مصر سے نکالا اور تجھ کو غلامی کے گھر سے رہائی بخشی) بغاوت کرنے کی ترغیب دی تاکہ تجھ کو اُس راہ سے جس پر خُداوند تیرے خُدا نے تجھ کو چلنے کا حکم دیا ہے بہکائے۔ یوں تو اپنے بیچ میں سے ایسی بدی کو دور کر دینا۔“ (استنا: ۱۳/۵)

بائبل کی ان آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ توحید سے متعلق دین موسوی کے عقیدے کے خلاف کوئی عقیدہ قابل قبول نہیں اور نئی راہ اختیار کرنے والے کے لیے موت سے کم کوئی سزا نہیں ہے۔ ہم نے بار بار ذکر کیا ہے اور ایک بار پھر بیان کرتے ہیں کہ تین خداؤں کا عقیدہ یا ایک خدا میں تین خداؤں کی تشریح ہر صورت بائبل کے عہد نامہ قدیم و جدید سے متصادم ہے۔

اس اقتباس سے صاف ہو گیا کہ عقیدہ تثلیث (Trinity) کا پرچار کرنے والوں کے ذریعے اللہ نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے جس میں بنی اسرائیل کی ایک عظیم تعداد راہِ حق سے بھٹک کر بہت دور پہنچ گئی۔ عیسائیت کے متعلق ایک نکتہ خاص توجہ کا طالب ہے کہ موجودہ اناجیل کے مصنفین میں سے کثیر وہ ہیں جنہوں نے مسیح کو نہیں دیکھا، اسی طرح بائبل کے عہد نامہ جدید کی زیادہ تر کتابیں پولس شمشاطی کے تحریر کردہ خطوط ہیں جبکہ حیاتِ مسیح میں پولس شمشاطی کا عیسیٰ مسیح کے ساتھ وہ رشتہ نہیں تھا کہ مسیح اور مسیحیت سے متعلق اس کے بیان کو درجہ ثقاہت پہ رکھا جائے، خاص کر اس وقت جبکہ خود بائبل (اعمال: ۲۲/۱-۲۰) یہ بیان کرتی ہے کہ پولس شمشاطی مسیح کے وفاداروں کا سخت دشمن رہا، اور بہت سے سچے عیسائیوں کے خون کے

چھینٹوں سے اس کا دامن داغدار ہے، پھر اچانک ایک خواب نما کیفیت کے منظر نے اس کو مسیحیت کا پرچارک اور رسول بنا دیا۔ کیا سچے مسیحیوں کے قاتل شخص اور اس کے ایسے خواب پہ اعتبار کیا جاسکتا ہے جبکہ اس کی تعلیمات بائبل کے عہد نامہ قدیم اور سب سے اہم عقیدہ توحید کے صریح مخالف ہیں۔ بالخصوص بائبل کے درج بالا اقتباس کو سامنے رکھ کر تو یہی کہا جائے گا کہ اللہ جل شانہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو پولس اور اس کے ہمناؤں کے ذریعے آزمائش میں ڈالا جس میں ایک کثیر تعداد کا ایمان و عقیدہ پولس کے مذبح پر دم توڑ ہو گیا۔

ہم نے ماقبل میں تحریر کیا ہے اور ذہن کے نہاں خانہ میں نقاشی کی غرض سے ایک بار پھر بیان کرتے ہیں کہ خدا کا کسی کے لطن میں سمانا بلکہ زمین و آسمان میں اترنا بائبل کی رو سے ناممکن اور امر محال ہے۔ جیسا کہ عہد نامہ قدیم کی کتاب سلاطین اول میں ہے:

"But will God indeed dwell on the earth? behold, the heaven and heaven of heavens cannot contain thee; how much less this house that I have builded?" (1Kings, 8/27)

"لیکن کیا خدائی الحقیقت زمین پر سکونت کریگا؟ دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں ہے جسے میں نے بنایا۔" (سلاطین اول: ۲۷/۸)

کتاب سلاطین دوم میں سامری مشرکوں کا حال بیان کیا گیا:

"And the statutes, and the ordinances, and the law, and the commandment, which he wrote for you, ye shall observe to do for evermore; and ye shall not fear other gods. And the covenant that I have made with you ye shall not forget; neither shall ye fear other gods. But the LORD your God ye shall fear; and he shall deliver you out of the hand of all your enemies. Howbeit they did not hearken, but they did after their former manner. So these nations feared the LORD, and served their graven images, both their children, and their children's children, as did their fathers, so do they unto this day." (2Kings, 17/37-41)

"اور جو آئین اور رسم اور جو شریعت اُس نے تمہارے لئے قلمبند کئے اُسکو سدا ماننے کے لئے احتیاط رکھنا اور تم غیر معبودوں سے نہ ڈرنا اور اُس عہد کو جو میں نے تم سے کیا ہے تم بھول نہ جانا اور نہ تم غیر معبودوں کا خوف ماننا بلکہ تم خُداوند اپنے خُدا کا خوف ماننا اور وہ تمکو تمہارے سب دشمنوں کے ہاتھ سے چھڑائے گا۔ لیکن انہوں نے نہ مانا بلکہ اپنے پہلے دستور کے مطابق کرتے رہے۔ سو یہ قومیں خُداوند سے بھی ڈرتی رہیں اور اپنی کھودی ہوئی صورتوں کو بھی پوجتی

رہیں۔ اسی طرح انکی اولاد اور انکی اولاد کی نسل بھی جیسا انکے باپ دادا کرتے تھے ویسا ہی وہ بھی آج کے دن تک کرتی ہیں۔“
(سلاطین دوم: ۱۷/۳۷-۳۸)

اس اقتباس سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پوجا کرنا یا خدا کو ملا کر اور معبودوں کی عبادت کرنا دونوں خدا کی نظر میں یکساں جرم ہے، اور جیسا کہ ما قبل میں بائبل کا پیرا گراف نقل کیا گیا، اس کی سزا سنگسار ہے۔

مسیحیوں کو مزید اطمینان قلب دینے کے لیے ہم بائبل کے عہد نامہ جدید سے تو حید باری پہ ایک اقتباس پیش کر دیتے ہیں:

"As concerning therefore the eating of those things that are offered in sacrifice unto idols, we know that an idol is nothing in the world, and that there is none other God but one. For though there be that are called gods, whether in heaven or in earth, (as there be gods many, and lords many.) But to us there is but one God, the Father, of whom are all things, and we in him; and one Lord Jesus Christ, by whom are all things, and we by him." (1 Corinthians, 8/4-6)

”پس بتوں کی قربانیوں کے گوشت کھانے کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ بت دنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوا ایک کے اور کوئی خدا نہیں۔ اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (چنانچہ بہترے خدا اور بہترے خداوند ہیں)۔ لیکن ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جسکی طرف سے سب چیزیں ہیں اور ہم اسی کے لئے ہیں اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلہ سے سب چیزیں موجود ہوئیں اور ہم بھی اسی کے وسیلہ سے ہیں۔“ (کرنٹیوں اول: ۸/۴-۶)

اس اقتباس میں بھی خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کا نغمہ سنایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں بھی اللہ کے لیے ”خدا“ اور ”God“ جبکہ مسیح کے لیے ”خداوند“ اور ”Lord“ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان دونوں الفاظ کے درمیان وہی فرق ہے جو عربی زبان میں ”مَوْلٰی“ (مالک، آقا) اور ”اِلٰہ“ (خدا، معبود، عبادت کا مستحق) کے درمیان ہے کہ ”مَوْلٰی“ کو خدا کے علاوہ نبی ﷺ، بلکہ عام انسانوں کے لیے بھی استعمال کر دیتے ہیں مگر ”اِلٰہ“ کا لفظ صرف اور صرف خدا کے لیے درست ہے جبکہ دوسرے کے لیے کفر و شرک ہے۔ اسی طرح انگریزی زبان میں لفظ ”Lord“ خدا اور کسی بھی معزز ہستی دونوں کے لیے مستعمل ہے جبکہ لفظ ”God“ حقیقتہً صرف خدا کے لیے خاص ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مسیح ایک عظیم ہستی تو ہے مگر

خدا نہیں، خدا تو صرف وہ واحد و یکتا ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

الحاصل! بائبل کی روشنی میں یہی کہنا حق اور بجا ہے کہ خدا صرف اور صرف ایک ہے جو تقسیم کے قابل نہیں۔ زمین و آسمان میں سمانے والی کسی بھی چیز یا انسان کی خدائی کا دعویٰ ایک جدید عقیدہ اور ناقابل قبول نظریہ ہے جس کو کسی بھی حالت میں حق نہیں گردانا جاسکتا ہے۔

بائبل میں ان اقتباسات کے علاوہ مزید ساٹھ سے زائد مقامات پہ شرک کی مذمت اور اس کی سزا کا بیان ہے۔ تفصیل کے لیے درج ذیل مواقع دیکھیں:

خروج: ۲۰/۳، ۲۳/۱۳، ۳۴/۱۲، (تین مرتبہ)۔ استثنا: ۵/۷، ۶/۱۲، ۷/۴، ۸/۱۹، ۱۱/۱۶، ۱۱/۲۸، ۱۳/۱۳، ۱۷/۳، ۱۸/۲۰، ۲۸/۱۲، ۲۸/۳۶، ۲۸/۶۲، ۲۹/۲۶، ۳۰/۱۷، (پندرہ مرتبہ)۔
 یثوع: ۲۲/۲-۳، ۲۲/۱۶-۱۷، (دو مرتبہ)۔ قضاة: ۲/۱۲، ۲/۱۷، ۲/۱۹-۲۳، ۱۰/۱۳-۱۲، (چار مرتبہ)۔ سموئیل اول: ۸/۸، ۲۶/۱۹، (دو مرتبہ)۔ سلاطین اول: ۹/۶-۷، ۹/۸-۹، ۱۱/۴، ۱۱/۱۰، ۱۲/۹، (پانچ مرتبہ)۔ سلاطین دوم: ۵/۱۷، ۱۷/۱۷، ۱۷/۱۶، ۱۷/۳۵، ۱۷/۳۶، ۱۷/۳۷، (چار مرتبہ)۔
 زبور: ۱۶/۴، (ایک مرتبہ)۔ یرمیاہ: ۱/۱۶، ۱/۶، ۱/۹-۱۵، ۱۷/۱۸، ۱۱/۱۰، ۱۱/۱۰، ۱۱/۱۶، ۱۱/۱۳، ۱۹/۴، ۱۹/۱۳، ۱۹/۱۳، ۲۲/۹، ۲۲/۲۵، ۲۲/۲۹، ۳۵/۱۵، ۳۴/۳-۶، ۳۴/۸-۱۱، ۳۴/۱۵، (سولہ مرتبہ)۔ دانی ایل: ۳/۲۸، ۳/۲۹، (دو مرتبہ)۔ ہوسیع: ۱/۳ (ایک مرتبہ)۔ مکاشفہ: ۲۰/۴، (ایک مرتبہ)۔“

حق کے شیدائیوں کے لیے ہمارے ذریعہ دیے گئے اقتباسات اور حوالے کافی سے بہت زائد ہیں۔ بس ضرورت ہے کہ جانبداری سے کنارہ کش ہو کر ایک منصف حج کی طرح دلیلوں اور پیرا گرافوں کا مطالعہ اور تجزیہ (Analyse) کیا جائے۔

(۴) اللہ کا دیدار۔

کوئی انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ اس کا دیکھنا ممکن ہے مگر حیات دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی بھی انسان کے لیے اللہ جل جلالہ کو دیکھنا ثابت و واقع نہیں ہے، البتہ قیامت کے دن اہل ایمان اللہ تعالیٰ کا دیدار

کریں گے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَنْزَى رَبَّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ الشَّمْسَ
بِنِصْفِ النَّهَارِ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ سَحَابَةٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ
الْبَدْرِ لَيْسَ فِي السَّمَاءِ سَحَابَةٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرَوْنَ
اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَيْهِ كَمَا لَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَيْهِمَا.“

”یا رسول اللہ ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ فرمایا: دوپہر میں جب
آسمان میں بادل نہیں ہوتا ہے تو تم سورج کو دیکھتے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہاں، فرمایا: رات میں
جب آسمان میں بادل نہیں ہوتا ہے تو تم چاند کو دیکھتے ہو؟ عرض کیا: جی، فرمایا: قسم اس کی
جس کی قدرت میں میری جان ہے! بے شک تم اللہ تعالیٰ کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح
چاند و سورج کو دیکھنے میں تمہیں مکمل یقین ہے۔“

(مسند أحمد: الحديث ۹۲۹۶، ۹۰۴۶، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ۸۰۴۰، المعجم
الكبير للطبراني: الحديث ۴۲۸، المعجم الأوسط للطبراني: الحديث ۱۷۵۹)

اس سلسلے میں بائبل کا کوئی واضح موقف نہیں ہے۔ اس میں نہ اور ہاں دونوں

طرح کی روایات ہیں جنہیں تعارض (Contradiction) کہا جاتا ہے۔

بائبل کی دوسری کتاب ”خروج“ یہ کہتی ہے کہ انسان کے لیے خدا کو دیکھنا محال

ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے ”أرني“ (مجھے اپنا دیدار کرا دے) کی درخواست
کی تو خدا نے جواب دیا:

"And he said, Thou canst not see my face, for there shall no man see
me, and live." (Exodus, 33/20)

”اور یہ بھی کہا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا کیونکہ انسان مجھے دیکھ کر زندہ نہیں رہ سکتا“ (خروج: ۳۳/۲۰)

دوسری بحث یہ ہے کہ حیات دنیا میں رویت باری کسی کے لیے ثابت ہے یا نہیں؟ اس

بارے میں یوحنا کی انجیل میں ہے کہ خدا کو کسی نے نہیں دیکھا۔ یوحنا کے الفاظ یہ ہیں:

"No man hath seen God at any time; the only begotten Son, which is
in the bosom of the Father, he hath declared him." (John, 1/18)

”خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے ظاہر کیا“ (یوحنا: ۱/۱۸)

عیسائیوں کے مقدس رہنما یوحنا کے پہلے خط (جو بائبل میں شامل ہے) میں بھی

یہی درج ہے کہ آج تک کسی نے خدا کو نہیں دیکھا:

"No man hath seen God at any time. If we love one another, God dwelleth in us, and his love is perfected in us." (1John. 4/12)

”خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اسکی محبت ہمارے دل میں کامل ہوگئی ہے۔“
(یوحنا: 1/۱۲)

بائبل کے مذکورہ تینوں پیراگرافوں کے یکسر خلاف بائبل کا یہ پیراگراف پڑھیں:

"Then went up Moses, and Aaron, Nadab, and Abihu, and seventy of the elders of Israel. And they saw the God of Israel, and there was under his feet as it were a paved work of a sapphire stone, and as it were the body of heaven in his clearness. And upon the nobles of the children of Israel he laid not his hand, also they saw God, and did eat and drink." (Exodus. 24/9-11)

”تب موسیٰ اور ہارون اور ندب اور ابیہود اور بنی اسرائیل کے ستر بزرگ اوپر گئے۔ اور انہوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا اور اس کے پاؤں کے نیچے نیلم کے پتھر کا چوڑا سا تھا جو آسمان کی مانند شفاف تھا۔ اور اُس نے بنی اسرائیل کے شرفا پر اپنا ہاتھ نہ بڑھایا۔ سو انہوں نے خدا کو دیکھا اور کھایا اور پیا۔“
(خروج: ۲۴/۹-۱۱)

اور درج ذیل پیراگراف بھی دیکھیں:

Jacob wrestles with the Lord

"And Jacob was left alone; and there wrestled a man with him until the breaking of the day. And when he saw that he prevailed not against him, he touched the hollow of his thigh; and the hollow of Jacob's thigh was out of joint, as he wrestled with him. And he said, Let me go, for the day breaketh. And he said, I will not let thee go, except thou bless me. And he said unto him, What is thy name? And he said, Jacob. And he said, Thy name shall be called no more Jacob, but Israel, for as a prince hast thou power with God and with men, and hast prevailed. And Jacob asked him, and said, Tell me, I pray thee, thy name. And he said, Wherefore is it that thou dost ask after my name? And he blessed him there. And Jacob called the name of the place Peniel, for I have seen God face to face, and my life is preserved." (Genesis. 32/24-30)

”اور یعقوب اکیلا رہ گیا اور پو پھٹنے کے وقت تک ایک شخص وہاں اُس سے کشتی لڑتا رہا۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ اس پر غالب نہیں ہوتا تو اسکی ران کو اندر کی طرف سے چھوا اور یعقوب کی ران کی نرس اس کے ساتھ کشتی کرنے میں چڑھ گئی۔ اور اس نے کہا مجھے جانے دے کیونکہ پو پھٹ چلی۔ یعقوب نے کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہ دے میں تجھے جانے نہیں دوں گا۔ تب اُس نے اُس

سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا یعقوب۔ اُس نے کہا تیرا نام آگے کو یعقوب نہیں بلکہ اسرائیل ہوگا کیونکہ تو نے خدا اور آدمیوں کے ساتھ زور آزمائی کی اور غالب ہوا۔ تب یعقوب نے اُس سے کہا کہ میں تیری منت کرتا ہوں تو مجھے اپنا نام بتادے۔ اُس نے کہا تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اور اُس نے اُسے وہاں برکت دی۔ اور یعقوب نے اُس جگہ کا نام فنی ایل رکھا اور کہا کہ میں نے خدا کو زور و برودیکھا تو بھی میری جان پچی رہی۔“ (پیدائش: ۳۲/۳۰-۳۰)

یعنی بندہ غالب رہا اور خدا مغلوب ہو گیا، یہ عقیدہ مسیحیوں کو ہی مبارک ہو!!!۔ شاید مسیحی واحد ایسی قوم ہوگی جو اپنے معبود کو اتنا بے بس اور معذور سمجھتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب نے خود کو خدا بتانے والے ”کسی شخص“ سے کشتی لڑی ہو جو یقیناً ”رحمت“ کا حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ بائبل کے گذشتہ اقتباسات بتاتے ہیں کہ خدا کو دیکھنا انسان کے لیے ناممکن ہے اور خدا کو دیکھ کر کوئی آدمی زود زندہ نہیں رہ سکتا۔

(۵) مکمل تابعداری۔

عقل کا ایک مسلمہ ضابطہ ہے کہ انسان جس دائرے میں رہے اس کی تمام حدود کی پاسداری کرے۔ جس چیز سے منسلک ہو اس کے تمام قوانین کو ماننے اور اس پر عمل کرے۔ ایک ایسا شخص جو اپنے ملک کے تمام قوانین کو مانتا اور ان پر عمل کرتا ہے مگر صرف ایک یا چند پہ وہ عمل نہیں کرتا مثلاً وہ چوری یا ڈکیتی کرتا ہے یا اسے غلط نہیں کہتا ہے، ایسے شخص کو کوئی بھی ملک اپنا باوقار اور قابل اعتبار شہری قرار نہ دے گا، نہ ہی اس کے حق میں پُر امن شہری ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کرے گا۔

اسی طرح اسلام کا ایک بنیادی اور اہم قانون یہ ہے کہ جو بندہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہو یا خود کو مسلم کہتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ہر بنیادی مسئلہ اور عقیدے پہ کما حقہ ایمان رکھتا ہو۔ خدا جل جلالہ پہ ایمان اس کی تمام واجبی صفات کے ساتھ اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر ایمان ان کی تمام لازمی خصوصیات کے ساتھ ضروری ہے۔ اسی طرح دیگر امور میں عقائد و اعمال درست ہوں۔ اگر کوئی شخص ہر کام اسلام کے مطابق کرتا ہو مگر کسی ایک بنیادی مسئلہ کو ماننے سے انکار کرتا ہو تو ایسا شخص اسلام کے قانون کی رو سے خارج از اسلام اور کافر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات پہ ایمان رکھتا ہو

مگر اللہ کو معاذ اللہ جھوٹا کہتا ہوتا تو ایسا شخص مسلم نہیں ہے۔ اسی طرح خدا نے جن اعمال کی بجا آوری کا حکم دیا ہے انہیں عمل میں لانا اور جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ خلاف ورزی کرے تو مجرم اور قابل سزا ہوگا۔

اللہ جل شانہ نے اپنے قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو اپنی جانوں پہ ظلم کرنے والا گردان کر انہیں سخت عذاب کی وارنگ جاری کر دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝“

”جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۲۹)

یہ مضمون بائبل میں بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو:

"For whosoever shall keep the whole law, and yet offend in one point, he is guilty of all. For he that said, Do not commit adultery, said also, Do not kill. Now if thou commit no adultery, yet if thou kill, thou art become a transgressor of the law." (James, 2/10-11)

”کیونکہ جس نے ساری شریعت پر عمل کیا اور ایک ہی بات میں خطا کی وہ سب باتوں میں قصور وار ٹھہرنا اسلئے کہ جس نے یہ فرمایا کہ زنا نہ کر اسی نے یہ بھی فرمایا کہ خون نہ کر۔ پس اگر تو نے زنا تو نہ کیا مگر خون کیا تو بھی تو شریعت کا عدول کرنے والا ٹھہریگا۔“ (یعقوب: ۱۰/۲-۱۱)

ہمیں افسوس تو ان پڑھے لکھوں پہ ہوتا ہے جو انسان کے بنائے ہوئے قوانین کو مکمل طور پہ اپنانے کی بات کرتے ہیں مگر خدائی احکام سے متعلق ان کا رویہ اس سے جدا ہے۔

(۶) اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔

دنیا کا کوئی بھی قانون اپنے شہریوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ ماں باپ، دوست، بیوی، مالک یا کسی بڑے سے بڑے یہاں تک کہ وزیر اعظم اور صدر جمہوریہ کی اس بات کو عمل میں لائے جو اس ملک کے بنیادی دستور کے خلاف ہو، ہر ملک میں وہاں کے آئین کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس کے خلاف حکم دینے والا چاہے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو اس کا حکم ردی کی ٹوکری میں ڈال دینے کے لائق ہے، اور عدالت اس کے خلاف سنوائی کرتے ہوئے اس طرح کی کسی بھی دلیل کو قبول نہیں کرے گی، اگرچہ وزیر اعظم کے کہنے پہ اس نے غلط کام کیا ہو مگر اسے بہر حال سزا ضرور ملے گی۔ اسی طرح اسلام کا ایک اصل الاصول قانون

یہ ہے کہ خدا کے مقابلے میں کسی کی بھی اطاعت جائز نہیں، چاہے ماں باپ ہوں یا شہنشاہ اعظم۔ کسی بھی مخلوق کی بات پہ عمل اسی وقت تک جائز ہے جب تک وہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق ہے۔ جب اللہ کے قانون اور انسان کے بیچ کوئی حائل ہو جائے تو اللہ کے حکم کو برتری دیتے ہوئے خدا کی اطاعت لازم ہے اور جو اس کے خلاف کرے وہ کم از کم فاسق و فاجر ہے اور اس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.“

”اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی فرمانبرداری جائز نہیں۔“

(مسند أحمد بن حنبل: مسند علی بن ابی طالب، مسند ابن مسعود، مسند عمران بن حصین)

اسلام نے اللہ کے رسول کے حکم کو بھی امتی کے لیے لازم قرار دیا ہے کیونکہ ان کا

حکم خود اللہ جل شانہ کا حکم ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۖ“ (النجم: ۴-۲)

”وہ (رسول ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، بلکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں (سب کا سب)

خدا کی جانب سے وحی کردہ ہوتا ہے۔ انہیں مضبوط قوت والے (اللہ) نے سکھایا ہے۔“

مزید فرمایا گیا:

”وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۖ“

”اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دے اسے لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے باز آ جاؤ اور

اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔“ (سورة الحشر: ۷)

اور ایک آیت میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلے اور حکم کو حکم خداوندی قرار دے کر اس

سے انحراف کرنے والے کو جادہ حق سے منحرف قرار دیا گیا:

”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ

الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۖ“

”جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کسی معاملے میں فیصلہ صادر فرمادیں تو پھر کسی مسلمان مرد

و عورت کو اپنے معاملے میں (بھی) کسی طرح کی تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں اور جو اللہ اور اس

کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو یقیناً وہ کھلا گمراہ ہے۔“ (سورۃ الأحزاب: ۳۷)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اطاعت رسول ﷺ کو عین اطاعت الہی قرار دیا گیا ہے:

”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا“

”جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو (آپ ﷺ) کی اطاعت

سے (روگردانی کریں تو) وہ یاد رکھیں کہ) آپ ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔“ (النساء: ۸۰)

اسلام کے اس حکم کی موافقت بائبل میں بھی ہے۔ بائبل نے عورتوں کو مکمل طور پر

شوہر کے تابع رہنے کا حکم دیا ہے مگر اس میں یہ قید لگائی ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے موافق ہو:

”Wives, submit yourselves unto your own husbands, as it is fit in the Lord. Husbands, love your wives, and be not bitter against them.“

(Colossians, 3/18-19)

”اے بیویو! جیسا خداوند میں مناسب ہے اپنے شوہروں کے تابع رہو۔ اے شوہرو! اپنی

بیویوں سے محبت رکھو اور ان سے تلخ مزاجی نہ کرو۔“ (کولسیوں: ۱۸/۳-۱۹)

(۷) خدا کی جھوٹی قسم۔

ہر ملک یا مذہب میں کسی کتاب یا ہستی کو اس قدر محترم و مقدس سمجھا جاتا ہے کہ کسی

بات کا یقین دلانے کے لیے اس کی قسم کھائی جاتی اور اس کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بات بات پر خدا کی قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ جھوٹ سچ ہر

موقع پر خدا کے نام کو اپنے لیے آڑ بنا لیتے ہیں۔ خدا نے کسی خاص اور پسندیدہ حالت کے سوا اپنی

قسم کھانے کو بھی ممنوع اور اسمائے باری سے کھلوڑ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہوتا ہے:

”وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“

”اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم

کر لو اور اللہ سنتا جانتا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۲۴)

اور جھوٹی قسمیں کھانے والوں کے لیے مختلف قسم کی سزاؤں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

”إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“

”بے شک جو لوگ اللہ کے وعدوں اور اس کی قسموں کے عوض تھوڑی پونجی حاصل کرتے ہیں، آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں، قیامت کے دن اللہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی انہیں ستھرا بنائے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“ (آل عمران: ۷۷)

بائبل نے اس نکتہ پر بھی قرآن سے اتفاق کیا ہے اور جھوٹی قسمیں کھانے والوں کو کھری کھری سنائی ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"And ye shall not swear by my name falsely, neither shalt thou profane the name of thy God, I am the LORD." (Leviticus, 19/12)

”اور تم میرا نام لیکر جھوٹی قسم نہ کھانا جس سے تو اپنے خدا کے نام کو ناپاک ٹھہرائے۔ میں خداوند ہوں۔“ (احبار: ۱۲/۱۹)

دوسرے مقام پہ ایسے شخص کو مجرم گردانتے ہوئے وعید و سزا کی آہٹ سنائی گئی ہے:

"Thou shalt not take the name of the LORD thy God in vain; for the LORD will not hold him guiltless that taketh his name in vain." (Exodus, 20/7)

”تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا کیونکہ جو اس کا نام بے فائدہ لیتا ہے خداوند اسے بے گناہ نہ ٹھہرایگا۔“ (خروج: ۷/۲۰)

(۸) قیامت۔

آپ دنیا کے کسی بھی ملک کا آئین اٹھا کر دیکھیں تو اس طرح کے جملے ملیں گے کہ اگر کوئی جرم کرتے ہوئے پکڑا گیا تو اس کے لیے یہ سزا ہے۔ اس طرح کا قانون سرعام اور تنہا جرم کرنے سے تو روک سکتا ہے مگر کئی لوگوں سے ساٹھ گانٹھ کر کے یا پھر تنہائی میں ارتکاب جرم سے نہیں روک سکتا ہے، جیسا کہ آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ روزانہ مشترکہ چوری و بدعنوانی اور تنہائی کے جرم کی روداد میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہے۔ اسلام کا موقف اس سلسلے میں سب سے نرالا اور جدا ہے۔ اسلام دنیوی سزا کے ساتھ آخرت میں ملنے والی سزا کا احساس دلاتا ہے۔ قرآن میں زیادہ تر اسی بات پر زور دیا گیا ہے کہ انسان کو اصل حساب قبر اور قیامت میں دینا ہے۔ دنیا میں حکمرانوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی آنکھوں میں دھول جھونکی جاسکتی ہے مگر کاندھوں پہ موجود اعمال لکھنے والے فرشتوں اور خدا کو فریب نہیں دیا جاسکتا۔ جس دن سارے لوگ مرجائیں گے اور پھر دوبارہ جلانے جائیں گے تو خدا کے سامنے ان کا حساب و کتاب ہوگا اور پھر ان کے اعمال کے

مطابق انہیں جہنم یا جنت میں جگہ دی جائے گی۔ چنانچہ یہ عقیدہ سچے مسلمانوں کو ارتکاب جرم سے روکتا ہے اور ایک پر امن معاشرہ کی تشکیل میں سب سے اہم اور بنیادی رول ادا کرتا ہے۔

قرآن حکیم قیامت کی آہٹ سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ.“

”یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں، اور اللہ ان لوگوں کو جلائے گا جو قبروں

میں ہیں۔“ (سورۃ الحج: ۷)

قیامت کے دن کے حساب و کتاب کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

”الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝“

”اس دن ہم ان کے مونہوں پہ مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں

بتائیں گے جو انہوں نے کیا۔“ (سورۃ یس: ۶۵)

مذکورہ ایک آیت میں قرآن نے سب کچھ بیان کر دیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ

بائبل نے بھی قیامت کا ذکر کیا ہے اور اس دن ہونے والے حساب و کتاب کی خبر دی ہے۔
انجیل لوقا میں ہے:

"Then said he also to him that bade him, When thou makest a dinner or a supper, call not thy friends, nor thy brethren, neither thy kinsmen, nor thy rich neighbours; lest they also bid thee again, and a recompence be made thee. But when thou makest a feast, call the poor, the maimed, the lame, the blind. And thou shalt be blessed; for they cannot recompense thee, for thou shalt be recompensed at the resurrection of the just." (Luke. 14/12-14)

”پھر اُس نے اپنے بلانے والے سے یہ بھی کہا کہ جب تو دن کا یارات کا کھانا تیار کرے تو اپنے

دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دو لہتمند پڑوسیوں کو نہ بلانا تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بلائیں اور

تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں، لنگڑوں، اندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت

ہوگی کیونکہ اُنکے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملیگا۔“

(لوقا: ۱۴/۱۲-۱۴)

اسی طرح کتاب اعمال میں ہے:

"And have hope toward God, which they themselves also allow, that there shall be a resurrection of the dead, both of the just and unjust."

(Acts. 24/15)

”اور خدا سے اسی بات کی امید رکھتا ہوں جسکے وہ خود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی۔“
(اعمال: ۱۵/۲۴)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مقامات پہ بھی قیامت / حساب و کتاب کا تذکرہ ہے:
متی: ۲۳/۲۲، ۲۸/۲۲، ۳۰/۲۲، مرقس: ۱۲/۱۸، ۱۲/۲۳، لوقا: ۲۰/۲۵، ۲۰/۳۳، ۲۰/۳۵،
۲۰/۳۶، یوحنا: ۱۱/۲۴، ۱۱/۲۵، اعمال: ۱۷/۱۸، ۱۷/۳۱-۳۲، ۲۳/۶، ۲۳/۸،
۲۴/۲۱، کرنتھیوں اول: ۱۵/۱۲-۱۳، ۱۵/۲۱-۲۳، ۱۵/۲۲، تھیمیس دوم: ۲/۱۸، عبرانیوں:
۱۱/۳۵، مکاشفہ: ۲۰/۵، ۲۰/۶، ۲۰/۱۱-۱۵، ۲۱/۸۔

مگر بائبل کے اس طرح کے تمام پیرا گراف کو پولس نے بہ یک قلم تباہ کرتے ہوئے کہا:

"Is any man called being circumcised? let him not become uncircumcised. Is any called in uncircumcision? let him not be circumcised. Circumcision is nothing, and uncircumcision is nothing, but the keeping of the commandments of God. Let every man abide in the same calling wherein he was called."

(1 Corinthians, 7/18-20, Romans, 4/18-13, Galatians, 2/1-4)

”جو مختون بلایا گیا وہ نامختون نہ ہو جائے۔ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے۔ نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے۔ ہر شخص جس حالت میں بلایا گیا ہو اسی میں رہے۔“
(کرنتھیوں اول: ۱۸/۷-۲۰، رومیوں: ۸/۳-۱۳، گلتیوں: ۲/۱-۴)

بڑا میٹھا زہر ہے، جب کسی قوم نے عہد و پیمان کی نشانی کو ہی مٹا دیا تو وہ کتنے دنوں تک وعدہ نبھائے گی؟؟ پہلے کسی قوم و مذہب کی نشانی مٹی ہے، پھر قوم و مذہب۔

مذہب بیزاری اور قانون شکنی کی عام اجازت بھی پڑھیں:

"I know, and am persuaded by the Lord Jesus, that there is nothing unclean of itself, but to him that esteemeth any thing to be unclean, to him it is unclean."
(Romans, 14/14)

”مجھے معلوم ہے بلکہ خداوند یسوع میں مجھے یقین ہے کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں لیکن جو اسکو حرام سمجھتا ہے اسے لئے حرام ہے۔“
(رومیوں: ۱۴/۱۴)

بڑا عجیب و غریب نظریہ ہے، شاید امریکی سپریم کورٹ بھی اس کی تصدیق نہ کرے۔

(۹) بعث بعد الموت اور اخروی جزا و سزا۔

عام طور پہ انسان کو یہ تصور کہ CCTV (Closed-Circuit Television)

کے ذریعہ اس کے کام کی نگہبانی ہو رہی ہے، کام کرنے کی جگہ پہ لگایا گیا کیمرہ اس کی حرکتوں کو محفوظ کر رہا ہے جس کے ریکارڈ کی بنیاد پہ اس کے مستقبل کا فیصلہ ہوگا، جرم کا ارتکاب کرنے سے روکتا ہے۔ یہ صورت حال آج پیدا ہوئی ہے مگر اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے اپنے ماننے والوں کو یہ تصور دیا تھا۔ قرآن نے سینکڑوں مقامات پہ اس چیز کو کھول کر بیان کیا ہے کہ اللہ انسانوں کے اعمال دیکھ رہا ہے، وہ ہر ایک کی نگہبانی فرما رہا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ الگ سے ان کے دونوں کاندھوں پہ ایک ایک فرشتہ تعینات کیا گیا ہے جو ان کی چھوٹی بڑی ہر حرکت کو اس کی ریکارڈ فائل (نامہ اعمال) میں تحریر کر رہا ہے۔ اسلام کا یہی وہ تصور ہے جو مسلمانوں کو گناہ سے روکتا ہے، تنہائی میں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا مگر خدا تو دیکھ رہا ہے یہی نظریہ مسلمانوں کی ایک بڑی خوبی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والا مسلمان (جن کا صرف نام اسلامی ہے ان کی بات الگ ہے) جرم کرنے سے دور رہتا ہے۔ اور جس کا ایمان جس قدر کامل ہے اور جس کا یقین جتنا مضبوط ہے اتنا ہی وہ قانون کا پابند اور نافرمانی سے دور ہے۔ اور جس کا یقین نا پختہ اور ایمان کمزور ہے اس سے قانون کی نافرمانی اور جرائم کا ارتکاب کچھ عجیب اور بعید نہیں۔

جرم سے پاک معاشرہ (Crime Free Society) کی تشکیل کے لیے اس طرح کا نظریہ اشد ضروری ہے۔ کیمرہ کی نگہبانی سے زیادہ تیز اور کارگر یہ نگرانی ہے کیونکہ کیمرہ خراب ہو سکتا ہے یا جرم سے پہلے یا اس کے بعد اسے توڑ پھینکا جاسکتا یا خراب کیا جاسکتا ہے (جیسا کہ ہند میں ۲۰ فروری ۲۰۱۵ء کو یہ انکشاف ہوا کہ پٹرولیم، دفاع اور مالیات کی وزارتوں میں ہونے والی جاسوسیوں میں مجرمین پہلے خفیہ کیمروں کو خراب کرتے پھر نقلی چابیوں سے اپنے مشن کو مکمل کرتے) مگر خدا کے نامزد کردہ کیمروں کو انسان خود سے الگ نہیں کر سکتا۔ واضح رہے کہ اس طرح کی فکر صرف قرآن ہی نے پیش نہیں کی ہے بلکہ ہر آسمانی کتاب میں ”اخروی جزا“ کا تذکرہ بار بار آیا ہے۔ بائبل نے بھی اس سلسلہ میں قرآن کے موقف کی حمایت کی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ“

”بے شک اللہ جانتا ہے زمین اور آسمانوں کی چھپی باتوں کو، اور جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھتا ہے۔“

(سورة الحجرات: ۱۸)

اور بندے کے حق میں نگہبانی کے فوائد و نقصانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝“

”اس دن بادشاہت اللہ کے لیے ہوگی، اللہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، تو جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں وہ خوشی کے باغات میں ہوں گے، اور جو انکار کریں اور ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں ان کے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔“

(سورة الحج: ۵۶-۵۷)

بائبل نے سزا و جزا کا نظریہ پیش کرتے ہوئے کہا:

"Also unto thee, O Lord, belongeth mercy, for thou renderest to every man according to his work." (Psalms, 62/12)

”شفقت بھی اے خداوند تیری ہی ہے کیونکہ تو ہر شخص کو اسکے عمل کے مطابق بدلہ دیتا ہے۔“ (زبور: ۶۲/۱۲)

مزید کہا گیا:

"A man shall be satisfied with good by the fruit of his mouth, and the recompence of a man's hands shall be rendered unto him." (Proverbs, 12/14)

”آدمی کے کلام کا پھل اسکو نیکی سے آسودہ کریگا اور اس کے ہاتھوں کے کئے کی جزا اسکو ملے گی۔“

(امثال: ۱۲/۱۴)

ایمان والوں کے لیے اجر اور بے ایمانوں کے لیے ہلاکت کو ذکر کیا گیا:

"Whoso despiseth the word shall be destroyed, but he that feareth the commandment shall be rewarded." (Proverbs, 13/13, 24/12)

”جو کلام کی تحقیر کرتا ہے اپنے آپ پر ہلاکت لاتا ہے پر جو فرمان سے ڈرتا ہے اجر پائیگا۔“

(امثال: ۱۳/۱۳، ۲۴/۱۲)

درج ذیل پیرا گراف میں خواب کی حالت میں میدان محشر کو دیکھنے کا بیان ہے:

The great white throne judgement

"And I saw a great white throne, and him that sat on it, from whose face the earth and the heaven fled away; and there was found no place for them. And I saw the dead, small and great, stand before God; and the books were opened, and another book was opened, which is the book of life, and the dead were judged out of those things which were written in the books, according to their works. And the sea gave up the dead which were in it; and death and hell delivered up the dead which were in them, and they were judged every man according to their works. And death and hell were cast into the lake of fire. This is the second death. And whosoever was not found written in the

book of life was cast into the lake of fire."

(Revelation, 20/11-15)

”پھر میں نے ایک بڑا سفید تخت اور اُسکو جو اُس پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا جسکے سامنے سے زمین اور آسمان بھاگ گئے اور انہیں کہیں جگہ نہ ملی۔ پھر میں نے چھوٹے بڑے سب مُردوں کو اُس تخت کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا اور کتابیں کھولی گئیں۔ پھر ایک اور کتاب کھولی گئی یعنی کتاب حیات اور جس طرح اُن کتابوں میں لکھا ہوا تھا اُنکے اعمال کے مطابق مُردوں کا انصاف کیا گیا۔ اور سمندر نے اپنے اندر کے مُردوں کو دے دیا اور موت اور عالم ارواح نے اپنے مُردوں کو دے دیا اور اُن میں سے ہر ایک کے اعمال کے موافق اُسکا انصاف کیا گیا۔ پھر موت اور عالم ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔ یہ آگ کی جھیل دوسری موت ہے۔ اور جس کسی کا نام کتاب حیات میں نہ ملا وہ آگ کی جھیل میں ڈالا گیا۔“

(مکاشفہ: ۱۱/۲۰-۱۵)

اس میں بد اعمالوں کے متعلق کہا گیا:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone, which is the second death."

(Revelation, 21/8)

”مگر بُزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنوں لوگوں اور خونیوں اور حرامکاروں اور جادوگروں اور بُت پستوں اور سب بھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔“

(مکاشفہ: ۸/۲۱)

(۱۰) جنت۔

جب بات پابندی اور نافرمانی کی ہو تو اس کے تحت ملنے والے فائدے اور نقصان کا تذکرہ از حد ضروری اور تقاضاے فطرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ انسانی دل و دماغ ایسا ہے کہ جو بہ آسانی ہاتھ آنے والی ذاتی منفعت یا لذت کو چھوڑنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتا ہے، اگر اس کے سامنے قانون کا خوف اور دل میں اللہ کا ڈرنہ ہو تو وہ خطرناک کام بہ آسانی کر گزرتا ہے۔ اور عام طور پہ جب تک کہ اسے کسی بڑے فائدہ کا یقین نہ دلایا جائے وہ خسیس عادات اور ناجائز کمائی سے ہاتھ روکنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے زمانوں میں جرم کا گراف اتنا نہیں تھا جتنا آج ہے۔ کیونکہ ان کا ایمان پختہ اور یقین مضبوط ہوتا تھا اس لیے وہ یہ سوچتے تھے کہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو کیا ہوا جس نے ہم سب کو پیدا کیا وہ تو دیکھ رہا ہے۔

قرآن اور بائبل دونوں نے نیکوں کے لیے جنت اور بروں کے لیے جہنم کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رَزَقُوا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“

”جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے انہیں ایسے باغوں کی خوشخبری دیدو جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، جب بھی وہاں انہیں پھل دیا جائے گا وہ بولیں گے: یہی تو ہمیں پہلے بھی ملا تھا، انہیں اسی طرح یکسانیت والا دیا جائے گا۔ ان کے لیے وہاں پاک بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔“

(سورۃ البقرۃ: ۲۵)

بائبل میں بتایا گیا:

"He that hath an ear, let him hear what the Spirit saith unto the churches; To him that overcometh will I give to eat of the tree of life, which is in the midst of the paradise of God."

(Revelation, 2/7, Luke, 23/43, Corinthians, 12/4)

”جس کے کان ہوں وہ سنے کہ روح کلیساؤں سے کیا فرماتا ہے۔ جو غالب آئے میں اُسے

اُس زندگی کے درخت میں سے جو خدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دوں گا۔“

(مکاشفہ: ۷/۲، لوقا: ۲۳/۴۳، کرنتھیوں دوم: ۱۲/۴)

اسی فطرت انسانی کو مد نظر رکھتے ہوئے تقریباً تمام ملکوں اور قبیلوں میں اچھا اور نمایاں کارنامہ دکھانے والے شہریوں کو اعزاز سے نوازنے کی روایت پائی جاتی ہے۔

(۱۱) **جہنم۔**

لاچ انسان کی گھٹی میں رچی بسی ہے جس کی وجہ سے عام طور پر انسانوں سے غلطی ہونے کا امکان بہت زیادہ رہتا ہے۔ اگر کسی ملک میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ ایک دن کے لیے ہر ایک کو مکمل آزادی ہے جسے جو کرنا ہے کرے، کسی بھی جرم پہ کوئی پکڑ نہیں ہوگی تو شاید اس ملک کو دوبارہ سنوارنے کے لیے ایک صدی بھی کم ہوگی۔ اسی لیے ضروری ہے کہ برائیوں سے دور رکھنے کے لیے ان کی سزاؤں کا بھی حال سنا دیا جائے۔ کسی بھی ملک کے تعزیراتی قوانین کسی کو تنہائی میں جرم کرنے سے روکنے پہ قادر نہیں، مگر دین کی عطا کردہ یہ فکر کہ انہیں پیدا کرنے

والے نے ان کے اوپر سخت نگرانی قائم کر رکھی ہے جو کسی بھی وقت کے لیے جدا نہیں ہوتی، اور انہیں اپنے کیے کی سزا میں ہزار ہا سال آگ میں رہنا ہوگا، یہ تصور جرائم سے روکنے میں بہت کارگر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جس طبقہ کے لوگ گناہوں سے دور ہیں یہ وہی ہیں جن کا ایمان کامل ہے اور جزا و سزا سے متعلق جن کے اعتقاد میں کوئی تذبذب نہیں ہے۔

قرآن مولیٰ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی خوشی کے خلاف جانے والوں کے متعلق اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا.“

”اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کریں، ان کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

(سورۃ الجن: ۲۳)

بائبل نے بھی برے اعمال کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے کہا:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone, which is the second death." (Revelation, 21/8)

”مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنوں نے لوگوں اور خونینوں اور حرام کاروں اور جادو گروں اور بت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔“

(مکاشفہ: ۸/۲۱)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مواقع پہ جہنم کا تذکرہ ہے:

”ایوب: ۸/۱۱، ۶/۲۶، زبور: ۹/۱۷، ۱۰/۱۶، ۱۸/۵، ۱۵/۵۵، ۱۳/۸۶، ۱۱۶/۳، ۸/۱۳۹،

امثال: ۵/۵، ۷/۷، ۱۸/۹، ۱۱/۱۵، ۲۲/۱۵، ۲۳/۲۳، ۲۰/۲۷، یسعیاہ: ۵/۱۲، ۹/۱۲،

۱۵/۱۳، ۱۵/۲۸، ۱۸/۲۸، ۹/۵۷، حزقیال: ۱۶/۳۱-۱۷/۳۲، ۲۱/۳۲، ۲۷/۳۲، عاموس: ۲/۹،

یوناہ: ۲/۲، جبقوق: ۵/۲، متی: ۲۲/۵، ۲۹/۵-۳۰، ۲۸/۱۰، ۲۳/۱۱، ۱۸/۱۶، ۱۸/۱۸، ۹/۱۸، ۱۵/۲۳،

۳۳/۲۳، مرقس: ۹/۳۳، ۹/۴۵، ۹/۴۷، لوقا: ۱۵/۱۰، ۵/۱۲، ۲۳/۱۶، اعمال: ۲/۲۷،

اعمال: ۳۱/۲، یعقوب: ۶/۳، پطرس اول: ۴/۲، مکاشفہ: ۱۸/۱، ۸/۶، ۲۰/۱۳-۱۴“

انسان کی اسی ذہنیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ملک و قبیلہ نے اپنے آئین و دستور

میں تعزیریاتی قوانین (Penal Code) کو ایک خاص مقام دیا ہے تاکہ سزا کا خوف شہریوں کو پُر امن رہنے اور تشدد سے دور بھاگنے پہ اُکساتا رہے۔

(باب دوم) نبوت و رسالت۔

اس باب میں نبی و رسول سے متعلق چند بنیادی عقائد ذکر کیے جائیں گے۔

(۱) انسانوں کے لیے نبی و رسول انسان ہو۔

خدا نے دنیا اور اس کی ہر چیز کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیا ہے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کے خالق کے متعلق صحیح علم حاصل کیا جائے اور اس کے احسان کے بدلے میں اپنی خوشی کو اس کی مرضی کے تابع کر دیا جائے، یہ احسان مندی اور عقل و انصاف کا تقاضا ہے۔ ایک انسان کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ خود پہ احسان کرنے والے کا شکر یہ ادا کرتا ہے اور محسن کی ناشکری یا احسان فراموشی کو جرم تصور کرتا ہے۔ اللہ جل شانہ سے بڑا محسن کون ہے؟ اس نے ساری کائنات کو وجود دے کر اور طرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کر کے خلقت کو اپنا ممنون بنا دیا ہے۔ جس انسان کی عقل سلیم نے اسے اس بات کی طرف راہ دکھائی کہ ہمارا سب سے بڑا محسن اللہ ہے وہ ضرور اس کے احکام بجالانے اور اس کا شکر ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان خدا سے کس طرح تعلق بنائے۔ چونکہ اللہ جل شانہ نے عام انسانوں کی آنکھوں اور ان کے کانوں میں وہ قدرت نہیں رکھی کہ وہ اسے دیکھ سکیں اور اس کی باتوں کو سن سکیں لہذا اب ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے کہ خدا اور بندے کے درمیان کوئی ایسی شخصیت ہو جس میں یہ صلاحیت ہو کہ خدا کا فرمان سن سکے اور بندوں تک بے کم و کاست پہنچا سکے، چنانچہ اللہ جل شانہ نے ان کے درمیان خاص انسانوں کو ہی اپنے سفیر کے طور پر نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ ان کے ذریعہ خدا کے بندوں کو اس کا پیغام اور اس کا شکر بجالانے کا طریقہ معلوم ہو۔ خدا نے انسانوں ہی میں سے رسول کیوں بھیجے؟ فرشتوں میں سے کیوں نہیں بھیجا؟ اس کی کئی وجہیں ہیں:-

(۱) عام انسانوں میں فرشتوں کو دیکھنے اور ان کی باتیں سننے کی قدرت نہیں اس لیے فرشتوں کا رسول ہو کر آنا عام انسانوں کے لیے کارآمد نہیں۔ جب دیکھنا، سننا ہی نہ ہو سکے گا

تو قبول و عمل کا مرحلہ تو بعد کی چیز ہے۔

(۲) بالفرض فرشتہ بشکل انسان آئے تو بھی فرشتہ کا عمل انسانوں کے درمیان نمونہ نہیں بن سکتے گا۔ کیونکہ دو الگ الگ نوعوں کے درمیان مقابلہ اور موازنہ درست نہیں۔

نبی و رسول کو جبکہ امت کے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنانا اہم مقصد ہوتا ہے، اگر فرشتہ کو نبی و رسول بنا کر بھیجا جائے اور وہ احکام الہی کی پابندی کرتے ہوئے انسانوں کو اپنی پیروی کی دعوت دے تو اس کے عمل کو بہت سے انسان اپنے لیے ناممکن کہہ کر پلہ جھاڑ سکتے ہیں۔ اسی لیے بائبل میں تقریباً ہر بادشاہ کو اس معیار پہ پرکھا گیا ہے کہ وہ داؤد کی طرح خدا کا فرماں بردار تھا یا نہیں۔ اور اسی طرح کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں کہ اس نے ٹھیک کام کیے جیسے داؤد نے کیا اور فلاں خدا کی نظر میں بد تھا، جیسا داؤد تھا ویسا نہیں تھا۔

بائبل نے بھی جتنی باتوں کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے ان سب کو کسی نہ کسی آدم زاد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

(۲) عیب اور گناہ سے پاک ہونا۔

انسانوں کی طرف خدا کے سفیر یعنی انبیا اور رسولوں کا بے عیب اور غلطیوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ:

(۱) اسے جن لوگوں کا ہادی بنا کر بھیجا گیا ہے وہ غلطی اور عیب کو پسند نہیں کرتے ہیں۔
 (۲) انسانی فطرت ہے کہ وہ ایسے شخص کی اتباع پسند نہیں کرتا جس کے اندر کسی طرح کا کوئی عیب ہو، اگر رسول کو عیب دار یا گنہگار بنا کر بھجوا دیا گیا تو کوئی بھی اس کی پیروی نہیں کرے گا اور اس کو بھیجنے کا مقصد لاجرا حاصل ہو جائے گا۔

(۳) اگر نبی و رسول کے متعلق گناہ کو ممکن تسلیم کر لیا جائے تو پھر ان کی عظمت انسانوں کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوگی اور ان کی زندگی آئیڈیل یا نمونہ نہیں بن سکے گی جس سے براہ راست خدا جل جلالہ کا پیغام اور مشن متاثر ہوگا۔

(۴) انسانوں کو ایک در سے ہٹا کر دوسرے در تک پہنچانا بہت مشکل ہے، خاص کر باپ

دادا کے عقیدے سے الگ کر کے کسی ایسے راستہ کی دعوت دینا جو ان کے مزاج کے لیے نیا ہو بہت مشکل کام ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں ہٹ دھرم اور فتنہ پروروں نے ان کے اندر عیب نکالنے اور ان پر عیب لگانے کے لیے ہر طرح کا زور لگایا مگر قادر نہ ہو سکے۔ اگر انبیاء میں عیب یا خطا ہو تو پھر ان کے مخالفین کا کام آسان ہو جائے گا جو سیدھی راہ پہ چلنے والوں کے لیے راستے کا کاٹنا بن جائے گا۔

(۵) انسان اپنے اہم کام کے لیے جس مشین کو سیٹ کرتا ہے اسے اپنی حد تک ہر خرابی سے محفوظ بنانے کی کوشش کرتا ہے اور جب ممکن حد تک قابو پالیتا ہے تو اسے استعمال میں لاتا ہے تاکہ شکایت کا موقع نہ ملے، جیسے آج کے دور میں ATM مشین سے پیسہ نکالا جاتا ہے، حکومتوں نے اس کی کارکردگی پہ اطمینان حاصل کرنے کے بعد ہی اس کی اجازت دی ہے اور بینکوں نے اس سے کام شروع کیا۔ اسی طرح یہ سمجھیں کہ لوگوں کو غلط راہ سے نکال کر صحیح راہ پر لانا ایک خدائی مشن ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ انبیاء و رسل کو بھیجتا ہے، ان کے اندر اگر عیب و گناہ ہو تو اصل مشن کی تکمیل میں زبردست رکاوٹ ہوگی۔ اس لیے رب تعالیٰ انہیں عیوب سے پاک رکھتا ہے اور انہیں ہر طرح کی غلطیوں سے بچنے کی ایسی قوت دے کر بھیجتا ہے جو ایسے مواقع پہ اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتی ہے اور چونکہ یہ خدا کا بنایا ہوا سسٹم ہے اس لیے اس میں انسانی بناوٹ کی طرح کسی خرابی کا امکان باقی ہی نہیں رہتا ہے۔ قرآن کی درج ذیل آیت سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے:

”وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاى بُرْهٰنَ رَبِّهٖ، كَذٰلِكَ لِنُصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَآءَ، اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝“

”عورت (زلیخا) نے اس (یوسف) کا قصد کیا اور وہ بھی اس کا قصد کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے، ہم نے یوں ہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں، بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں ہے۔“

(سورۃ یوسف: ۲۴)

اس میں یوسف علیہ السلام پہ زلیخا کی فدائی کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ خدا کی حفاظت تھی اسی لیے محفوظ رہے۔

اس معاملہ میں بائبل کا نظریہ ناقابل قبول حد تک پہنچا ہوا ہے۔ جیسا کہ ہم نے مقدمہ کے آخری دو صفحات میں ذکر کیا ہے۔ بائبل نے انبیا کو ان انسانی رذائل و خسائس کا مرتکب بنا کر پیش کیا ہے جو ایک عام شریف آدمی بھی اپنے لیے گوارا نہیں کرتا ہے، اور امریکی عوام اپنے نمائندوں کے لیے اچھا خیال نہیں کرتے ہیں چہ جائیکہ خدا کے خاص بندوں کے لیے انہیں ممکن مانا جائے۔

(۳) ما فوق الفطرة طاقت رکھنا۔

نبی و رسول کے لیے عام انسانوں سے زیادہ قدرت رکھنا کیوں ضروری ہے اسے بیسویں۔ اکیسویں صدی عیسوی کے ایک دردمند مفکر رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ (۱۹۲۵ء۔ ۲۰۰۲ء) کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:-

پہلی وجہ: پہلی وجہ یہ ہے کہ اصول فطرت کے مطابق کوئی انسان اپنے برابر اور ہمسر کی اطاعت نہیں کرتا، اطاعت اسی کی کرتا ہے جس میں برتری اور بڑائی کی کوئی وجہ ہوتی ہے یا جسے وہ اپنا بڑا سمجھتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ رسول پاک کو ایسے کمالات اور قدرت و اختیار سے مسلح کر کے بھیجا جائے کہ کوئی انسان اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکے اور اس کے آگے جھک کر اس کی اطاعت کرنے میں اسے کوئی عار محسوس نہ ہو۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ خدا شناسی کی راہ میں سب سے بڑا حجاب مادی طاقتوں سے مرعوبیت کا ہے۔ کیوں کہ دنیا میں پہلے پہل انسان کی نظر انہی طاقتوں سے روشناس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آنکھ کھولتے ہی انسان نے سورج کو دیکھا، چاند کو دیکھا، دریاؤں کی قیامت خیز لہروں کو دیکھا، پہاڑوں کی ہیبت ناک چوٹیوں کو دیکھا، پتھروں کی سخت چٹانوں کو دیکھا، قد آور اور گھنے درختوں کو دیکھا، آگ کے ہولناک شعلوں کو دیکھا، بادشاہوں کے جلال و جبروت کو دیکھا اور ہیبت سے مرعوب ہو گیا۔ احساس کمتری میں انہی طاقتوں کو کائنات کی اصل سمجھ بیٹھا۔ اور بالآخر انہی کے آگے اپنا ماتھا ٹیک دیا۔

حالاں کہ یہ تمام طاقتیں جس طاقت کا کرشمہ تھیں۔ وہ حجابات کے پیچھے تھی۔ لیکن چونکہ وہ پیکر محسوس میں نہ تھی۔ اسلئے انسان کی نظر اسے نہیں دیکھ سکی۔ ان حالات میں خدا کا رسول آتا ہے۔ آمد کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ان مادی طاقتوں کی پرستش سے روک دے اور اس کا سر اس طاقت کے

آگے جھکائے جو پس پردہ ان تمام طاقتوں کی خالق و پروردگار ہے۔ عقل کہتی ہے کہ جب تک ذہن کی غیر واقعی ہیبت اور دلوں کی غلط گرویدگی کا طلسم نہیں ٹوٹ جاتا، پیشانیوں کو کسی مانوس آستانہ عقیدت سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک رسول اپنے ساتھ ایسی کائنات گیر قدرت لے کر آئے جس کے ذریعہ وہ ان مصنوعی خداؤں کی طاقت کا بھانڈا پھوڑ دے۔ جب چاہے ان کا طبعی نظام بدل دے، ان کی قوت تاثیر سلب کر لے۔ اور انہیں اپنی مرضی کا غلام بنا کر رکھے۔ پرستار بھی اپنے خداؤں کی بے چارگی، بے بسی و بے طاقت اور گھٹنا ٹیک فرماں برداری کا تماشا دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ جب رسول کی قدرت و طاقت کا یہ حال ہے تو اس کے بھیجنے والے کی کیا شان ہوگی؟ اس لئے دراصل پرستش کے قابل وہی طاقت ہے جس کی نمائندگی رسول کر رہا ہے۔ مغلوب طاقت پوجنے کے قابل نہیں ہو سکتی۔“ اھ۔ (رسالت محمدی کا عقلی ثبوت)

جیسے آج کے انسان نے ترقی کر کے ایسے ہوائی جہاز بھی بنا لیے ہیں جو بغیر پائلٹ کے ہوا میں پرواز کرتے ہیں، اب جس مقام کے لوگوں کو اس بات کا علم نہیں مثلاً انڈمان کے وہ بہت سے جنگلی انسان جن کی رسائی کپڑوں تک بھی نہیں ہے، وہ تو اسے بلکہ کسی بھی ہوائی جہاز کو بھوت پریت یا دیوی دیوتا کی سواری سمجھ بیٹھیں گے اور اس کے سامنے اپنے ماتھے بھی ٹیک دیں گے۔ اب ایسے انسانوں کو اس کی حقیقت سمجھانے کا راستہ یہی رہ جاتا ہے کہ یا تو آپ اس کے سامنے ہوائی جہاز کو کنٹرول کر کے دکھادیں یا پھر اس کی مثل یا اس سے بھی اچھا پیش کر دیں۔

اس سلسلے میں بائبل کا موقف بھی بہت حد تک ایسا ہی ہے، اس نے بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے بہت سے معجزات کو ذکر کیا ہے۔ خاص کر بائبل کی دوسری کتاب خروج (باب نمبر ۷ تا ۱۲) تو معجزات سے بھری ہوئی ہے۔

(۲) مختار اور قانون ساز ہونا۔

نبی و رسول کا صاحب اختیار اور قانون ساز ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ روئے زمین پہ خدا کا خلیفہ اور دین حق کا امین و پاسدار ہوتا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ لوگوں میں حکم و فیصل اور مطاع و مرشد بنا کر بھیجتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم پہ حج فرض کیا گیا، اقرع بن حابس نے

عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہر سال؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب نہ دیا، بعد میں ارشاد فرمایا:

”لَوْ قُلْتُمْهَا لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا أَوْ لَمْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْمَلُوا بِهَا، الْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ.“

”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا، جو تم سے نہ ہو پاتا۔ حج ایک مرتبہ فرض ہے اور جو زیادہ کرے تو وہ نفل ہے۔“ (مسند أحمد: مسند ابن عباس ۲۳۴۵، ۲۶۹۴، سنن

النسائی: باب وجوب الحج، باب وجوب الحج مرة واحدة)

اور چونکہ خدا کی جانب سے انہیں ایک مخصوص قسم کی حفاظت (Security) دی جاتی ہے جو انہیں ہر طرح کی غلطیوں سے معصوم رکھتی ہے اس لیے ان کے فیصلوں میں غلطی کا امکان بھی نہیں ہوتا۔ جیسے آدمی کے بنائے ہوئے کمپیوٹر پروگرام MSWord کی ڈکشنری (جو غلط اسپیلنگ لکھتے ہی اس لفظ کے نیچے لال لیکر کھینچ کر تنبیہ کر دیتی ہے)، MSExcel اور Calculator کی بناوٹ اس طرح ہے کہ انسان کی کاریگری کی کامیابی کی حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسان نے ان پروگراموں کو اس طرح تیار کیا ہے کہ ان میں شاذ و نادر ہی کسی سبب سے خطا در آتی ہو، اور چونکہ خدا اور عام انسانوں کی کاریگری میں بے انتہا فرق ہے اس لیے خدا کے حفاظتی نظام میں اس طرح کے نقص کا امکان بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝“

”وہ اپنی خواہش سے نہیں کہتے، جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔“ (سورۃ النجم: ۴-۳)

جیسے ہی زبان مبارک نے حرکت کرنے کا ارادہ کیا حفاظتی نظام نے غلطیوں سے معصوم رکھنے کا کام شروع کر دیا۔ کم از کم اکیسویں صدی کے انسانوں کو اسے سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ ATM مشین اور اپنے ATM Card کے عمل پہ غور کریں بقیہ باتیں سمجھ میں آجائیں گی۔ جیسے ہی کارڈ اندر گیا صرف چند سیکنڈ کی مدت میں مشین نے اس کی ہر جانکاری حاصل کر لی۔ اس کے لیے دوسری مثال موبائل کا ٹیرف ریچارج بھی ہے۔ جیسے ہی آپ نے اپنے لیے کسی خاص آفر کا ریچارج کرایا اس نے اسی وقت کام کرنا شروع کر دیا۔ اور جیسے ہی آپ نے کہیں بات کی یا

کوئی مسیح بھیجا کہ خود بخود آپ کے موبائل کھاتے سے پیسہ کٹ جاتا ہے۔ یا اسی طرح کوئی آفر رات بارہ بجے ختم ہو رہا ہے اور آپ اس آفر کو استعمال کرتے ہوئے بارہ بج کر ایک منٹ ایک سکنڈ پہ اپنا کام مکمل کرتے ہیں تو خود بخود آپ کے کھاتے سے اس ایک زائد منٹ اور سکنڈ کا پیسہ کٹ جاتا ہے۔ یہ تمام چیزیں سسٹم سے ہوتی ہیں جنہیں انٹرنیٹ کے ذریعہ کنٹرول کیا جاتا ہے۔

اور چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ سے غلطی کا امکان نہیں ہے اسی لیے آپ کے ہر حکم اور

ہر فیصلہ کو لازم قرار دیا گیا:

”وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“

”اور رسول (ﷺ) تمہیں جو دیں اُسے لے لو اور جس سے منع فرمادیں اس سے باز آ جاؤ اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سخت پکڑ والا ہے۔“

(سورۃ الحشر: ۷)

اور حقیقت آپ کا حکم و قانون اللہ ہی کا حکم ہے۔

(۵) امت کے احوال سے باخبر رہنا۔

نبی و رسول کا اپنی امت کے احوال سے باخبر رہنا ضروری ہے کیونکہ:

(۱) نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے اور ذمہ دار باپ اپنی اولاد کی خبر رکھنے کی۔ اگر ناممکن نہ ہو تو۔ ضروری کوشش کرتا ہے چاہے وہ تعداد میں کتنے ہی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کہا گیا:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ“

”تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آ گیا، جن پر تمہاری پریشانی دشوار ہے، تم پر حریص ہیں،

مسلمانوں کے لیے بڑے نرم دل اور رحم والے ہیں۔“

(سورۃ التوبہ: ۱۲۸)

اور ایسا نہیں ہے کہ صرف ظاہری زندگی میں یہ معاملہ تھا بلکہ بہ ظاہر دنیا سے پردہ

فرمانے کے بعد بھی آپ اپنی امت کے حالات کی خبر رکھتے ہیں۔ اس طرف رسول اللہ ﷺ کے

اس ارشاد سے رہنمائی ملتی ہے:

”حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَنَحَدِّثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ،

فَمَا رَأَيْتُمْ مِنْ خَيْرٍ حَمَدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْتُمْ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ.“

”میری (ظاہری) زندگی بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم مجھ سے شرف ہم کلامی حاصل کرتے ہو اور میں تمہیں ہدایات دیتا ہوں اور میرا اس دنیا سے پردہ کرنا بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔ میرے پاس تمہارے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ میں تمہارے اچھے اعمال کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گا اور تمہارے گناہ دیکھ کر تمہارے لیے خدا سے مغفرت طلب کروں گا۔“

(مسند البزاز: الحدیث ۱۹۲۵ عن ابن مسعود، تفسیر الحقی: سورة الأنبياء ۱۰۷، مجمع الزوائد: الحدیث ۱۴۲۵۰، باب ما يحصل لامته ﷺ من استغفاره بعد وفاته، كنز العمال: الحدیث ۳۱۹۰۳، السيرة النبوية لابن كثير: ۵۴۷/۴، فيض القدير: الحدیث ۳۷۷۱، جامع الأحاديث: الحدیث ۱۱۶۶۶)

سائنسی تحقیقات نے بھی اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اپنی امت کے احوال سے باخبر رہتے، انہیں دیکھتے، ان کی آوازیں سنتے اور اللہ کی اجازت سے ان کی مدد فرماتے ہیں۔ اس کی مکمل تفصیل ہماری آنے والی کتاب ”استعانت اسلام اور سائنس کے تناظر میں“ میں دیکھیں۔ یہاں پہ عنوان کی مناسبت سے مختصر اچند باتیں ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) موبائل، ٹی وی اور اس کا لائیو مباحثہ، انٹرنیٹ اور بہت سے ویڈیو کالنگ سافٹ ویئر نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ دور سے دیکھنا، سننا یا سامنے بیٹھے آدمی کی طرح دیکھ کر باتیں کرنا یا دنیا کے الگ الگ حصوں میں رہنے والوں کو ایک ساتھ دیکھنا اور سننا ہر کس و ناکس کے بس میں آچکا ہے، اس طرح کی کوئی چیز ان کے لیے محال نہیں رہ گئی ہے۔ پھر اسے اللہ کے رسول ﷺ جیسی ہستی کے لیے ناممکن یا شرک کیسے قرار دیا جاسکتا ہے.....؟؟؟

جب کہ ان کے ہمہ گیر ذرائع اور وسائل خدا کے عطا کردہ اور مقرر فرمودہ ہیں جن کی کارکردگی انسانی وسائل و ذرائع سے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہیں۔

(۲) اے ٹی ایم کارڈ اور اے ٹی ایم مشین کی ایجاد نے اس نظریہ کو بھی باطل کر دیا ہے کہ پڑھنے اور جاننے کی طاقت صرف جان دار چیزوں میں ہوتی ہے اور صرف یہی چیزیں کسی کی مدد کر سکتی ہیں، غیر ذی روح چیز نہ جان سکتی ہے، نہ ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، کیونکہ اے ٹی ایم مشین ہمارے اے ٹی ایم کارڈ کو پڑھتی اور ہمیں زندگیوں کی طرح اتنا ہی پیسہ بڑھاتی ہے جتنا ہم مانگتے ہیں، ساتھ ہی بینک کے نوٹوں کی پہچان بھی خوب رکھتی ہے۔ اور پھر اس

کی قوت یہیں لا جواب نہیں ہوتی بلکہ اگر آپ الہ آباد بینک کے ہندوستان سے جاری کردہ اے ٹی ایم کارڈ کو امریکہ میں کسی معاون بینک کے اے ٹی ایم مشین میں استعمال کریں تو بھی فاصلہ، کمپنی، رنگ، نسل، بو اور لکھاوٹ کے ہزار ہا اختلافات کے باوجود مشین آپ کے کارڈ کو پڑھ لے گی اور آپ کی مدد کرے گی۔ اور یہیں پر بس نہیں، بلکہ اگر آپ چالاک بن کر مشین کو دھوکا دینا اور جمع سے زیادہ نکالنا چاہیں تو مشین اسے بھی پڑھ لے گی اور آپ کو خالی ہاتھ لوٹا دے گی۔ یہ ایک غیر ذی روح چیز کا علم اور اس کی قدرت ہے تو پھر مصطفیٰ ﷺ کی قدرت اور ان کے علم کی وسعت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

(۳) تیز رفتار زمانہ میں ایسے سافٹ ویئر بنا لیے گئے ہیں جن کے ذریعہ کوئی بھی انسان بہ آسانی یہ جان سکتا ہے کہ ابھی فلاں آدمی کہاں ہے، ایسے ہی سافٹ ویئر کے ذریعہ پولیس مجرموں کو پکڑتی اور دور جدید کے جرائم کا سراغ لگاتی ہے۔

(۴) آپ غور کریں کہ جیسے ہی آپ اپنی ریاست سے نکل کر دوسرے راجیہ کی سرحد میں داخل ہوتے ہیں خود بخود آپ کا موبائل رومنگ چارج ایبل بن جاتا ہے اور آپ ایک سیکنڈ کے لیے بھی بیرون ریاست رہ کر موبائل آپریٹر کمپنی کی آنکھوں میں دھول نہیں جھونک سکتے جبکہ آپ کی طرح اس کے کروڑوں صارفین ہیں، اسی طرح اگر آپ کے موبائل کا کوئی خاص آفر رات گیارہ بج کر انسٹھ منٹ انسٹھ سیکنڈ پہ ختم ہو رہا ہو اور آپ صرف ایک سیکنڈ کے لیے اسے استعمال میں لانا چاہیں تو آپ کے لیے عام طور پہ یہ ممکن نہیں ہوتا ہے، ذرا سوچیں آخر وہ کونسی چیز ہے جو اتنی سختی کے ساتھ آپ کی نگرانی کرتی ہے؟ جب آپ کے موبائل میں لگے ایک آدھ اینچ کے سم کارڈ کی صلاحیت اتنی ہے تو کیا آپ سردار کائنات محمد ﷺ کی قدرت کا اندازہ لگا سکتے ہیں.....؟؟؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ بس اتنا کہہ سکتے ہیں۔

لا یمنکن الثناء کما کان حقہ

لیکن رضائے ختم سخن اس پہ کر دیا

(۵) اسی طرح ہم آپ ریلوے ٹکٹ بک کرتے ہیں، مگر شاید ہی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

سیٹ دو آدمیوں کے نام ہو جائے، بالخصوص ہندوستان میں تتکال کوٹے میں اکثر دو ڈھائی سو سیٹیں ریزرو ہوتی ہیں جو ٹرین کی روانگی سے ایک دن پہلے صبح دس بجے سے فروخت ہوتی ہیں، مگر افسوس بعض ٹرینیں ایسی بھی ہیں جن کا تتکال ٹکٹ دس بج کر ایک منٹ پہ بھی دستیاب نہیں ہوتا ہے، مطلب ساٹھ سکینڈ میں ۲۵۰ یعنی ایک سکینڈ میں ۴ سے زائد ٹکٹ بک ہوتے ہیں مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک ہی سیٹ دو مختلف آدمیوں کے لیے مختص ہوگئی ہو، اس سے سسٹم اور انٹرنیٹ کے بارے میں غیر معمولی ادراک و قوت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ تو خدا کی قدرت کی ایک جھلک ہے جس سے ہم اور آپ اس کی بے انتہا قدرت اور علم نیز اس کے محبوب انبیا و اولیا کی طاقت اور علم کے ارفیصد کا بھی اندازہ نہیں کر سکتے ہیں۔ تتکال ٹکٹ کے اس قضیہ سے آن واحد میں موت کے فرشتہ کے یورپ و ایشیا دونوں جگہوں پہ تصرف کرنے کے مسئلہ کو سمجھنا بھی آسان ہو گیا، اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ واضح ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

(سوم) اہم عبادتی احکام۔

اس باب میں اسلام کے اہم عبادتی احکام بیان کیے جائیں گے۔

(۱) نماز۔

کسی کے احسان کا شکر یہ ادا کرنے کی سب سے اعلیٰ قسم یہ ہے کہ اس کے سامنے آدمی اپنے سر کو جھکا دے، مگر چونکہ سب سے بڑا احسان خدا کا ہے جس نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کیں لہذا انسانیت کا سب سے بڑا سپاس نامہ بھی صرف اسی کے لیے مخصوص ہونا چاہئے۔ دوسرے کو اس میں شریک و سہم ٹھہرانے کا کوئی جواز نہیں۔ سجدہ بندگی اور نیاز عبودیت صرف اور صرف اسی کے لیے خاص ہے۔ اسلام میں الوہیت و نبوت سے متعلق عقائد کی درستی کے بعد اعمال میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ اللہ رب العزت نے قبل ہجرت مکہ میں ہی مسلمانوں پہ نماز کو فرض قرار دیا تھا۔ قیامت میں عقائد کے بعد سب سے پہلے نماز کا مواخذہ ہوگا۔

مقام تعجب یہ ہے کہ ہمیں بائبل میں کہیں نماز کا ذکر نہیں ملا جب کہ نماز ہر آسمانی شریعت میں تھی۔ قرآن مقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب کی جانے والی پہلی

وحی کے ذکر میں بھی نماز کا تذکرہ موجود ہے:

”فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَمْوَسَى ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى ۝ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي“ ۝

”پھر جب آگ کے پاس آیا خدا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ! بے شک میں تمہارا رب ہوں، تم ابھی وادی قدس طوی میں ہو، اپنے نعلین کو اتار دو۔ میں نے تمہیں چن لیا ہے، اپنی جانب کی جانے والی وحی کو غور سے سنو، بے شک میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔“

(سورۃ طہ ۲۰: ۱۱-۱۴)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعلان نبوت والے جملہ میں بھی نماز کا تذکرہ ہے:

”قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۝ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا“ ۝

”(عیسیٰ نے) کہا: یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ مجھے بابرکت بنایا میں جہاں بھی رہوں اور تادم آخری مجھے نماز و زکوٰۃ اور والدہ کی اطاعت کا حکم دیا۔ مجھے اس نے زبردست بدنصیب نہیں بنایا۔ سلامتی ہو اُس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔“

(سورۃ مریم: ۲۹-۳۳)

اور قرآن میں اللہ جل شانہ نے جس مقام پہ بنی اسرائیل کے میثاق کا تذکرہ

فرمایا ہے، وہاں بھی نماز کا ذکر ہے۔

(سورۃ البقرۃ: ۸۳، سورۃ المائدۃ: ۱۲-۱۳)

نماز کا جسمانی، طبی، معاشرتی اور معاشی فائدہ بھی ہے۔ یہ وہ عبادت ہے جہاں بڑے

بڑے متکبروں کا غرور خاک میں مل جاتا ہے، کبھی غریب آگے ہوتا ہے اور ارب پتی پیچھے، یہ بھی پُر حکمت حکم ہے کہ جو شخص غریبوں کو اپنی پھینکی ہوئی کرسی کے لائق بھی نہیں سمجھتا نماز میں اس کا سر کسی غریب کے قدم سے کافی قریب ہوتا ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں حُکام، دُزرا اور سلاطین سب کو اپنی دولت و حکومت کے دنیاوی جلال کو اتار کر یہ اعلان کرنا پڑتا ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اس سے یہ فائدہ ملتا ہے کہ امیر غریب کی اونچ نیچ والی کھائی ختم ہو جاتی ہے اور انسان دوسرے بھائیوں کے لیے نرم دل اور ہمدرد بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز ذہن و فکر میں پاکیزگی لاتی ہے جو جرم سے پاک معاشرہ کی خشت اول ہے۔

نماز کے طبی فوائد بھی از حد ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں کہ نماز پاگل پن، کو لیسٹرول، شوگر اور کینسر جیسی بیماریوں کو دور رکھتی اور صحت و تندرستی نیز دل و دماغ اور آنکھوں میں تیزی لاتی ہے۔

(۲) روزہ۔

احسان کرنے والے کو خوش کرنے کے لیے اس کی باتوں کو ماننا ضروری ہے۔ وہ رب کئی وجہوں سے روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے، جن میں سے کچھ وجہوں کو بندہ بھی سمجھ سکتا ہے اور کچھ کو نہیں سمجھ پاتا ہے۔ ان میں سب سے نمایاں یہ ہے کہ مالداروں کو غریبوں کی غربت اور بھوکے انسانوں کی بھوک کا احساس ہو جس کے نتیجے میں تنگدستوں پہ خرچ کرنے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

روزہ نام ہے خود کو کھانے، پینے اور مباشرت سے دور رکھنے کا۔ روزہ کا حکم تمام آسمانی شریعتوں میں نازل ہوا۔ قرآن اور بائبل نے بھی روزہ کو بیان کیا ہے۔ ہم پہلے روزہ کے تعلق سے اسلام کے قانون کو تحریر کریں گے پھر بائبل کے اقتباسات نقل کریں گے۔ اسلام نے اہل ایمان کو رمضان کے ایام میں روزہ رکھنے کا واجب حکم دیا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ ۝

”اے ایمان والو! اگلوں کی طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔“

(سورة البقرة: ۱۸۳)

روزہ کا وقت بیان کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کو طلوع فجر سے غروب

شمس تک روزہ رکھنے یعنی کھانے پینے اور جماع سے پرہیز کرنے کا حکم دیا:

”أَجَلٌ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفْتُ إِلَىٰ نِسْنِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا

كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ

الْفَجْرِ ثُمَّ اتُّمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝“

”تمہارے لیے (رمضان کی) راتوں میں اپنی بیویوں سے قربت کو حلال کیا گیا، وہ تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ جانتا ہے کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے، اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی اور تمہیں بخش دیا، تو اب تم ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے تمہارے لیے جو مقدر کیا اسے طلب کرو۔ کھاؤ پیو یہاں تک کہ کالی دھاری سے فجر کی سفید دھاری الگ ہو جائے۔ مسجد سے اعتکاف کی حالت میں تم بیویوں کے پاس نہ جاؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں تم ان کے قریب مت پہنچو، اللہ اسی طرح اپنی نشانیوں کو لوگوں کے لیے ظاہر فرماتا ہے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔“

(سورۃ البقرۃ: ۱۸۷)

نماز کے برخلاف روزہ کا ذکر بائبل میں باقی ہے۔ تقریباً پچاس جگہوں پر روزہ کا تذکرہ آیا ہے۔ قرآن حکیم اور حدیث مبارک نے بھی اس امر کو بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر روزہ فرض تھا۔ ارشاد الہی ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ ۝

”اے ایمان والو! تم سے اگلوں کی طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ تم پر ہیزگاری اختیار کرو۔“

(سورۃ البقرۃ: ۱۸۳)

آج بھی بائبل میں روزہ کا ذکر موجود ہے، مگر ہمیں کوئی ایسی آیت نظر نہ آئی جس سے روزہ کی فرضیت یا وجوب کا حکم ثابت ہوتا ہو۔ داؤد علیہ السلام کے روزہ کا بیان ان الفاظ میں وارد ہے:

”Then David took hold on his clothes, and rent them; and likewise all the men that were with him. And they mourned, and wept, and fasted until even, for Saul, and for Jonathan his son, and for the people of the LORD, and for the house of Israel; because they were fallen by the sword.“

(2Samuel. 1/11-12)

”تب داؤد نے اپنے کپڑوں کو پکڑ کر پھاڑ ڈالا اور اُسکے ساتھ کے سب آدمیوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور وہ ساؤل اور اُسکے بیٹے یوئین اور خد اوند کے لوگوں اور اسرائیل کے گھرانے کے لئے نوحہ کرنے اور رونے لگے اور شام تک روزہ رکھا اسلئے کہ وہ تلوار سے مارے گئے۔“

(سموئیل دوم: ۱۱/۱-۱۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے جو روزہ تھا وہ بھی غروب

آفتاب تک مکمل ہو جاتا تھا۔ ایک اور مقام یہ ہے:

"And Benjamin went forth against them out of Gibeah the second day, and destroyed down to the ground of the children of Israel again eighteen thousand men; all these drew the sword. Then all the children of Israel, and all the people, went up, and came unto the house of God, and wept, and sat there before the LORD, and fasted that day until even, and offered burnt offerings and peace offerings before the LORD." (Judges, 20/25-26)

”اور اُس دوسرے دن بنی بنیمین اُنکے مقابل جبعہ سے نکلے اور اٹھارہ ہزار اسرائیلیوں کو قتل کر کے خاک میں ملا دیا۔ یہ سب شمشیر زن تھے۔ تب سب بنی اسرائیل اور سب لوگ اُٹھے اور بیت ایل میں آئے اور وہاں خُداوند کے حضور بیٹھے روتے رہے اور اُس دن شام تک روزہ رکھا اور سوختنی قربانیاں اور سلامتی کی قربانیاں خُداوند کے حضور گزارئیں۔“ (قضاة: ۲۰/۲۵-۲۶)

بائبل میں ان کے علاوہ درج ذیل مواقع یہ روزہ کا ذکر ہے۔

سموئیل اول: ۶/۷، ۱۲/۳۱، ۱۳-۱۲/۳۱، سموئیل دوم: ۱۲/۱۵-۲۳، سلاطین اول: ۱۲-۹/۲۱، ۲۶/۲۱-۲۷،
تواریخ اول: ۱۲/۱۰، تواریخ دوم: ۱/۲۰-۴، عزرا: ۲۱/۸-۲۳، نحمیاہ: ۱/۱-۴، ۱/۹، آستر: ۳/۳-۹/۳،
۱۶/۴، ۳۱/۹، زبور: ۱۳/۳۵، ۱۰/۶۹، یسعیاہ: ۵۸/۳-۱۱، یرمیاہ: ۱۴/۱۰-۱۳، ۶/۳۶، ۹/۳۶،
دانی ایل: ۳/۹، یوایل: ۱۴/۱۱، ۱۲/۲، ۱۵/۲، یوناہ: ۳/۳-۵، زکریا: ۷/۵، متی: ۲/۴، ۱۶/۶-۱۸،
۱۳/۹-۱۵، مرقس: ۱۸/۲-۲۰، ۲۹/۹، لوقا: ۲/۳۷، لوقا: ۳/۵-۳۵، لوقا: ۱۲/۱۸، اعمال: ۱۱/۲۷،
۱۳/۲-۳، ۱۴/۲۳، ۹/۲۷، ۲۳/۲۷، کرنتھیوں اول: ۷/۵، کرنتھیوں دوم: ۶/۵۔“

(۳) حج۔

وہ مقام جہاں بڑے بڑے حکمرانوں کو بھی اپنی حیثیت کا اندازہ ہو جاتا ہے، جہاں سے انسانی یک جہتی اور مساوات کا ایک ایسا عملی نمونہ دکھایا جاتا ہے جس میں غرور، علاقائی تعصب، فکری بلندی، دولت کا نشہ، نسلی برتری، قبائلی تفاخر اور اس طرح کے ہزاروں غیر مستحسن خیالات کو جلا کر بھسم کر دیا جاتا ہے۔ حج کے مقامات میں غریب و امیر، مالک و ملازم، اعلیٰ و ادنیٰ، عربی و عجمی اور امریکی و ایشیائی کی تمیز مٹادی جاتی ہے۔ ہر حاجی بحیثیت انسان و مسلمان خدا کی

بارگاہ میں خود کو ذرہ حقیر کی طرح پیش کرتا اور بخشش کا طالب ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں آدمی (تین چوتھائی) دنیا پہ حکومت کرنے والے یورپ و ایشیا کے شہنشاہ اعظم خلیفہ مسلمین کو بھی اپنی عاجزی کے اظہار کے لیے آنا پڑا اور جن لوگوں کو دنیا کی کوئی آسائش میسر نہیں ان کے کندھوں سے کندھا ملا کر لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ کی آواز لگاتے ہوئے دوڑنا پڑا۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جس کا سب سے زیادہ نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ مبارک فریضہ برابری (Equality) اور انصاف کا سرچشمہ فراہم کرتا ہے۔ بڑا سے بڑا حاکم اور شہنشاہ بھی ایک عام آدمی کی طرح بے سلا لباس احرام پہننے کا پابند ہے اور کسی کے لیے کوئی رعایت نہیں، قانون سبھی کے لیے برابر رکھا گیا ہے، کسی غریب کی غربت کا یہاں مذاق نہیں اڑایا جائے گا اور نہ ہی کسی ارب پتی شخص کو اس عبادت میں اپنی برتری دکھانے کا موقع ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ہر طرح کے امتیازات کو مٹاتے ہوئے یہ اعلان کیا گیا کہ برتری کی بنیاد صرف تقویٰ ہے، دولت یا خاندان و قبیلہ اور ملک و قوم یہ برتری اور فضیلت کی بنیاد نہیں ہیں۔ وہ صاحب تقویٰ غریب جسے نان شبینہ تک میسر نہیں وہ اس کھرب پتی شخص سے بہتر ہے جو اعلیٰ اخلاق اور پرہیزگاری سے عاری ہے۔

بائبل میں ہمیں باضابطہ حج کا کوئی پہلو نہیں ملا۔ اور صرف عیسائیت ہی نہیں بلکہ دنیا کا ہر دھرم اسلام کے حج کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(۴) زکوٰۃ اور صدقات۔

خدا نے اس دھرتی پہ بے انسانوں کو جدا جدا بنایا ہے۔ کسی کو امیر اور کسی کو غریب کیونکہ اس سے کم از کم دو چیزیں حاصل ہوں گی پہلی یہ کہ کسی نعمت کی اہمیت اس کے مقابل کی موجودگی میں ہوتی ہے اور جب نعمت کی قدر معلوم ہوتی ہے تو بندہ اس نعمت پر رب کا شکر بجالاتا ہے۔ مثلاً دن کی روشنی کی اہمیت کا ہمیں اس لیے احساس ہے کہ ہم رات کی تاریکی کو بھی دیکھتے ہیں، اسی طرح مالدار غریب کو دیکھ کر اپنے اوپر خدا کے ایک اضافی احسان کا احساس کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس احسان پر رب کا شکر ادا کرے اور غریب یہ سوچ کر صبر کرے کہ خدا نے اسے زیادہ پوچھ گچھ سے مامون بناتے ہوئے دنیا کی فانی دولت سے محفوظ رکھا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ

مال کے ذریعہ اس کی آزمائش ہوگی کہ وہ سچ مچ خدا سے محبت کرتے ہوئے اس کی خوشنودی کے لیے مال و دولت خرچ کرتا ہے جس کے احسانوں کا بوجھ اسے اوروں سے زیادہ دبارہا ہے یا اس کی محبت صرف زبانی ہے؟ اس طرح غریب کو یہ فائدہ ہے کہ وہ سخت اور مشکل آزمائش سے دور ہو کر اپنی عاقبت و آخرت کو ایک مالدار کی بہ نسبت زیادہ اچھی طرح سنوار سکتا ہے۔

ایک مقررہ مال سے ایک متعینہ مقدار خدا کے واجب حکم کی وجہ سے غربا و مساکین وغیرہ کو دینے کا نام زکوٰۃ ہے۔

اسلام نے زکوٰۃ کو بھی ایک اہم اور ضروری فرض قرار دیا ہے جس کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ پہلے خلیفہ راشد اور رسول اللہ ﷺ کے یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے جن سے مقابلہ کیا یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات میں مومن کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں ان میں بن دیکھے اللہ جل جلالہ اور اس کی قدرت پہ ایمان، نماز اور انفاق مال کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے:

”ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝“

”شک سے بالاتر یہ کتاب (مقدس قرآن) کج روی سے پرہیز کرنے والوں کے لیے باعث ہدایت ہے، جو ان دیکھی چیزوں پہ ایمان لاتے، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں آپ کی جانب اتاری گئی کتاب اور آپ سے پہلے نازل کی گئی کتابوں پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت اور کامیابی والے ہیں۔“ (سورہ البقرہ: ۲-۵)

ایک جگہ اور ارشاد ہوا:

”وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝“

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“ (سورہ البقرہ: ۴۳)

مزید فرمایا:

”وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ“

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بیشک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“

(سورۃ البقرہ: ۱۱۰)

قرآن میں نماز و زکوٰۃ کے لزوم کا تذکرہ بار بار کیا گیا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اللہ جل شانہ نے زکوٰۃ کو لازم و ضروری قرار دیا بلکہ اسلام میں اس کی مقدار اور شرائط کو بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ پیغمبر

اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سَقَى بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.“

”جس فصل کی سینچائی بارش یا چشمے، نالے وغیرہ سے ہوئی ہو، ان میں دس فیصد (10%) اور جس فصل کی سینچائی لائے ہوئے پانی سے ہو ان میں پانچ فیصد (5%) زکوٰۃ واجب ہے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۱۴۱۲، ۱۴۸۳، صحیح ابن خزیمہ: الحدیث ۲۱۱۹، مسند أحمد: الحدیث ۱۴۷۰۷، جامع الترمذی: الحدیث ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، المؤطاء للامام مالک: الحدیث ۹۲۸، سنن ابن ماجہ: ۱۸۱۶، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۰۲۸)

غلہ کی طرح مال کی زکوٰۃ کو بھی بہت وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین محمد عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فَإِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خُمْسَةٌ دَرَاهِمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ“، يَعْنِي فِي الذَّهَبِ، حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا فَإِذَا كَانَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ.“

”جب تمہارے پاس دو سو درہم جمع ہو جائیں اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح سو نا جب بیس دینار کی مقدار کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس میں بھی ڈھائی فیصد (2.5%) زکوٰۃ فرض ہے۔“

(سنن أبی داؤد: الحدیث ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، مسند أحمد: الحدیث ۷۲۲، ۱۲۴۶،

۱۱۶۱۴، سنن الدارمی: الحدیث ۱۶۸۱، ۱۶۸۸، سنن الدارقطنی: الحدیث ۱۹۲۱،

۱۰۳۲، مجمع الزوائد: الحدیث ۳۴۸۴)

اسلام نے صاحب نصاب پر زکوٰۃ دینا فرض قرار دیا ہے، مالدار اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کر مستحقین تک خود پہنچائے یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کے دل میں یہ خیال و عقیدہ جاگزیں ہو کہ یہ مال دے کر میں کسی غریب پر احسان نہیں کر رہا ہوں، بلکہ یہ ان فقرا کا کرم ہے کہ وہ ہماری زکوٰۃ قبول کر کے ہمیں قبر اور محشر و جہنم کے عذاب سے بچا رہے ہیں۔

صرف یہی نہیں کہ اسلام نے زکوٰۃ کو فرض قرار دیا بلکہ ادائیگی سے کترانے والوں

کو ہولناک عذاب کی خبر بھی دیدی گئی ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَطْلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝“

”اے مومنو! بے شک بہت سے پادری و ربی غلط طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں، جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے اور اسے (اسکی زکوٰۃ) اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن جہنم کی آگ میں اسے تپا کر ان کی پیشانیوں، کروٹوں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) اسے تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا تو اب مزہ چکھو اپنے جوڑنے کا۔“

(سورۃ التوبہ: ۳۴-۳۵)

قرآن کی طرح بائبل میں بھی زکوٰۃ کا حکم وارد ہے۔ تورات میں ہے:

"And six years thou shalt sow thy land, and shalt gather in the fruits thereof. But the seventh year thou shalt let it rest and lie still; that the poor of thy people may eat, and what they leave the beasts of the field shall eat. In like manner thou shalt deal with thy vineyard, and with thy oliveyard." (Exodus, 23/10-11)

”اور چھ برس تک تو اپنی زمین میں بونا اور اُسکا غلہ جمع کرنا۔ پرتیس برس اُسے یوں ہی چھوڑ دینا کہ پڑتی رہے تاکہ تیری قوم کے مسکین اُسے کھائیں اور جو ان سے بچے اُسے جنگل کے جانور چر لیں۔ اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔“ (خروج: ۲۳/۱۰-۱۱)

اس اقتباس کے علاوہ بھی ہمیں بائبل میں اسلام کی طرح زکوٰۃ نکالنے کی کوئی خاص

متعین مقدار بہت زیادہ تلاش کے باوجود نہیں مل سکی۔ بلکہ اسی طرح غیر معین طور پر زکوٰۃ دینے کی

فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ بائبل کا یہ حکم وہ نہ ہوگا جو آسمان سے نازل کیا گیا تھا کیونکہ چھ سالوں بعد زکوٰۃ لینے سے قبل مسکینوں کا گزارہ کیسے ہوگا.....؟؟؟ علاوہ ازیں اس میں زکوٰۃ کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی گئی ہے جس میں غربا و مساکین کا سراسر نقصان ہے کیونکہ ساتویں سال جوتے اور بونے کا کام نہیں ہوگا جس سے یقینی طور پر فصل ہونے کی امید موہوم ہے، کوئی امر یقینی نہیں ہے کہ بے جوتے فصل حاصل ہو جائے یا ہوگی بھی تو بہت کم مقدار میں، اور چونکہ ساتویں سال کی فصل کو غربا و مساکین کے لیے خاص کر دیا گیا ہے اس لیے کسانوں سے اس بات کی امید بھی کم ہی ہے کہ وہ چھ سالوں کی آمدنی میں سے کچھ ان بے چاروں کو بھی دیں گے۔

اسلام کے حکم زکوٰۃ کے تقدس و طہارت کو ذہن میں رکھ کر بائبل کی درج ذیل

آیات کو بھی پڑھ لیں:

"And when ye reap the harvest of your land, thou shalt not wholly reap the corners of thy field, neither shalt thou gather the gleanings of thy harvest. And thou shalt not glean thy vineyard, neither shalt thou gather every grape of thy vineyard; thou shalt leave them for the poor and stranger. I am the LORD your God." (Leviticus, 19/9-10)

”اور جب تم اپنی زمین کی پیداوار کی فصل کاٹو تو اپنے کھیت کے کونے کونے تک پورا پورا نہ کاٹنا اور نہ کٹائی کی پوری پوری بالوں کو چن لینا۔ اور تو اپنے انگورستان کا دانہ دانہ نہ توڑ لینا اور نہ اپنے انگورستان کے گرے ہوئے دانہ کو جمع کرنا۔ اُنکو غریبوں اور مسافروں کے لئے چھوڑ دینا۔ میں خد او نہ تمہارا خد ا ہوں۔“

(احبار: ۱۹/۹-۱۰)

اس اقتباس سے ”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“ کی مصداق غریبوں کو تھوڑی راحت محسوس ہوگی مگر کیا مستحقین کے ذریعے گری ہوئی چیز کو اٹھانے اور مالک کو خود مستحقین تک پہنچانے میں احساس برتری و ذلت میں زیادہ فرق نہیں ہوگا؟؟؟

بائبل کے برخلاف اسلام کا حکم زکوٰۃ و صدقات زیادہ دل نشیں اور خوبصورت

ہے۔ ذرا قرآن کے انداز تخاطب پہ غور کریں:

”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“

”کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے تو اللہ اس کے لیے دو نادر بڑھادے۔ اور اللہ ہی تنگی و

کشاہنگی دیتا ہے اور تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۴۵)

اور صدقہٴ نافلہ یعنی زکوٰۃ کے علاوہ دوسری رقم بخوشی غریب کو دینے کے لیے کس انداز بیان میں ابھارا گیا ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

”مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ“

”اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے مال کی مثال اس دانہ سی ہے جس نے سات بالیاں اُگائیں اور اس کی ہر بالی میں سو دانے نکل آئے اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۶۱)

بائبل بھی اسی طرح صدقات پہ ابھارتے ہوئے بنی اسرائیل کو حکم دیتی ہے:

Lending to the poor

"If there be among you a poor man of one of thy brethren within any of thy gates in thy land which the LORD thy God giveth thee, thou shalt not harden thine heart, nor shut thine hand from thy poor brother. But thou shalt open thine hand wide unto him, and shalt surely lend him sufficient for his need, in that which he wanteth. Beware that there be not a thought in thy wicked heart, saying, The seventh year, the year of release, is at hand; and thine eye be evil against thy poor brother, and thou givest him nought; and he cry unto the LORD against thee, and it be sin unto thee. Thou shalt surely give him, and thine heart shall not be grieved when thou givest unto him, because that for this thing the LORD thy God shall bless thee in all thy works, and in all that thou puttest thine hand unto. For the poor shall never cease out of the land, therefore I command thee, saying, Thou shalt open thine hand wide unto thy brother, to thy poor, and to thy needy, in thy land." (Deuteronomy, 15/7-11)

”جو ملک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے اگر اُس میں کہیں تیرے پھانکوں کے اندر تیرے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہو تو اپنے اُس مفلس بھائی کی طرف سے نہ اپنا دل سخت کرنا اور نہ اپنی مٹھی بند کر لینا۔ بلکہ اُسکی احتیاج رفع کرنے کو جو چیز اُسے درکار ہو اُسکے لئے تو ضرور فراخ دستی سے اُسے قرض دینا۔ خبر دار رہنا کہ تیرے دل میں یہ برا خیال نہ گذرنے پائے کہ ساتواں سال جو چھٹکارے کا سال ہے نزدیک ہے اور تیرے مفلس بھائی کی طرف سے تیری نظر بد ہو جائے اور تو اُسے کچھ نہ دے اور وہ تیرے خلاف خُداوند سے فریاد کرے اور یہ تیرے لئے گناہ ٹھہرے۔ بلکہ تجھ کو اُسکو ضرور دینا ہوگا اور اُسکو دیتے وقت تیرے دل کو برا بھی نہ لگے اِس لئے کہ ایسی بات کے

سبب سے خد اوند تیرا خد اتیرے سب کاموں میں اور سب معاملوں میں جتکو تو اپنے ہاتھ میں لیگا تجھ کو برکت بخشیگا۔ اور چونکہ ملک میں کنگال سدا پائے جائینگے اسلئے میں تجھ کو حکم کرتا ہوں کہ تو اپنے ملک میں اپنے بھائی یعنی کنگالوں اور محتاجوں کے لئے اپنی مٹھی کھلی رکھنا۔“ (استنا: ۱۱۵/۷-۱۱)

اس پیرا گراف میں قرض کا بیان ہے اور شاید امداد کا بھی۔ الحاصل! بائبل میں زکوٰۃ و صدقات کا حکم اسلام کی طرح نہیں ہے مگر پھر بھی بہت کچھ ہے۔

تمام ملکوں کی حکومتوں نے اپنے اپنے شہریوں پہ ٹیکس لاگو کر رکھا ہے۔ ان ملکوں کی حکومتوں کو اپنے بہت شہریوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ قانون کے مطابق ٹیکس ادا نہیں کرتے، اس کی وجہ صاف ہے جنہیں حکمراں بھی جانتے ہیں، وہ یہ کہ شہریوں پہ ان کی گاڑھی کمائی پہ دس فیصد سے لے کر تیس فیصد یا اس سے بھی زیادہ ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں صرف تین فیصد کے قریب لوگ ٹیکس بھرتے ہیں، بقیہ ٹیکس چور بننا پسند کرتے ہیں۔ اس کے باوجود اتنا پیسہ جمع ہو جاتا ہے کہ (روزنامہ The Echo of India پورٹ بلیئر، جزیرہ انڈمان، ہند کے ۱۷ دسمبر ۲۰۱۳ء کے ادارہ کے مطابق) ہر سال تقریباً دو لاکھ دس ہزار کروڑ (۲۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) روپیہ یعنی ۳۵۰۰۰ ہزار ملین امریکی ڈالر کی دولت کا لادھن کے طور پہ غیر ملکی بینکوں میں پہنچادی جاتی ہے۔ اگر اسلامی قانون کے مطابق ٹیکس عائد کیا جائے تو آسان ہونے کی وجہ سے اکثر و بیشتر لوگ ٹیکس دیں گے، قانون شکنی کا نظریہ ختم ہوگا اور قومی دولت اور ایمانداروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا جو ملک و قوم کے لیے بے مثال تحفہ ہے۔

ایک اور فرق جو اسلام کے قانون زکوٰۃ اور عام ملکوں کے انکم ٹیکس ایکٹ میں ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی قانون مال پہ سال گزرنے کے بعد ۲.۵% فیصد زکوٰۃ کو واجب قرار دیتا ہے اور جب تک وہ مال مقدار نصاب تک رہے گا اس پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہر سال لازم ہوتی رہے گی، اس کے برخلاف انکم ٹیکس ایکٹ کا عمومی رجحان یہ ہے کہ ۱۰% فیصد سے ۳۰% فیصد انکم ٹیکس ایک مرتبہ لاگو ہو گیا اور بندہ نے اس کے بقیہ کو ذخیرہ بنا لیا تو اب اس پر دوبارہ ٹیکس لاگو نہیں ہوگا، اس پہلو کا منفی اثر جس سے ملک و سلطنت کو سخت نقصان ہوتا ہے اس کی صحیح جانکاری آپ کو بینکوں کے منیجر صاحبان دیں گے اگر آپ کے بہت قریبی ہوئے تو۔ اسلامی قانون زکوٰۃ میں فرد اور مملکت دونوں

کافائدہ ہے۔ فرد کا اس لیے کہ اس کے لیے ڈھائی فیصد سالانہ بھی معمولی اور آسان ہے اور مملکت کافائدہ یہ ہے کہ نہ جانے کتنے سالوں تک اس سے اسی طرح ڈھائی فیصد زکوٰۃ ملتی رہے گی، اگر اس نے ذخیرہ اندوزی کر لی تو۔ ورنہ توقع یہی ہے کہ وہ پیسہ کا جماؤ نہیں بنائے گا بلکہ اسے مارکیٹ میں اتار کر رکھے گا جس سے روزگار اور قومی دولت دونوں میں اضافہ ہوگا۔

(۵) ختنہ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیاء ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ (تفسیر حقی: سورۃ بقرہ ۱۲۴، مرقاة المفاتیح: ۱۳/۱۵۳، باب الترجل) اور صرف ایک نبی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ختنہ دنیا میں ہوا جو انہوں نے خود کیا، اس طرح یہ ختنہ سنت ابراہیمی کہلاتا ہے۔ (تفسیر طبری: سورۃ بقرہ ۱۲۴، تفسیر ابن کثیر: سورۃ بقرہ ۱۲۴، تفسیر نسفی: سورۃ بقرہ ۱۲۴، مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث ۳۱۸۲۸)

رسول اللہ ﷺ نے ختنہ کو فطرت انسانی کی پسند قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ، الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.“

”پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، ختنہ کرنا، موئے زیر ناف صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال کاٹنا اور مونچھوں کو پست کرنا۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۶۲۰، الأدب المفرد للبخاری: الحدیث ۱۳۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ: الحدیث ۲۰۴۷، المستدرک للحکم: الحدیث ۳۰۵۵، معجم ابن عسکر: الحدیث ۶۳۴، ۱۶۱۳)

اسلام تنہا وہ آسمانی مذہب نہیں ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت

ختنہ کا تذکرہ کیا اور اسے اچھا قرار دیا ہے۔ موجودہ زمانے کی محرف توریت جو شامل بائبل ہے اس نے بھی ختنہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے دو قدم آگے بڑھ کر اس شخص کو ملت ابراہیمی سے خارج قرار دیا ہے جو اس پر عمل نہیں کرتا۔ نیچے دیے گئے پیرا گراف کے ایک ایک لفظ کو بغور پڑھیں:

"And God said unto Abraham, Thou shalt keep my covenant therefore, thou, and thy seed after thee in their generations. This is my covenant, which ye shall keep, between me and you and thy seed after thee; Every man child among you shall be circumcised. And ye

shall circumcise the flesh of your foreskin; and it shall be a token of the covenant betwixt me and you. And he that is eight days old shall be circumcised among you, every man child in your generations, he that is born in the house, or bought with money of any stranger, which is not of thy seed. He that is born in thy house, and he that is bought with thy money, must needs be circumcised, and my covenant shall be in your flesh for an everlasting covenant. And the uncircumcised man child whose flesh of his foreskin is not circumcised, that soul shall be cut off from his people; he hath broken my covenant." (Genesis, 17/9-14)

”پھر خداوند نے ابرہام سے کہا کہ تو میرے عہد کو ماننا اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت اُسے مانے اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند زینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنی بدن کی کھلوی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اُس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے تمہارے ہاں پشت در پشت ہر لڑکے کا ختنہ جب وہ آٹھ روز کا ہو کیا جائے۔ خواہ وہ گھر میں پیدا ہو خواہ اُسے کسی پردیسی سے خریدا ہو جو تیری نسل سے نہیں۔ لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسم میں ابدی عہد ہوگا۔ اور وہ فرزند زینہ جس کا ختنہ نہ ہوا اپنے لوگوں سے کاٹ ڈالا جائے کیونکہ اُس نے میرا عہد توڑا“ (پیدائش: ۱۷/۹-۱۴)

اس کے علاوہ درج ذیل مقامات پر بھی ختنہ کی ضرورت و فضیلت کا بیان موجود ہے: پیدائش: ۱۷/۲۳-۲۷، ۲۱/۴، خروج: ۶/۱۳، ۶/۳۰، ۱۲/۲۳-۲۸، احبار: ۱۲/۱-۳، یثوع: ۱۷/۲۳-۲۷، قضاة: ۱۳/۱-۳، ۱۸/۱، یرمیاہ: ۹/۲۵-۲۶، حزقیال: ۴۴/۷، ۴۴/۹۔“

ختنہ کے معاملہ میں بائبل کے عہد قدیم کا موقف اتنا سخت ہے کہ ان مذکورہ بالا حوالوں میں سے بعض مواضع پہ نامختونی کو بطور گالی استعمال کیا گیا ہے۔

موجودہ عیسائیوں نے ختنہ کے حکم کو از خود منسوخ کر کے اس عہد کو توڑا ہے جو بائبل کے مطابق خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل سے کیا ہے۔ ان کے برخلاف ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے ختنہ کو سنت و فطرت قرار دے کر اس عہد کو باقی رکھا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ جل مجدہ نے کیا تھا۔ صرف یہی ایک پہلو اس بات کے ثبوت کے لیے کافی ہے کہ اسلام وہ مقدس مذہب ہے جس کا ہر صحیح

آسمانی مذہب سے ایک قریبی اور ناقابل انکار تعلق ہے، اسلام کے برعکس عیسائیت ایک ایسا مذہب ہے جو ماقبل کے آسمانی مذہب سے دور ہے اور یہ اپنا رشتہ انبیاء سابقین اور صحائف سابقہ سے قائم رکھنے میں ناکام ہے۔

عیسائی یہ کہہ سکتے ہیں کہ سینٹ پال یعنی پولس نے ختنہ والی آیت کی دوسری تفسیر بیان کی ہے۔ یعنی نیکی کرنے کا نام مختونی اور بدی کا نام نامختونی ہے جیسا کہ پولس نے کرتھیوں کے نام اپنے پہلے خط میں تحریر کیا ہے:

"Is any man called being circumcised? let him not become uncircumcised. Is any called in uncircumcision? let him not be circumcised. Circumcision is nothing, and uncircumcision is nothing, but the keeping of the commandments of God." (1Corinthians, 7/18-19)

”جو مختون بلایا گیا نامختون نہ ہو جائے۔ جو نامختونی کی حالت میں بلایا گیا وہ مختون نہ ہو جائے۔ نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی بلکہ خدا کے حکموں پر چلنا ہی سب کچھ ہے۔“ (کرتھیوں اول: ۱۸/۷-۱۹)

اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی عرض کریں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد والے پیراگراف کو غور سے پڑھیں وہاں ذکر کیا گیا ایک ایک لفظ پولس کو احکام الہی کا حرف اور قرآن کریم کی درج ذیل آیت مبارکہ کا مصداق ٹھہرا رہا ہے:

”فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لَيْسَتْ رُءُوبًا بِه
ثَمَّا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝“

”ان کے لیے ”ویل“ (جہنم) ہے جو کتاب (توریت و انجیل میں) اپنی جانب سے لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے تاکہ اس کے بدلے تھوڑی دولت حاصل کریں، تو ویل ہے ان کے لیے ہاتھوں سے لکھنے کے سبب اور ان کے لیے ویل ہے ان کے (غلط) کاموں کے سبب۔“

(سورة البقرة: ۷۹)

مزید برآں! جب پولس شمشاطی صاحب نے ختنہ کو ہی کا لہذا قرار دیا تو پھر خدا کے حکم پہ چلنا کہاں پایا گیا.....؟؟؟ خدا کو ماننے کی دعوت کی شروعات اس کے دائمی نشان کو توڑنے سے کی جا رہی ہے۔ مطلب حج صاحب کی بات سر آنکھوں پہ مگر ہم پر نالہ تو پڑوسی کے گھر میں ہی گرائیں گے۔

الحاصل! ختنہ کا حکم ایک آسمانی حکم ہے اور جو شخص نامختون ہے اس کا دین ابراہیمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسا شخص بائبل کی نظر میں بھی دین حنیف یعنی ملت ابراہیمی سے بیگانہ اور بائبل کی سرپرستی سے محروم ہے۔

دور جدید میں میڈیکل سائنس کی ترقی نے اسلام کے اس نظریہ میں بھی کچھ خوبصورت نگیںوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ فن طبابت نے ختنہ کو بہت سی بیماریوں کے لیے ایک مناسب علاج قرار دیا ہے۔

(۶) حیض و نفاس والی خواتین اور جنبی کی نماز۔

حیض و نفاس کے دن ناپاکی کی حالت میں گذرتے ہیں اور عبادت طہارت و پاکیزگی کا طالب ہوتا ہے اسی لیے حیض و نفاس کی حالت میں خواتین کو نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور طواف جیسی اہم عبادات سے منع کر دیا گیا ہے، یہی حکم جنبی کا بھی ہے کہ ایسے مرد نماز، تلاوت قرآن اور مسجد میں حاضری سے غسل تک دور رہیں۔ حیض و نفاس والی خواتین اور جنبی کے لیے بائبل اور اسلام دونوں میں عبادت سے دوری کا حکم ہے۔

اسلام کا قانون یہ ہے کہ جو عورت حالت حیض و نفاس میں ہو وہ نماز روزہ سے دور رہے۔ ماہواری کے ایام میں نماز و روزہ کی ادائیگی اس سے درست نہیں ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”كُنَّا نَحِيضُ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهَرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصِّيَامِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.“

”رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم حائضہ ہوتیں تو طہارت کے بعد رسول اللہ ﷺ ہمیں روزہ کی قضا کا حکم دیتے، نماز کی قضا کا نہیں۔“ (جامع الترمذی: باب ما جاء في قضاء الحائض

الصيام دون الصلوة، صحيح البخارى: باب الحائض تترك الصوم والصلوة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”أَقِيَمَتِ الصَّلَاةُ فَسَوَى النَّاسُ صُفُوفَهُمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ عَلَىٰ مَكَانِكُمْ، فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلَّىٰ بِهِمْ.“

”نماز کی اقامت کہی گئی اور لوگوں نے صفیں درست کر لیں تو رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ سے تشریف لائے جبکہ آپ جنابت کی حالت میں تھے، ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر تشریف لے گئے اور غسل کر کے واپس تشریف لائے تو آپ کے ﷺ اقدس سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔“

(صحیح البخاری: باب اذا قال الامام مکانکم، حتی رجع انتظروہ، مسند أحمد: مسند أبي هريرة ۸۶۹۰)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی حالت حیض و نفاس اور جنابت و ناپاکی کو عبادت کے لیے ناموافق قرار دیا ہے اور اُس وقت حیض و نفاس والی خواتین اور ناپاک شخص کو عبادت کرنے اور مقدس میں داخل ہونے سے روک دیا ہے:

The holiness of the offerings

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto Aaron and to his sons, that they separate themselves from the holy things of the children of Israel, and that they profane not my holy name in those things which they hallow unto me. I am the LORD. Say unto them, Whosoever he be of all your seed among your generations, that goeth unto the holy things, which the children of Israel hallow unto the LORD, having his uncleanness upon him, that soul shall be cut off from my presence. I am the LORD." (Leviticus, 22/1-3)

”اور خداوند نے موسیٰ سے کہہ کر ہارون اور اُسکے بیٹوں سے کہہ کر کہ وہ بنی اسرائیل کی پاک چیزوں سے جتنکو وہ میرے لئے مقدس کرتے ہیں اپنے آپ کو بچائیں رکھیں اور اور میرے پاک نام کو بے حرمت نہ کریں۔ میں خداوند ہوں۔ اُنکو کہہ دے کہ تمہاری پشت درپشت جو کوئی تمہاری نسل میں سے اپنی ناپاکی کی حالت میں اُن پاک چیزوں کے پاس جائے جتنکو بنی اسرائیل خداوند کے لئے مقدس کرتے ہیں وہ شخص میرے حضور سے کاٹ ڈالا جائیگا۔“ (احبار: ۲۲/۱-۳)

ایک دوسرے اقتباس میں حیض و نفاس کی حالت کو خاص طور پر ذکر کے بیان کیا

گیا کہ ان دونوں حالتوں میں خواتین مقدس سے دور رہیں:

The purification of women

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto the children of Israel, saying, If a woman have conceived seed, and born a man child, then she shall be unclean seven days; according to the days of the separation for her infirmity shall she be unclean. And in the eighth day the flesh of his foreskin shall be circumcised. And she shall then continue in the blood of her purifying three and thirty days; she shall touch no hallowed thing, nor come into the sanctuary, until the days of her purifying be fulfilled." (Leviticus, 12/1-4)

”اور خداوند نے موسیٰ سے کہا: بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اُسکے لڑکا ہو تو وہ سات دن تک ناپاک رہیگی جیسے حیض کے ایام میں رہتی ہے اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔ اُسکے بعد تینتیس دن تک وہ طہارت کے خون میں رہے اور جب تک اُسکی طہارت کے ایام پورے نہ ہوں تب تک نہ تو کسی مقدس چیز کو چھوئے اور نہ مقدس میں داخل ہوں“ (احبار: ۱۱۲-۱۱۳)

جنہی مرد و عورت کے متعلق کہا گیا:

”The woman also with whom man shall lie with seed of copulation, they shall both bathe themselves in water, and be unclean until the even.“ (Leviticus, 15/18)

”اور وہ عورت بھی جس کے ساتھ مرد صحبت کرے اور منزل ہو تو وہ دونوں پانی سے غسل کریں اور شام تک ناپاک رہیں۔“ (احبار: ۱۵/۱۸)

غسل کر لیا تو پاکی حاصل ہوگئی مگر بائبل شام تک ناپاک قرار دے رہی ہے، نہ جانے کیوں.....؟؟؟

(۷) عورت اور مسجد۔

رسول اللہ ﷺ کے مقدس دور میں عورتوں کو بشرط امن مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی مگر ان کے دوسرے خلیفہ جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے (جامع الترمذی: باب فی مناقب عمر بن الخطاب، مسند احمد: عن عقبہ بن عامر جہنی) انہوں نے حالات اور زمانہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا، جس کو تمام صحابہ کی مکمل حمایت حاصل تھی، کسی نے بھی اس کو غلط نہیں کہا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے رازدار اہلیہ اور فقیہہ و محدثہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہہ کر اس کی تصدیق کر دی کہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ کے مزاج کے مطابق ہے:

لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى مَا أَحَدَتْ النِّسَاءُ لَمَنْعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مَنْعَتْ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ.

”اگر رسول اللہ ﷺ آج کی عورتوں کا حال دیکھتے تو ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔“

(صحیح المسلم: ۱۰۲۷، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة و انہا لا تخرج مطيبة، صحیح البخاری: ۸۶۹، سنن ابی داؤد: ۵۶۹، باب انتظار الناس قیام الامام

العالم، باب التشديد على خروج النساء الى المساجد، موطاء مالك: ٤٧٢، باب ما جاء في خروج النساء الى المسجد، مسند أحمد: حديث السيدة عائشة (٢٦٣٥٧، ٢٦٧٣٥)

بائبل میں اگرچہ ہمیں یہ حکم نہیں ملا کہ عورتوں کو عبادت خانوں میں جانے سے روکا جائے مگر چرچ اور کلیساؤں کی حالت زار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کی ۱۰۰ فیصد تصدیق کرتی ہے۔ کلیساؤں اور چرچ کی حالت کا اندازہ اس خبر سے لگایا جاسکتا ہے:

"The Vatican reports cited countless cases of nuns forced to have sex with priests. Some were obliged to take the pill, others became pregnant and were encouraged to have abortions. In one case in which an African sister was forced to have an abortion, she died during the operation and her aggressor led the funeral mass. Another case involved 29 sisters from the same congregation who all became pregnant to priests in the diocese."

(www.sodahead.com/united-states/vatican-admits-priests-are-raping-nuns-around-the-world/question-3382051) (http://www.lastfm.ru/forum/23/_/672857) (http://www.hissheep.org/catholic/the_harlotry_of_rome.html)

”ویٹی کن (جہاں کلیسائے روم یعنی کیتھولک چرچ کا سربراہ پوپ رہتا ہے) کو پادریوں کے ذریعہ عصمت دری کی شکار راہبات کے بے شمار مقدمات موصول ہوئے، بعض کو گولی کھانے پہ مجبور کیا گیا اور بہت سی حاملہ ہو گئیں جنہیں اسقاط حمل پہ ابھارا گیا، ایک افریقی راہبہ کو اسقاط کے لیے مجبور کیا گیا جس کی آپریشن کے دوران موت ہو گئی، اسی کے مجرم نے اس کی آخری رسومات میں قیادت کی۔ ایک دوسرے معاملہ میں اسی علاقہ کے پادریوں کے ذریعہ ۲۹ راہبات کے حاملہ ہونے کا معاملہ روشنی میں آیا۔“

امریکہ میں رہنے والی کل ۴۰ فیصد راہبات (Nuns) اندرون چرچ جنسی استحصال کی شکار ہیں۔ ولیم ایچ کینڈی کی کتاب ”Lucifer’s Lodge“ یعنی ”کاشانہ ابلیس“ کے حوالے سے نیچے دی گئی رپورٹ کو غور سے پڑھیں:

“According to the 1996 survey of nuns in the United States (which was intentionally never published by the [Ed., Roman Catholic] Church but was leaked by some Vatican insider), it is reported that a minimum of 34,000 Catholic nuns (about 40% of all American nuns) claim to have been sexually abused. Three of every four of these nuns claimed they were sexually victimized by a priest, nun, or other religious person. Two out of five nuns who stated they were sexually abused claimed that their exploitation included some form of genital contact. All nuns who claimed repeated sexual exploitation reported that they were pressured by religious superiors for sexual favors.” – “Boston Globe” (1-8-2002) [Ed., This quote is on p. 179 of the book, “Lucifer’s Lodge”, by William H. Kennedy.]

(www.vaticannews.com/2013/05/sexual-abuse-in-roman-catholic-church.html)

(<http://www.toughissues.org/handoutsnew/Sexual%20Abuse.htm>)

(<http://www.gaire.com/E/F/view.asp?parent-2007463&nav-4>)

(<http://www.topix.com/forum/world/philippines/TSAV3MU4JUSOTS2KC>)

”ریاستہائے متحدہ (امریکہ) میں ۱۹۹۶ء میں کیے گئے سروے کے مطابق (جسے جان بوجھ کر ویٹی کن نے شائع نہیں کیا مگر اسی کے اندرونی آدمی نے اسے لیک کر دیا) یہ پایا گیا کہ کم از کم ۳۴ ہزار کیتھولک راہبات نے (جو کل امریکی راہبات کی تقریباً ۴۰ فیصد ہیں) جنسی زیادتی کی شکایت کی ہے۔ ہر ۴ میں سے ۳ (۷۵ فیصد) نے کہا ہے وہ پادری، راہبہ یا کسی نہ کسی مذہبی شخصیت کے ذریعہ شکار بنائی گئی ہیں۔ ہر ۵ میں سے ۲ (۴۰ فیصد) نے یہ انکشاف کیا کہ ان کے جنسی استحصال میں غیر فطری طریقہ بھی استعمال کیا گیا۔ بار بار آبروریزی کی شکار ہوئی راہبات نے بیان کیا کہ ان پر مذہبی رہنماؤں کی جانب سے جنسی عمل کی حمایت کے لیے دباؤ بنایا گیا۔“

مسیحی کہہ سکتے ہیں کہ یہ تہمت ہے، ہم نہیں مانتے، تھوڑے بہت ہوتے ہیں مگر جتنا زیادہ دکھایا گیا ہے اتنے کیسیز نہیں ہوتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ آپ بائبل کی درج ذیل آیات پہ عمل کیوں نہیں کرتے ہیں:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully. For some are already turned aside after Satan."

(1 Timothy, 5/14-15)

”پس میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔“ (۱ تیمتھیس اول: ۱۴/۱۵-۱۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں، یہ پیرا گراف یہ چاہتا ہے کہ کوئی بھی جوان عورت بن بیاہی نہ رہے بلکہ شادی کر کے شوہر کے ساتھ گذر بسر کرے۔ اگر اس پہ عمل کیا جائے تو پھر مخالف کو بدگوئی کا موقع نہیں ملے گا اور پھر اس طرح کی خبریں منظر عام پہ نہیں آئیں گی کہ ۴۰ فیصد یا ۵۰ فیصد راہبات عصمت دری کی شکار ہیں۔ دیکھیں خود کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

"One in 50 priests is a paedophile. Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html)

(www.independent.co.uk/news/world/europe/pope-francis-one-in-50-catholic-priests-bishops-and-cardinals-are-paedophiles-9602919.html)

(www.bbc.com/news/world-europe-28282050)

(www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles)

(www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile)

”ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کا مرتکب ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیاپوتی میں بھی ملوث ہیں۔“

۲ فیصد راہب بچوں/بچیوں سے سیکس کے رسیا ہیں اور عام جنسی تعلقات والوں کا تناسب کتنا ہے اسے تو انہوں نے بیان نہیں کیا مگر اشارہ چھوڑ دیا ہے کہ لیاپوتی بہت زیادہ ہے، آپ لوگ خود اندازہ لگائیے گا۔

انصاف اور اعلیٰ اقدار سے جن لوگوں کے مزین ہونے کی سب سے زیادہ امید کی جاسکتی ہے ان میں مذہبی رہنما اور جج صاحبان سرفہرست ہیں، مگر اختلاط مرد و زن ان کے تقدس کے لیے بھی زہر ہے۔ ان دونوں میں سے پہلے کی حالت آپ نے پوپ کی زبانی ملاحظہ فرمائی، آئیے! اب جج صاحبان کے بارے میں جانیں:

"Orange County Superior Court Judge Scott Steiner censured for engaging in sexual activity in his chambers on multiple occasions. Kern County Superior Court Judge Cory Woodward carried on an intimate affair with his court clerk from July of 2012 until May of last year. Both judges censured by state Commission on Judicial Performance. Commission called it 'the height of irresponsible and improper' behavior. Both Woodward and Steiner were allowed to remain on the bench despite the censure"

(www.dailymail.co.uk/news/article-2741537/Two-California-judges-censured-having-sex-multiple-women-chambers.html)

(http://www.sfgate.com/news/article/Two-California-judges-disciplined-for-having-sex-5728796.php)

(http://www.latimes.com/local/la-me-judges-sex-censure-20140903-story.html)

”اورنج کاؤنٹی اعلیٰ عدالت کے جج اسکاٹ اسٹینر کو اپنے عدالتی چیمبر کے اندر متعدد مواقع پر (مختلف عورتوں کے ساتھ) جنسی تعلقات بنانے کی وجہ سے پھٹکار لگائی گئی ہے، کیرن کاؤنٹی عدالت عالیہ کے جج کوری وڈوارڈ جولائی ۲۰۱۲ء تا مئی ۲۰۱۳ء اپنی (خاتون) کورٹ کلرک کے ساتھ جنسی تعلقات میں ملوث رہے، عدالتی پرفارمنس کے لیے دونوں کی سرزنش کی گئی ہے۔ کمیشن نے اسے بہت زیادہ غیر ذمہ دار اور غلط رویہ قرار دیا، زجر کے باوجود وڈوارڈ اور اسٹینر دونوں کو ان کو عہدوں پر بحال رکھا گیا ہے۔“

بھلا سوچئے! تقریباً ایک سال تک ایک جج کا چیمبر بطور طوائف خانہ استعمال ہوتا

رہا اور وہ بھی خود جج صاحب کے ذریعہ مگر انتظامیہ بے خبر، جو لوگ سرکاری نوکریوں میں

ہیں یا نوکری پیشہ کے دوست ہیں وہ میرے اس قول کی تصدیق کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ چلتا بہت زیادہ ہے مگر ٹینشن کوئی نہیں لیتا۔ ان میں بالخصوص جناب وڈوارڈ صاحب نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ تو یورپ و امریکہ کی چشم کشائی کے لیے کافی سے زائد ہے:

"The commission said Woodward passed notes of a sexual nature to the clerk during court proceedings and lied about the relationship when confronted by his presiding judges in a bid to block her transfer."

”کمیشن کا کہنا ہے کہ وڈوارڈ نے عدالتی کارروائی کے دوران جنسی نوٹ کو خاتون کلرک کی طرف

بڑھا دیا اور تعلقات اس وقت قائم کیے جب اپنے صدر جج کے ذریعے اس کلرک کا تبادلہ رکوا دیا۔“

ہم ایک سفر میں تھے۔ ایک غیر مسلم بھائی نے سوال کیا کہ مولانا لوگ کہتے ہیں

کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہت ثواب ملتا ہے پھر آپ لوگ عورتوں کو کیوں مسجد جانے

سے روکتے ہیں؟ کیا آپ لوگ سارا ثواب خود ہی لے لینا چاہتے ہیں؟؟ ہم اس سوال کا

جواب دینے کے لیے منہ کھولنے بھی نہیں پائے تھے کہ بازو میں بیٹھے دوسرے بھائی نے کہا:

کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ ہمارے عبادت خانوں میں ہوتا ہے وہی مسجد میں ہو؟؟ میں تو

مسلموں کی اس بات کو اچھی سمجھتا ہوں اور یہ بہت اچھا لگتا ہے۔

اس عنوان پہ تفصیل ”حجاب“ اور ”اختلاط مرد و عورت“ کے عناوین کے تحت مسطور

ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری ان سطروں کو پڑھنے کے بعد ہمارے مسلم دانشور اور

سیاست داں حضرات کسی بھی اسلامی مسئلہ پہ اظہار خیال / ناراضگی سے قبل کسی ماہر عالم دین

سے رابطہ کر کے اصل اسلامی نقطہ نظر اور اس کے اسباب کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

(چہارم) معاشرتی احکام۔

اس باب میں اسلام، بائبل اور یورپ و امریکہ کے معاشرتی احکام تحریر کیے گئے

ہیں۔ یعنی وہ قوانین جو سماج اور تہذیب کی شکل و صورت پہ اثر انداز ہوتے ہیں۔

(۱) تعظیم والدین۔

آج کے دور میں سب سے زیادہ جس معاشرے میں والدین کی بے حرمتی کی

جارہی ہے وہ یورپ و امریکہ کا عیسائی سماج ہے۔ بعض یورپی ممالک نے تو بچوں کی تادیب کو

قابل سزا جرم بنا کر بے راہ روی کے سیل رواں کو تحفظ بخش دیا ہے۔ اب ان کا سماج اتنا پست ہو چکا ہے کہ لڑکا تھوڑا بڑا ہوتے ہی اپنی آزادی کا ڈنکا بجا دیتا ہے اور اس آزادی کی آڑ میں حقوق والدین سے اس قدر کھلواڑ کیا جاتا ہے کہ ضعیفوں کی حالت پہ ترس آتا ہے۔ مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ حکومت کے ساتھ ساتھ والدین کی اپنی بھی خامیاں اور کمزوریاں اس کے لیے ذمہ دار ہیں۔ خود کو ترقی یافتہ اور انصاف کے پرچارک کہلانے والی امریکی و مغربی حکومتوں نے اٹھارہ سال اور اس سے زائد عمر والوں کو کلی اختیار دیدیا ہے کہ وہ چاہیں تو والدین کی خبر گیری کر لیں یا بے سہارا چھوڑ دیں۔ جس بچے کی پیدائش و تربیت کے لیے ماں کو کم از تین سالوں تک (نومہ شکم میں اور سوا دو سال پرورش میں) اپنے ہر سکون و خواہش کو اس بنیاد پہ بھلانا پڑتا ہے کہ بچے کی صحیح دیکھ ریکھ ہو جائے، پھر اس کے بعد اس کی ضد پوری کرنے کے لیے اپنی ہزاروں خواہشوں کا گلابانا پڑتا ہے، کیا ان کا اتنا بھی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خود سے رشتہ رکھنے کے لیے مجبور کر سکیں؟؟ کیا اس درد کا بھی کوئی بدلہ ہو سکتا ہے جو ماں بچے کی پیدائش کے وقت برداشت کرتی ہے؟؟ کیا انصاف یہی چاہتا ہے کہ بے پناہ قربانیوں کا بدلہ احساس تنہائی کی سزا کی شکل میں دیا جائے؟؟ اگر ان کی نظر میں اسی کو انصاف کہتے ہیں تو ہمیں یہ حق ضرور پہنچتا ہے کہ ہم ان کی ڈکشنری میں موجود ہر لفظ کا معنی الٹا سمجھیں۔

آج کے عیسائی معاشرہ کو دیکھ کر کسی انسان کے دل میں یہ خیال آنا بہت مشکل ہے کہ ان کی کتاب مقدس بائبل تعظیم والدین کے حوالے سے بہت سخت موقف رکھتی ہے۔ قرآن نے بھی احترام والدین کے مسئلے کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ پہلے ہم قرآن حکیم کی چند آیات و احادیث تحریر کریں گے پھر بائبل کی آیات نقل کی جائیں گی۔ اس اہم نکتہ سے اولاد بالخصوص نئی نسل کے نوجوانوں کی غفلت و لاپرواہی کی وجہ سے ہم حقوق والدین پہ تھوڑی تفصیل قلم بند کرتے ہیں:-

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

الرَّكُوعَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ۝“:

”یاد کرو جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرو گے۔ والدین، قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ بھلائی کرو گے۔ لوگوں سے اچھی بات کہو گے اور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ دو گے۔ پھر تم سے تھوڑوں کے علاوہ سبھی پھر گئے اور یقیناً تم اعراض کرنے والے لوگ ہو۔“

(سورة البقرة: ۸۳)

یہ حکم صرف بنی اسرائیل کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ علما کا مذہب یہ ہے کہ قرآن نے عموماً پچھلی امتوں کے جس عمل کو بیان کیا اور اس کی مذمت نہیں کی یا اس پر عمل نہ کرنے کا فیصلہ نہیں سنایا وہ امت مسلمہ کے لیے بھی جائز/ مستحب/ واجب ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ۝ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝“:

”اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں نہ کہنا، اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا، اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے، اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔“

(سورة بنی اسرائیل: ۲۱-۲۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

”جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا الْكِبَائِرُ؟ قَالَ: الْإِشْرَاقُ بِاللَّهِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْيَمِينُ الْغَمُوسِ.“

”ایک دیہاتی صحابی نبی ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑے گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس

کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: جھوٹی قسم۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۶۵۲۲، ۶۲۹۸، صحیح ابن حبان: الحدیث ۵۵۶۲، شعب الایمان: الحدیث ۴۸۴۳، ۵۳۱۷، ۴۸۶۰)

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَيَّ وَلِدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتَكَ أَوْ نَارُكَ.“

”یا رسول اللہ ﷺ! ماں باپ کا اپنی اولاد پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں

تمہاری جنت یا جہنم۔“

(سنن أبی داؤد: الحدیث ۳۷۹۳ باب بر الوالدین، مشکوٰۃ المصابیح: باب البر والصلۃ ص ۴۲۱)

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مختصر جواب ”ماں باپ تمہارے لیے جنت یا جہنم

ہیں“ ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ شاید ہی دنیا کا کوئی آئین یا مذہب ایسا ہو جس نے اتنے مختصر اور

جامع انداز میں اطاعت والدین اور ان کی نافرمانی کی جزا اور سزا کو ذکر کر کے اطاعت والدین کی

اہمیت کا احساس دلایا ہو۔ اگر اولاد اپنے ماں باپ کی تعظیم و تکریم اور اطاعت کرتی ہے۔ ان کے

حکم سے بال برابر بھی انحراف نہیں کرتی ہے تو ایسی اولاد اپنے نیک کاموں اور اطاعت والدین

کے سبب جنت میں داخل ہوگی۔ برخلاف اس کے اگر کوئی لڑکا اپنے ماں باپ کو اہمیت نہیں دیتا۔

ان کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اڑا دیتا ہے۔ ان کی رضامندی و ناراضی کو

غیر اہم سمجھتا ہے۔ انہیں جھڑکیاں دیتا ہے اور ان سے تیز اور سخت لہجہ میں بات کرتا ہے تو ایسے

لڑکے سے خدا بھی ناراض ہوتا ہے اور عقوق والدین کے سبب اسے جہنم میں داخل کر دیتا

ہے۔ یہی مطلب اس حدیث پاک کا ہے کہ وہ تمہاری جنت یا جہنم ہیں۔

دوسری حدیث پاک میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ

ارشاد فرماتے ہیں:

”رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ، رَغِمَ أَنْفُهُ، قِيلَ: مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: مَنْ

أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.“

”ذلیل ہوا، ذلیل ہوا، ذلیل ہوا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ کون رسوا ہو.....؟ ارشاد فرمایا: جس نے

اپنے ماں باپ میں سے ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (انکی خدمت کر کے) جنت نہ گیا۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۶۶۷۵، ۶۶۷۶، جمع الجوامع: الحدیث ۱۲۹۰۴، الأدب المفرد للبخاری: الحدیث ۲۱)

ذرا غور فرمائیں! نبی کریم ﷺ نے کتنے اچھوتے پیراے میں ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہے جس نے بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کی اور اپنی نادانیوں سے انہیں ناراض کر کے جنت کی چابی کھودی۔

دوسری حدیث میں والدین کی نافرمانی کے وبال کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”كُلُّ الذُّنُوبِ يَغْفِرُ اللَّهُ مِنْهَا مَا شَاءَ إِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَيْنِ فَإِنَّهُ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاتِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.“

”اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مشیت سے بندہ کے ہر گناہ کی مغفرت فرما دیتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کرنے والے کو مرنے سے قبل دنیوی زندگی میں بھی گرفتار بلا کر دیتا ہے۔“

(المستدرک للحاکم: الحدیث ۷۲۶۳، شعب الایمان: الحدیث ۷۸۸۹، ۷۸۹۰، مشکوٰۃ المصابیح: باب البر والصلۃ ص ۴۲)

”ایک شخص اپنے والدین کا بہت نافرمان تھا۔ ماں باپ کو تنگ کرنا، انہیں اذیت دینا اور ان کے حکم کے خلاف کرنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ حد تو اس وقت ہو گئی جب اس نے اپنے باپ کو اسی کے گھر سے گھسیٹ کر گھر سے دور ایک سنان ویرانے میں پہنچا دیا۔ خیر! قدرت الہیہ اس کو اس کے فعل بد کی سزا اسی دنیا میں دینا چاہتی تھی۔ اللہ عز و جل نے اسے اسی کے مثل ایک نافرمان بیٹا عطا فرمایا جو شر و فساد اور نافرمانی میں اپنے باپ کا عکس تھا۔ باپ کو جھڑکیاں دینا، طرح طرح کے جسمانی و ذہنی کرب و بلا میں مبتلا رکھنا اور ان کی نافرمانی کرنا اس کا بھی نمایاں وصف تھا۔ ایک روز وہ بھی اپنے باپ کو گھسیٹتا ہوا اسی ویرانے کی طرف چل پڑا جس طرف اس کے باپ نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا۔ جب وہ نافرمان باپ اس مقام تک پہنچا جہاں اس نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا تو اسے سمجھ میں آ گیا وہ اپنے بیٹے سے بولا: بس! بس! بس! اب مجھے پختہ یقین اور اعتقاد ہو گیا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کی سزا آخرت میں تو ملے گی ہی۔ ساتھ ہی ساتھ اس دنیا میں بھی ملتی ہے۔ کل میں نے جس طرح اپنے باپ کے ساتھ کیا تھا اسی کا پھل پارہا ہوں۔ اسی

مقام تک میں نے اپنے باپ کو گھسیٹا تھا اور آج تم نے بھی مجھے اسی مقام تک گھسیٹا ہے۔“

ایک حدیث مبارک میں ہے:

”جو والدین کے متعلق امور میں کمی کرنے کی وجہ سے خدا کا نافرمان ہوگا اس کے لیے جہنم کے دو

دروازے کھول دیے جائیں گے۔ اور اگر والدین میں سے ایک کا نافرمان ہو تو جہنم کا ایک دروازہ

کھول دیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! والدین ظلم کریں تب بھی؟ فرمایا: اگرچہ ظلم کریں،

اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں (تین بار)۔“ (مشکوٰۃ المصابیح: ص ۴۲۱)

مذکورہ حدیث پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولاد پر ہر حال میں اطاعت

لازم ہے اگرچہ (اولاد کی سوچ میں) ماں باپ خطا پر ہوں۔ ان کی خطا پر گرفت اللہ عزوجل فرمائے گا۔

اولاد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ماں باپ کی سختیوں کی وجہ سے ان کی نافرمانی اور بغاوت پر آمادہ

ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے غیر مسلم ماں باپ کی بھی اطاعت کا حکم دیا ہے البتہ اس بات کا

استثنا کر دیا ہے کہ ماں باپ اسلام مخالف اور توحید و رسالت سے متصادم حکم دیں تو پھر حکم باری کو

مقدم رکھتے ہوئے ان کی باتوں کو ٹھکرا دینا لازم ہے، چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِنْ جَاهِدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا،

وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۝“

”اور اگر وہ (ماں باپ) اس بات کی کوشش کریں کہ تم میرا شریک ٹھہراؤ جس کا تمہیں علم نہیں تو

تم ان کی بات نہ ماننا مگر ان کے ساتھ دنیا میں حسن سلوک جاری رکھو۔“ (سورۃ لقمان: ۱۵)

اسلام نے جہاں ماں باپ کی نافرمانی کو ایک عظیم جرم اور گناہ قرار دیا ہے۔ اس

کے مرتکب کو جہنم کی وعیدیں سنائی ہیں، وہیں اس نے ایک راہ بھٹکی نافرمان اولاد کو اپنی

خفت مٹانے، گناہوں کو دھونے اور جہنم سے بچنے کا ایک آسان اور بے خطا نسخہ بھی دیا ہے

جسے اپنا کر کوئی بھی انسان اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ ہونے سے بچا سکتا ہے۔ رحمۃ للعالمین

علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَأَنَّهُ لَهُمَا لِعَاقٌ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَهُمَا حَتَّىٰ يَكْتُبَهُ اللَّهُ بَارًا“

”جس شخص کے ماں باپ یا ان میں سے ایک انتقال کر جائیں اس حال میں کہ وہ بندہ اپنے والدین کا نافرمان ہے، تو وہ ان دونوں کے لیے دعائے خیر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نیک سلوک والا لکھ دیتا ہے (یعنی اس کا نام نافرمانوں کے رجسٹر سے فرماں برداروں کے رجسٹر میں لکھ دیتا ہے)۔“ (شعب الایمان للبیہقی: باب فی حفظ حق الوالدین بعد وفاتہما)

ہمیں اس بات کی بے پناہ خوشی ہے کہ احترام والدین کا سبق ان لوگوں کی مانی ہوئی کتاب بھی دے رہی ہے جنہوں نے ساری دنیا کو ”والدین بے زار“ بنانے کا جو اپنے کاندھوں پہ اٹھا رکھا ہے۔ بائبل نے بھی احترام والدین کے معاملہ میں اسلام کے موقف کی زوردار حمایت کی ہے۔ بائبل میں شامل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب توریت کی دوسری کتاب میں ہے:

"Honour thy father and thy mother, that thy days may be long upon the land which the LORD thy God giveth thee." (Exodus, 20/12)

”تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تا کہ تیری عمر اُس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔“ (خروج: ۱۲/۲۰)

اسی طرح کتاب استثنا میں ہے:

"Honour thy father and thy mother, as the LORD thy God hath commanded thee; that thy days may be prolonged, and that it may go well with thee, in the land which the LORD thy God giveth thee." (Deuteronomy, 5/16)

”اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم دیا ہے تا کہ تیری عمر دراز ہو اور جو ملک خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے اُس میں تیرا بھلا ہو۔“ (استثنا: ۱۶/۵)

انجیل متی میں مسیح علیہ السلام کا ارشاد اس طرح ہے:

"Honour thy father and thy mother, and, Thou shalt love thy neighbour as thyself." (Matthew, 19/19)

”اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔“ (متی: ۱۹/۱۹)

اطاعت والدین کے تعلق سے احکام میں تحریف کی بنا پر مسیح علیہ السلام علمائے

یہود کو ان الفاظ میں ڈانٹتے ہیں:

"For laying aside the commandment of God, ye hold the tradition of men, as the washing of pots and cups, and many other such like things ye do. And he said unto them, Full well ye reject the commandment of God, that ye may keep your own tradition. For Moses said, Honour thy father and thy mother; and, Whoso curseth

father or mother, let him die the death. But ye say, If a man shall say to his father or mother, It is Corban, that is to say, a gift, by whatsoever thou mightest be profited by me; he shall be free. And ye suffer him no more to do ought for his father or his mother; Making the word of God of none effect through your tradition, which ye have delivered, and many such like things do ye." (Mark. 7/8-13)

”تم خُداوند کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو۔ اور اُس نے اُن سے کہا تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خُدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو۔ کیونکہ موسیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا اور جو کوئی اپنے باپ یا ماں کو برا کہے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ اگر کوئی باپ یا ماں سے کہے کہ جس چیز کا تجھے مجھ سے فائدہ پہنچ سکتا تھا وہ قربان یعنی خُدا کی نذر ہو چکی ہے۔ تو تم اُسے پھر باپ یا ماں کی کچھ مدد کرنے نہیں دیتے۔ یوں تم خُدا کے کلام کو اپنی روایت سے جو تم نے جاری کی ہے باطل کر دیتے ہو۔ اور ایسے بہترے کام کرتے ہو۔“

(مرقس: ۸/۱۳-۱۴)

مسیح علیہ السلام نے سرکش اولاد کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے ذکر کی

گئی جس سزا کا حوالہ دیا وہ یہ ہے:

"For every one that curseth his father or his mother shall be surely put to death, he hath cursed his father or his mother; his blood shall be upon him." (Leviticus, 20/9)

”اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ ضرور جان سے مارا جائے اُس نے اپنے باپ یا ماں پر لعنت کی ہے۔ سو اُس کا خون اسی کی گردن پر ہوگا۔“

(احبار: ۲۰/۹)

ان کے علاوہ احبار: ۱۸/۲۱-۲۰، امثال: ۱/۱۳، ۵/۱۵، ۲۰/۱۵، ۲۶/۱۹، ۲۰/۲۰،

پر بھی ماں باپ کی عظمت اور سرکش بیٹے کی مذمت و سنگساری کا بیان وارد ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ توریت، انجیل اور قرآن سمیت ہر آسمانی کتاب نے والدین کی اطاعت کو اولین فرائض میں شمار کیا ہے اور نافرمان اولاد کے لیے طرح طرح کی سزاؤں کو بیان کیا ہے۔

یورپ و امریکہ میں سماجی پستی اور خاندانی خوشی کے فقدان میں ماں باپ کی نافرمانی کا ایک اہم رول ہے۔ بچے ماں باپ سے اتنے بے زار ہوتے ہیں کہ صرف امریکہ میں سالانہ کم و بیش ۲۸ لاکھ بچے/بچیاں اپنا گھر چھوڑ کر سڑکوں پہ آجاتے ہیں جہاں سے بہتوں کو

جنسی بیوپاری اور منظم جرائم گروپ اپنے غیر قانونی نیٹ ورک میں پھانس لیتے ہیں۔

(<http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r>)

(<http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html>)

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ گھر کا ماحول سازگار نہ ہونے کی وجہ سے بچے بھگوڑے بننے پہ مجبور ہو جاتے ہیں، اس پر عرض ہے کہ امریکہ سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، متمدن، علم دوست، ترقی یافتہ اور مالدار ملک تسلیم کیا جاتا ہے پھر گھر کی چہار دیواری کا حال ان پڑھ، غریب اور غیر متمدن ممالک کے گھروں سے بھی زیادہ خراب کیوں ہے؟؟؟ شاید دنیا کے کسی بھی ملک میں بھگوڑے بچوں کا تناسب امریکہ کے برابر نہیں ہے۔ ایسا کیوں.....؟؟؟ آپ کو اس سوال کا جواب بھی مل چکا ہوگا جب آپ یہ کتاب مکمل پڑھ چکے ہوں گے۔

(۲) بزرگوں کا ادب۔

ایک پُر امن اور مہذب سماج کی تشکیل اور اس کی بقا میں بڑوں بوڑھوں اور بزرگوں کی تعظیم و اطاعت کو اہم مقام حاصل ہے۔ ہم خود افراد کی آزادی کے داعی ہیں مگر ہر وہ معاشرہ جہاں چھوٹے بڑے ہر ایک کو غیر محدود آزادی کے بے لگام گھوڑے پہ بٹھا دیا جاتا ہے اسے آپ کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ کہیں لیکن انسان کی سماجی اور معاشرتی بھوک مٹانے سے وہ قاصر ہے۔ ہم نے ہندوستان میں اس ریاست کو بھی بہت قریب سے دیکھا ہے جہاں ہر چھوٹے بڑے انسان کو اس قدر آزادی حاصل ہے کہ بھتیجا چچا کے سامنے اور بھانجا ماموں کے سامنے بھی شرافت شکن حرکت کی انجام دہی میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا ہے۔ بحیثیت ذمہ دار دارالافتا ہمیں ایسے متعدد کیسز بھی موصول ہوئے جن میں بالغ لڑکے لڑکیوں نے اپنی مرضی سے نکاح و شادی کر لی اور والدین کو اس کی بھنک چار پانچ سالوں بعد لگی۔ جب ہم نے اس طرح کے معاملات کا بنظر غائر تجزیہ کیا تو نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مغربی تہذیب کی وارفتگی اور حالات کے ستم دونوں نے مل کر ایسے معاشرے کو تشکیل دیا ہے جس میں ہر کوئی صرف خود تک محدود رہتا ہے۔ ایک انسان اپنی اولاد کے سوا کسی بھی بچے کو اس کی حرکت پہ ٹوکنا تو دور اس کے ماں باپ سے شکایت کرنے کی بھی زحمت بلکہ ہمت نہیں کر پاتا ہے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بڑے بزرگوں کے احترام اور ان سے حسن سلوک کا حکم دینے

کے معاملہ میں اسلام تنہا نہیں ہے۔ بلکہ ”بڑوں سے بغاوت“ کی تحریک چلانے والی قوم عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل بھی اس مقام پہ اسلام کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے۔ بڑوں کی عظمت کو اجاگر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا وَيَرْحَمَ صَغِيرِنَا۔“

”بڑوں کے حق کی ادائیگی سے بے پرواہ اور چھوٹوں پہ رحم نہ کرنے والا ہم میں سے نہیں۔“

(مسند أحمد: الحديث ۷۱۲۰، ۷۱۲۳، ۷۲۷۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، سنن أبي داؤد:

الحديث ۴۹۴۵، الأدب المفرد للبخاری: الحديث ۱۴۶، مسند أبي يعلى: الحديث ۳۱۴۱، ۳۱۴۲)

ایک مومن دل رکھنے والے انسان کے لیے اس سے بڑی اور کوئی مصیبت نہیں ہے

کہ رسول اللہ ﷺ اس سے بے زاری اور بے تعلقی کا اظہار فرمادیں۔ اس ایک جملے میں رسول اللہ

ﷺ نے بحر ہند کو سمودیا ہے۔ یعنی ایک کامل مسلمان وہ ہے جو بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پہ

شفقت کرتا ہے۔ صرف چھوٹوں کو ہی بڑوں کے سامنے پابند نہیں بنایا گیا بلکہ بڑوں کو بھی

چھوٹوں کے جائز حقوق اور ان کے مثبت خیالات کا لحاظ کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ جہاں

چھوٹوں پر اس بات کو لازم کیا گیا کہ وہ بڑوں کے سامنے ادب و احترام سے رہیں، ان کے کہے کا

پاس رکھیں وہیں بڑوں کو بھی چھوٹوں کے ساتھ ستم انگیز معاملہ نہ برتنے کا پابند بنایا گیا ہے۔

ایک دوسری حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلِّ كَبِيرِنَا وَيَرْحَمِ صَغِيرِنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا۔“

”وہ میرے کامل پیروکاروں میں سے نہیں جو بڑوں کی تعظیم نہ کرے، جو چھوٹوں پر شفقت

نہ کرے اور جو اہل علم کے رتبہ کو نہ پہچانے۔“

(مسند أحمد: الحديث ۲۳۴۲۵، مشكل الآثار للطحاوی: الحديث ۱۱۳۳)

اس حدیث میں تو اس شخص کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے امتیوں میں شمار کرنے سے

انکار ہی کر دیا جو بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پہ شفقت اور علما سے ان کے رتبہ کے مطابق سلوک

نہیں کرتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی مصیبت کی گھڑی کبھی نہیں ہوگی کہ

رسول اللہ ﷺ اس کو اپنا ماننے سے انکار کر دیں۔

بائبل نے بھی بڑوں کی تعظیم کا درس دیا ہے:

"Thou shalt rise up before the hoary head, and honour the face of the old man, and fear thy God: I am the LORD." (Leviticus, 19/32)

”جنکے سر کے بال سفید ہیں تو اُنکے سامنے اُٹھ کھڑے ہونا اور بڑے بوڑھے کا ادب کرنا اور

اپنے خُدا سے ڈرنا۔ میں خُداوند ہوں۔“ (آحبار: ۱۹/۳۲)

بڑوں کی تعظیم کا فقدان بھی امریکہ و یورپ کے معاشرتی مسائل کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جب بچوں کی سوچ یہ ہو کہ اپنے سے بڑوں کا احترام ضروری ہے اور ان کے سامنے کوئی بھی غیر شائستہ بات یا حرکت نہ کی جائے تو وہ خود بخود اپنے کو برائیوں سے دور رکھنے کے عادی ہو جائیں گے کیونکہ عام طور پہ انسان دن بھر بڑوں بزرگوں کی نگاہ میں رہتا ہی ہے۔ لیکن اگر نظر یہ بدل جائے اور یہ سوچ ذہن میں بیٹھ جائے کہ جس سے مالی منفعت نہ ہو اس کی توقیر کی کوئی حاجت نہیں ہے تو ایسے بچوں کے بے لگام ہونے کا خطرہ کئی گنا ہو سکتا ہے۔

(۳) انسان کو کتنی آزادی ملنی چاہئے:-

یہ سوال اس زمانہ کے لیے کافی اہم ہے۔ اسلام کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ آپ آزاد ہیں اور آپ کو اپنی آزادی کا استعمال کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا، بشرطیکہ آپ کی آزادی سے مملکت کا مفاد، آئین سلطنت، بڑوں بزرگوں کی حرمت اور شہریوں کی جان، مال اور عزت محفوظ ہوں اور دیگر شہریوں کے آئینی مذہبی جذبات براہِ یقین نہ ہوں۔ جس کسی کی حرکت سے کسی کو جانی، مالی، نسلی اور مذہبی تکلیف پہنچے یا قانون اسلامی اور سلطنت کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس وقت اس کی آزادی کچھ مدت کے لیے سلب کر لی جائے گی۔ اس کو دوسروں لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ انسان غیر محدود آزادی لے کر پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی آزادی اس سرحد کے اندر محصور ہے کہ وہ اپنے کسی عمل و حرکت سے ملک، قانون اور کسی فرد کے لیے تکلیف دہ ثابت نہ ہو، اگر وہ اس سرحد کو پار کریگا تو اسے انجام بھگتنے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ہمیں خوشی ہے کہ دوہرے معیار کی طرف دار عالمی حکومتوں کی مذہبی کتاب بائبل یہاں پر بھی اسلامی ہدایات کے مطابق نظر آتی ہے:

"As free, and not using [your] liberty for a cloke of maliciousness, but as the servants of God. Honour all [men.] Love the brotherhood. Fear God. Honour the king." (1 Peter, 2/16-17)

”اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ بلکہ اپنے آپ کو خدا کے بندے جانو۔ سب کی عزت کرو۔ برادری سے محبت رکھو۔ خدا سے ڈرو۔ بادشاہ کی عزت کرو۔“ (پطرس اول: ۱۶/۲-۱۷)

اس پیراگراف سے معلوم ہوا کہ انسان کو دی جانے والے آزادی کی ایک حد ہے، یورپ و امریکہ ہر اسلام دشمن بیان و عمل کے دفاع اور ماں باپ اور بزرگوں کی عزت سے کھیلنے کے لیے جس طرح آزادی کی آڑ لیتے ہیں وہ بائبل کے خلاف اور ناجائز ہے۔ ’آزادی‘ کے لفظ کا شرارت، آزار، گستاخانہ ذہنیت اور فرقہ واریت کے لیے استعمال مکمل منع ہے۔

راجستھان ہائی کورٹ نے اکتوبر ۲۰۱۱ء کے آخری عشرہ میں بدھا رام دینا بنام

حکومت راجستھان و دیگر کیس میں ایک بڑی بات کہی تھی:

“the pious purpose of the Arya Samaj mission has been lost at by local units in the State and they are becoming tool for pacification of ‘greed and lust’ for girl and boy, and once it is over the marriage lands in courts resulting in irreversible breakdowns”. “It takes them one hour to solemnise a marriage between a 18-year-old girl and a 38 or 40-year-old man which leaves scars forever in the life of parents who bring up their children with great passion and aspirations. Such marriages in lust and greed by young blood cannot be said to be correct We cannot allow society to suffer due to outcome of such a bad marriage. Such marriages are giving a bad message to society and need to be checked immediately.”

(www.hindustantimes.com/india-news/jaipur/raj-hc-puts-breaks-on-quick-arya-samaj-marriages/article1-760596.aspx)(<http://www.thehindu.com/todays-paper/tp-national/rajasthan-high-court-puts-the-brakes-on-quick-arya-samaj-marriages/article2566570.ece>)(<http://timesofindia.indiatimes.com/india/Knot-done-Rajasthan-HC-riders-on-Arya-Samaj/articleshow/10457429.cms>)

”ریاست کی مقامی اکائیوں میں آریہ سماج مشن کا مقدس مقصد مفقود ہو چکا ہے، یہ لڑکے لڑکیوں کے حرص و ہوس کی تسکین کا ذریعہ بن کر رہ گئے ہیں، اور جب یہ ہوس مٹ جاتی ہے تو وہ شادی کورٹ تک پہنچتی ہے جس کا نتیجہ ناقابل تلافی جدائی ہوتا ہے، اس کے لیے انہیں صرف ایک گھنٹہ درکار ہوتا ہے تاکہ ایک ۱۸ سالہ لڑکی اور ایک ۳۸ یا ۴۰ سالہ عقلمند مرد شادی کر سکیں، ایسی شادی والدین کی زندگی میں ہمیشہ کے لیے ایک ناسور چھوڑ جاتی ہے جنہوں نے بڑے ارمان سے اپنے بچوں کی پرورش کی، نوجوانوں کے ذریعہ اس طرح کی ہوس بھری شادی کو صحیح نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے، ہم سماج کو اس طرح کی بری شادیوں کے انجام میں پھنسنے کی اجازت نہیں دے سکتے، یہ شادیاں معاشرہ کو غلط پیغام دے رہی ہیں جن کے حل کے لیے جلد از جلد ایکشن لیا جانا چاہئے۔“

واضح رہے کہ اسلام اس کی حمایت نہیں کرتا کہ بالغ لڑکوں لڑکیوں پہ ماں باپ مکمل طور پہ اپنی مرضی تھوپ دیں، اسلام ایسی شادی کے نظریہ کی حمایت کرتا ہے جس میں ماں باپ کے ساتھ بچوں کی مرضی کو بھی شامل کیا گیا ہو۔

آج بتاریخ ۱۱/۱۲/۱۳ء کو بھارتی سپریم کورٹ نے دہلی ہائی کورٹ کے ۲۰۰۹ء کے فیصلہ کو بدلتے ہوئے یہ رولنگ دی ہے کہ ہندوستانی تعزیراتی قوانین (Indian Penal Code) دفعہ ۳۷۷ کے مطابق ہم جنسیت غیر قانونی اور ایک قابل سزا جرم ہے۔ اس فیصلہ سے ہم جنس پرست اور ان کے حامیوں کو سخت تکلیف پہونچی اور انہوں نے ملک کی عدالت عظمیٰ کے اس فیصلہ کو بنیادی حقوق اور خود پسندی سلب کر دینے والا فیصلہ قرار دیا، اس کے جواب میں مشہور قانون داں رام جیٹھ ملانی نے حقیقت پہ مبنی بڑی چبھتی ہوئی بات کہی ہے: یہ سب دماغی خلل سے ہوتا ہے، کل یہ جانوروں سے صحبت کا مطالبہ کریں گے تو کیا ہم اسے بھی جائز مان لیں گے؟؟؟ اور بائبل نے صحیح کہا کہ ”اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ۔“

اس فیصلہ پہ ’تقدس عدالت کے علمبرداروں کے رد عمل سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ آزادی اور آوارگی کے دل داہ شخص ہوس کی تسکین چاہتے ہیں اور بس۔ کبھی سپریم کورٹ کو قابل قدر قرار دیتے ہیں اور کبھی حقوق انسانی کا غاصب۔ بڑا خوبصورت مذاق ہے۔

اس عنوان پہ مزید تفصیل ”اہانت رسول ﷺ“ کے عنوان میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) مشورے کی اہمیت۔

ایک منظم سماجی زندگی میں مشورے کی جو اہمیت ہے اس سے کسی ذی ہوش کو انکار نہیں ہوگا۔ مشورہ ایک زیادہ پر امن اور معتبر فیصلہ پر پہنچنے میں مدد دیتا ہے اور معاشرتی رشتے اس سے مضبوط ہوتے ہیں بلکہ انسانوں کے درمیان پُر خلوص دوستی کی ابتدا بھی باہمی مشورے سے شروع اور مضبوط ہوتی ہے۔ بائبل اور قرآن دونوں نے مشورے کی اہمیت کو اپنے اپنے ماننے والوں کے سامنے اجاگر کیا ہے۔ قرآن میں اللہ جل شانہ پیغمبر اعظم سید المرسلین ﷺ کو مخاطب بنا کر ارشاد فرماتا ہے:

”فَمَا رَحْمَةٌ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ“

”اللہ کی رحمت کے سبب آپ ان کے لیے نرم ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے پاس سے بکھر جاتے، انہیں بخش دیں اور اللہ سے ان کے لیے بخشش طلب کریں۔ ان سے معاملات میں مشورہ کریں اور جب آپ اٹل فیصلہ کر لیں تو اللہ پہ بھروسہ رکھیں، اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“ (سورۃ آل عمران: ۱۵۹)

اس آیت میں ایک نکتہ خاص طور پر غور کرنے کے قابل ہے کہ مشورہ کا حکم اس ذات گرامی وقار ﷺ کو دیا جا رہا ہے جن کی نظر ماضی کی تہ در تہ چادروں سے لے کر مستقبل کے دبیز پردوں کو چاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور جن کے علم و دانش کا حال یہ ہے کہ سارے جہاں کے کل انسانوں کا علم و فہم ان کی دانائی و بینائی کے سامنے وہی نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ پانی کو سات مہا ساگروں کے پانی سے ہے۔ یہ حکم صرف امت مسلمہ کو مشورہ کی اہمیت بتانے کے لیے ہے ورنہ خدا نے انہیں کسی سے مشورہ لینے کا محتاج نہ بنایا، وہ خود ہی ان کا کفیل و کار ساز ہے اور اسی نقطہ کی طرف اللہ جل شانہ نے ”فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ“ میں اشارہ فرمایا ہے کہ جب آپ کوئی فیصلہ کر لیں تو اللہ پہ بھروسہ رکھیں وہ آپ کی مراد و منشا کو پایہ تکمیل تک پہنچا دے گا۔ ایک دوسرے مقام پہ سچے پکے مسلمانوں کی امتیازی خصوصیات میں سے باہمی مشورہ کو بھی شمار کیا ہے۔ سورۃ شوریٰ میں ارشاد ہوتا ہے:

”وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ“
”اور اپنے رب کی باتوں کو قبول کرتے اور نماز قائم کرتے ہیں، باہمی مشورہ ان کا امتیاز ہے اور وہ ہمارے دیے سے خرچ کرتے ہیں۔“ (سورۃ الشوریٰ: ۳۶-۳۸)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی مشورے کی اہمیت کو بیان کیا ہے:

"Hear counsel, and receive instruction, that thou mayest be wise in thy latter end."
(Proverbs, 19/20)

”مشورت کو سن اور تربیت پذیر ہوتا کہ تو آخر کار دانا ہو جائے۔“ (امثال: ۱۹/۲۰)

اور ایک مقام پہ مشورہ کو صواب و درستی سے قریب کر دینے والا بتاتے ہوئے کہا گیا:

"Every purpose is established by counsel, and with good advice make

war."

”ہر ایک کام مشورہ سے ٹھیک ہوتا ہے اور تو نیک صلاح لیکر جنگ کر۔“ (امثال: ۱۸/۲۰)

بائبل میں اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات پہ مشورہ کی اہمیت و خوبی کا بیان درج ہے:

امثال: ۱/۱، ۱، ۵/۱، ۲۵/۱، ۳۰/۱۱، ۱۲، ۱۲/۱۲، ۵/۱۲، ۱۵/۱۲، ۲۰/۱۵، ۲۲/۲۲، ۶/۲۲، ۷/۲۲، ۱۹/۲۰۔“

صرف حکومت، کمپنی یا ادارہ چلانے کے لیے ہی مشورہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر گام پہ مشورہ از حد لازمی ہے۔ امریکہ و یورپ کی پریشانیوں میں ایک بیماری یہ بھی ہے کہ آزادی کے نام پہ ہر آدمی کو اتنی زیادہ خود اعتمادی دیدی گئی ہے کہ ایک بچہ اور نوخیز لڑکے لڑکیاں زندگی کے بڑے فیصلوں میں بھی والدین سے مشورہ کو فضول تصور کرتے ہیں، ہاں! وہ مشورہ کرتے ہیں تو دوستوں سے جن کی خیر خواہی اور وفاداری کا تناسب کبھی بھی ماں باپ کی ہمدردی و بہی خواہی کے ارد گرد بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔ جس کا انجام سامنے ہے کہ خاندانی خوشی کا تصور مشکل تر ہو گیا ہے۔ اگر وہ افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کو اپنائیں تو پھر خوشیاں ان کے قدم چوم سکتی ہیں۔

(۵) جھوٹ۔

جھوٹ ایک ایسا قبیح فعل ہے جسے کسی بھی معاشرے میں عموماً قابل تعریف نہیں سمجھا جاتا۔ کسی چیز کو خلاف واقع بیان کرنا ایک نہیں ہزاروں برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ جتنا فتنہ جادو گر ایک مہینے میں پھیلاتا ہے ایک جھوٹا اور چغل خور آدمی وہ کام منٹوں میں کر دیتا ہے۔ ایک کنجوس آدمی نے جھوٹ بولنے کی عادت میں مبتلا صحت مند غلام کو کم داموں میں فروخت ہوتے دیکھ کر جلدی سے خرید لیا، سوچا کہ غلام سے تو خدمت لینا مقصود ہے اس کے دروغ گو ہونے سے مجھے کیا مطلب؟ لیکن اس جھوٹے غلام نے اس کی گڑہستی میں آگ لگادی اور اسے اپنی بیوی کے قتل پر مجبور کر دیا۔ یہ ہے جھوٹ کا کمال۔ اسی لیے ہر مذہب میں جھوٹ کو ایک شدید گناہ کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔ قرآن اور بائبل نے بھی جھوٹ کو سختی سے منع کیا اور قابل مذمت قرار دیا ہے۔

جھوٹ بولنے والوں کو خود اپنی جان کے لیے ظالم و ستم گر قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

”فَمَنْ افترى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝“

”تو جو اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھے وہی حد سے گزرنے والے ہیں۔“ (سورۃ آل عمران: ۹۴)
 صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ جل شانہ نے جھوٹ اور جھوٹوں کو برا گردانتے ہوئے
 کذب کو شرک کے قریب تر گناہ قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

”فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝“

”تو بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو۔“ (سورۃ الحج: ۳۰)

اس کی تفسیر میں حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ:

عُدَلَيْتِ شَهَادَةَ الزُّورِ بِالْإِشْرَاكِ بِاللَّهِ، ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَرَأَ: (فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی کو

شرک کے قریب کیا گیا، یہ تین مرتبہ فرمایا اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: فَاجْتَنِبُوا

الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝“

(سنن أبی داؤد: الحدیث ۳۵۹۹، ۳۶۰۱، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۳۷۲، ۲۴۶۲،

مصنف ابن أبی شیبہ: الحدیث ۲۳۰۳۹، مجمع الزوائد: الحدیث ۷۰۳۹)

ایک حدیث میں سچ کو جنت اور جھوٹ کو جہنم کی طرف لے جانے والا عمل قرار

دیتے ہوئے فرمایا:

”إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ

حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا، وَإِنَّ الْكُذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى

النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا.“

”راست گوئی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، بندہ سچ بولتا

رہتا ہے یہاں تک کہ صدیق بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی جہنم کی

طرف گھسیٹتی ہے، بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۶۰۹۴، مصنف عبد الرزاق: الحدیث ۲۰۰۶۷، المعجم

الکبیر للطبرانی: الحدیث ۸۴۴۳، ۸۵۱۸، ۸۵۲۲، المستدرک: الحدیث ۴۴۰، شعب

الایمان: الحدیث ۴۷۸۷، ۴۷۸۸)

بائبل نے بھی جھوٹ کو لائق مذمت اور قابل سزا اعمال میں شمار کرایا ہے:

"A false witness shall not be unpunished, and he that speaketh lies shall not escape."
(Proverb, 19/5)

”جھوٹا گواہ بے سزا نہ چھوڑے گا اور جھوٹ بولنے والا رہائی نہیں پائے گا۔“
(امثال: ۱۹/۵)

سچی گواہی کی تعریف اور جھوٹی گواہی کی مذمت میں کہا گیا:

"A true witness delivereth souls, but a deceitful witness speaketh lies."
(Proverb, 14/25)

”سچا گواہ جان بچانے والا ہے پر دروغ گو دغا بازی کرتا ہے۔“
(امثال: ۱۴/۲۵)

دغا باز اور جھوٹے کو راندہ درگاہ گردانتے ہوئے کہا:

"He that worketh deceit shall not dwell within my house, he that telleth lies shall not tarry in my sight."
(Psalms, 101/7)

”دغا باز میرے گھر میں رہنے نہ پائے گا۔ دروغ گو میرے روبرو قیام نہ کرے گا۔“
(زبور: ۱۰۱/۷)

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مقامات پہ دروغ گوئی کی مذمت وارد ہے:

ایوب: ۱۱/۳، ۱۳/۴، زبور: ۴۰/۴، ۵۸/۳، ۶۳/۱۱، امثال: ۶/۱۹، ۱۴/۵، ۱۹/۹، ۲۹/۱۲، ۳۰/۸۔

کسی شخص کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کرنا یا جھوٹی گواہی دے کر کسی پر ظلم کرنا کسی بھی مہذب انسان کے نزدیک محمود نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جس میں شرافت کی ادنیٰ بو پائی جاتی ہے وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی اس طرح کی حرکت کو پسند نہیں کرے گا۔ اسلام نے بھی جھوٹی گواہی کو عظیم گناہوں کی فہرست میں شمار کیا ہے اور اس کو باعث ہلاکت قرار دیا ہے۔ اسلام کی طرح بائبل نے بھی اس چیز سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

”جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ:

الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟

قَالَ: ثُمَّ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، قَالَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْيَمِينُ الْغَمُوسِ۔“

”ایک دیہاتی صحابی نبی ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بڑے گناہ کون سے ہیں؟

فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس

کے بعد؟ فرمایا: ماں باپ کی نافرمانی کرنا، عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: جھوٹی قسم۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۶۵۲۲، ۶۲۹۸، صحیح ابن حبان: الحدیث ۵۵۶۲، شعب الایمان: الحدیث ۴۸۴۳، ۵۳۱۷، ۴۸۶۰)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

”أَلَا أَنْبَأُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكِبَائِرِ؟ ثَلَاثًا، قَالُوا بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ: أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ، قَالَ: فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ.“

”کیا میں تمہیں بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ تین مرتبہ استفسار فرمایا: صحابہ نے عرض کیا:

”کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: خبردار! اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، رسول اللہ ﷺ نے اس جملہ کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش سکوت فرماتے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۵۹۷۶، ۲۶۵۴، ۵۹۷۷، ۲۵۱۱، ۵۶۳۱، ۵۶۳۲، صحیح المسلم: الحدیث ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۸۸، ۱۴۳، مسند أحمد: الحدیث ۲۰۹۲۲، ۱۲۶۷، ۱۲۳۵۸، ۲۰۴۰۱، ۲۰۴۱۰، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۷۴۵)

قرآن وحدیث کی طرح بائبل نے بھی جھوٹی گواہی سے منع فرمایا ہے:

”Thou shalt not bear false witness against thy neighbour.“

(Exodus. 20/16, Deuteronomy. 5/20)

”تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔“ (خروج: ۱۶/۱۰، استثناء: ۲۰/۵)

بائبل پہ ایمان رکھنے والی قوم نے اگرچہ بائبل کے احکام کو بالکل نسیا منسیا کی شکل دیدی ہے مگر بائبل کی اس طرح کی اسلام موافق آیات کے وجود و بقا سے کم از کم جو فائدہ حاصل ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح کے موید قرآن وحدیث اقتباسات اسلام کے متعلق حق پسندوں کی حق پسندی کو خراج عقیدت پیش کر کے انہیں یہ احساس دلاتے اور بتاتے ہیں کہ قرآن کا یہ اعلان حق ہے:

”شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَانِمًا بِالْقُسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الدِّينَ أَوْ تَوَا الْكُتُبَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكُتُبَ وَالْأُمِّيِّينَ أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝“

”اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علما انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہیں

کہ غلبہ اور حکمت والے اس یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین صرف اسلام ہے، اہل کتاب دل کے جلن کی وجہ سے پھوٹ میں نہ پڑے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا اور جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کرے تو اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ پھر وہ تم سے حجت کریں تو اے محبوب فرمادو کہ میں اور میرے قبیعین اپنا منہ اللہ کے لیے جھکائے ہیں، آپ اہل کتاب اور ان پڑھوں سے پوچھ لیں: کیا تم اسلام لائے، اگر وہ اسلام لائیں تو کامیاب ہوئے اور اگر پیٹھ پھیریں تو آپ پر صرف (ہمارا پیغام) پہنچا دینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔“ (آل عمران: ۱۸-۲۰)

(۶) قتل عمد۔

قتل وہ بھی ایک اشرف المخلوقات انسان کا قتل نہایت قبیح ہے۔ معاشرہ میں ایک خون کتنی خرابیاں لے کر آتا ہے یہ ہر عقلمند پہ روشن ہے۔ کبھی کسی بات پہ ایک انسان دوسرے آدمی کی جان لے لیتا ہے تو وہ خون نسل در نسل خون کے دریا بہانے کا ذریعہ بن جاتا ہے اسی لیے دین فطرت اسلام (Natural Religion Islam) نے ایک انسان کے خون کو ساری انسانیت کے قتل سے تعبیر کیا ہے:

”مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ بَعَدَ ذَلِكَ فِي الْأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ ۝“

”اسی (ہائیل و قانیل کے واقعہ کی) وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جو کوئی کسی کو قصاص یا زمین میں فساد کے سوا اور کسی سبب سے قتل کرے گویا اس نے سارے انسانوں کو مار ڈالا، اور جس نے ایک انسانی جان کی حفاظت کی گویا اس نے تمام لوگوں کی حفاظت کی، ان کے پاس ہمارے رسول نشانیاں لائے اور پھر اس کے بعد ان میں سے بیشتر حد سے گذرنے لگے۔“ (المائدہ: ۳۲)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے

ہوئے اور ارشاد فرمایا:

”وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ، لَا يَجِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا ثَلَاثَةً نَّفَرًا، التَّارِكُ الْإِسْلَامَ، الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ، أَوِ الْجَمَاعَةَ وَالثَّيْبُ الرَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ.“

”قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! مسلمان شخص جو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ان میں سے صرف تین کا قتل جائز ہے، اسلام سے مرتد ہونے والا، شادی شدہ زانی اور کسی جان کو قتل کرنے والا۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۴۴۷۰، ۴۴۶۸، صحیح البخاری: الحدیث ۶۸۷۸، جامع الترمذی: الحدیث ۱۴۶۳، ۱۵۱۵، ۲۳۱۱، سنن النسائی: الحدیث ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، سنن أبی داؤد: الحدیث ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۵۰۴، مسند أحمد: الحدیث ۳۶۸۸، ۴۱۴۶، ۴۳۳۳)

قاتل کے لیے اخروی سزا کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا:

”وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمَّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا“

”جو کسی مومن جان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔“
(سورة النساء: ۹۳)

ایسا نہیں کہ اسلام نے صرف مسلمانوں کی جان لینے والے کو مجرم گردانا ہے بلکہ اس نے غیر مسلم کے قتل کو بھی ایک عظیم اور قابل سزا گناہ قرار دیا ہے۔ درج ذیل آیت میں بیان ہوتا ہے:

”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَلَّفُوا فإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَّةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“

”یہ مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے، ہاں یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے تو پھر ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے مگر یہ کہ وارثین معاف کر دیں۔ اور اگر مقتول ایسے قوم سے ہو جو تمہارے دشمن ہوں مگر وہ بھی مسلمان ہو تو ایک مسلم غلام آزاد کرے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو (جو غیر مسلم ہو) جس کے اور تمہارے درمیان امن کا معاہدہ ہے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے اور جو غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھے وہ اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ (سورة النساء: ۹۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک مسلمان نے کسی غیر مسلم کو قتل کر دیا تو

آپ نے قاتل کو غیر مسلم کے وارثوں کے حوالہ کر دیا اور بدلہ میں اسے بھی قتل کر دیا گیا۔

(الدرایہ فی تخریج الہدایہ: ۲۶۰)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی کسی کے قتل سے منع فرمایا ہے:

"Thou shalt not kill."

(Exodus, 20/13, Deuteronomy, 5/17)

(خروج: ۲۰/۱۳، استثناء: ۱۷/۵)

"تو خون نہ کرنا۔"

قرآن کی موافقت کے ساتھ بائبل میں ہے:

"But if any man hate his neighbour, and lie in wait for him, and rise up against him, and smite him mortally that he die, and fleeth into one of these cities, Then the elders of his city shall send and fetch him thence, and deliver him into the hand of the avenger of blood, that he may die. Thine eye shall not pity him, but thou shalt put away the guilt of innocent blood from Israel, that it may go well with thee."

(Deuteronomy, 19/11-13)

"لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے عداوت رکھتا ہو اُسکی گھات میں لگے اور اُس پر حملہ کر کے اُسے ایسا مارے کہ وہ مر جائے اور خود اُن شہروں میں سے کسی میں بھاگ جائے تو اُسکے شہر کے بزرگ لوگوں کو بھیج کر اُسے وہاں سے پکڑوا منگوائیں اور اُسکو خون کے انتقام لینے والے کے ہاتھ میں حوالہ کریں تاکہ وہ قتل ہو۔ تجھ کو اُس پر ذرا ترس نہ آئے بلکہ تو اس طرح بے گناہ کے قتل کو اسرائیل سے دفع کرنا تاکہ تیرا بھلا ہو۔"

(استثناء: ۱۱/۱۹-۱۳)

بائبل کی چوتھی کتاب گنتی میں ایسے قاتل کے لیے صرف اور صرف سزائے موت کا

ذکر ہے، وارثوں کے لیے اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں، انہیں جائز نہیں کہ وہ دیت لے لیں:

"Moreover ye shall take no satisfaction for the life of a murderer, which is guilty of death, but he shall be surely put to death."

(Numbers, 35/31)

"اور تم اُس قاتل سے جو واجب القتل ہو دیت نہ لینا بلکہ وہ ضرور ہی مارا جائے۔" (گنتی: ۳۱/۳۵)

اسلام نے جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے لیے یہ دروازہ بھی کھلا رکھا ہے کہ

مقتول (مارے گئے) کے وارثین اگر دیت لے کر معاف کرنے پہ رضامند ہوں تو اسے

معافی مل جائے گی ورنہ قصاص میں اس کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔ مگر بائبل میں صرف ایک

ہی راستہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے قتل۔ مسیحی اہل فکر و دانش ہی بتائیں کہ دونوں میں سے کونسا

قانون زیادہ لچک دار ہے؟؟ اور کونسا بہت سخت؟؟

(۷) قتل خطا۔

معاشرتی زندگی میں کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی شخص کے ہاتھوں کوئی انسان دھوکے سے ہلاک ہو جاتا ہے۔ قاتل کا ارادہ اس میں شامل نہیں رہتا ہے بلکہ وہ کچھ کرنا چاہتا ہے اور ہو جاتا ہے کچھ اور۔ ایسے قتل کو کیا نام دیں گے؟؟ اور ایسے قاتل کے ساتھ کس طرح کا سلوک اختیار کیا جائے اس کے بارے میں تقریباً ہر ملک و مذہب میں کوئی نہ کوئی قانون موجود ہے۔ ظاہری بات ہے کہ چونکہ یہ قتل ارادی یعنی جان بوجھ کر کیا جانے والا جرم نہیں ہے لہذا اس کے بدلے میں قاتل کو موت کی سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔ ایسے قاتل کو جو بھی سزا دی جائے وہ موت سے کم ہوگی۔

اسلام نے اس کی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے:

”وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَلِّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا“

”یہ مومن کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کر دے، ہاں یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے تو پھر ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے مگر یہ کہ وارثین معاف کر دیں۔ اور اگر مقتول ایسے قوم سے ہو جو تمہارے دشمن ہوں مگر وہ بھی مسلمان ہو تو ایک مسلم غلام آزاد کرے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو جس کے اور تمہارے درمیان امن کا معاہدہ ہے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرے اور اس کے ورثا کو دیت دے اور جو غلام آزاد کرنے کی سکت نہ رکھے وہ اللہ سے بخشش طلب کرتے ہوئے مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۹۲)

دھوکا سے قتل ہونے والے شخص کے وارثوں کو سوا اونٹ دیے جاتے ہیں جسے

دیت کہتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد: ۴۵۴۷، ۴۵۴۹، باب الدیۃ کم ہی)

بائبل میں اس مسئلہ کو کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے:

Cities of refuge

"When the LORD thy God hath cut off the nations, whose land the LORD thy God giveth thee, and thou succeedest them, and dwellest in

their cities, and in their houses; Thou shalt separate three cities for thee in the midst of thy land, which the LORD thy God giveth thee to possess it. Thou shalt prepare thee a way, and divide the coasts of thy land, which the LORD thy God giveth thee to inherit, into three parts, that every slayer may flee thither. And this is the case of the slayer, which shall flee thither, that he may live. Whoso killeth his neighbour ignorantly, whom he hated not in time past; As when a man goeth into the wood with his neighbour to hew wood, and his hand fetcheth a stroke with the axe to cut down the tree, and the head slippeth from the helve, and lighteth upon his neighbour, that he die; he shall flee unto one of those cities, and live. Lest the avenger of the blood pursue the slayer, while his heart is hot, and overtake him, because the way is long, and slay him; whereas he was not worthy of death, inasmuch as he hated him not in time past." (Deuteronomy, 19/1-6)

”جب خُداوند تیرا خُدا اُن قوموں کو جن کا مُلک خُداوند تیرا خُدا تجھ کو دیتا ہے کاٹ ڈالے اور تو

اُنکی جگہ اُنکے شہروں اور گھروں میں رہنے لگے۔ تو تو اُس مُلک میں جسے خُداوند تیرا خُدا تجھ کو قبضہ کرنے کو دیتا ہے تین شہر اپنے لئے الگ کر دینا اور تو ایک راستہ بھی اپنے لئے تیار کرنا اور اپنے اُس مُلک کی زمین کو جس پر خُداوند تیرا خُدا تجھ کو قبضہ دلاتا ہے تین حصے کرنا تاکہ ہر ایک خونی وہیں بھاگ جائے۔ اور اُس خونی کا جو وہاں بھاگ کر اپنی جان بچائے حال یہ ہو کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کو نادانستہ اور بغیر اُس سے قدیمی عداوت رکھے مار ڈالا ہو۔ مثلاً کوئی شخص اپنے ہمسایہ کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کو جنگل میں جائے اور کلبھاڑا ہاتھ میں اٹھائے تاکہ درخت کاٹے اور کلبھاڑا دستے سے نکل کر اُسکے ہمسایہ کے جاگے اور وہ مر جائے تو وہ ان شہروں میں سے کسی میں بھاگ کر جیتا بچے۔ تا ایسا نہ ہو کہ راستہ کی لمبائی کی وجہ سے خون کا انتقام لینے والا اپنے جوش غضب میں خونی کا پیچھا کر کے اُسکو جا پکڑے اور اُسے قتل کرے حالانکہ وہ واجب القتل نہیں کیونکہ اُسے مقتول سے قدیمی عداوت نہ تھی۔“ (استثنا: ۱۹/۱-۶)

اس مقام پر غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام ایسا مذہب ہے جس کا خدا سے تعلق ہے یہی وجہ ہے کہ اس نے قتل خطا میں جو قانون سنایا ہے وہ جھگڑا ختم کرنے والا ہے اور ہر زمانہ کے لیے قابل قبول ہے مگر مسیحیت کی مقدس کتاب کا یہ پیرا گراف جو قانون بنا رہا ہے وہ جھگڑا ختم کرنے کی بجائے مسئلہ کو پیچیدہ کر رہا ہے جس سے خون کا دریا بہہ سکتا ہے۔ خاص کر سائنسی ترقی اور میڈیا کی نگرانی والے اس زمانے میں تو کوئی بھی جگہ ”پناہ کا شہر“ نہیں ہے۔ پھر دھوکے سے قتل کا مجرم بننے والا اپنی جان بچائے کہاں کہاں پھرتا رہے گا؟؟

(۸) حجاب۔

بے ضرورت اور بے قاعدہ پٹرول اور آگ کے ملاپ سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ عورت میں مرد کے لیے دل کشی ہوتی ہے اور مرد عورت کے لیے دل کش ہوتا ہے اور دو اجنبی مرد وزن کا باہمی قرب اور دیدار بہت سے فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ اسی لیے ہر مذہب کے ماننے والے ذی ہوش انسانوں نے اپنی حد میں یہ فیصلہ کیا کہ موتی کو چورا اور ڈاکوؤں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے سیپ کا لباس پہنانا ضروری ہے مگر آج یورپ اور امریکہ میں یہ دل فریب نعرہ دیا جاتا ہے کہ عورت کو حجاب میں رکھنا اس کے ساتھ نا انصافی ہے۔ مرد کی طرح عورت کو بھی بے حجابی اور آزادی حاصل ہونی چاہئے۔ پھر اس آزادی کے نتیجے میں فحاشی کو جو عروج ملتا ہے مغرب کے پاس اس کا کوئی حل نہیں، بلکہ اب وہاں حل سے عاجز ہو کر زنا کاری کو قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے، گویا قانونِ فطرت و شرافت سے کھلی جنگ جاری ہے اور اسی کا نام ترقی ہے۔ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر آسمانی مذہب کی کتاب میں صنفِ نسواں کے لیے پردہ اور حجاب کا حکم وارد ہوا ہے۔ بائبل کے مطالعہ سے قبل ہم نے یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ اسلام کے دفاع کے لیے اس محاذ پہ بھی بائبل کی آیات اٹھ کھڑی ہوں گی اور پردہ کے معاملہ پر اس قدر شدت سے اسلام کے موقف کی حمایت کریں گی۔ بائبل میں اس طرح کے اسلام موافق اقتباسات کی دریافت سے ہمارا ایمان روز بروز قوی تر ہوتا جا رہا ہے اور انشاء اللہ قارئین بھی اس کے مطالعہ کے بعد اپنے ایمان میں قوت اور اسلام پہ فخر محسوس کریں گے۔ ہم پہلے اسلام کے احکام بیان کریں گے پھر بائبل کے اقتباسات اور عصری تجزیات۔ دور جدید میں عریانیت کے بیشتر برائیوں کی جڑ ہونے کی وجہ سے ہم اس مسئلہ پہ شرح و بسط کو ملحوظ رکھیں گے۔

کسی بھی گھر کی بربادی کے پہلے شعلہ ”نظروں کی چوری“ کی طرف اشارہ

کرتے ہوئے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ“

”اللہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔“ (سورۃ غافر: ۱۹)

سورۃ نور میں آنکھوں کی حفاظت اور پردہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد ہے:

”وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَتِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّبِيعِينَ غَيْرِ أُولَىٰ الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ“

”اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے، اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں، اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار، اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔“

(سورة النور: ۳۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ہر عضو کی

شرارت کو اس کی زنا قرار دیتے ہوئے فرمایا:

”الْعَيْنَانِ تَرْنِيَانِ وَاللِّسَانُ يَرْنِي وَالْيَدَانِ تَرْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ يَرْنِيَانِ يُحَقِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ.“

”آنکھیں بھی (بری نگاہ ڈال کر) زنا کرتی ہیں، زبان (بیان کر کے) زنا کرتی ہے، ہاتھ (نامحرم کو ہاتھ لگا کر) زنا کا گناہ لیتے ہیں، پاؤں (اس راہ پہ چلنے سے) زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے (یعنی ان تمام اعضا کے عمل کو مکمل کر دیتی ہے یا ٹھکرا دیتی ہے)۔“

(مسند أحمد: الحديث ۸۷۵۲، ۹۰۷۸، الأدب المفرد: الحديث ۴۸۹، جمع الجوامع للسيوطي: الحديث ۴۱۱)

اسی لیے ضروری ہے کہ ہر ایک عضو کو قابو میں کیا جائے، ان اسباب کو ختم کیا

جائے جو ان کو گناہوں کی طرف کھینچتے ہیں۔ اور ان تمام کا حل یہی ہے کہ انمول موتی خود کو

چوروں اور ڈاکوؤں کی گندی نگاہوں سے بچانے کے لیے سیپ کے حوالے کر کے چلیں، نہ

یہ کہ برہنہ ہو کر گھومتی پھریں اور برے سلوک کے بعد رونا روئیں۔

قرآن و حدیث کی طرح بائبل نے بھی آنکھوں کی حفاظت اور پردہ کی اہمیت کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یورپی و امریکی حکمرانوں اور ان کے ہمنواؤں سے گزارش ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے اسلام دشمنی کی عینک اتار کر درج ذیل سطور کا مطالعہ کریں:-

بائبل کی کتاب ایوب میں غیر عورت پہ نگاہ کی قباحت ان الفاظ میں درج ہے:

"I made a covenant with mine eyes; why then should I think upon a maid?"
(Job. 31/1)

”میں نے اپنی آنکھوں سے عہد کیا ہے۔ پھر میں کسی کنواری پر کیونکر نظر کروں؟“ (ایوب: ۱/۳۱)

یہاں پر ہر غیر عورت سے نظر کی حفاظت کرنا مراد ہے چاہے کنواری ہو یا شادی شدہ جیسا کہ آنے والی سطروں میں منقول مسیح علیہ السلام کے قول سے ظاہر ہوتا ہے اور خود سفر ایوب کی آگے کی آیات سے بھی واضح ہوتا ہے:

"If my step hath turned out of the way, and mine heart walked after mine eyes, and if any blot hath cleaved to mine hands; Then let me sow, and let another eat; yea, let my offspring be rooted out. If mine heart have been deceived by a woman, or if I have laid wait at my neighbour's door; Then let my wife grind unto another, and let others bow down upon her."
(Job. 31/7-10)

”اگر میرا قدم راستہ سے برگشتہ ہوا ہے اور میرے دل نے میری آنکھوں کی پیروی کی ہے اور اگر میرے ہاتھوں پر داغ لگا ہے۔ تو میں بوڑوں اور دوسرا کھائے اور میرے کھیت کی پیداوار اُکھاڑ دی جائے۔ اگر میرا دل کسی عورت پر فریفتہ ہوا اور میں اپنے پڑوسی کے دروازے پر گھات میں بیٹھا تو میری بیوی دوسرے کے لئے پسے اور غیر مرد اُس پر جھکیں۔“ (ایوب: ۱۰-۱۳)

اسی طرح مسیح علیہ السلام آنکھیں چار کرنے کی حرمت اور اس کے وبال کو بیان

کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

Jesus' teaching on adultery

"Ye have heard that it was said by them of old time, Thou shalt not commit adultery. But I say unto you, That whosoever looketh on a woman to lust after her hath committed adultery with her already in his heart. And if thy right eye offend thee, pluck it out, and cast it from thee, for it is profitable for thee that one of thy members should perish, and not that thy whole body should be cast into hell. And if thy right hand offend thee, cut it off, and cast it from thee, for it is profitable for thee that one of thy members should perish, and not

that thy whole body should be cast into hell." (Matthew. 5/27-30)

”تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُسکے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری ذہنی آنکھ تجھے ٹھوکر

کھلائے تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ اور اگر تیرا داہنا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسکو کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ جائے۔“

(متی: ۵/۲۷-۳۰)

اسلام نے زنا کے ساتھ اسباب زنا کو بھی حرام قرار دیا ہے اور مسیح علیہ السلام کے اس قول نے ہمارے موقف کی زبردست تائید کر دی ہے۔ مسیح کے بقول کسی عورت سے شادی کے بغیر جسمانی تعلق تو جہنم میں گھسیٹنے کا باعث ہے، ہی اس میں شک کی کوئی جگہ نہیں، ساتھ ہی ساتھ ہر وہ حرکت جو اس برائی کی طرف داعی ہو یا اس کے لیے سبب بن سکتی ہے وہ بھی حرام ہے، اور صرف حرام ہی نہیں بلکہ جہنم کی آگ میں جلانے کا باعث ہے۔ اسی لیے ایسی تدابیر اختیار کرنی ضروری ہیں جن سے انسان اس طرح کی حرکات کے ذریعے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے جہنم میں جانے سے محفوظ ہو جائے، جس کے لیے مسیح نے آنکھیں نکلوانے کا حکم / مشورہ دیا ہے۔ کیا مسیحی اس کے لیے تیار ہیں؟؟؟ اسلام نے اس طرح کی تدبیر کو حجاب و نقاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اجنبی اور نامحرم مردوں سے پردہ کا اسلامی حکم کوئی نیا معاملہ نہیں ہے جس کی مثال بائبل میں نہ ملتی ہو۔ بائبل نے جا بجا پردہ کو ذکر کیا ہے۔ ہمارے دعویٰ پہ مزید ثبوت کے لیے بائبل کے درج ذیل اقتباسات پڑھیں۔

جب مسیحیوں کے دادا جان اسحاق اور دادی جان ربقہ کی ایک دوسرے سے شادی سے پہلے ملاقات ہوئی تو بحیثیت عورت ربقہ نے پردہ کیا یا نہیں؟ یہ ہم بائبل سے پوچھ لیں۔ آپ کو اس سوال کا جواب بائبل کی پہلی کتاب پیدائش میں ان جملوں میں ملے گا:

Isaac meets Rebekah

"And Isaac came from the way of the well Lahai-roi; for he dwelt in the south country. And Isaac went out to meditate in the field at the eventide, and he lifted up his eyes, and saw, and, behold, the camels were coming. And Rebekah lifted up her eyes, and when she saw Isaac, she lighted off the camel. For she had said unto the servant,

What man is this that walketh in the field to meet us? And the servant had said, It is my master, therefore she took a vail, and covered herself. And the servant told Isaac all things that he had done. And Isaac brought her into his mother Sarah's tent, and took Rebekah, and she became his wife; and he loved her, and Isaac was comforted after his mother's death." (Genesis, 24/62-67)

”اور اِضحاق بیرچی روئی سے ہو کر چلا آ رہا تھا کیونکہ وہ جنوب کے ملک میں رہتا تھا۔ اور شام کے وقت اِضحاق سوچنے کو میدان میں گیا اور اُس نے اپنی جو آنکھیں اٹھائیں اور نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ اُونٹ چلے آ رہے ہیں۔ اور ربقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کر اُونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔ نوکر نے جو جو کیا تھا سب اِضحاق کو بتایا۔ اور اِضحاق ربقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے ربقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبت کی اور اِضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلی پائی۔“ (پیدائش: ۲۳/۶۲-۶۷)

اگر عورتوں کا حجاب و برقع غلامی کی نشانی ہے تو ہمیں کہنے دیا جائے کہ اسلام سے قبل کی پہلی کتاب جس نے عورتوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے رہنے کا حکم دیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ آزادی نسواں کی فوج کے سپریم کمانڈر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل ہے۔ اور عورتوں کی غلامی کی بنیادی اینٹ رکھنے والی کوئی مسلم خاتون نہیں بلکہ عیسائیوں کی پیاری دادی جان سارہ ہے۔ اگر یورپی و امریکی محققین اسلام کے حکم حجاب پہ تنقید میں مخلص ہیں تو انہیں بائبل کے اس پیراگراف پہ بھی خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ انصاف کا مفہوم نہ بدلے اور تحقیق اور جانبداری کے درمیان فاصلہ برقرار رہے۔

کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ بائبل میں حجاب پہننے کا صرف یہی ایک واقعہ ہے جو اتفاقاً ہو گیا تھا کوئی پہلے سے طے شدہ پلان یا خاص رائج طریقہ نہیں تھا۔ کیونکہ حوالہ والے اقتباس میں درج ذیل عبارت اس تاویل کو گروہ کی طرح ٹھوکر مار رہی ہے:

”اور ربقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کر اُونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔“

خاص کر خط کشیدہ الفاظ (Underlined words) تو اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ رائج شدہ روایت کے مطابق ربقہ کے پاس برقع بھی رہتا تھا جس کا استعمال انہوں نے اسحاق پہ نظر پڑتے ہی کیا۔ اس کے علاوہ ذیل میں مزید چند ایسے اقتباسات نقل کیے جائیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی خواتین کے عزو شرف کی ایک علامت برقع بھی تھا۔

پردہ اور سر ڈھانپنے کا بیان بائبل میں اور بھی ہے اور انداز بیان سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے پردہ ضروری ہے۔ بائبل کی چوتھی کتاب گنتی میں لعان کے حکم میں ہے:

"And the priest shall set the woman before the LORD, and uncover the woman's head, and put the offering of memorial in her hands, which is the jealousy offering, and the priest shall have in his hand the bitter water that causeth the curse." (Numbers, 5/18)

”پھر کاہن اُس عورت کو خد اوند کے حضور کھڑی کر کے اُسکے سر کے بال کھلوا دے اور یادگاری کی نذر کی قربانی کو جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اُسکے ہاتھوں پہ دھرے اور کاہن اپنے ہاتھ میں اُس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے۔“ (گنتی: ۱۸/۵)

اس اقتباس میں جس طرح عورت کے سر کو کھلوانے کا حکم دیا جا رہا ہے اس سے کم از کم یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کی خواتین کا یہ شیوہ اور طریقہ تھا کہ وہ اپنے سروں کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھتی تھیں، ابھی ذیل میں ہم بائبل کی کتاب کرنتھیوں اول کے حوالے سے جو اقتباس نقل کرنے جا رہے ہیں وہ تو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ سر ڈھانپنا صرف رسم ہی نہیں تھا بلکہ

ایک امر ضروری ہے۔ پورا اقتباس درج ذیل ہے۔ ہر نقطہ کا پوری توجہ کے ساتھ جائزہ لیں:

"But I would have you know, that the head of every man is Christ; and the head of the woman is the man; and the head of Christ is God. Every man praying or prophesying, having his head covered, dishonoureth his head. But every woman that prayeth or prophesieth with her head uncovered dishonoureth her head, for that is even all one as if she were shaven. For if the woman be not covered, let her also be shorn, but if it be a shame for a woman to be shorn or shaven, let her be covered. For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God, but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man. For this cause ought the woman to have

power on her head because of the angels. Nevertheless neither is the man without the woman, neither the woman without the man, in the Lord. For as the woman is of the man, even so is the man also by the woman; but all things of God. Judge in yourselves, is it comely that a woman pray unto God uncovered? Doth not even nature itself teach you, that, if a man have long hair, it is a shame unto him? But if a woman have long hair, it is a glory to her, for her hair is given her for a covering. But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God." (1Corinthians, 11/3-16)

”پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔ جو شخص سر ڈھکے ہوئے دعایا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے۔ اور جو عورت بے سر ڈھکے دعایا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال سے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ تو بھی خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر۔ کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔ تم آپ ہی انصاف کرو۔ کیا عورت کا بے سر ڈھکے خدا سے دعا کرنا مناسب ہے۔ کیا تم کو طبعی طور پر بھی معلوم نہیں کہ مرد لمبے بال رکھے تو اس کی بے حرمتی ہے؟ اور اگر عورت کے بال لمبے ہوں تو اسکی زینت ہے کیونکہ بال اُسے پردہ کے لئے دئے گئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جنتی نکلے تو یہ جان لے کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے نہ خداوند کی کلیساؤں کا۔“ (کرنٹیوں اول: ۱۱/۳-۱۶)

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں، ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا ہے کہ یہ اقتباس ان کی ”ناقابل شک کتاب“ کا ہے جو ان احکام کی وجہ سے اسلام کو اپنے قلم کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں، بلکہ ایسا لگتا ہے کہ کسی جرأت مند مسلم عالم دین کا قلم ہے جو مسیحیوں کے تعصب و عناد کا پردہ چاک کرنے کے بعد ان سے مخاطب ہو رہا ہے۔ شاید کسی مسلم اسکالر نے بھی اس طرح سخت لہجہ میں مسیحیوں کے سامنے ان امور کو بیان نہیں کیا ہوگا۔ جس طرز بیان سے ہم پرہیز کرتے آرہے ہیں اسی انداز مخاطب میں اس اقتباس نے اسلام کے ایک نہیں کئی احکام کو دنیا بالخصوص مسیحیوں کے سامنے پیش

کر کے یہ اعلان کر دیا ہے کہ قرآن و حدیث میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب صحیح اور پرانی آسمانی کتابوں کے موافق ہے، اسلام کا کوئی بھی حکم فطرت اور خدا کے مخالف نہیں ہے۔ خاص کر آخری تین جملے (۱) "for her hair is given her for a covering" کیونکہ بال اُسے پردہ کے لئے دئے گئے ہیں" اور (۲) "But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God the man is" اور (۳) "the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man اسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی" یہ جملے مسیحیوں کے لیے ایسے تازیانے ہیں جو اللہ نے ان کے ظلم پر صبر کرنے والی مسلم قوم کی طرف سے انہیں لگایا ہے۔ یقیناً سچ ہے کہ اللہ کی مدد چھو اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بائبل عورتوں کے لیے حیا دار لباس کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہتی ہے:

Women to dress and place

"In like manner also, that women adorn themselves in modest apparel, with shamefacedness and sobriety; not with broided hair, or gold, or pearls, or costly array; But (which becometh women professing godliness) with good works. Let the woman learn in silence with all subjection. But I suffer not a woman to teach, nor to usurp authority over the man, but to be in silence. For Adam was first formed, then Eve. And Adam was not deceived, but the woman being deceived was in the transgression. Notwithstanding she shall be saved in childbearing, if they continue in faith and charity and holiness with sobriety." (1 Timothy, 2/9-15)

"اسی طرح عورتیں حیا دار لباس سے شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موٹیوں اور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنے والی عورتوں کو مناسب ہے۔ عورت کو چپ چاپ کمال تا بعداری سے سیکھنا چاہئے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ اُسکے بعد حوا اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔ لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی بشرطیکہ وہ ایمان اور محبت اور پاکیزگی میں

(تیمتھیس اول: ۹/۲-۱۵)

پرہیزگاری کے ساتھ قائم رہیں۔“

کیا خوب کہا گیا ہے!! معمولی اختلاف کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس اقتباس نے اسلام اور اسلامی لباس کی زبردست حمایت کی ہے۔ اکثر الفاظ نے اسلام کے موقف کی حقانیت اور پاکیزہ مسلم خواتین کی اطاعت کو صاف انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کے لیے ہم مسیحیوں کو شکر یہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔

بائبل کے درج ذیل پیراگراف سے بھی نقاب کی روایت اور اس کی اہمیت کا

احساس ہوتا ہے:

"How beautiful you are, my darling! Oh, how beautiful! your eyes behind your veil are doves, Your hair is like a flock of goats descending from Mount Gilead."

(Song of Songs, 4/1, NIV, IBS, New Jersey, America, © 1973 1978 1984)

”دیکھ تو خوب رو ہے اے میری پیاری! دیکھ تو خوب صورت ہے۔ تیری آنکھیں تیرے نقاب کے نیچے دو

کبوتر ہیں۔ تیرے بال بکریوں کے گلہ کی مانند ہیں جو کوہ جلعاد پر بیٹھی ہوں۔“ (غزل الغزلات: ۱/۴)

مزید کہا گیا ہے:

"Your temples behind your veil are like the halves of a pomegranate."

(Song of Songs, 6/7, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973 1978 1984)

”تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں۔“ (غزل الغزلات: ۷/۶)

کتاب یسعیاہ میں ہے:

Judgment on the daughters of Zion

"Moreover the LORD saith, Because the daughters of Zion are haughty, and walk with stretched forth necks and wanton eyes, walking and mincing as they go, and making a tinkling with their feet. Therefore the LORD will smite with a scab the crown of the head of the daughters of Zion, and the LORD will discover their secret parts. In that day the Lord will take away the bravery of their tinkling ornaments about their feet, and their cauls, and their round tires like the moon, The chains, and the bracelets, and the mufflers, The bonnets, and the ornaments of the legs, and the headbands, and the tablets, and the earrings, The rings, and nose jewels, The changeable suits of apparel, and the mantles, and the wimples, and the crimping pins, The glasses, and the fine linen, and the hoods, and the vails. And it shall come to pass, that instead of sweet smell there shall be stink; and instead of a girdle a rent; and instead of well set hair baldness; and instead of a stomacher a girding of sackcloth; and burning instead of beauty."

(Isaiah, 3/16-24)

”اور خُداوند فرماتا ہے چونکہ صیون کی بیٹیاں متکبر ہیں اور گردن کشی اور شوخ چشمی سے خراماں ہوتی ہیں اور اپنے پاؤں سے ناز رفتاری کرتی اور گھنگرو بجاتی جاتی ہیں۔ اسلئے خُداوند صیون کی بیٹیوں کے سر گنچے اور یہوداہ اُنکے بدن بے پردہ کر دیگا۔ اُس دن خُداوند اُنکے خلخال کی زیبائش اور جالیاں اور چاند لے لیگا۔ اور آویزے اور پہنچیاں اور نقاب۔ اور تاج اور پازیب اور پٹکے اور عطر دان اور تعویذ۔ اور انگوٹھیاں اور نتھ۔ اور نفیس پوشاکیں اور اوڑھنیاں اور دوپٹے اور کیسے۔ اور آرسیاں اور باریک کتانی لباس اور دستاریں اور بُرقعے بھی۔ اور یوں ہوگا کہ خوشبو کے عوض سڑاہٹ ہوگی اور پٹکے کے بدلے رسی اور گندھے بالوں کی جگہ چند لاپن اور نفیس لباس کے عوض ٹاٹ اور حُسن کے بدلے داغ۔“

(یسعیاہ: ۱۶/۳-۲۴)

اس پیراگراف میں تین لفظ Hood، Muffler اور Vail (Veil) استعمال

ہوئے ہیں، جن میں سے اخیر حجاب و نقاب کے معنی میں مشہور و معروف ہے، جبکہ اول Muffler کے بارے میں دنیا کی معتبر ترین ڈکشنری آکسفورڈ کے الفاظ یہ ہیں:

"a thick piece of cloth worn around the neck for warmth SYN scarf."

”ایک دبیز کپڑا جو حرارت کے لیے گردن کے ارد گرد باندھا جاتا ہے، اس کا مترادف اسکارف ہے۔“

اور Hood کا مفہوم یہ لکھا گیا ہے:

"1. a part of a coat, etc. that you can pull up to cover the back and top of your head. 2. a piece of cloth put over sb's face and head so that they cannot be recognized or so that they cannot see."

”۱۔ کوٹ وغیرہ کا ایک حصہ جسے سر کے اوپری اور پچھلے حصہ کو ڈھانپنے کے لیے استعمال کیا جاتا

ہے، ۲۔ ایک کپڑا جو شناخت چھپانے یا نظر بچانے کی غرض سے سر اور چہرہ پہ پہنا جاتا ہے۔“

اس طرح بائبل کے اس اقتباس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ متعدد یورپی ممالک

کی جانب سے اسکارف پہ لگائی جانے والی پابندی بائبل کی نظر میں غیر قانونی اور ناجائز ہے۔

مسلم خواتین کے اس طرح کے لباس برقعہ، حجاب، نقاب، اسکارف اور مفلر کو بائبل نے عزت دار

عورتوں کا لباس کہا ہے جبکہ اس کے اتار کو بے عزتی اور خدا کے عذاب کا مقدمہ قرار دیا ہے۔

اسی میں ایک اور مقام یہ ہے:

Judgment on Babylon

"Come down, and sit in the dust, O virgin daughter of Babylon, sit on the ground, there is no throne, O daughter of the Chaldeans, for

thou shalt no more be called tender and delicate. Take the millstones, and grind meal, uncover thy locks, make bare the leg, uncover the thigh, pass over the rivers. Thy nakedness shall be uncovered, yea, thy shame shall be seen. I will take vengeance, and I will not meet thee as a man."

(Isaiah, 47/1-3)

”اے گنوا ری دختر بابل! اتر آ اور خاک پر بیٹھ۔ اے کسد یوں کی دختر! تو بے تخت زمین پر بیٹھ کیونکہ اب تو نرم اندام اور نازنین نہ کہلائیں گی۔ چکی لے اور آٹا پیس اپنا نقاب اتار اور دامن سمیٹ لے۔ ٹانگیں ننگی کر کے ندیوں کو عبور کر۔ تیرا بدن بے پردہ کیا جائے گا بلکہ تیرا ستر بھی دیکھا جائے گا۔ میں بدلہ لوں گا اور کسی پر شفقت نہ کروں گا۔“

(یسعیاہ: ۴۷/۱-۳)

انصاف پسند اسکا لرز سے انصاف کا چشمہ لگانے کی دہائی ہے، کیا یہ اقتباسات یہ نہیں بتاتے ہیں کہ عورت کی عزت بدن ڈھاپنے اور نقاب پہننے میں ہے؟؟؟ ان اقتباسوں کو غور سے پڑھیں عورت کے نقاب اتارنے اور پاؤں اور جانگھوں کے کھولنے کو اللہ نے ان پر عذاب سے تعبیر کیا ہے کہ جب اللہ خواتین پر عذاب مسلط کرتا ہے تو انہیں اپنے ان حصوں کو برہنہ کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے نقل کیے گئے اقتباسات میں بائبل کے کنگ جیمس ورشن میں جہاں پر ”Lock“ کا لفظ ہے جس کا ترجمہ بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل ۲۰۰۹ء میں ”نقاب“ تحریر کیا گیا ہے وہاں اصل میں ”Lock“ سے نقاب ہی مراد ہے جیسا کہ بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے ۲۰۰۸ء-۲۰۰۹ء میں شائع شدہ ”Good News Edition“، امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک سے ۱۹۹۵ء میں طبع شدہ ”Contemporary English Version“، انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ کے نیو انٹرنیشنل ورشن کاپی رائٹ ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۸۴ء میں؛ اور یہاں تک کہ ”The Gideons International in India“ سکندر آباد، آندھرا پردیش، ہند سے ۲۰۰۹ء میں طبع شدہ ”New King James Version“ میں بھی ”lock“ کی جگہ ”Veil“ کا لفظ تحریر ہے۔

ہم نے اس مقام پر بائبل کے اتنے نسخوں کے حوالے اس لیے تحریر کیے ہیں تاکہ لفظ ”Lock“ کو بہانہ کران دو اقتباسات میں نقاب کے لباس عزت و شرف ہونے کے انکار کا

موقع کسی عناد پسند کو نہ مل سکے۔

بائبل میں محولہ مقامات کے علاوہ کم از کم پیدائش: ۱۳/۳۸-۱۹، غزل الغزلات: ۳/۳، ۵/۷، امثال: ۱۰/۷-۲۷ (بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء) پہ برقع کا تذکرہ آیا ہے۔
برقع اور حجاب کی ضرورت اور مخلوط تعلیم (Co-Education) اور مخلوط کام کی جگہیں (Co-Workplaces) کی حرمت کا اسلامی حکم بے سبب نہیں ہے، اس بات کا احساس آہستہ آہستہ ان حکمرانوں کو بھی ہو رہا ہے جو امریکہ و یورپ کے خوف سے سچ بولنے کی ہمت نہیں جٹا پارہے ہیں، ذرا ”دی ڈیلی ٹیلیگراف“ جزائر انڈمان نکو بار، ہند۔ کی ۱۲ اگست ۲۰۱۳ء کی اس خبر کو پڑھیں:

"New Delhi, Aug 11, Paving the way for setting up of all-women bank, the government on Thursday approved Rs 1,000-crore seed capital for Bhartiya Mehila Bank Ltd."

”نئی دہلی، ۱۱ اگست، خواتین کے لیے مخصوص بینک کی راہ ہموار کرتے ہوئے حکومت نے

جمعرات کو بھارتی مہیلا بینک لمیٹڈ کے لیے ایک ہزار کروڑ کی بنیادی رقم کو منظوری دیدی ہے۔“

اگر واقعی عورت و مرد کے بغیر مضبوط بندھن ملن سے کوئی فتنہ جنم نہیں لیتا ہے تو پھر ایک ایسے ملک کو ہزاروں کروڑ روپیہ خواتین کے لیے مخصوص بینک کے قیام کے لیے خرچ کرنے کے لیے کیوں مجبور ہونا پڑا جہاں تیس چالیس کروڑ (300-400 Millions) لوگ خط افلاس سے نیچے (Below the Poverty Line) زندگی گزارنے پہ مجبور ہیں؟؟؟

ہندوستانی سپریم کورٹ کو ۱۹۹۷ء میں وشاکھا بنام حکومت راجستھان کیس میں باضابطہ تمام ریاستی اور مرکزی حکومت کے نمائندوں کو یہ ہدایت جاری کرنی پڑی کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر ادارہ اور کام کی جگہ میں ’جنسی جرائم‘ کی روک تھام اور اس طرح کی شکایات کے ازالہ کے لیے کسی خاتون ممبر کی قیادت میں ایک موثر کمیٹی بنائی جائے جس میں کم از کم ۵۰ فیصد ممبران خواتین ہوں۔ اور پھر ہر سال ان کی رپورٹیں متعلقہ اعلیٰ عہدہ داران کے پاس بھیجی جائیں۔ اس ہدایت کو کما حقہ لاگو نہ کرنے کی وجہ سے ۲۰۱۱ء میں سپریم کورٹ نے تساہلی برتنے والی حکومتوں کی سخت سرزنش کی اور انہیں ہدایات کو مکمل طور پہ اپنانے کی تنبیہ کی۔

سپریم کورٹ کی اس ہدایت کا منہی مقاصد کے لیے استعمال ہو رہا ہے یا حقیقتہً مخلوط

مقامات پہ جنسی جرائم بہت زیادہ ہو رہے ہیں؟؟ یہ ایک الگ بحث ہے مگر کیا اس بات سے انکار ممکن ہے کہ دونوں صورتوں میں خاندان، سماج اور ملک و قوم کا نقصان ہے جبکہ ہمارے پاس اس سے بہتر متبادل موجود ہے کہ ہم دونوں جنسوں کو ان کے جسم کے مطابق لباس کا پابند کریں اور ان کے ادارے اور دفاتر و فیکٹری الگ الگ بسائیں، جن سے معاشی، خاندانی، سماجی اور آئینی ہر طرح کا فائدہ ملنا یقینی ہے، پھر کیوں ہم ایک موجود حل کو چھوڑ کر ناقابل حل مسئلہ کا حل نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟؟ ہم مانتے ہیں کہ سپریم کورٹ آئین ہند کے تحت ہی کوئی ہدایت جاری کرنے کی مجاز ہے، مگر ہدایت نہ سہی، مشورہ تو دے ہی سکتی ہے؟؟

جون ۲۰۱۴ء میں ہندوستانی ریاست مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاتل نے حق

بات کہنے کی جسارت دکھائی ہے:

"Maharashtra Home minister R R Patil blamed nudity in mass media for the rising sexual crimes against women and said even deploying policemen in every household will not help since a majority of rapes happen within the confines of home."

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

”مہاراشٹر کے وزیر داخلہ آر آر پاتل نے ماس میڈیا (ٹی وی و ریڈیو اور اخبارات و رسائل وغیرہ) میں بڑھتی ہوئی عریانیت و ننگاپن کو عورتوں کے خلاف جرائم کے لیے ذمہ دار گردانتے ہوئے کہا کہ اگر ہر گھر میں ایک پولس تعینات کر دیا جائے تو بھی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ زیادہ تر حادثات گھر کی چار دیواری کے اندر ہوتے ہیں۔“

گھر کی چار دیواری کے واقعات کی وضاحت کرتے ہوئے آر آر پاتل نے

مہاراشٹر اسمبلی میں کہا:

"If a father doesn't behave like a father and a brother doesn't behave like a brother, then we are looking at making separate provisions in the laws to act against such people. In such a situation what can police do?."

(www.indianexpress.com/article/india/maharashtra/even-a-cop-at-every-house-cant-prevent-rapes-rr-patil) (www.hindustantimes.com/india-news/even-cops-in-each-home-can-t-prevent-rapes-rr-patil/article1-1228442.aspx)

”اگر باپ اور بھائی کا رویہ باپ اور بھائی جیسا نہ ہو تو پولیس کیا کر سکتی ہے؟ اس طرح کے

لوگوں سے بچنے کے لیے ہم قانون میں الگ شق کے اضافہ پہ غور کر رہے ہیں۔“

آر آر پائل صاحب نے بیماری کی تشخیص تو کر لی اور وجہ بھی بیان کر دی مگر افسوس جس چیز سے یہ زہر پھیل رہا ہے اس کے خلاف ایکشن لینے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔

پائل صاحب! برسوں کے تجربہ کے بعد جب دل کی بات آپ نے زبان پہ لانے کی ہمت کر لی ہے تو اتنی ہمت اور کرلیں کہ عریانیت پہ پابندی کے لیے اسمبلی میں بل پیش کر دیں، جس نے۔ آپ کے بھی مطابق۔ باپ بیٹی اور بھائی بہن کے مقدس رشتوں کو تار تار کروایا ہے۔ آپ کا نام اتہاس کے صفحات پہ بہت دنوں تک یادگار رہے گا۔

برازیل میں عصمت دربی کے اسباب پہ مارچ ۲۰۱۴ء میں ایک سروے شائع ہوا جس کا (یورپ و امریکہ کے لیے) سب سے چونکا دینے والا نتیجہ یہ ہے:

"Brazilian newspaper Folha de S. Paulo reported a survey released this week by the government's Institute of Applied Economic Research (IPEA), found that most Brazilian – about 65 – percent agree that it is justified to rape women "wearing clothes showing their bodies."

(www.hotair.com/archives/2014/03/31/survey-65-of-brazilians-wholly-or-partially-agree-that-rape-women-in-revealing-clothing-is-justified/)(<http://www.slideshare.net/abandonedbelfry88/outrage-after-study-says-majority-of-brazilians-believe-women-in-revealing-clothing-deserve-to-be-raped>)(<http://www.tigerdroppings.com/rant/p/49090668/women-who-wear-revealing-clothing-deserve-to-be-raped--according-to-brazil/>)(<http://philly.barstoolsports.com/random-thoughts/65-1-of-brazilians-say-women-dressed-in-scandally-clad-clothes-deserved-to-be-raped/>)

”برازیلی اخبار ’فولہادی ایس پالو‘ نے حکومتی ادارہ آئی پی ای اے کی جانب سے اسی ہفتہ جاری کیے گئے سروے رپورٹ نشر کی ہے، اس کے مطابق ۶۵ فیصد برازیلی کا ماننا ہے کہ جسم دکھانے والے لباس پہننے والی خواتین کی آبروریزی صحیح ہے۔“

مطلب اسلام کا حکم حجاب بالکل صحیح ہے۔

یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ برطانیہ اور امریکہ میں بے وفا اور خیانت دار شوہروں کا فیصد تقریباً پچاس سے بھی زائد ہے۔ اور تو اور بیسویں صدی کے آخری امریکی صدر کا شمار بھی دنیا کے ”بے وفا شوہروں“ میں ہوتا ہے۔ ان کی مٹی پلید کرنے میں بے ضرورت پٹرول اور آگ کے ملن کا سب سے بڑا رول تھا۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ بے ضرورت پٹرول اور آگ کے ملن سے تباہی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہند کی سیاست میں کبھی تہلکہ مچا دینے والے میگزین

’تہلکہ کے بانی و چیف ایڈیٹر بھی اپنے یہاں کام کر رہی خاتون صحافی کے ساتھ جنسی زیادتی کے معاملہ میں گواپولیس کی حراست میں ہیں اور ۷ سالہ آسارام اور نارائن سائیں دونوں باپ بیٹے پہ بھی عدالتی شکنجہ کستا جا رہا ہے۔ ہندوستان اور دنیا بھر میں اپنے یہاں پڑھنے والی لڑکی، ایک ساتھ کام کرنے والی خاتون، بحیثیت ملازمہ کام کرنے والی عورت وغیرہ کی عصمت دری کے واقعات ہر سال لاکھوں کی تعداد میں درج ہوتے ہیں اور ان سے کئی گنا اس بنیاد پہ دب کر رہ جاتے ہیں کہ بچیوں کی شادی مشکل ہو جائے گی اور ان کے خاندان کی عزت خراب ہو جائے گی۔ یہ سب صرف اس لیے ہوتا ہے کہ موجودہ زمانہ کے حکمراں اسلامی قوانین کو نفرت کی حد تک ناپسند کرتے ہیں، ایسے حکمرانوں سے ہماری گزارش ہے کہ وہ مسلم اسکالرز کی تحریر پڑھیں، اسلامی قوانین کا مطالعہ کریں، اپنے ملک اریاست کے حالات کا جائزہ لیں، جرائم کے گراف کا تجزیہ کریں اور پھر تنہائی میں ٹھنڈے دل سے اسلامی قوانین کے فائدہ اور نقصان کو باریکی سے سمجھیں اور پھر دل کی آواز پہ کسی تنقید کی پرواہ کیے بغیر آواز بلند کریں۔ انشاء اللہ کامیابی قدم چومے گی۔

آج کے دور میں ہر کوئی اس بات کی حمایت کرتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کو اپنی مرضی سے ہمسفر چننے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ہم بھی اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں، اسلام اس کو جائز قرار دیتا ہے۔ مگر بہترین شادی وہ ہوتی ہے جس میں لڑکے لڑکیوں کی جانب سے صفات بیان کر دی جائیں اور والدین اپنے معیار اور ان کی پسند کے مطابق ہمسفر منتخب کرنے کا بیڑا اٹھائیں۔ اس طرح کی شادیوں میں اپنی پسند اور والدین کا تجربہ دونوں شامل ہیں جن سے پائیداری زیادہ ہونے کی امید ہے، دنیا بھر کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے۔

جن ملکوں میں اپنی پسند کی شادیاں کی جاتی ہیں ان میں امریکہ کا نام ٹاپ میں ہے مگر حالت یہ ہے کہ یہاں رہنے والے ہر سو میں سے تقریباً صرف پچاس آدمی شادی کے بندھن میں بندھنا پسند کرتے ہیں۔ اور ان پچاس میں کی پچیس شادی یقینی طور پہ ٹوٹ جاتی ہے۔ یہاں شرح طلاق پچاس فیصد ہے۔ اس کے برخلاف ہندوستان جہاں آج بھی اکثر شادیاں صرف والدین یا ماں باپ اور بچوں کے مشترکہ انتخاب سے ہوتی ہیں وہاں

شرح طلاق ۵ فیصد سے بھی کم ہے۔

الحاصل! عورتوں کے لیے اسلام کا یہ حکم کہ وہ نامحرم مردوں کے سامنے اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے سوا تمام بدن کو ڈھانکے رہیں، یہ فطرت اور قانون قدرت کے عین موافق ہے۔ بائبل اور ارباب فکر نے بھی اس کی تائید و توثیق میں پر زور حصہ لیا ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جسے بائبل نے کٹ جتی اور خدا اور کلیسا کا مخالف قرار دیا ہے۔

سی این این آئی بی این کی ۶ مارچ ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت میں یہ خبر شائع کی گئی کہ برطانیہ میں کم عمر بچوں پہ کیے گئے سروے کے مطابق بچے ۱۰ سال سے کم عمر میں 'بچپن' کھودیتے ہیں جس کے لیے والدین نے انٹرنیٹ اور فلمی اداکاراؤں (کے برہنہ لباس) کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے:

"More than two-thirds of parents feel their kids' childhood ends before they become teenagers and 16 per cent said it was by the age of 10, with many blaming the Internet and celebrities."

(www.ibnlive.com/news/childhood-is-effectively-over-by-the-age-of-12-for-todays-kids-study-finds/377023-19.html)(www.deccanherald.com/content/317002/modern-day-childhood-over-age.html)(<http://archive.indianexpress.com/news/childhood-now-ends-at-age-12/1083949>)

”دو تہائی سے زیادہ والدین کا احساس یہ ہے کہ ان کے بچے ۱۲ سال کی عمر میں بچپن کھودیتے ہیں، جبکہ ۱۶ فیصد کا کہنا ہے کہ بچے دس برس کی عمر سے پہلے بچپن کھورہے ہیں، جس کے لیے بہتوں نے انٹرنیٹ اور اداکاراؤں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔“

۱۶ دسمبر ۲۰۱۲ء، دہلی حادثہ کے بعد اٹور، راجستھان (ہند) سے ہندو شدت پسند سیاسی جماعت بی جے پی کے ممبر اسمبلی بنواری لال سنگھل نے صاف لفظوں میں لڑکیوں کو مشورہ دیا کہ وہ خود کو مردوں کی چورنگا ہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکرٹ (نیم برہنہ لباس) نہ پہنیں، مزید حکومت سے بھی یہ مطالبہ کیا اور راجستھان حکومت کے چیف سکریٹری کو خط روانہ کیا کہ لڑکیوں کی اسکرٹ پہ پابندی لگائی جائے کیونکہ بہت سے حادثات کے پیچھے اس طرح کے لباس کا دخل ہوتا ہے، ہندوستان کے مفاد پرست سیاست دانوں، میڈیا والوں اور آزاد خیال خواتین نے اس کے خلاف ہنگامہ کھڑا کر دیا اور باضابطہ کپڑے نہیں، سوچ بدلو جیسے نعروں کے ذریعہ اس کی سخت مذمت کی گئی۔ واضح رہے کہ بی جے پی کے کسی

لیڈر کی زبان سے اسلام موافق جملوں کا نکلنا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے۔

(www.indianexpress.com/news/ncw-demands-bjp-mlas-apology-over-his-ban-skirts-in-schools-remark/1052464/)

حق بات بولنے والے کی حمایت کی اپنی عادت سے مجبور ہو کر ہم ہندوستان کے قومی خواتین کمیشن کی چیئر پرسن ممتا شرما جی کے سوالات کے جواب بھی دیدیتے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیجئے:

"Why do we want to make these kids prisoners? And if we talk about the dress code several years after Independence, then it is painful. He should understand that in today's age, why should there be a difference between a boy and a girl. He (MLA) should say that the society should change its mindset," said Sharma."

”ہم کیوں ان چھوٹی بچیوں کو قیدی بنا دینا چاہتے ہیں، آزادی کے سالوں بعد لباس کے متعلق بحث تکلیف دہ ہے، انہیں سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں لڑکا اور لڑکی میں فرق نہیں ہے، انہیں (ممبر اسمبلی) کو چاہئے کہ وہ معاشرہ کی ذہنیت بدلنے کا مطالبہ کریں۔“

شاید محترمہ چیئر پرسن کو اسٹیل اور سونے کی قیمت کا فرق نہیں معلوم ہے۔ اسٹیل بیچنے والا دوکان کھلی چھوڑ کر سو جاتا ہے یا مارکیٹ گھومنے چلا جاتا ہے مگر کیا سونے کی دوکان والا ایک سکند کے لیے بھی جو کھم مول لینا چاہے گا؟؟؟ محترمہ جی! اس فرق کو یاد رکھیں۔

۸ مارچ ۲۰۱۳ء کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے اجلاس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے آئی

بی این لائیو نے اپنی آن لائن اشاعت میں لکھا:

"CPI leader Gurudas Gupta said the society is to be blamed for the plight of women. He also blamed the telecast of women as objects and cited the example of IPL cheerleaders. Dasgupta said the government must stop the telecast of programmes depicting women as objects."

(www.ibnlive.in.com/news/cpi-blames-telecast-of-ipl-cheerleaders-for-crime-against-women-in-india/377422-37-64.html)

”سی پی آئی لیڈر گرو داس گپتا نے کہا کہ عورتوں کی خراب حالت کے لیے سماج ذمہ دار ہے، انہوں

نے سامان عشرت کے طور پر عورتوں کی نمائش کو عورتوں کی بری حالت کے لیے گنہگار ٹھہرایا اور اس

سلسلے میں آئی پی ایل چیئر لیڈرس خواتین کو بطور مثال پیش کیا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ

ایسے پروگراموں پر پابندی عائد کی جائے جن میں عورتوں کو سامان تعیش کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔“

یورپ و امریکہ میں تو عورتیں جو چاہیں اور جتنے سینٹی میٹر کے کپڑے چاہیں، پہن سکتی

ہیں اور پہنتی بھی ہیں جس پر انہیں تعریف بھی ملتی ہے، مگر ہندوستان میں چند انچ کے کپڑوں کو عوامی مقبولیت ابھی حاصل نہیں ہو سکی ہے، دہلی میں صحافی خواتین نے دلی میٹرو کے اس پوسٹر کے خلاف پر زور احتجاج کیا جس میں ایک خاتون کو صرف چند سینٹی میٹر کپڑوں میں دکھایا گیا تھا۔ ٹائمز آف انڈیا آن لائن اشاعت (۱۹ جنوری ۲۰۱۴ء) کی یہ خبر پڑھیں:

"NEW DELHI. A group of women journalists on Sunday lodged a protest with Delhi Metro against an advertisement featuring a "nude" woman at the Rajiv Chowk station. The advertisement show a woman with only a duct tape covering her body, one of the journalists Akansha Kumari told IANS. What does this advertisement mean? That women are on sale? She asked. We complained to the Metro officials who said they had got a complaint earlier too."

(www.timesofindia.com/city/delhi/women-protest-nude-poster-at-delhi-metro-station/articleshow/29069104.cms)

”نئی دلی، اتوار کو خواتین صحافیوں کے ایک گروہ نے راجیو چوک اسٹیشن پہ لگے اس اشتہار کے خلاف دلی میٹرو سے اپنا احتجاج درج کرایا ہے جس میں ایک عورت کو برہنہ دکھایا گیا، ایک خاتون صحافی آکانشا کماری نے آئی اے این ایس کو بتایا کہ اشتہار میں ایک عورت کے جسم کو صرف چند سینٹی میٹر کپڑوں سے ڈھکا دکھایا گیا ہے، اس اشتہار کا کیا مطلب ہے؟ کیا عورتیں بازاری چیز ہیں۔ ہم نے میٹرو اہلکاروں سے شکایت درج کرادی ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ اس سے پہلے بھی انہیں ایک شکایت مل چکی ہے۔“

محترمہ آکانشا کماری کا سوال بالکل صحیح ہے کہ عورتیں بازاری چیز بنادی گئی ہیں۔ مختصر سے مختصر ہوتے عورتوں کے لباس کے بارے میں علمائے اسلام نے پہلے ہی واضح کر دیا تھا کہ عورتوں کو بازاری چیز بنانے کے لیے ہی ان کے چست و مختصر لباس کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے، اور وہی ہو گیا، جو کم از کم آکانشا کماری جیسی خواتین کو اب سمجھ میں آیا۔

آئیے! برطانیہ کی موجودہ ملکہ الزبتھ دوم جو تاریخ میں طویل ترین حکمرانی کرنے والوں میں اپنا نام درج کروا چکی ہیں، ان کے خیالات بھی جانیں کہ وہ اسکرٹ کو کون لوگوں کا لباس سمجھتی ہیں۔ شریف خواتین کا یا پیشہ ور طوائفوں کا؟؟ آئی بی این لائیو ڈاٹ کام کی ۱۴ فروری ۲۰۱۴ء کی اس خبر کو پڑھیں:

Queen Elizabeth asks Kate Middleton to stop dressing like a harlot
"Queen Elizabeth II isn't such a fan of short skirts, especially the ones that her granddaughter-in-law Kate Middleton has been sporting

recently. The Duchess of Cambridge has been asked to lower her hemlines and stop dressing like such a harlot. Even though Kate Middleton's wardrobe is envied by women all over the world, it is isn't royal enough for the Queen."

(www.bnlive.in.com/news/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot/449906-79.html)

(<http://time.com/4543/queen-elizabeth-orders-kate-middleton-to-stop-dressing-like-such-a-harlot>)

(www.bnlive.in/247.com/english-news/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot-orders-her-to-lower-her-hemlines)

(<http://primepostnews.com/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot>)

”ملکہ ایلز بیٹھ نے کیٹ میڈلٹن کو طوائفوں سا کپڑا پہننے سے منع کر دیا“

”ملکہ ایلز بیٹھ دوم مختصر اسکرٹ کی اس حد تک حمایت نہیں کرتی ہیں جتنی ان کی پت پتو (پوتے کی بیوی) کیٹ میڈلٹن ابھی تک پہنتی رہی ہیں۔ کیمبرج کے ڈچ خاندان سے تعلق رکھنے والی کیٹ میڈلٹن کو اپنے اسکرٹ کے دامن کو اور نیچا کرنے کا حکم سنایا گیا اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ طوائفوں سا لباس پہننا بند کریں۔ کیٹ میڈلٹن کے کپڑوں پہ اگرچہ دنیا بھر کی خواتین رشک کرتی ہیں مگر ملکہ ایلز بیٹھ کی نظر میں یہ شاہی پر یوار کی شان کے مطابق نہیں ہے۔“

ملکہ برطانیہ کی سوچ اور اس خبر کے جملوں نے اسلام کی حقانیت کو اور روشن کر دیا ہے کیونکہ اسلام کی نظر میں بادشاہ اور غریب دونوں کی بیٹی بہو کی عزت برابر ہے، اور جیسا کہ ملکہ محترمہ کی سوچ ہے کہ مختصر اور چست لباس شریفوں کا لباس نہیں ہے، اسلام اس طرح کے لباس سے منع کرتا ہے۔ ایک اور چیز کی وضاحت کر دیں کہ مذکورہ نیوز ایجنسی نے اس خبر کے ساتھ جو تصویر کیٹ میڈلٹن کی شائع کی ہے، اس میں ان کا اسکرٹ گھٹنے کے قریب تک پہنچتا نظر آتا ہے، مگر ملکہ محترمہ اسے بھی جسم فروش عورتوں کا لباس قرار دے رہی ہیں، رانی نے یہ جتلا دیا ہے کہ انہیں یہ اچھا نہیں لگتا کہ دنیا کے سب سے خوبصورت اور انمول موتیوں کو سیپ سے باہر رکھا جائے۔

آپ جملوں پہ غور کریں، ملکہ ایک جہاں دیدہ اور تجربہ کار رانی ہیں، دنیا کے ۸۰ فیصد لوگوں کی عمر سے زیادہ ان کی حکومت کی عمر ہے، بحیثیت رانی وہ بہت پہلے ساٹھ سال مکمل کر چکی ہیں، وہ الفاظ کے پیچ و خم اور موجودہ اسکرٹ کلچر سے بخوبی واقف ہوں گی، پھر آخر انہوں نے اسکرٹ کو طوائف کا لباس کیوں قرار دیا؟ جبکہ انہیں بھی یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگی کہ اسکرٹ کے خلاف بولنے سے کتنے کی کرسی گئی اور بہتوں کا کھانا خرچہ بند ہو گیا، عورتوں کے آزادانہ رہن سہن اور ان کے کم ہوتے لباس پہ انگلی اٹھانا ایک شجر ممنوعہ بن گیا ہے، جس کی جرات کرنے والوں کے لیے یہ دنیا ہی جہنم بن جاتی ہے۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی انہوں نے

ایسا کیوں کیا؟؟ جبکہ بہو کو سمجھانے کے لیے اور بھی طریقے اور جملے ہو سکتے تھے؟؟ پھر بھی انہوں نے اس کے لیے طوائف کے لفظ کو کیوں چنا؟؟ عام طور پہ بڑے آدمی اور لڑکھنڈے بھی خاص طور پہ بادشاہ اور رانی کی بات کا ایک ایک جملہ نپا تلا ہوتا ہے، جس میں زیادہ سے زیادہ اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ کسی حقیر کو مثال اور مقابلہ میں پیش نہ کیا جائے، پھر بھی انہوں نے اپنی ہی عزت و آبرو اور مستقبل کی متوقع برطانوی ملکہ (پوتے کی بیوی) کے لباس کو جسم فروش عورتوں کے لباس کی طرح کہہ دیا۔ آخر کیوں؟؟ آپ شاہی شان اور اس جملے میں مطابقت پیدا کرنے کی راہوں پہ چل کر دیکھیں آپ کا ذہن بہت کچھ انکشاف کرے گا۔

ملکہ ایلز بیٹھ کی جگہ اور کوئی مسلم حکمراں، مسلمان رانی یا کوئی دوسرا شخص اس طرح کے جملے استعمال کرتا تو یورپ و امریکہ اور اس کے ہمنواؤں کی چیخ اتنی تیز ہوتی جیسے قیامت کا الارم بج گیا ہو، مگر فرق دل کی نظر کا ہے، آئی بی این لائیو نیوز ایجنسی نے برطانیہ کی ملکہ کے اتنے تیز لفظ کی دھار کو اپنے جملوں سے کند کرنے اور ان کے دفاع کی کوشش کی ہے، چلئے! اتنی بات تو صاف ہو گئی کہ اسلامی لباس ملکہ محترمہ کی نظر میں درست ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ برطانوی خواتین ایک مکمل لباس کو شاہی ڈریس سمجھ کر ضرور عمل میں لانے کی کوشش کریں گی۔

برطانوی اخبار ڈیلی میل نے ۲۲ نومبر ۲۰۰۵ء کی آن لائن اشاعت میں برطانوی

عوام کا ایک سروے شائع کیا تھا جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں۔ آپ بھی غور سے پڑھیں:

"A third of Britons believe a woman who acts flirtatiously is partially or completely to blame for being raped, according to a new study. More than a quarter also believe a woman is at least partly responsible for being raped if she wears sexy or revealing clothing, or is drunk, the study found. One in five think a woman is partly to blame if it is known she has many sexual partners"

(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)

(<http://www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624>)

(<http://afspot.net/forum/topic/171214-women-to-blame-for-being-raped/>)

”نئے مطالعہ کے مطابق ایک تہائی انگریزوں کا ماننا ہے کہ عورتوں کا انداز دلربا نہ مکمل طور پہ یا بہت حد تک آبروریزی کے حادثات کا ذمہ دار ہے، ایک چوتھائی سے زیادہ لوگوں نے عورتوں کے نیم برہنہ اور جنسی کشش والے لباس اور نشہ خوری کو بھی عصمت دری کا الزام دیا ہے، جبکہ بیس فیصد لوگوں نے ایک سے زائد جنسی دوستی کے رجحان کو بھی اس کے لیے مورد الزام ٹھہرایا ہے۔“

اس رپورٹ کے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں، ان میں جتنی چیزوں کو ریپ کیسز کے لیے ذمہ دار مانا گیا ہے، اسلام پہلے سے ان سب کی مخالفت کر رہا ہے، اس سروے نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ اسلام کی تمام باتیں اور اس کے تمام اصول صحیح ہیں جن کی تصدیق برطانوی عوام بھی کرتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ ایک چوتھائی ایک بات کی تصدیق کرتے ہیں تو دوسری چوتھائی دوسری کی اور اسی طرح تیسری چوتھی وغیرہ۔

آپ دھیان سے اس رپورٹ کو دوبارہ پڑھیں۔ برطانوی عوام کے جذبات نے یہ صاف کر دیا ہے کہ جو چیزیں اس طرح کے حادثات کے لیے ذمہ دار ہیں اگر انہیں غیر قانونی قرار دیا جائے تو پھر حادثات نہیں کی حد تک پہنچ جائیں گے۔ اسی لیے اسلام ان چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے مگر یورپ و امریکہ کی طرف سے علاج کے لیے ضروری پرہیز نہیں کرایا جا رہا ہے بلکہ صرف دوا دینے کی بات کی جا رہی ہے۔ وہ ہمارے ہی نہیں بلکہ اپنے بھی اصول "Care is better than cure" (احتیاط و پرہیز علاج سے بہتر ہے) کو بھلا بیٹھے ہیں، اسی لیے مرض گھٹنے کی بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔

وقت کا پہیہ جس طرح گھوم رہا ہے اور جس طرح نیم برہنہ لباسوں کی وجہ سے حادثات رونما ہو رہے ہیں اس سے یہ یقینی ہو جاتا ہے کہ بہت جلد (۱) دنیا بھر کی حکومتیں زانیوں کو سخت سزا دینے کے اسلامی قوانین کو نافذ کریں گی اور (۲) عورتوں کے لیے ڈریس کوڈ کا اعلان کرنے پہ مجبور ہوں گی۔ یا اسلام کے بغض میں خودکشی کا فیصلہ کریں گی۔

۲۰۰۵ء کی بہ نسبت ۲۰۱۰ء کے برطانوی عوام بالخصوص خواتین میں اسلام کے حکم حجاب کے متعلق سچائی کا جذبہ کافی اوپر کی طرف آیا۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل نے اپنی ۱۵ فروری ۲۰۱۰ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا:

"The poll of 1,000 adults found that 54 per cent of women believe rape victims should be held accountable for their attack. Women were more likely than men to blame victims, with those aged between 18 and 24 the most likely to judge. Twenty-four per cent of this age group said wearing a short skirt, accepting a drink or having a conversation with the rapist made victims partly responsible...while more than a tenth (13 per cent) said someone who had been dancing in a provocative way or flirting should be prepared for the

consequences."

(<http://www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html>)
 (http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1)
 (http://www.hindustantimes.com/world-news/rape-is-fault-of-the-victims-say-half-of-women-survey/article1-509067.aspx)

”ایک ہزار لوگوں کے سروے سے یہ بات ابھر کر آئی ہے کہ ۵۴ فیصد خواتین کا خیال ہے کہ عصمت دری کے لیے خود متاثرہ عورتوں کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔ متاثرہ کو مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ ذمہ دار مانتی ہیں، خاص طور پر ۱۸-۲۲ سال کی عورتیں اس پر زیادہ یقین رکھتی ہیں، اس عمر کی ۲۴ فیصد خواتین کا کہنا ہے کہ مختصر اسکرٹ پہننا، مرد سے مشروب قبول کرنا یا اس سے بات کرنا خود متاثرین کو ذمہ دار بنا دیتا ہے، جبکہ ۱۳ فیصد کا ماننا ہے کہ پُرکشش رقص کرنے والی اور انداز دلربانہ دکھانے والی عورتوں کو نیچے (جنسی زیادتی) کے لیے تیار رہنا چاہئے۔“

اس اقتباس کے آخری جملہ کی سچ مچ ادائیگی اور اس کی بے باکانہ اشاعت پر ہم سروے ٹیم اور نیوز ایجنسی کو شکریہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔ اب یورپی عوام میں یہ بات بہت حد تک عام ہو چکی ہے کہ آبروریزی کے لیے مجرم کے ساتھ متاثرہ کا لباس، شراب نوشی اور مرد سے اختلاط بھی ذمہ دار ہیں، اس نظریہ کی مقبولیت سے گھبرائے لوگ اتنی بوکھلاہٹ میں ہیں کہ انہوں نے اس فکر اور سروے کے خلاف ایک خصوصی ویب سائٹ بنا کر www.thisisnotaninvitationtorapeme.co.uk (یہ میری طرف سے آبروریزی کا دعوت نامہ نہیں ہے) بنا رکھا ہے، مگر وہ یہ یاد رکھیں کہ ہر شک و عنبر کی خوشبو کو زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جاسکتا ہے۔

(۹) اختلاط مرد و زن۔

اس موضوع پر گفتگو سے پہلے چند باتیں خاص طور پر ذہن نشین رہیں:-

- (الف) یہ عنوان مکمل کیے بغیر آپ یہ کتاب بند نہیں کریں گے۔
- (ب) تعلیم چاہے دینی ہو یا دنیاوی، ہم اس کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم مرد و عورت دونوں کی تعلیم کی حمایت کرتے ہیں بشرطیکہ طریقہ اور نتیجہ غلط نہ ہو اور ان کا جنس مخالف سے اختلاط نہ ہو۔
- (ج) اسلام ضرورت مند خواتین کی باعزت اور غیر مخلوط جائز نوکری کے خلاف نہیں ہے۔
- (د) آج کی تاریخ میں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں امریکہ و یورپ دنیا کے قائد ہیں اور

اس کے لیے وہ تعریف کے مستحق ہیں، جو اس معاملہ میں ان کی مساعی سے منہ موڑے وہ حقیقت پسند نہیں۔ سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں یقیناً امریکی و مغربی ایجادات تقلید کے قابل ہیں لیکن انسان اور انسانیت کا گراف امریکہ میں کم ترقی یافتہ ملکوں کی بہ نسبت بہت زیادہ گرا ہوا ہے۔ آپ حیرت زدہ ہوں گے یہ جان کر کہ امریکہ میں ہر چھٹی (بلکہ پانچویں) عورت اور امریکی کالجوں میں پڑھنے والی ہر چوتھی لڑکی جنسی زیادتی یا عصمت دری کی شکار ہے۔ Wikipedia (اور بہت ساری نیوز اور تحقیقاتی ایجنسیوں کی ویب سائٹ پہ) The U.S Bureau of Justice Statistics کے حوالے سے لکھا ہے:

"One of six U.S. women has experienced an attempted or completed rape. More than a quarter of college age women report having experienced a rape or rape attempt since age 14."

(http://en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics)

(<http://www.oneinfourusa.org/statistics.php>)

(<https://www.rainn.org/get-information/statistics/sexual-assault-victims>)

(www.nytimes.com/2011/12/15/health/nearly-1-in-5-women-in-us-survey-report-sexual-assault.html?_r=0)

”ہر چھ میں سے ایک امریکی خاتون جنسی زیادتی یا مکمل عصمت دری کی شکار ہو چکی ہے۔

کالج عمر کی لڑکیوں / خواتین میں سے ایک چوتھائی سے زائد نے ۱۴ سال کی عمر سے اپنے

خلاف جنسی زیادتی یا عصمت ریزی کی اطلاع دی ہے۔“

یقیناً آپ بھی یہی کہیں گے کہ امریکی ترقی کا یہ پہلو اور اس کے اسباب ہمارے

لیے قابل تقلید نہیں ہیں۔

اسلام اور عقل دونوں نے مرد و عورت کے ملن کی ایک حد مقرر کی ہے۔ خاص کر

جب کسی مقام پہ صرف وہی دونوں جمع ہوں یا خلوت ہونے کا اندیشہ غالب ہو تو ضروری ہے

کہ ان میں خون یا دودھ کے ذریعہ کافی قریبی رشتہ ہو مثلاً باپ، دادا، بھائی، چچا، ماموں بیٹا،

بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسا وغیرہ یا شوہر ہو یا اس کا باپ، دادا اور بیٹا، پوتا، نواسا ہو، اسی طرح

رضاعی رشتہ دار۔ ان کے علاوہ مردوں کے ساتھ تنہائی کا نظام حرام اور سخت حرام ہے۔ اسی

لیے اسلام مخلوط تعلیم (Co-Education) اور مخلوط آفس اور کارخانہ و فیکٹری وغیرہ

(Co-Workplace) جہاں مرد و عورت ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے، کام کرتے اور میل

جول رکھتے ہیں، ان کو ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ نامحرم سے میل جول رکھنے میں حرام کاری اور

عصمت دری کا اندیشہ بہت حد تک رہتا ہے۔

آن لائن فری انسائیکلو پیڈیا نے دنیا بھر کے ممالک میں خواتین کے ساتھ ہونے

والی جنسی زیادتی کی تفصیل http://en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics

پر پیش کی ہے جن میں سے تین ملک امریکہ، برطانیہ اور آسٹریلیا میں عصمت دری کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے درج ذیل باکس بنایا گیا ہے۔ ذرا آپ بھی غور سے دیکھیں:

Source	Current or Former Intimate Partner	Another Relative	Friend or Acquaintance	Stranger
US Bureau of Justice Statistics	26%	7%	38%	26%
Australian Government Statistics	56%	10%	27%	8%
UK Home Office (for comparison)	45.4%	13.9%	29.6%	11%
TOTAL	42.46%	10.3%	31.53%	15%

اس باکس کی آخری لائن یعنی ٹوٹل ہماری طرف سے ہے۔ اب ہم اس کا اردو

ترجمہ بھی قارئین کے لیے پیش کر دیتے ہیں:

اجنبی	دور کا دوست یا ہلکی جان پہچان والا	دوسرے رشتہ دار	موجودہ یا سابق انتہائی قریبی آشنا	ذریعہ معلومات
۲۶%	۳۸%	۷%	۲۶%	امریکی محکمہ انصاف کا اعداد و شمار
۸%	۲۷%	۱۰%	۵۶%	آسٹریلیائی حکومت کا اعداد و شمار
۱۱%	۲۹.۶%	۱۳.۹%	۴۵.۴%	برطانوی وزارت داخلہ کا اعداد و شمار
۱۵%	۳۱.۵۳%	۱۰.۳%	۴۲.۴۶%	کل

یعنی ۸۵ فیصد زانیہ بالجبر (Rapist) عورت کے شناسا اور رشتہ دار ہوتے ہیں جو اس

کے اعتماد و یقین کا خون کرتے ہوئے اس کی عصمت پہ ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ اس میں بھی تقریباً آدھے وہ لوگ ہیں جن سے عورتیں بہت قریب رہتی ہیں اور ان پر بہت زیادہ بھروسہ کرتی ہیں۔

آئیے! اب براعظم ایشیا میں شامل دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہندوستان

کے حالات کا جائزہ لیں۔ آئی بی این لائیو ڈاٹ کام کے ۶ مارچ ۲۰۱۳ء کی آن لائن

اشاعت میں شائع قومی راجدھانی دلی پولیس کی اس رپورٹ کو ملاحظہ فرمائیں:

"police say that the surge in number of rape cases could not be directly attributed to the law and order situation as more than 97

per cent of rape accused were known to the victims. Last year, in all the rape cases except 26 cases, the accused were known to the victim - 207 were family members and 200 friends. Of the 706 cases last year,"

(www.ibnlive.com, March 06, 2013)

(http://ibnlive.in.com/news/rape-cases-on-the-rise-in-delhi-in-2013-over-150-
rapes-between-jan-and-feb-15/376981-3-244.html

(www.timesofindia.indiatimes.com/city/delhi/Rape-cases-double-in-Delhi-despite-
campaigns/articleshow/18831064.cms)(www.indiatoday.intoday.in/story/rape-cases-
double-in-delhi-home-ministry-mullappally-ramachandran-rajya-sabha/1/256713.html)

(http://post.jagran.com/womens-day-a-token-celebration-delhi-witnesses-four-
rapes-a-day-1362631962)(http://news.outlookindia.com/items.aspx?artid-791668)

”پولیس کا کہنا ہے کہ عصمت دری کی بڑھتی تعداد کے لیے لائینڈ آرڈر کو براہ راست ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا ہے، کیونکہ ۹۷ فیصد سے زائد ملزم متاثرہ خواتین کے لیے جانے پہچانے ہیں، سال گذشتہ کے ۷۰۶ کیسیز میں سے ۲۶ مقدمات کے علاوہ ۲۰۷ ملزم خاندانی ممبر ہیں جبکہ ۲۰۰ ملزم قریبی دوست ہیں۔“

جب وزیراعظم (اور عملاً ایک خاتون سونیا گاندھی کی وزارت عظمیٰ میں) اور ایک خاتون صدر (پرتھو پائل) کی ناک کے نیچے خواتین محفوظ نہیں، تو پھر ناگ لینڈ اور آسام کے چھوٹے قصبوں اور دیہات کی آفس میں کام کرنے والی خواتین کا کیا حال ہوگا؟؟

دلی پولیس کے الفاظ یہ غور کریں! ان کا صاف کہنا ہے کہ وہ سڑکوں اور عوامی جگہوں پہ ہونے والی آبروریزی کی ذمہ داری تو کچھ حد تک لے بھی سکتے ہیں مگر آفس، کام کی جگہوں، دوستی، شناسائی اور رشتہ داری میں ہونے والے حادثات کی ذمہ داری سے وہ مکمل طور پہ بری الذمہ ہیں، کیونکہ وہاں کے حادثات کو روکنا ان کے بس کا کام نہیں ہے، ان کی طاقت و قوت اور سوچ و فکر اس لائق نہیں ہے کہ ان جگہوں پہ ہونے والے کیسیز کو روک سکیں، ان کے بس میں بس اتنا ہے کہ وہ ان جگہوں کے حادثات کی ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ (FIR) لکھ لیں اور آگے کی کارروائی کریں۔ یہی حال ریاست تامل ناڈو (ہند) کا ہے جہاں ۲۰۱۳ء میں ہوئے ۹۵ فیصد سے زائد آبروریز متاثرہ بچی/خواتین کے رشتہ دار یا قریبی شناسا تھے۔

(www.thhindu.com/news/national/tamil-nadu/rapes-in-tamil-nadu-on-the-rise-over-last-3-years/article6229525.ccc)

لگے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش (بھارت) کے رخصت

پذیر گورنر عزیز قریشی کے یہ الفاظ بھی پڑھ لیں:

"Incidents of rape could not be stopped even if the entire police force was deployed for women's safety, only a divine intervention could

check such crimes.... It's possible perhaps if god takes an incarnation and comes down, otherwise the crime can't be controlled."

(The Hindu Daily, Chennai Edition, India, 22 July, 2014, P.No.14)

”اگر پوری پولیس فورس کو صرف عورتوں کی حفاظت کا ذمہ دے دیا جائے تو بھی عصمت دری کے واقعات نہیں روکے جاسکتے ہیں، صرف مددِ الہی اس طرح کے جرائم کو روک سکتی ہے، جو اسی وقت ہوگا جب (معاذ اللہ) خدا انسانی پیکر میں اتر آئے، ورنہ آبروریزی کو کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ہے۔“

انگریزی اقتباس کا خط کشیدہ لفظ خاص توجہ کا طالب ہے۔ ایک ہوتا ہے ختم کرنا اور ایک کنٹرول کرنا۔ ختم کرنے کی ذمہ داری تو کوئی بھی قانون نہیں لے سکتا ہے، البتہ! ہم یہ چیلنج کرتے ہیں کہ اگر ایمانداری سے اسلامی آئین کو نافذ کیا جائے اور اہل لوگوں کو مناسب تفویض کیے جائیں تو اس حد تک ضرور کمی آئے گی جس کے لیے کنٹرول کرنے کا جملہ استعمال کرنا صحیح ہوگا۔

اس مقام پہ ہم عقلمندوں سے ایک سوال ضرور کرنا چاہیں گے، کسی کو بھی شروع میں ہی چوری کی حقیقت بتا کر اس کے وسائل و اسباب سے دور کر دینا بہتر ہے یا پہلے اس کو چوری کے لیے ماحول بنا کر دینا اور پھر چوری کرنے پر سزا دینا؟؟ بس یہی فرق ہے اسلامی نقطہ نظر اور دور جدید کے مغربی و امریکی حکمرانوں کی سوچ میں، اور باقی دنیا کے دوسرے حکمرانوں کا کیا کہنا، وہ بے چارے تو مغرب کی حمایت میں دن کو رات کہنے کے لیے پہلے سے تیار کھڑے ہیں۔ کیا مجرم کو سزا دینے سے اس عورت کا کھویا ہوا وقار واپس آجائے گا؟ کیا معاشرہ اسے اسی نگاہ سے دیکھے گا جس نگاہ سے پہلے دیکھتا تھا؟؟ اسی لیے اسلام یہ چاہتا ہے کہ پہلے اسباب و وسائل بند کیے جائیں، قانون کے ذریعہ دونوں کو الگ الگ رکھا جائے، پھر اس کے باوجود بھی یہ حادثہ ہو تو پھر ایسے شریر لوگوں سے سختی سے پننا جائے، جو آخری راستہ ہے۔ دلی پولیس کے ان الفاظ کو سامنے رکھ کر اگر آپ اسلامی قانون کا جائزہ لیں تو یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ اگر نظامِ مصطفیٰ ﷺ پہ عمل کیا جاتا تو دلی میں ۲۰۱۲ء میں پیش آئے ۷۰۶/ میں سے صرف ۲۶ حادثات (جن میں مجرم اجنبی تھے) ہی ہوتے، بلکہ وہ بھی نہ ہوتے کیونکہ اسلام نے ایسے مجرموں کے لیے پتھر کی سزا کا حکم دیا ہے جسے دلی کے انڈیا گیٹ پہ اگر ایک مرتبہ نافذ کر کے دکھا دیا جائے تو کم از کم اگلے ایک سال تک کوئی ریپ کیس نہیں ہوگا۔

ذرا ایک اور رپورٹ پڑھیے:

"Bangkok. About two-third of women journalists have experienced abuse, harassment or threats at work, according to first global survey on violence against women working in the news media. The survey by the Washington-based International Women's Media Foundation and the London-based International News Safety Institute included 822 women media workers interviewed between July and late November this year. It found that the majority of threats, intimidation and abuse directed towards women media workers occurred in the work place and were committed by male bosses, supervisors and co-workers, according to a press release." It is shocking to see that more than half (64.48 per cent) of the 822 women journalists who responded to our survey have experienced some sort of 'intimidation, threats or abuse' in relation to their work," said Elisa Lees Munoz, Executive Director of the IWWMF. The survey found that the majority of women who are harassed do not report what has happened to them, despite the fact that more than half of them confirmed that the experience had a psychological impact, the release said. Almost 29 per cent of the respondents worked in Asia and the Pacific, over 21 per cent in North America, 19 per cent in Europe, about 13 per cent in Africa, 11 per cent in Latin and South America, and 5 per cent in Arab states. The survey was carried out with funding from the Government of Austria and supported by UNESCO."

(www.ibnlive.com, December 03, 2013)

(http://ibnlive.in.com/news/twothird-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-survey/437464-2.html)(www.thehindubusinessline.com/news/international/twothirds-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-survey/article5418005.ece)(www.thehindu.com/todays-paper/tp-national/twothirds-of-women-journalists-face-intimidation-abuse-survey/article5419717.ece)(www.samachar.com/two-thirds-of-women-journalists-face-abuse-or-harassment-nmdqK0gh)

”بینکاک، تقریباً دو تہائی خواتین صحافی کو اپنے کام کی جگہ پہ بدسلوکی، دھمکی اور عزت پہ حملہ جیسے تجربات سے گذرنا پڑا ہے۔ واشنگٹن کی تنظیم ”انٹرنیشنل ویمنس میڈیا فاؤنڈیشن“ اور لندن کی ”انٹرنیشنل نیوز سیفٹی انسٹی ٹیوٹ“ نے نیوز میڈیا میں کام کر رہی خواتین کے خلاف بدسلوکی کے پہلے عالمی سروے میں جولائی تا نومبر ۲۰۱۳ء کے درمیان ۸۲۲ خواتین صحافی سے انٹرویو لیا۔ سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ دو تہائی خواتین صحافی کو اپنے پاس، نگران اور ساتھ کام کرنے والوں مردوں سے بدتمیزی، بدسلوکی اور جنسی حملہ جیسی چیزوں کا سامنا خود کام کی جگہ میں کرنا پڑا ہے۔ ”آئی ایم ڈبلیو ایف“ کی ایگزیکٹیو ڈائریکٹر ”ایسالیز مونوز“ نے کہا: یہ بہت چونکا دینے والی بات ہے کہ ہمارے سروے کا جواب دینے والی ۸۲۲ خواتین میں سے زائد از نصف (۶۴.۴۸ فیصد) کو ان کے کام سے متعلق معاملات میں بدسلوکی، چھیڑ چھاڑ اور استحصال جیسے مرحلہ سے

گذرنا پڑا“ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اکثر و بیشتر خواتین صحافی اپنے ساتھ پیش آئے حادثات کی کسی کو اطلاع نہیں دیتی ہیں۔ پچاس فیصد سے زیادہ خواتین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ معاملات جسمانی بدسلوکی سے متعلق ہوتے ہیں۔ سروے کا جواب دینے والی خواتین میں تقریباً ۲۹ فیصد ایشیا اور پسیفک میں کام کرتی ہیں، ۲۱ فیصد سے زائد شمالی امریکہ میں، ۱۹ فیصد یورپ میں، ۱۱ فیصد لاطینی اور جنوبی امریکہ میں جبکہ ۵ فیصد عرب ممالک میں برسر روزگار ہیں سروے آسٹریائی حکومت اور (اقوام متحدہ کی ذیلی تنظیم) یونیسکو کی مالی مدد سے کیا گیا ہے۔“

مطلب اس سروے ٹیم کو امریکہ و یورپ اور اقوام متحدہ کی سرپرستی حاصل تھی۔ یہ عورتوں کی کہانی ہے جن کے ہاتھ میں قلم اور میڈیا کی طاقت ہے پھر بھی مجبوراً اپنی زبان بند رکھ رہی ہیں تو پھر دوسرے اداروں اور جگہوں کا حال کیا ہوگا اس کا صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب زبان و قلم کی طاقت سے لیس خواتین کے ساتھ جنسی زیادتی اور عصمت دری کا تناسب دو تہائی ہے تو زبان نوکری پیشہ عورتوں کی کتنی فیصد اس کی شکار ہو چکی ہوں گی اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ یہ زبردستی کے واقعات ہیں اور بخوشی کے حالات کیا ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

انصاف اور اعلیٰ اقدار سے سب سے زیادہ جن لوگوں کے مزین ہونے کی امید جاسکتی ہے ان میں مذہبی رہنما اور حج صاحبان سرفہرست ہیں، مگر اختلاط مرد و زن ان کے تقدیر کے لیے بھی زہر ہے۔ دیکھیں خود کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

One in 50 priests is a paedophile. Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up."

www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html (<http://www.independent.co.uk/news/world/europe/pope-francis-one-in-50-catholic-priests-bishops-and-cardinals-are-paedophiles-9602919.html>) (<http://www.bbc.com/news/world-europe-28282050>) (<http://www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles>) (<http://www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile>)

”ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کا مرتکب ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیدپا پوتی میں بھی ملوث ہیں۔“

پہلے کی حالت آپ نے پوپ کی زبانی ملاحظہ فرمائی ہے، آئیے! اب حج صاحبان

بارے میں جانیں:

"Orange County Superior Court Judge Scott Steiner censured for engaging in sexual activity in his chambers on multiple occasions. Kern County Superior Court Judge Cory Woodward carried on an intimate affair with his court clerk from July of 2012 until May of last year. Both judges censured by state Commission on Judicial Performance. Commission called it 'the height of irresponsible and improper' behavior. Both Woodward and Steiner were allowed to remain on the bench despite the censure"

(www.dailymail.co.uk/news/article-2741537/Two-California-judges-censured-having-sex-multiple-women-chambers.html)

(www.sfgate.com/news/article/Two-California-judges-disciplined-for-having-sex-5728796.php)

(www.latimes.com/local/la-me-judges-sex-censure-20140903-story.html)

”اورینج کاؤنٹی اعلیٰ عدالت کے جج اسکاٹ اسٹینر کو اپنے عدالتی چیمبر کے اندر متعدد مواقع

پہ (مختلف عورتوں کے ساتھ) جنسی تعلقات بنانے کی وجہ سے پھٹکار لگائی گئی ہے، کیرن

کاؤنٹی عدالت عالیہ کے جج کوری وڈوارڈ جولائی ۲۰۱۲ء تا مئی ۲۰۱۳ء اپنی (خاتون) کورٹ

کلرک کے ساتھ جنسی تعلقات میں ملوث رہے، عدالتی پرفارمنس کے لیے دونوں کی سرزنش

کی گئی ہے۔ کمیشن نے اسے ’بہت زیادہ غیر ذمہ دار اور غلط رویہ‘ قرار دیا، تاہم زجر کے

باوجود وڈوارڈ اور اسٹینر دونوں کو ان کے عہدوں پہ بحال رکھا گیا ہے۔“

تھوڑی دیر رک کر جائزہ لیں! تقریباً ایک سال تک ایک جج کا چیمبر بطور طوائف

خانہ استعمال ہوتا رہا اور وہ بھی خود جج صاحب کے ذریعہ مگر انتظامیہ بے خبر، جو لوگ سرکاری

نوکریوں میں ہیں یا نوکری پیشہ کے دوست ہیں وہ میرے اس قول کی تصدیق کیے بغیر نہیں رہ

سکیں گے کہ چلتا بہت زیادہ ہے مگر ٹینشن کوئی نہیں لیتا۔ ان میں بالخصوص جناب وڈوارڈ

صاحب نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ تو یورپ و امریکہ کی چشم کشائی کے لیے کافی سے زائد ہے:

"The commission said Woodward passed notes of a sexual nature to the clerk during court proceedings and lied about the relationship when confronted by his presiding judges in a bid to block her transfer."

”کمیشن کا کہنا ہے کہ وڈوارڈ نے عدالتی کارروائی کے دوران جنسی نوٹ کو خاتون کلرک کی طرف

بڑھایا اور تعلقات اس وقت قائم کیے جب اپنے صدر جج کے ذریعہ اس کلرک کا تبادلہ رُکوا دیا۔“

اور یہ حال صرف برطانیہ ہی کا نہیں ہے، اگست ۲۰۱۴ء سے ہندوستانی سپریم کورٹ

مدھیہ پردیش ریاست کے گوالپارڈ سٹرکٹ اینڈ سیشن (خاتون) جج کے ذریعہ ریاستی ہائی کورٹ

جج کے خلاف لگائے جانے والے سنگین جنسی زیادتی کے الزامات کی چھان بین میں مصروف

ہے۔ ابھی تک عدالت عظمیٰ کسی نتیجہ پہ نہیں پہنچ سکی ہے۔ مگر ہائی کورٹ جج نے تمام الزامات کو خارج کر دیا ہے۔ دونوں میں سے جو بھی سچا ہو، مگر یہ بات تو صاف ہے کہ یہ فتنہ اس لیے اٹھا کہ ہم نے اختلاط مرد و زن کی عام اجازت دی ہے، اگر یہ اجازت عام نہ ہو تو پھر اس طرح کے مسائل پیدا ہی نہیں ہوں گے۔ اگر الزامات سچے ہیں تو یہ ایک بڑی بات ہوگی کیونکہ اپنی شکایت میں متاثرہ نے جج صاحب کی جس ہمت و جرأت کا ذکر کیا ہے وہ یقیناً بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر دے گی۔ آپ تفصیل جاننا چاہیں تو درج ذیل لنک پہ کلک کریں:-

(<http://timesofindia.indiatimes.com/India/Supreme-Court-stays-MP-high-court-probe-into-sexual-harassment-case/articleshow/41229249.cms>)

(<http://www.hindustantimes.com/comment/barkhadutt/when-a-woman-undermines-the-horror-of-rape/article1-1258001.aspx>)

(<http://www.thehindu.com/news/national/gwalior-judge-sexual-harassment-case-supreme-court-stays-probe-panel-appointed-by-madhya-pradesh-chief-justice/article6362865.ece>)

جب اختلاط مرد و زن کی آگ سے انصاف و اقدار کے اعلیٰ محل نہیں بچ سکے تو پھر عام

لوگوں کے بچنے کی امید کیونکر کی جاسکتی ہے۔ امریکہ و برطانیہ میں 'ناجائز تعلق' کا تناسب یہ ہے:

"Although precise figures remain elusive, surveys in the UK and the U.S. suggest that between 25 and 70 per cent of women — and 40 and 80 per cent of men — have engaged in at least one extramarital sexual encounter."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-worryingly-common.html)

(www.telegraph.co.uk/culture/10230794/Our-Cheating-Hearts-Love-and-Loyalty-Lust-and-Lies-by-Kate-Figes-review.html)

(<http://kuhu-unplugged.com/infidelity-a-grave-mental-trauma>)

”صحیح گنتی اگرچہ پورے طور پہ معلوم نہیں ہے مگر امریکہ و برطانیہ میں کیے گئے سروے کا آنکڑا یہ

ہے کہ ۲۵ تا ۷۰ فیصد برطانوی اور امریکی خواتین جبکہ ۴۰ تا ۸۰ فیصد برطانوی اور امریکی

مردوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ غیر سے تعلقات قائم کیا ہے۔“

ترقی یافتہ ممالک کی سماجی حالت کا یہ پہلو ہوش اڑا دینے والا ہے:

"Having an extramarital affair not only can hurt children, but also a marriage and family. The percentage of affairs with a co-worker has increased. Dr. Shirley Glass, a marriage and family therapist in her practice over the last two decades found that 46 percent of unfaithful wives and 62 percent of unfaithful husbands had affairs with someone at work."

(<http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf>)

(www.shirleyglass.com/introduction.htm)(www.selfgrowth.com/articles/do_men_cheat_more_women.html)

(<http://webcentera.netscape.com/love/package.jsp?name=ftc/intheoffice/intheoffice>)

”خارج شادی تعلقات نہ صرف بچوں کے لیے نقصان دہ ہیں بلکہ شادی اور خاندان پہ بھی برا اثر ہو سکتا

ہے، ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ جنسی تعلقات کا فیصد بڑھ گیا ہے، شادی اور خاندانی امور کے ماہر معالج ڈاکٹر شرلی گلاس نے اپنی دو دہائی (بیس سالہ) عملی زندگی میں یہ پایا کہ ۴۶ فیصد بے وفا خواتین اور ۶۲ فیصد بے وفامردوں کا اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ ناجائز تعلق ہے۔“

یہ حالت ہے سپر پاور اور اس کے حواریوں کی!! اس رپورٹ کا ایک ایک نقطہ ارباب بست و کشاد کو دعوت دے رہا ہے کہ وہ اسلامی قوانین کو اپنائیں اور ساتھ ہی اپنے اہل خانہ سے مخلوط نوکری کروانے سے بچیں۔ مخلوط آفس اور مخلوط کام کی جگہیں کس گھر میں تبدیل ہو چکی ہیں، شاید اس کی وضاحت کی ضرورت اب باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی مضمون میں ماورائے شادی تعلقات کے اسباب اور ان سے بچنے کی تدبیریں بتائی گئی ہیں، جن کا ایک ایک نقطہ اسلام کی حمایت میں بے نیام نظر آتا ہے۔ پہلے اسباب پڑھیں:

"An extramarital affair may happen when there is frequent interaction with coworkers through interest or pressure over a project. There is also a physical attraction, and they start to share more of themselves alone with the person they work with. Emotional intimacy may be developed and lead to an affair."

(<http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf>)

”ناجائز تعلق اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اپنی دلچسپی یا کسی پروجیکٹ کے دباؤ کے باعث ساتھ کام کرنے والے کے ساتھ قریبی رابطہ بن جاتا ہے، جہاں جسمانی کشش بھی ہوتی ہے۔ اور پھر ساتھ کام کرنے والے کے ساتھ تنہائی کو زیادہ سے زیادہ شیر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جذباتی رشتہ پروان چڑھ کر ناجائز تعلق قائم کر سکتا ہے۔“

اسباب کو بیان کرنے کے بعد احتیاطی تدابیر کو بیان کیا:

"•Avoid being alone with coworkers of the opposite sex. Being alone with each other may create a chance of having an affair."

(<http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf>)

(<http://healthymarriage.com/Work.htm>) (www.yubasuttermarriage.com/marriagetips/coworkers.html)

(<http://www.ldsliving.com/story/73109-can-married-people-have-friends-of-the-opposite-sex>)

(<http://foundationrestoration.org/2012/07/the-rules-of-opposite-gender-friendships>)

(<http://peacefulwife.com/2012/01/15/the-danger-zone-of-guy-friends-for-married-women>)

”ساتھ کام کرنے والے جنس مخالف کے ساتھ خلوت سے بچیں، اس کے ساتھ خلوت ناجائز تعلق پیدا کر سکتا ہے۔“

آفریں برتو!! اسلامی قانون کہ دو اجنبی مرد و عورت کی خلوت ناجائز ہے، کی بڑی خوبصورت تشریح ڈاکٹر شرلی گلاس نے پیش کی ہے۔ یہ پیغمبر اسلام ﷺ کی اس حدیث کی تصدیق ہے:

”أَلَا لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ.“

”کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں جمع نہیں ہوتا مگر وہاں ان دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔“

(جامع الترمذی: باب ما جاء في لزوم الجماعة، مسند أحمد: عن عمر، عن جابر، عن عامر بن عقبة)

شاید ہی کوئی ایسا ملازم یا مالک ہوگا جو یہ کہہ سکے کہ مخلوط کمپنیوں اور مخلوط آفسوں میں کام کرتے ہوئے ان کی ۲۵-۳۵ سالہ ملازمت میں کبھی یہ موقع نہیں آیا جب جنس مخالف کے ساتھ ان کی خلوت ہوئی ہو۔ بلکہ دنیا کے اکثر و بیشتر آفس، بینک، بنیادی مراکز صحت (PHCs) سب ڈسٹرکٹ ہاسپٹل، نرسنگ ہوم، پری پرائمری اور نرسری اسکول، چھوٹی چھوٹی دوکانوں اور کام کی دیگر جگہوں میں یہ موقع بار بار بلکہ اکثر و بیشتر آتا ہے جب دو جنس مخالف خلوت میں ہوتے ہیں، اسی لیے اسلام نے ذریعہ گناہ بننے والے اختلاط کی ان جگہوں کو مرد و عورت کے لیے جدا جدا بنانے کا حکم دیا اور مشترکہ کو حرام قرار دیا ہے۔ کچھ اور تدبیر بتائی گئی:

•Keep conversation with coworkers of the opposite sex on work related topics. When the conversation moves to a more personal level, you need to stop and make a quick exit."

(<http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf>)

(<http://healthymarriage.com/Work.htm>) (www.yubasuttermarriage.com/marriage/coworkers.html)

(<http://foundationrestoration.org/2012/07/the-rules-of-opposite-gender-friendships>)

”ساتھ میں کام کرنے والے جنس مخالف سے صرف کام سے متعلق موضوعات پہ بات کریں،

مگر جب بات خاندان اور ذاتی امور پہ پہنچے تو فوراً خود کو روکیں اور موضوع ختم کر دیں۔“

یہ ناممکن کی حد تک مشکل تدبیر ہے، شاید ہی دنیا کا کوئی ایسا ملازم ہو سکتا ہے جو یہ

کہہ سکے کہ اس نے کبھی کسی جنس مخالف عملہ سے ذاتی اور خاندانی امور پہ بات نہ کی ہو۔

ایک اور وجہ کی نشاندہی کی گئی:

•Emotional intimacy with a coworker can be dangerous and cause more harm to your marriage than a onenight stand."

(<http://extension.missouri.edu/jackson/documents/Articles/Relationships/ExtramaritalAffairsintheWorkplace.pdf>)

(<http://healthymarriage.com/Work.htm>) (www.yubasuttermarriage.com/marriage/coworkers.html)

”ساتھ میں کام کرنے والے سے جذباتی رشتہ خطرناک ہو سکتا ہے اور آپ کی شادی کو ایک

رات کے قیام سے بھی زیادہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔“

یہ ایک ناممکن تدبیر ہے کیونکہ ایک کمپنی اور آفس میں ہر طرح کے لوگ ہوتے

ہیں، کوئی خوشی میں ڈوبا ہوتا ہے تو کوئی غم میں، کوئی بچپن میں خوشحال رہتا ہے تو کوئی پریشان، کسی کا حال اچھا ہوتا ہے تو کسی کا تکلیف دہ، جس کا بیان نہ چاہتے ہوئے بھی ہو جاتا ہے۔ رشتہ داروں کی موت اور خوشی کے موقع پہ ملن ہوتا اور یوم پیدائش، نئے سال، یوم آزادی اور تہوار وغیرہ کے مواقع پہ ایس ایم ایس اور کال وغیرہ کا تبادلہ ہوتا ہے نیز ایک دوسرے کے گھر پہ آنا جانا ہوتا ہے اور یہ سب جذباتی رشتہ قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ آدمی بحیثیت انسان ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتا ہے اور یہی چیزیں دوست بناتی اور دشمنی پیدا کرتی ہیں جسے جذباتی رشتہ کہا جاتا ہے۔ اور بائبل کے الفاظ میں:

"Can a man take fire in his bosom, and his clothes not be burned? Can one go upon hot coals, and his feet not be burned?" (Proverb, 6/27-28)

”کیا ممکن ہے کہ آدمی اپنے سینہ میں آگ رکھے اور اُسکے کپڑے نہ جلیں؟ یا کوئی انگاروں پر چلے اور

اُسکے پاؤں نہ جھلسیں؟“

(امثال: ۶/۲۷-۲۸)

ہندوستانی سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج اشوک کمار گانگولی جو حالیہ دنوں مغربی بنگال ریاستی حقوق انسانی کمیشن کے چیئرمین کے عہدہ پہ فائز ہیں، ان کے خلاف سپریم کورٹ کے تین ججوں کی کمیٹی نے ایف آئی آر درج کرنے کی سفارش کر دی ہے۔ ان پر الزام ہے کہ انہوں نے ۲۳ دسمبر ۲۰۱۲ء کو دہلی کے ایک ہوٹل میں اپنی زیرنگرانی ریسرچ کر رہی طالبہ قانون خاتون کے ساتھ جنسی زیادتی کی ہے۔ اگر یہ الزام صحیح ہے تو یہ سوال اٹھنا فطری ہے کہ عدلیہ کے سب سے بڑے سرچشمہ کا ایک نمائندہ کس طرح ایسی حرکتوں کے لیے ہمت جٹا پایا؟؟ کہیں نہ کہیں قانون یا نظام انصاف میں کوئی نہ کوئی ایسا نقص ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے اے کے گانگولی نے اپنی پوتی عمر کی لڑکی پہ جنسی حملہ کیا اور وہ بھی اس وقت جب دہلی کی شاہراہیں، راشٹریہ پتی بھون اور وزیراعظم ہاؤس ان مظاہرین سے محصور تھے جو عزت لٹیروں کے لیے سرعام پھانسی اور اسلامی قانون کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اگر یہ الزام باطل ہے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اختلاط کی غلط صورت نے خاتون طالبہ کو ایسا موقع فراہم کیا کہ وہ سپریم کورٹ کے سبکدوش جج کی عزت سے کھیلے۔

ہندوستانی صحافت میں ایک مشہور نام ”تہلکہ میگزین“ کا ہے جس کا ذکر آٹے ہی

ہندوستان کی سیاست میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ اس کے بانی اور چیف ایڈیٹر ترون تیج پال گوا پوس کی حراست میں ہیں، ان پر الزام ہے کہ انہوں نے اپنے ماتحت کام کر رہی صحافی خاتون کے ساتھ ریاست گوا (ہند) کے ایک ہوٹل کے لفٹ میں جنسی زیادتی کی ہے۔

پورٹ بلیئر، جزائر آندمان نکوبار، ہند۔ سلی گوڑی، مغربی بنگال۔ ہند اور کولکاتہ،

مغربی بنگال۔ ہند تینوں جگہ سے بہ یک وقت شائع ہونے والے روزنامہ "The Echo

of India" کے پورٹ بلیئر ایڈیشن بتاریخ ۶ دسمبر ۲۰۱۳ء کے آخری صفحہ پہ الہ آباد ہائی

کورٹ یو پی (ہند) کی لکھنؤ بینچ کے متعلق یہ خبر چھپی ہے:

"LUCKNOW, DEC 5 /--/ The Allahabad High Court today constituted a committee to check cases of unfair treatment to women counsels. The order was passed by the bench of the Justice Devi Prasad Singh and Justice Ashok Pal Singh of the Lucknow bench of the High Court on a petition filed by Sandhya Dubey and others. On behalf of the petitioners counsel Ranjana submitted that recently, ladies working in the court have been treated unfairly and have suffered eve-teasing in spite of SC judgement in Vishakha case. She said that no committee has been constituted by the HC in Oudh Bar Association to deal with complaints of eve-teasing and molestation of women." (The Echo of India, Port Blair, A&N, India, December 6, 2013, P8)

"لکھنؤ، ۵ دسمبر، آج الہ آباد ہائی کورٹ نے خواتین قانون دانوں کے خلاف بدسلوکی کے کیسز

کی تحقیقات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے، سندھیادوبے ودیگر کی درخواست پہ ہائی کورٹ

کی جسٹس دیوی پرساد سنگھ اور جسٹس اشوک پال سنگھ کی بینچ نے یہ حکم جاری کیا۔ درخواست دہندہ

کی وکالت کرتے ہوئے وکیل رجنانے یہ بات رکھی کہ وشاکھا کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ

کے بعد بھی حالیہ دنوں میں عدالت میں کام کر رہی خواتین کو فقرہ بازی کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں

نے عدالت سے مزید آگاہی دی کہ اودھ بار ایسوسی ایشن میں ہائی کورٹ کی جانب سے عورتوں

پہ فقرہ بھپتی اور جنسی حملہ جیسی شکایتوں سے نپٹنے کے لیے کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی ہے۔"

تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر کر آپ حالات کا جائزہ لیں اور سوچیں کہ جب قانون

داں اور دوسروں کے لیے انصاف کی لڑائی لڑنے والی خواتین کے ساتھ کورٹ کے اندر

چھیڑ خانی اور جنسی حملہ جیسے جرائم کا ارتکاب کیا جاسکتا ہے تو پھر ہم اور آپ کس کی پاکدامنی کا

آنکھیں بند کر کے سو فیصد یقین کر سکتے ہیں؟؟؟ ویسے آپ کی اطلاع کے لیے بتادیں کہ

پولیس اور فوج میں کام کرتے والی خواتین بھی جنسی حملہ اور آبروریزی جیسے حادثات سے محفوظ نہیں ہیں۔ اور اس طرح کے واقعات ہر ایسے ملک میں ہوتے ہیں جہاں دونوں کے اختلاط کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ ذرا نیویارک ٹائمز کے آن لائن ایڈیشن کی یہ خبر پڑھیں:

"Over 26,000 rapes and sexual assaults took place in the military last year, and most of the woman that actually reported it were basically kicked out of the military." (New York Times, Sep. 3, 2013)

(http://lens.blogs.nytimes.com/2013/09/03/military-rape-enemy-within-the-ranks/?_r=0)
(www.dailymail.co.uk/news/article-2733404/We-lost-jobs-reporting-raped-Haunting-photo-essay-depicts-suffering-lives-women-victims-sexual-violence-U-S-military.html)

"سال گذشتہ فوج میں ۲۶ ہزار سے زائد جنسی حملے ہوئے، اور جن خواتین نے اس کی شکایت کی ان میں سے اکثر و بیشتر کو فوج سے نکال دیا گیا۔"

اور امریکی فوج میں اوسطاً ہر سال ۱۹۰۰۰ خواتین کو آبروریزی کا سامنا کرنا پڑتا ہے:

"Women in U.S. military are more likely to be raped by fellow soldier than killed by enemy fire. According to the Department of Defense an estimated 19,000 military personnel are raped every year."

(www.reddit.com/r/todayilearned/comments/1amp4x/til_women_in_us_military_are_more_likely_to_be) (www.usnews.nbcnews.com/_news/2012/01/18/10184222-panetta-could-be-19000-military-sex-assaults-each-year) (www.theguardian.com/commentisfree/2012/jun/14/culture-coverup-rape-ranks-us-military)

(www.jonathanturley.org/2013/06/21/the-war-on-mcn)

"امریکی فوجی خواتین کو دشمن کی گولی سے زیادہ ساتھی فوجیوں کی دست درازی کا خطرہ ہے،

محکمہ دفاع کے مطابق ہر سال تقریباً انیس ہزار فوجیوں کی آبروریزی ہوتی ہے۔"

ذرا غور کریں! مردوں سے اختلاط اور ایک ساتھ کام کرنے کے سبب جب قانون

کی طاقت اور ڈنڈے، بندوق کی قوت سے مسلح نیز ہتھیار چلانے اور قتل پہ قادر، ٹرینڈ پولیس،

فوجی اور قانون داں خواتین اور وہ بھی سپر پاور امریکہ کی سپر پاور عورتوں (فوجی خواتین) کی

عزت و آبرو بھی ان کے کام کی جگہ میں محفوظ نہیں ہے تو کوئی بھی دانشور بے روک ٹوک مردو

عورت کے اختلاط کو کیسے جائز قرار دے سکتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ آبروریزی کی جو شکایات پولیس کے پاس پہنچتی ہیں ان میں بہت

سے جھوٹی ہوتی ہوں جن کو عورتیں کسی سے اپنی بھڑاس نکالنے کے لیے استعمال کرتی ہوں جیسے

یہ ممکن ہے کہ اکثر یا کثیر شکایات کسی خاص وجہ سے پہنچ ہی نہ پاتی ہوں مگر اس سے ہمارے اس

سوال پہ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ مرد و عورت کا مخلوط تعلیمی مرکز اور کاروباری ادارہ درست نہیں۔

کیونکہ شکایت سچی ہو یا جھوٹی دونوں صورتیں اسی لیے پیش آتی ہیں کہ دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں، اگر دونوں کے لیے تعلیم اور کام کی جگہ الگ الگ ہو تو پھر نہ حقیقت میں ایسا ہوگا اور نہ ہی جھوٹا کیس درج ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اختلاط کی صورتوں پہ پابندی سے عصمت درمی کے حادثات میں تقریباً ۷۵ فیصد سے زائد کمی آئے گی۔ آہستہ آہستہ یہ احساس جاگ رہا ہے کہ اختلاط مرد و عورت سے ہزار ہا فتنے جنم لیتے ہیں اور امریکی انتظامیہ بھی اسے بخوبی سمجھتی ہے، بس انہیں صرف یہ احساس اعتراف سے روک دیتا ہے کہ اس میں اسلام کی فتح مبین اور ان کے پیش روؤں کی پالیسیوں کی واضح شکست ہے۔ ڈیلی میل یو کے کی آئن لائن اشاعت (۸ اکتوبر ۲۰۱۳ء) کی ایک اہم خبر (امریکہ میں ہر سال جیل کے اندر دو لاکھ سے زائد جنسی زیادتی کے حادثات ہوتے ہیں) کے ضمن میں یہ رپورٹ بھی ہے:

"The new regulations also include banning male prison staff from doing pat-downs in women's prisons."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2449454/More-men-raped-US-women-including-prison-sexual-abuse.html)(<http://attackthesystem.com/2013/10/19/more-men-are-raped-in-the-us-than-women-figures-on-prison-assaults-reveal/>)(<http://countdowntozerotime.com/2013/10/09/as-in-the-days-of-lotmore-men-are-raped-in-the-us-than-women/>)

”نیا قانون جیل کے مرد عملہ کو زنانہ قید خانوں میں کام کرنے پہ پابندی بھی عائد کرتا ہے۔“

جس طرح وقت کا پہیہ گھوم رہا ہے اسے دیکھتے ہوئے دس بیس سالوں بعد یہ

اعتراف کیے بغیر کوئی حق پسند نہیں رہ سکے گا کہ مرد و عورت کے آزادانہ اختلاط اور کام کی مخلوط جگہوں پہ پابندی ہی واحد حل ہے، جس کی شروعات امریکہ نے جیل سے کر دی ہے۔

مرد و عورت کی دوستی شروع میں صرف دوستی ہی رہتی ہے مگر مرد خلوت پاتے ہی

شیطان کے پھندے میں آجاتا ہے، اور پھر عورت بخوشی یا بجز اس کی شیطانی شکار ہو جاتی ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے ہیں بلکہ اقوام متحدہ (UN) کی رپورٹ کہتی ہے:

"Rape was most common within intimate relationships, with a quarter of men admitting they had raped a wife or a girlfriend."

(<http://archive.indianexpress.com/news/one-in-10-men-in-parts-of-asia-have-raped-un-study/1167125>) (www.bbc.com/news/health-24021573)

(<http://indiatoday.intoday.in/story/rape-sexual-assault-asia-rapes/1/309100.html>)

”آشنائی اور دوستی کے پردے میں عصمت ریزی بہت زیادہ عام ہے، ایک چوتھائی مردوں

نے بیوی یا محبوبہ کی آبروریزی کا جرم قبول کیا ہے۔“

یہاں جو رپورٹیں ہم نے پیش کی ہیں ان میں زبردستی کے واقعات کو اجاگر کیا گیا ہے، کیونکہ اکثر و بیشتر ممالک نے آپسی رضامندی کے عمل کو غیر قانونی نہیں قرار دیا ہے۔ مطلب وہاں بے حیائی کی مکمل اجازت ہے جس کا تناسب امریکہ و یورپ میں اسی فیصد تک ہے، یعنی وہاں کے اسی فیصد تک مرد و عورت اپنے شریک حیات کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں۔ آپ ہمیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب مرد و عورت راضی ہیں تو کوئی خرابی نہیں ہے مگر ہم آپ کی اس بات سے متفق نہیں ہیں کیونکہ ہماری نظر کے سامنے کچھ ایسی خبریں بھی ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کی آنکھیں شرم سے جھک جائیں گی۔ ذرا دل پہ پتھر رکھ کر چین میں پیش آئے نومبر ۲۰۱۳ء کے اس واقعہ کو پڑھیں:

"Husband and Wife Desiring Child Discovers They Are Brother and Sister, Wife's Father and Husband's Mother Were Lovers In Jiangxi Province, a young married couple were always teased for "looking like each other". Not long ago, the wife's father suddenly spoke of a secret, it turns out that many years ago, he and the husband's mother were secret lovers. Later on, the husband's mother became pregnant, while the wife's father fell in love and married someone else. On top of that, the husband's mother has been dead for over 20 years, so this secret was almost buried forever, up until this young married couple decided to have a child In early November, the couple chose to go to the Furong Forensic Centre of the No. 2 Provincial People's Hospital in Hunan in order to do a DNA test. The results dealt them a heavy blow."

(www.chinasmack.com/2013/stories/chinese-couple-wants-child-discover-theyre-brother-sister.html) (www.malaysia-chronicle.com/index.php?option-com_k2&view-item&id-192351.chinese-couple-wants-child-discover-they%E2%80%99re-brother-and-sister&Itemid-4&tmpl-component&print-1#.VI.nz09KUdFg)

”بچے کی تمنا رکھنے والے میاں بیوی کے بارے میں انکشاف ہوا کہ وہ دونوں بھائی بہن ہیں، صوبہ جیانگ زی میں ایک جوان جوڑے کو لوگ اکثر چھیڑا کرتے تھے کہ وہ ایک دوسرے کی طرح دکھتے ہیں، زیادہ دن نہیں ہوئے کہ بیوی کے باپ نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ مدتوں پہلے وہ اور شوہر کی ماں دونوں پوشیدہ دوست تھے اور اس کی ماں حاملہ ہو گئی تھی، اسی درمیان اس مرد کو دوسرے سے محبت ہو گئی اور اس نے اس سے شادی رچالی، ایک اہم بات یہ ہے کہ بیس سال پہلے شوہر کی ماں کا انتقال ہو گیا اور یہ راز شاید ہمیشہ کے لیے دفن ہو چکا تھا کہ اس نئے جوڑے میں بچے کی خواہش پیدا ہوئی اور

انہوں نے حالیہ نومبر میں ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے ہنٹن میں واقع Provincial People's

Hospital کے فرنگ فارنسک سینٹر جانے کا انتخاب کیا جس کے نتیجے نے انہیں بدحواس کر دیا۔

ایک ناجائز تعلق مزید نئے حرام رشتوں کی بنیاد بنتا ہے اور اس طرح کے حادثات یورپ

میں بھی پیش آرہے ہیں۔ سوچئے! جہاں ۸۰ فیصد تک مرد اور ۷۰ فیصد تک عورتوں کا ناجائز تعلق

رہتا ہو وہاں کتنے غیر قانونی بچے پیدا ہوتے ہوں گے جن کے باپ ہوتے کوئی اور ہیں اور وہ

کہلاتے کسی اور کے ہیں، اور پھر اس طرح کے بھائی بہن انجانے میں ایک دوسرے کو ہمسفر

بنالیتے ہیں، ماہرین کا کہنا ہے کہ خونی رشتہ داروں میں کشش ہوتی ہے جو بہت جلد ایک دوسرے کو

قریب کر دیتی ہے۔ اس پر مزید تفصیل ”لیوان ریلیشن شپ“ کے عنوان پر ملاحظہ فرمائیں۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html)(www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.htm)

(۱۰) عورت کا شوہر یا محرم کے بغیر سفر پہ نکلنا۔

ہندوستان میں مشہور محاورہ ہے ”اکیلی عورت کھلی تجوری ہے“ یہ محاورہ کیوں بولا جاتا

ہے اور اس کا مفہوم کیا بنتا ہے اس کا سمجھنا کسی بھی ہوشمند کے لیے مشکل نہیں ہے۔ شوہر یا کسی

ایسے رشتہ دار جس سے خاتون کا نکاح ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہو کے بغیر سفر کے لیے نکلنے کو

اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بہت سے جدت پرستوں کو اسلام کے اس حکم پر

اعتراض ہو کہ اسلام کا یہ حکم غیر معقول ہے۔ یہ عورت کے بنیادی حق آزادی اور اپنی مرضی سے

گھومنے پھیرنے پر قدغن لگاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مگر انشاء اللہ اس عنوان اور دیگر بہت سے

عناوین کے ضمن میں جو کچھ پہلے بیان ہوا اور آئندہ اوراق میں ہوگا وہ سب ان کے شبہ کو دور

کرنے کے لیے کافی سے زائد ہے، بس ضرورت ہے کہ وہ پچھلے عنوان میں بیان کی گئی چیزوں

کو ایک بار پھر غور سے پڑھیں اور ضمیر کی آواز پر فیصلہ کریں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

”لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ زَوْجِهَا أَوْ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا.“

”عورت سفر پہ شوہر یا کسی ذی محرم کے بغیر نہ نکلے۔“

(مسند أحمد: الحدیث ۱۱۷۹۴، صحیح البخاری: باب الصوم يوم النحر، باب فی کم یقصر الصلوة،

صحیح المسلم: باب سفر المرأة مع محرم الى حج او غيره، سنن ابن ماجه: باب المرأة تحج بغير ولي)
 ایک خاتون کی عزت اسلام کی نظر میں اتنی محترم ہے کہ جس مالدار عورت کے ساتھ جانے والا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو اس پہ حج فرض نہیں ہے، بلکہ بغیر محرم اس کا حج قبول نہیں ہوگا۔ بائبل نے بھی اس چیز کو بیان کیا ہے کہ اکیلی گھومتی لڑکی کو عزت کا خطرہ ہے:

"But if a man find a betrothed damsel in the field, and the man force her, and lie with her, then the man only that lay with her shall die. But unto the damsel thou shalt do nothing; there is in the damsel no sin worthy of death, for as when a man riseth against his neighbour, and slayeth him, even so is this matter. For he found her in the field, and the betrothed damsel cried, and there was none to save her."

(Deuteronomy, 22/25-27)

”پراگر اُس آدمی کو وہی لڑکی جسکی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اُس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پراُس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے اسلئے کہ یہ بات ایسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسایہ پر حملہ کرے اور اُسے مار ڈالے۔ کیونکہ وہ لڑکی اُسے میدان میں ملی اور وہ منسوبہ لڑکی چلائی بھی پروہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اُسے چھڑاتا۔“ (استنا: ۲۴/۲۵-۲۷)

آئے دن اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں کہ فلاں شہر یا ملک کی خاتون کے ساتھ فلاں شہر اور ملک میں جنسی زیادتی کی گئی۔

نیویارک ٹائمز امریکہ کی آن لائن اشاعت (۱۰ جون ۲۰۱۳ء) کی یہ خبر پڑھیں:

"On March 15, a group of men raped a 39-year-old Swiss tourist in Madhya Pradesh and attacked her husband. Four days later, A 25-year-old British tourist jumped off the balcony of her hotel room in Agra, fearing that the hotel owner was planning to sexually assault her."

(www.nytimes.com/2013/06/11/world/asia/rape-cases-are-making-tourists-wary-of-visiting-india.html?_r=0)

”۱۵ مارچ کو چند مردوں نے مل کر مدھیہ پردیش میں ایک ۳۹ سالہ سوئس خاتون سیاح کی عزت لوٹ لی اور اس کے شوہر پہ حملہ کیا، پھر ۴ دنوں بعد آگرہ میں ایک ۲۵ سالہ برطانوی خاتون نے اپنے ہوٹل روم کی بالکونی سے چھلانگ لگادی، اسے یہ اندیشہ تھا کہ ہوٹل مالک اس کے ساتھ جنسی زیادتی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔“

ہندوستان کے مشہور انگریزی اخبار دی ہندو نے اپنی آن لائن اشاعت میں ۱۸

دسمبر ۲۰۱۳ء کو یہ خبر دی ہے کہ تقریباً چھ ماہ قبل مشہور سیاحتی مقام منالی، ہماچل پردیش (ہند) میں تین نیپالی نوجوانوں کے ذریعہ امریکی خاتون سیاح کی اجتماعی آبروریزی کے مقدمہ میں کل کے سیشن کورٹ نے بیس بیس سال قید بامشقت کی سنائی ہے۔“

(www.thehindu.com/news/national/other-states/3-men-convicted-in-gang-rape-of-us-tourist-in-manali/article5473230.ece)

امریکہ جو اپنے شہریوں کی جان و مال کو نقصان پہنچانے والے کو سزا دینے کے لیے دنیا کے ہر قانون سے بالاتر ہے اور وہ کسی بھی ملک میں اپنے فوجی دستہ کو بھیج کر اپنے دشمن کو سزا دینے کا کچھ حد تک غیر قانونی اور ناجائز اختیار رکھتا ہے، جب امریکہ کا یہ رعب اس کی بیٹیوں اور عورتوں کی عزت نیپال جیسے کمزور ملک کے شہریوں سے بچانے میں ناکام رہا ہے تو پھر کس ملک اور خاندان کی خاتون کی عزت تنہا سفر میں نکلنے کی صورت میں خطرے کی زد پہ نہیں ہوگی؟؟ وہ نیپالی نوجوان اس حقیقت سے ناواقف نہیں رہے ہوں گے کہ ان کا انجام کیا ہوگا مگر پھر بھی انہوں نے یہ خطرہ مول لیا کیوں؟؟ کیونکہ اکیلی عورت آسان شکار ہو سکتی ہے۔

ایک بار پھر دماغ کی گہرائی میں دل کو اتار کر سوچیں کہ جب فوج، پولیس، عدلیہ، صحافت اور انتظامی عہدوں پہ فائز طاقت ور عورتیں اپنوں کے بیچ محفوظ نہیں ہیں تو پھر اپنوں اور اپنے گھر سے دور اکیلی خاتون کی عزت کتنے خطرے میں ہے؟؟ اپنے اہل خانہ کے ساتھ سفر کرنے والی باعزت خاتون زیادہ بہتر اور اچھی ہے یا وہ عورت جو کسی محرم کی ہمراہی کے بغیر عزت کو خطرے کی زد پہ رکھ کر سفر پہ نکلے اور اپنی آبرو گنوا کر آئے؟؟

اگر آپ انٹرنیٹ پہ عورتوں کے لیے غیر محفوظ سیاحتی مقامات کو تلاش کریں تو ایک لمبی فہرست نظر آئے گی جنہیں لوگوں نے عورتوں کے لیے خطرناک ترین علاقہ قرار دیا ہے، اور قابل افسوس اور شرمناک یہ ہے کہ اس لسٹ میں کبھی جنت نشاں رہا ہمارا ہندوستان بھی شامل ہے۔

۲ جولائی ۲۰۱۳ء کو بنگلور (ہند) کے ایک نامی اسکول میں ایک چھ سالہ بچی کے ساتھ جنسی زیادتی کے بعد بنگلور پولیس نے کرناٹک پولیس ایکٹ ۱۹۶۳ء کے تحت اسکول انتظامیہ اور والدین کے لیے جو ہدایات جاری کی ہیں، انہیں آپ بھی پڑھیں:

•Schools have to compulsorily install GPS and CCTV in all school buses and CCTV in school premises •Schools authorities must

appoint Floor Vigilance Officer •After dropping the children to school, the bus drivers and attendants must be isolated from the children •Only authorised persons should be allowed inside the school premises •Schools must issue identity cards to parents, who pick up and drop their wards to school •In case parents with identity cards cannot come to pick up their wards, they must compulsorily inform the school teacher concerned through SMS, besides authorising someone else to pick up their child."

(www.thhindu.com/news/national/bangalore-police-issue-guidelines-for-schools/article6252787.ccc)
(http://timesofindia.indiatimes.com/city/bangalore/Bangalore-child-rape-case-To-make-children-safe-schools-must-appoint-vigilance-officers-Cops/articleshow/39076764.cms)

”۱۔ اسکول انتظامیہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ بس میں جی پی ایس اور سی سی ٹی وی اور اسکول کی دوسری تمام پراپرٹی میں خفیہ کیمرہ لگوائے۔ ۲۔ اسکول انتظامیہ برآمدہ نگران آفیسر نامزد کرے۔ ۳۔ بچوں کو اسکول پہنچانے کے بعد ڈرائیور اور نگران ملازمین بچوں سے الگ ہو جائیں۔ ۴۔ صرف اجازت یافتہ لوگ ہی اسکول پراپرٹی میں جانے کے مجاز ہوں گے۔ ۵۔ جو والدین اپنے بچوں کو لینے آئیں گے اسکول انہیں شناختی کارڈ جاری کرے۔ ۶۔ کسی مجبوری کے تحت والدین کے نہ جانے کی صورت میں ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ کسی کو بھیجنے کے علاوہ متعلقہ ٹیچر کو میسج کے ذریعے اس کی اطلاع دیں۔“

بہت حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ہدایات اسلامی تعلیمات کی جھلک ہیں، بنگلور پولیس کے ذمہ داران یہ نوٹ کر لیں کہ اس صورت میں بھی وہ جرم نہیں روک پائیں گے کیونکہ اصل برائی تو لباس، عریانیت اور میل جول ہے اور وہ جب تک رہیں گے جرم ہوتا رہے گا۔ حالات ایسے بن گئے ہیں کہ تنہا گھر سے باہر چار چھ سالہ چھوٹی بچی بھی محفوظ نہیں ہے، تو پھر بغیر محرم شہر اور ملک سے باہر جانے والی جوان خواتین کو کیسے اجازت دی جاسکتی ہے؟؟ اور انہیں کیسے محفوظ قرار دیا جاسکتا ہے؟؟

(۱۱) لیوان ریلیشن شپ - یعنی - شادی بغیر ساتھ رہنا۔

اگر ناممکن کی حد تک مشکل نہ ہو تو زندگی کی آخری سانس تک ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کے عہد و پیمان کا نام شادی ہے۔ ہندوستان میں یہ محاورہ بہت مشہور ہے کہ باپ کے گھر سے بیٹی کی ڈولی اٹھتی ہے اور پیا کے گھر سے اُتھی۔ یورپ نے ایک نئی اصطلاح نکالی ہے جس کا نام ہے ”Live in Relationship“ (ہم خانگی) یعنی کسی بندھن کے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ رہنا۔ آپ صرف اس کی تعریف (Definition) پہ غور کریں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ دو چیزوں کو مضبوط بندھن کے بغیر باندھنے کا نام ہے جس کی پائیداری اور

مضبوطی کی امید خواب اور سراب ہے۔ اس طرح کا رشتہ یورپ و امریکہ میں بہت رائج ہے، یہ عمارت اس بنیاد پہ قائم کی گئی ہے کہ انسان کو اپنی زندگی خود گزارنے اور اپنے جسم کا اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی مکمل اجازت ہے۔ لیکن اس میں کتنی خرابیاں ہیں وہ دیکھیں:-

(۱) غیر پائیداری۔ شاید کسی ذی ہوش کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ شادی کے بندھن کے بغیر قائم کیے جانے والے رشتہ میں مضبوطی نہیں ہوتی ہے۔ عام مشاہدہ شاہد ہے کہ لیوان ریلیشن شپ کا رشتہ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہتا بلکہ سروے رپورٹ کے مطابق تقریباً ۵۰ فیصد سے زائد ہم خانگی دو تین سالوں کے اندر ٹوٹ جاتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ انگریزی اُدبا و محققین کو انگریزی ڈکشنری میں ایک اور اصطلاح "Single Parent Family" کی زیادتی کرنی پڑی ہے۔ کیونکہ لیوان ریلیشن شپ کے ٹوٹنے کے بعد اگر ایک بچہ ہو تو کوئی ایک رکھ لیتا ہے یا اگر دو بچے ہوں تو عام طور پر ایک ایک بانٹ لیتے ہیں اور اس طرح بچہ کے ساتھ ماں باپ میں سے صرف ایک رہ جاتے ہیں، ایسے خاندان کو "سنگل پیرنٹ فیملی" کہا جاتا ہے۔

(۲) مشکوک رشتہ۔ یورپ و امریکہ میں جنسی خیانت ویسے تو عام ہے ہی لیکن ہم خانگی کے بندھن کے لوگ جنسی آوارگی میں ان شادی شدہ مرد و عورت سے کہیں زیادہ آگے ہوتے ہیں:

"Both men and women in cohabiting relationships are more likely to be unfaithful to their partners than married people."

(<http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php>)

(www.eauk.org/culture/statistics/family-life-in-the-uk.cfm)

"شادی کی بہ نسبت ہم خانگی میں رہنے والے مرد و عورت دونوں میں جنسی فریب کا خطرہ زیادہ ہے۔"

(۳) عام طور پہ یہ رشتہ انجام کار کے اعتبار سے بچوں کو ماں یا باپ ایک کے سایہ سے محروم رکھتا ہے جو یقیناً غلط ہے اور صحیح معنوں میں یہ ننھی جان پہ ظلم ہے کہ اسے سایہ سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ رشتہ بہت سارے منفی نتائج کا سبب بنتا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(۴) نتیجہ کے اعتبار سے عورتوں پہ صریح ظلم ہے:- لیوان ریلیشن شپ کی بہت سی سورتوں کو ہم انڈمان میں بھی دیکھ رہے ہیں، اور ایسی خواتین کی درد بھری داستان بھی انہی کی زبانی سنی ہے کہ جوانی تھی تو ہر طرف پروانے تھے اور جب شباب ڈھل گیا تو کوئی پوچھتا نہیں۔ اب وہ نان شبینہ کے لیے درد کی ٹھوکریں کھانے پہ مجبور ہیں۔ ہم خانگی عورتوں پہ

ظلم و ستم اور ان کی ذہنی پریشانیوں کا بڑا ذریعہ ہے۔ اس رپورٹ کو بغور ملاحظہ فرمائیں:

"Married mothers are less likely to experience abuse and violence. Even when the very high rates of abuse of separated and divorced mothers were added into the statistic, the rates of abuse among mothers who had ever been married were still lower than the rates of abuse among women who had never married and those who were cohabiting. Among mothers who were currently married or had ever been married, the rate of abuse was 38.5 per 1,000 mothers. Among mothers who have never been married the rate was 81 per 1,000 mothers. Married fathers tend to have better psychological well-being. Divorced fathers were, on average, more depressed than their married counterparts, whether or not their children resided with them." (<http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults>) (www.heritage.org/research/reports/2004/03/marriage-still-the-safest-place-for-women-and-children)

”مطلقہ اور علیحدہ ہو چکی ماؤں کی مظلومیت کی اونچی شرح کو شامل کرنے کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ شادی شدہ ماؤں کے تناؤ اور تشدد میں گھرنے کا خطرہ بہت کم ہے۔ کبھی بھی شادی شدہ رہ چکی ماؤں کے مظلوم ہونے کا تناسب غیر منکوحہ اور ہم خانہ ماؤں کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ جو مائیں ابھی بھی یا ابھی تک شادہ شدہ ہیں ان کے مظلوم ہونے کا تناسب ۱،۰۰۰ میں سے ۳۸.۵ (یعنی ۳.۸۵ فیصد) ہے۔ جبکہ جن ماؤں نے کبھی شادی نہیں کی، ان کے تشدد میں پھنسنے کا خطرہ ۱،۰۰۰ میں ۸۱ (یعنی ۸.۱ فیصد) ہے۔ اسی طرح شادی شدہ باپ جسمانی طور پہ اچھی صحت والے ہوتے ہیں، جبکہ شادی کے بندھن سے آزاد باپ - خواہ بچے ان کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں - شادی کے بندھن سے جڑے باپوں کی بہ نسبت زیادہ ذہنی دباؤ میں ہوتے ہیں۔“

(۵) مرد کو بھی درد کا سامنا:۔ کچھ ایسا ہی حال مردوں کا بھی ہے۔ لیوان ریلیشن شپ کے چکر میں ساری عمر عورت بدلنے میں کٹ گئی اور جب بڑھاپا آیا تو نہ پوچھنے والی بیوی ہے نہ خبر لینے والی اولاد۔ اب انہیں اپنے کیے پہ پچھتاوا ہے مگر اس سے کچھ نہیں حاصل ہو سکتا ہے۔ اب تو صرف ’بوڑھوں کا گھر‘ (Old Age Home) ہی ٹھکانا رہ گیا ہے۔ نمبر (۴) میں جو رپورٹ درج ہے وہ اس بات کو کھلے طور پہ بیان کرتی ہے کہ خود مرد کے لیے بھی یہی فائدہ مند ہے کہ وہ شادی کر کے اپنا گھر بسائے۔

(۶) لیوان ریلیشن شپ کے تحت پیدا ہونے والے بچے بیشتر ماں یا باپ میں سے ایک کی وراثت سے محروم رہتے ہیں، انہیں عام طور پہ دونوں میں سے ایک ہی کی دولت سے وراثت مل

پاتی ہے۔ کیونکہ جب علیحدگی ہوتی ہے تو دونوں ایک ایک بچہ بانٹ لیتے ہیں اگر دو ہوں، اور کوئی ایک بچہ کو رکھ لیتا ہے۔ اور ایسا بھی بہت زیادہ ہوتا ہے کہ مرد سال دو سال پہ محبوبہ یا عورت بدلتا رہتا ہے۔ ساری کمائی لٹا دی جاتی ہے اور بچے کے لیے کچھ نہیں بچتا ہے، بلکہ باپ بچے کی بھی نہیں لیتا ہے کہ وہ کس حال میں ہے، ماں کے اندر ممتاز زندہ ہوئی تو ساتھ رکھ لیا ورنہ اس نے نیا ہاتھ تھام لیا اور پھر امریکہ و یورپ کی سڑکیں یا فوجہ خانے ہی ان بچوں کا گھر بنتے ہیں۔

(۷) انسانی نسل متاثر:- یا تو بے باپ کے بچوں کی کثرت ہوگی یا پھر انسانی آبادی کم ہو جائے گی، ان دونوں میں سے پہلی شکل بڑی بھیانک تصویر لے کر آئی ہے، امریکہ و یورپ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں بن باپ کے بچے سڑکوں پہ، جنسی بازار اور آٹھروں پہ نظر آتے ہیں۔ یورپ و امریکہ لیوان ریلیشن کو شاید اس جذبہ کے تحت فروغ دینا چاہتے ہیں کہ اس سے انسانی آبادی کو کم کیا جاسکے مگر وہ ناکام ہو رہے ہیں کیونکہ ان کی اس پالیسی جائز بچوں کا تناسب تو ضرور کم کر دیا ہے مگر دنیا کی تاریخ میں جتنے بے ماں باپ کے بچے آئے امریکہ و یورپ میں پائے جا رہے ہیں شاید کبھی بھی نہیں پائے گئے ہوں گے۔

(۸) ماورائے شادی تعلقات کیا کیا سوچتے لاتے ہیں انہیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ذرا ڈیل ڈاٹ کوڈاٹ یو کے کی ۲۶ ستمبر ۲۰۱۰ء کی یہ خبر بھی پڑھیں:

It was a normal, 21st century love affair, two years after they met. Maura became pregnant and so the couple moved in together. Later that year, their son Mark was born but by then James's fraught relationship with his mother Carmel was nearing breaking point. He had not seen his 'father' Vincent for years. He had left the family home when James was about 10 or 11 years old, and so strained was their relationship that the young boy was relieved when his father walked out the door. However, last Christmas James decided to put aside the past hurts and visit his mother. And it was while chatting with her son about his girlfriend that Carmel began to piece together the shocking information which would have devastating implications. From her son's answers, Carmel realised that the man she had a brief relationship back in the 1980s, was not only her son's father, but also the father of James's girlfriend Maura. DNA tests confirmed the truth and further disturbing information then emerged. During her brief relationship with Tom, Carmel became pregnant and when the couple went their separate ways, she did not tell her boyfriend that she was expecting his child. Instead, she

married another man and this man's name was listed on her son's birth certificate as the child's father."

(www.dailymail.co.uk/news/article-1315307/Ive-married-sister--having-second-baby-Siblings-defied-law-plan-start-new-life-abroad.html)

”اکیسویں صدی کا عام سا پیار تھا، دونوں کی ملاقات کے دو سال بعد مورہ حاملہ ہو گئی اور یہ جوڑا ایک ساتھ (لیوان ریلیشن شپ میں) رہنے لگا، اس سال کے بعد انہیں ایک لڑکا مارک پیدا ہوا اور اپنی ماں کارمیل کے متعلق جیمس کی نفرت کم ہونے لگی، وہ کئی سالوں سے اپنے باپ و سینیٹ سے نہیں ملا تھا، وہ اسی وقت گھر چھوڑ کر چلا گیا جب جیمس دس گیارہ سال کا تھا، ان کا آپسی تعلق اس قدر خراب ہو چکا تھا کہ کم عمر لڑکے جیمس کو باپ کے گھر چھوڑ جانے سے خوشی محسوس ہوئی، جیمس نے تمام شکایتوں کو دور کرتے ہوئے سال گذشتہ کرسمس کے موقع پہ اپنی ماں سے ملنے کا فیصلہ کیا، بیٹے سے اس کی محبوبہ کے متعلق بات کرتے ہوئے کارمیل چونکا دینے والے تمام سروں کو ملانے لگی جو اس کے لیے درد انگیز اثر لاسکتے تھے، بیٹے کی باتوں سے اسے محسوس ہو گیا کہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں جس شخص سے بہت کم وقت کے لیے اس کے (لیوان ریلیشن شپ میں) تعلقات تھے وہ صرف جیمس کا ہی باپ نہیں ہے بلکہ اس کی محبوبہ مورہ کا بھی باپ ہے، ڈی این اے ٹیسٹ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور پھر پریشان کن معلومات ظاہر ہوئیں۔ ٹام کے ساتھ مختصر وقت کے تعلقات میں کارمیل حاملہ ہو گئی تھی اور جب اس جوڑے میں جدائی ہوئی تو اس نے اسے یہ خبر نہیں دی کہ وہ اس کے بچے کی امید سے ہے، بلکہ اس نے دوسرے مرد سے شادی رچالی اور جیمس کی برتھ سٹیفیکٹ پہ بچے کے باپ کے طور پہ اسی مرد کا نام لکھ دیا گیا۔“

اگر آپ چاہتے ہیں کہ کل ہو کر آپ کی نسل بھی اس صورت حال سے دوچار نہ ہو تو آپ اپنے دل کی آواز پہ فیصلہ دیجئے کہ کیا اس طرح ماورائے شادی کے تعلقات (Extramarital Affairs) اور لیوان ریلیشن شپ درست ہیں؟؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ شادی سے پہلے ڈی این اے ٹیسٹ کروانے سے اس طرح کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا مگر ہماری بصیرت اور تجزیہ کہتا ہے کہ یہ صورت بھی کامیاب نہیں ہوگی۔ کیونکہ:-
(الف) جن لوگوں کے لیے آپ لیوان ریلیشن شپ کو جائز قرار دے رہے ہیں، وہ اس قانون کو ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں گے کہ بھائی بہن کی شادی غلط ہے۔ لیوان ریلیشن شپ یا اس طرح کے کسی بھی رشتہ میں رہنے کا فیصلہ اسی وقت لیا جاتا ہے جب

دونوں ایک دوسرے کی محبت میں دیوانے ہو جاتے ہیں، اور یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں ہر صحیح دلیل کو صرف اس لیے ٹھکرا دیا جاتا ہے کہ وہ ان کی خواہش کے خلاف ہے، ایسے موقع یہ ایک یقینی خدشہ ہے کہ ایسا جوڑا ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یورپ و امریکہ میں بسا اوقات جسمانی رشتہ بنانے کے بعد ایک ساتھ رہنے پر وگرام بنایا جاتا ہے، تو اب ڈی این اے ٹیسٹ کروانے سے کوئی مطلب نہیں ہوگا۔ ڈی این اے ٹیسٹ نے کم از کم ایسے ہی دو جوڑوں کی خبر ویب سائٹ پہ دے رکھی ہے جنہوں نے بھائی بہن کا رشتہ معلوم ہونے کے باوجود ناجائز تعلق ختم نہیں کیا۔

www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html (www.dailymail.co.uk/news/article-1315307/engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html)

جو جانکاری کے باوجود اپنی بہن سے رشتہ داری بنالے وہ تو کمینگی کی انتہا کو پہنچا ہے اس پر معاشرہ اور قانون سخت ایکشن لے گا مگر جو بے چارے انجانے میں ایسا کریں گے انہیں یہ احساس ندامت کبھی جینے نہیں دے گا اور وہ دونوں قانون سازوں کی کوتاہی کی سزا پائیں گے۔ (ب) بہن کی بیٹی یا بھائی کی بیٹی یعنی بھانجی اور بھتیجی کا فیصلہ تو ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں کر سکتا ہے، تھوڑی دیر کے لیے یہ ہو سکتا ہے کہ بھتیجی کا سہیل بہت حد تک مل جائے مگر بھانجی کا سہیل تو بہت الگ تھلگ ہوگا۔ ڈاکٹروں کی رپورٹ کہتی ہے کہ خونی رشتہ داروں میں ایک دوسرے کے لیے کشش ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انجان ہونے کے باوجود وہ بہت جلد ایک دوسرے کے قریب آ جاتے ہیں۔

www.dailymail.co.uk/news/article-2718216/Woman-tracks-mother-abandoned-baby-realises-unwittingly-married-BROTHER.html (www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html)

ایسی صورت میں اگر امریکی و مغربی معاشرے کی ایک مکمل تحقیق کی جائے تو آپ اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکیں گے کہ امریکہ و یورپ میں بے بہت سے تعلیم یافتہ لوگوں نے انجانے میں اپنی بھانجی اور بھتیجیوں سے رشتہ بنا رکھا ہے۔

(۹) لیوان ریلیشن شپ بہت سارے بے جوڑ رشتہ کی بنیاد بھی بنتا ہے، آپ کو امریکہ یورپ میں ایک نہیں لاکھوں ایسے جوڑے مل جائیں گے جن کی عمر میں بہت زیادہ فرق

ہے، مرد ۲۰ سال کا اور عورت ۴۰ سال کی، اسی طرح مرد ۲۵ سال کا اور عورت ۲۰ سال کی۔ آپ اس صورت حال پہ غور کریں تو احساس ہوگا کہ ایسا ہونا بہت حد تک ممکن کے قریب ہو جائے گا کہ ایک انسان انجانے میں خود اپنی سوتیلی ماں سے شادی یا 'ہم خانگی' کرے، جس کا فیصلہ ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ رشتہ غیر رجسٹرڈ ہوتا ہے اور اس کے لیے ماں باپ کو خبر دینا بھی ضروری نہیں سمجھا جاتا ہے، بلکہ اکثر و بیشتر اس طرح کا رشتہ قائم ہونے کے بعد والدین کے علم میں آتا ہے، تو ایسا ہو سکتا ہے کہ واشنگٹن میں ۱۹ سالہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ لیوان ریلیشن شپ میں رہے، بچے پیدا ہوں پھر دونوں جدا ہو جائیں، پھر ۳۰ سال کی عمر میں وہ مرد نیویارک میں کسی ۱۸ سالہ نوجوان خاتون سے دوستی کرے (جیسا امریکہ و یورپ میں لیوان ریلیشن شپ میں رہنے والے اکثر و بیشتر کرتے ہیں) اور کچھ سال گزار کر الگ ہو جائیں۔ ۱۸ سال بعد دوسری خاتون (جو اس وقت ۲۶ سال کی ہو گئی) کی دوستی اپنے محبوب کے ۱۸ سالہ بیٹے سے ہو جائے اور وہ دونوں ساری حدوں کو پھلانگ دیں۔ ڈی این اے ٹیسٹ بھی اس کی شناخت نہیں کر سکے گا۔ بلکہ ہمارا وجدان کہتا ہے کہ اگر ایک مکمل سروے کیا جائے تو ہمارا یہ خدشہ آج ہی مغربی معاشرہ میں حقیقت کے روپ میں نظر آ جائے گا۔

اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بائبل اور عقل سلیم کے نزدیک بھی یہ رشتہ

حرام ہے اور اس سے پیدا ہونے والے بچے بچیوں کو قانونی جواز نہیں مل سکے گا۔

(۱۰) کالج اور یونیورسٹیز فوجہ خانوں میں تبدیل ہو جائیں گے:- Live in relationship کالج اور یونیورسٹیز کے دارالاقاموں کو فوجہ خانوں کا اڈہ بنا دے گا۔ جو اہر لال نہرو یونیورسٹی (نئی دہلی۔ ہند) کے ایم ایم ایس سکینڈل نے ان ہاسٹلوں کی جو جھلک دکھائی ہے وہ چشم کشائی کے لیے کافی ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ایک بوائز ہاسٹل میں یہ گندا کام انجام دیا گیا بلکہ ایک ڈیجیٹل ویڈیو ریکارڈنگ سیٹ کے ذریعے ان فحش مناظر کی فلم بھی بنائی گئی جسے بعد میں لڑکے کے دوست نے انٹرنیٹ پہ ڈال دیا۔ آئے دن اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بنتی رہتی

ہیں کہ کالج یا یونیورسٹی کی طالبہ کو بیوٹی پارلر میں مساج کے نام پر جسم فروشی کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ ابھی حال ہی میں جولائی ۲۰۱۳ء میں دلی پولیس نے ایک اسکول کے سو سے زائد پندرہ سے بیس سالہ عمر کے ایسے طلبہ و طالبات کو ایک Hub میں شراب نوشی کرتے اور فحش حرکتیں کرتے ہوئے پکڑا تھا۔ خیر! پولیس نے بچوں کے مستقبل کا خیال کرتے ہوئے ان کے خلاف کوئی کیس نہیں بنایا بلکہ ان کے والدین اور ذمہ داروں کو بلا کر تنبیہات کے ساتھ ان کے حوالے کر دیا۔ لیو ان ریلیشن شپ کے جواز کا شاخسانہ ہے کہ امریکہ میں ہر چوتھی کالج طالبہ آبروریزی یا جنسی زیادتی کی شکار ہے اور یہ اتنا بڑا سردرد ہے کہ وہاٹ ہاؤس کو اس کے لیے ٹاسک فورس بنانی پڑی مگر پھر بھی ناکامی مقدر بنی ہوئی ہے۔ عموماً کالج کے طلبہ و طالبات ۱۸ سال یا اس سے زائد عمر کے ہوتے ہیں اور امریکہ میں بغیر شادی باہمی مرضی سے اس عمر کے بچوں بچیوں کو جنسی تعلقات بنانے کی اجازت عامہ حاصل ہے، اسی لیے رضا سے کام نکل گیا تو ٹھیک نہیں تو جبر کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اگر اس کی جگہ اسلامی قانون نافذ ہو تو سزا کا خوف انہیں اس طرح کی حرکات سے دور رکھے گا۔

(۱۱) ہم خانگی ان پریشانیوں کے علاوہ یہ مشکلات بھی لاتی ہے۔ تقریباً ۹۴-۹۶ فیصد لیو ان ریلیشن شپ رشتے دس سالوں کے اندر ٹوٹ جاتے ہیں:

"Less than four per cent of cohabitations last for ten years or more."

(<http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php>)

(www.eauk.org/culture/statistics/family-life-in-the-uk.cfm)

(www.challengeteamuk.com/research/marriage/)

”چار فیصد سے بھی کم ”ہم خانگی“ دس سالوں تک باقی رہ پاتی ہے۔“

اس طرح کے منفی اثرات سے بچوں کی حالت یہ ہو جاتی ہے:

"Live-in and visiting boyfriends are much more likely than biological fathers or married step-fathers to inflict severe physical abuse, sexual abuse and child killing."

(<http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php>)

(www.mercatornet.com/articles/view/conservative_britain_i_dont_think_so)

”حقیقی باپ اور ماں سے شادی کے بندھن میں بندھے سوتیلے باپ کی بہ نسبت بغیر شادی

ماں کے ساتھ ہم خانگی میں رہنے والے مرد اور ماں کے غیر مقیم مرد دوست کے ذریعے بچوں

کے قتل اور مختلف قسم کے جسمانی اور جنسی تشدد کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔“

ہم خانگی کے منفی اثرات اور شادی کے مثبت اثرات کے حوالہ سے مذکورہ تینوں

حوالوں میں سے اول یہ کافی تفصیلی اور دل چسپ بحث کی گئی ہے، بس مختصراً اتنا سمجھئے کہ شادی اپنے لغوی اور حقیقی معنی 'خوشی' کا منبع ہے جبکہ ہم خانگی پریشانیوں کا گڑھا۔

نومبر ۲۰۱۳ء کے آخری دنوں میں ہندوستانی سپریم کورٹ نے اس بنیاد پر "باہمی سمجھوتہ سے رشتہ میں رہنا" (Live in Relationship) کو غلط ماننے سے انکار کر دیا کہ ہندوستانی قانون میں اسے کہیں بھی غلط نہیں کہا گیا ہے۔ سب سے بڑی عدالت کے اس فیصلہ کو بنیاد بناتے ہوئے ارب ستمبر ۲۰۱۳ء کو کھنڈوا، مدھیہ پردیش (ہند) کی ایک ذیلی عدالت کے فاضل جج نے ایک ہندو مرد کو یہ حکم جاری کر دیا کہ وہ اپنی بیوی اور کئی سالوں سے اس کے ساتھ لیوان ریلیشن شپ میں رہ رہی دوسری خاتون دونوں کے ساتھ پندرہ پندرہ دن گزارے۔ ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم عدالتی فیصلہ پہ کورٹ کے باہر سوالات کھڑے کریں مگر یہ سوال کرنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ ملک کی نمائندہ مقننہ پارلیمنٹ سے قانون کی صورت میں ابھی تک غیر منظور شدہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کہ "لیوان ریلیشن شپ گناہ یا جرم نہیں ہے" کونگا ہوں میں رکھتے ہوئے فاضل جج نے جو فیصلہ سنایا ہے کیا وہ ہندوستانی پارلیمنٹ کے پاس کردہ ہندو میرج ایکٹ کے خلاف نہیں ہے؟؟ جس ایکٹ کے تحت ایک ہندو مرد کو صرف ایک بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔ کہیں "لیوان ریلیشن شپ" کے پردے میں ہندو میرج ایکٹ میں سیندھ لگانے کی کوشش تو نہیں ہو رہی ہے؟؟ ہم سپریم کورٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ فاضل جج صاحبان اپنے فیصلہ پہ نظر ثانی کریں۔

خیر! کھنڈوا، مدھیہ پردیش (ہند) کی ذیلی عدالت کے اس فیصلہ نے کم از کم یہ تو بتا ہی دیا ہے کہ تعدد ازدواج (Polygamy) یعنی انصاف کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اسلامی اجازت صحیح ہے۔

آئیے! لیوان ریلیشن شپ کے سلسلے میں بائبل کا قانون بھی سن لیں:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled, but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew. 13/4)

"بیواہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خدا حرام کاروں

(عبرانیوں: ۱۳/۴)

اور زانیوں کی عدالت کریگا۔"

دوسری جگہ کہا گیا:

Being married or not

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me, It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have his own wife, and let every woman have her own husband. Let the husband render unto the wife due benevolence, and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband, and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1Corinthians, 7/1-5)

”مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرام کاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے سے جدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تاکہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔“ (کرنٹیوں اول: ۱۷-۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور پر حرام ہے، پھر اندیشہ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرام کاری سے بچنے کے لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ”اپنا“ پر توجہ دیں اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی اقتباس میں ”Own Husband“ اور ”Own Wife“ کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک شادی کے ذریعہ شوہر بیوی کا اور بیوی شوہر کی نہ ہو جائے اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کو کہا گیا ”تم ایک دوسرے سے جدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اُس کی رضامندی سے تاکہ دُعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے“ اس جملہ سے ہر ذی ہوش یہی مفہوم سمجھے گا کہ مرد و عورت کو صرف اپنے شریک حیات کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، شادی کے بغیر تعلقات شیطان کی آزمائش اور اس کی چال ہے جس میں پڑ کر انسان برباد ہو جاتا ہے۔ آئیے! اب ایسی شادی سے

پیدا ہونے والے بچہ کی شرعی حیثیت بائبل اور قرآن کے حوالہ سے دیکھیں۔

بائبل کا یہ پیرا گراف پڑھیں:

"No one born out of wedlock of any descendant of such a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people." (Deuteronomy, 23/2, GNB, BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

”کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے

کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔“ (استثنا: ۲/۲۳)

اردو ترجمہ میں جس کو ”حرام زادہ“ کہا گیا ہے اس سے وہ تمام بچے مراد ہیں جو

شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوں، چاہے آپسی مشورے سے ہوں یا لیوان ریلیشن شپ

کے رشتہ سے۔ کیونکہ اس کے انگریزی پیرا گراف میں ”born out of

wedlock“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا حقیقی معنی ہے ”شادی کے بندھن کے بغیر

پیدا ہونے“۔ ”Wedlock“ اصل میں دو لفظوں (Wed شادی اور Lock گرہ) کا مجموعہ

ہے اور اس کا معنی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری

(OALD) کے ساتویں ایڈیشن میں یوں لکھا ہوا ہے:

"the state of being married, children born in / out of wedlock (- whose parents are / are not married)"

”شادی کی حالت، children born in wedlock، ان بچوں کو کہتے ہیں جن

کے ماں باپ نے شادی کی اور جن کے والدین شادی شدہ نہیں ان کو children

born out of wedlock کہتے ہیں۔“

اسی طرح کنگ جیمس ورش KJV، مطبوعہ دی بک روم بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور

(ہند) ۲۰۰۸ء میں ”Bastard“ اور نیو کنگ جیمس ورش مطبوعہ دی گائڈینس انٹرنیشنل ان

انڈیا (سکندر آباد، آندھرا پردیش، ہند ۲۰۰۹ء) میں ”Illegitimate“ کا لفظ استعمال ہوا

ہے اور دونوں کے معنی یہی ہیں کہ جس بچے کے ماں باپ نے شادی نہیں کی ہے۔

”Bastard“ کے متعلق آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ ایڈوانسڈ لرنرز

ڈکشنری (OALD) میں یہ الفاظ ہیں:

"a person whose parents were not married to each other when he

or she was born."

”ایسا آدمی جس کی پیدائش کے وقت اسکے ماں باپ شادی کے بندھن میں نہیں تھے۔“

اور "Illegitimate" کے متعلق یہ کہا گیا ہے:

"born to parents who are not married to each other"

”ایسے والدین کا بچہ جنہوں نے ایک دوسرے سے شادی نہیں کی۔“

اب آپ بائبل کے تین انگریزی اور ایک اردو چاروں ترجموں کو ملائیں تو یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ لیوان ریلیشن شپ میں پیدا ہونے والے بچے حرامی اور حرامزادہ کہلائے گا۔ اور یہ مسیحیوں کے خدا کا فیصلہ ہے جسے کوئی پارلیمنٹ یا ایوان مقننہ منسوخ نہیں کر سکتی ہے۔

ہم بائبل پہ ہاتھ رکھ کر صدر و وزیر اعظم اور ارکان پارلیمنٹ کا حلف لینے والوں سے مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ ہماری نہ سہی، آپ جس کتاب کے تقدس کی قسم کھا کر ترقی کرتے اور کرسیاں سنبھالتے ہیں کم از کم اس کی رعایت کرتے ہوئے لیوان ریلیشن شپ کے قانون کا دوبارہ جائزہ لیں، ہو سکتا ہے ہمارے بنائے ہوئے آئینہ میں آپ کو اس کی صحیح تصویر نظر آجائے۔

اب ہم دونوں صورتوں کا موازنہ کر کے دیکھتے ہیں۔ اسلامی قانون کی رو سے ایک عورت اور ایک مرد شادی کے بندھن میں موت تک بندھے رہیں اگر ان کے درمیان کوئی ایسی صورت نہ پیدا ہو جائے جو ناممکن لگے، ایسی صورت میں ایک خاتون کی موت تک باعزت زندگی اور رہائش و خرچہ کی گارنٹی ہے، بچوں کی محبت اور دل کو عجیب احساس دلانے والے پوتے پوتیوں نیز نواسے نواسیوں کی موہنی صورت سب کچھ میسر ہوگا۔ اس کے برخلاف لیوان ریلیشن شپ یا آزاد روی میں زندگی گزارنے والی خواتین کے آخری دن بہت برے گزریں گے، شاید آخری سہارا ان کے لیے سرکاری آشرموں کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوگا، سرکار انہیں آشرموں میں سب کچھ لا کر دے سکتی ہے مگر ممتا کی پیاس بجھانے والا شربت اور محبت کا ساون کہاں سے لائے گی.....؟؟؟ شاید یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ ’بوزھوں کے گھر‘ کا ایک بڑا ذریعہ لیوان ریلیشن شپ ہے۔

نیز اس بات کا بہت زیادہ خطرہ ہے کہ اس طرح کا رشتہ حرام رشتوں کا سبب بنے گا، جیسے ایک شخص نے ایک شہر میں کسی خاتون سے ۱۹ سال کی عمر میں رشتہ قائم کیا اس سے بچے پیدا ہوئے، پھر اپنی محبوبہ سے علیحدگی اختیار کر کے کسی قریبی شہر میں مقیم ہو گیا، ۴۵ سال کی عمر میں

وہاں بھی ایک عورت کے ساتھ رشتہ بنایا اور وہاں بھی بچے پیدا ہوئے۔ اب ایسا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہونے کے بہت قریب ہے کہ کسی یونیورسٹی، ہوٹل، انٹرنیشنل کمپنی، انٹرنیشنل سیمینار، تعلیمی سفر، انٹرنیٹ دوستی اور آن لائن ڈیٹنگ (Online Dating) وغیرہ کسی ذریعہ سے پہلے شہر میں پیدا ہوئے بچوں کا کوئی لڑکایا لڑکی دوسرے شہر میں پیدا ہوئے اپنے کسی چچایا پھوپھی سے لیوان ریلیشن شپ کا رشتہ قائم کر لے۔ جس کی خبر ڈی این اے ٹیسٹ بھی نہیں دے پائے گا۔

(۱۲) زنا و بدکاری۔

آج کا زمانہ جس میں اکثریت کی رائے کو حکومت بنانے اور بگاڑنے کی بنیاد مانا جاتا ہے، اس میں آٹے میں نمک کی مقدار سے بھی کم افراد کی تعداد کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی بے غیرت انسان ہوگا جو اپنی شریک حیات کو غیر کی بانہوں میں دیکھنا پسند کرے گا۔ ایک آوارہ اور بدقماش قسم کا شخص بھی اپنی ہم آغوش کو دوسرے کے لیے تفریح کا سامان بننے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ہند کی ایک بڑی ریاست آندھرا پردیش کے سابق گورنر کے نا جائز بیٹے کے ذریعہ بیٹا ہونے کا حق پانے کے لیے سپریم کورٹ میں دی گئی عرضی کو ہندوستانی حالات سے باخبر رکھنے والا شخص کیسے بھول سکتا ہے۔ اس طرح کے ہزاروں بچے ہیں اور آئندہ مزید پیدا ہوں گے اور اسی طرح مقدمہ بازی ہوتی رہے گی اگر شادی کے بغیر مرد و عورت کے اختلاط کو نہیں روکا گیا۔ زنا کی حرمت پہ تقریباً ایک درجن عقلی دلائل ہمارے پاس ہیں جنہیں ہم نے اپنی غیر مطبوعہ کتاب ”دور جدید اور اسلام کا تعزیریاتی نظام“ میں تحریر کیا ہے۔ اس مقام پہ ہمارے موضوع کا تعلق بائبل اور قرآن و حدیث میں وارد قوانین سے ہے مگر مسلمانوں اور مسیحیوں کے علاوہ اشخاص کے اطمینان کے لیے پہلے اس کے عقلی دلائل ”دور جدید اور اسلام کا تعزیریاتی نظام“ سے نقل کرتے ہیں، اس کے بعد قرآن و حدیث اور بائبل کے اقتباسات۔ زنا کو قانونی حیثیت دینے سے کم از کم درج ذیل نقصانات سامنے آئیں گے:-

(۱) اختلاط نسل اور اندریعہ فتنہ:- ایک برتن میں اگر مختلف جانوروں کا دودھ ہو تو ان میں یہ تمیز کرنا مشکل ہوگا کہ کون سا دودھ کس جانور کا ہے۔ اسی طرح وہ عورت جو مختلف مردوں سے

اختلاط رکھے اس کے شکم سے پیدا ہونے والے بچے کو کسی فرد خاص کا نام دینا ایک مشکل کام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کہیں کہ میڈیکل سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ ڈی، این، اے۔ ٹیسٹ کے ذریعے نومولود کے حقیقی باپ کا نام معلوم کیا جاسکتا ہے۔ تو اس پر عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا نتیجہ حتمی نہیں ہوتا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ جب لینے والا آمادہ ہی نہ ہو تو آپ اس پر زبردستی نہیں تھوپ سکتے ہیں۔ وہ اگر بالفرض قانون کے جبر میں قبول بھی کر لے تو بھی اس کی پرورش و پرداخت میں کوتاہی سے کام لے گا، جو یقیناً نسل انسانی کے لیے ایک باعث تشویش اور ننھی جان پہ ظلم ہے۔ گانگریس پارٹی کے سینئر رہنما اور آندھرا پردیش (ہندوستان) کے سابق گورنر این، ڈی، تیواری اور ان کی ایک ناجائز اولاد ہونے کے مدعی ایک نوجوان کا مقدمہ ابھی سپریم کورٹ میں چلا۔ سپریم کورٹ نے تیواری کو ڈی، این، اے، ٹیسٹ کروانے کا حکم دیا ہے لیکن جب تک وہ اسے اپنی اولاد ماننے سے منکر رہے دنیا کا کوئی بھی قانون یا سماج یا جبری دباؤ اسے تیواری کی جائداد کا وارث نہیں بنا سکتا تھا۔ تیسری بات یہ کہ زنا سے پیدا ہونے والا نومولود اگر لڑکی ہوگی تو ہر کوئی منکر ہوگا اور اگر لڑکا ہوگا تو ہر کوئی مدعی، جس سے فتنہ و فساد پھیلے گا۔ یا اس کا الٹا بھی ہو سکتا ہے کیوں کہ اس زمانہ میں سب کچھ ہو رہا ہے۔ جنسی آوارگی کی وجہ سے ہی ترقی یافتہ ملکوں میں ”تشخیص والدین جانچ“ (Paternity Test) کا چلن بڑھنے لگا ہے۔

(۲) زنا کو قانونی حیثیت دینا عورتوں کے ساتھ نا انصافی کے مترادف ہے۔

یہ سوال آپ کے ذہن میں گردش کر رہا ہوگا کہ زنا کے عوض اسے تو مال و دولت حاصل ہوں گے اور ہوتے ہی ہیں پھر نا انصافی کیسی؟؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت جب بوڑھی ہو جائے گی تو اسے گاہک یعنی خریدار نہیں ملے گا۔ اور ایسی صورت میں اسے بھکمری کا شکار ہونا پڑے گا یا محتاجی کا سامنا ہوگا۔ اور اگر بالفرض اس نے جوانی میں ہی اتنی دولت جمع کر لی ہو کہ وہ اسے بڑھاپے میں بھی کام آسکے تو بھی اسے بچوں کی آسودگی اور ان کی خدمت میسر نہ ہونے کے سبب بدترین موت نصیب ہوگی۔ ہم اس طرح کے کیسیز ہند کی ایک چھوٹی سی ریاست میں دیکھ رہے ہیں کہ جوانی میں ایک لڑکی کسی مرد کے ساتھ بھاگ کر شادی کرتی ہے، وہ مرد اس کے ساتھ کچھ سال

گزار کر پھر دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے اور وہ عورت دوسرے کا ساتھ۔ اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے تو اس کا ہاتھ خالی رہ جاتا ہے، جس حسن کا نشہ چلتا تھا جب وہی ختم ہو گیا تو پھر بچا کیا؟؟ وہ عورت آخری دنوں کو کاٹنے کے لیے جگہ جگہ بھیک یا مدد کے لیے دوڑتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور یہ تو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی زندگی بچتی ہے ورنہ طوائف خانوں کی زینت بنی لڑکیوں / عورتوں کی اوسط عمر جان کر آپ کے ہوش اڑ جائیں گے۔ امریکی تحقیقاتی ایجنسی کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

"The FBI states that the average life expectancy of a child once in prostitution is 7 years due to homicide and HIV/AIDS."

(www.epmonthly.com/features/current-features/identifying-sex-trafficking-in-the-ed-/) (www.trustaz.org/downloads/aw-trust-shocking-facts.pdf) (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

"ایف بی آئی کے مطابق قتل، ایچ آئی وی اور ایڈز کی وجہ سے نوخیز کے جنسی تجارت میں جانے

کے بعد مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جاسکتی ہے۔"

(۳) خواتین میں جسم فروشی کے رجحان کو بڑھاوا۔ جن ملکوں میں جسم فروشی کے خلاف

سخت قانون نہیں ہے وہاں خواتین میں جسم فروشی کی ذہنیت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے جو

تشویشناک ہے۔ رپورٹ بہت چونکا دینے والی ہے:

"In 2003, it was estimated that in Amsterdam, one woman in 35 was working as a prostitute, compared to one in 300 in London."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

(www.swissinfo.ch/eng/window-ban-for-zurich-s-prostitutes/3307596)

"۲۰۰۳ء میں عام اندازہ یہ تھا کہ ایسٹرڈم میں ہر ۳۵ میں سے ایک لڑکی لندن میں ہر ۳۰۰ میں

سے اخاتون جسم فروشی کا کام کرتی ہے۔"

(۴) نسل انسانی متاثر:- تعلیم اور ترقی یافتہ علاقوں میں یہ عام ذہنیت ہے کہ لڑکا ہو یا

لڑکی وہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سرکاری نوکریوں کی تلاش میں رہتے ہیں، نوکری مل گئی تو

اچھی بات ورنہ قسمت کو کوستے ہوئے صبح و شام محنت و مزدوری کر کے کاٹ لیے، یہ دروازہ

لڑکوں / مردوں کے لیے تو مجبوری میں کھلتا ہے، مگر نوکری نہ ملنے سے مایوس لڑکیوں / عورتوں

کے لیے جسم فروشی کا ایک اور راستہ موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی ایک تعلیم یافتہ اور

ماڈرن ریاست میں بے نوکری نوجوان لڑکیوں میں جسم فروشی کا رجحان کافی تیزی سے پھیل

رہا ہے۔ تقریباً ہر ہوٹل طوائف خانہ میں تبدیل ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ بے نوکری نسل خود کو شادی

بیاہ سے بھی دور رکھتی ہے، اگر زنا کو قانونی جواز مل جائے تو پھر قانون کا خوف اٹھ جانے سے اور بھی افراد بے لگام ہو جائیں گے اور گھریلو زندگی پہ اسی کو ترجیح دیں گے جو نسل انسانی کے لیے تشویشناک بات ہے۔ اس میں نہ گھر بسانے کا ٹینشن نہ کھانا پکانے اور بچوں کی دیکھ ریکھ کی فکر۔ ۴۵۔۵۰ سال کی عمر تک لگزری زندگی کاٹی اور پھر پچھتاوا آیا جو کسی فائدہ کا نہیں۔

(۵) کم عمر لڑکیوں کی اسمگلنگ کو فروغ:- زنا کو قانونی حیثیت دینے سے بچی

اسمگلنگ کا سیلاب آ گیا ہے۔ ایک ملک خاص کر غریب علاقوں کی لڑکیاں اغوا ہو کر غیر قانونی طور پر دوسرے ممالک کی منڈیوں میں فروخت کے لیے بھیج دی جاتی ہیں۔ جہاں ان کی زندگی کو جہنم بنا دیا جاتا ہے۔ ذرا اس رپورٹ کو دیکھیں:

"Children are sold into the global sex trade every year. Often they are kidnapped or orphaned, and sometimes they are sold by their own families. According to the International Labour Organization, the occurrence is especially common in places such as Thailand, the Philippines, Sri Lanka, Vietnam, Cambodia, Nepal and India."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

”عالمی جنسی تجارت کے لیے ہر سال بچوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس کے لیے اکثر و بیشتر انہیں اغوا کیا جاتا ہے، یا یتیم بنایا جاتا ہے، کبھی خود انہیں خاندان والے بیچ دیتے ہیں، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کی رپورٹ کے مطابق اس طرح کے حادثات عام طور پہ تھائی لینڈ، فلپائن، سری لنکا، ویت نام، کامبوڈیا، نیپال اور ہندوستان میں ہوتے ہیں۔“

امریکہ جیسے ترقی یافتہ اور تیز جاسوسی نظام رکھنے والے ملک میں جسم فروشی کی مارکیٹ میں جن لڑکیوں کو ڈھکیلا جاتا ہے، ان کی اوسط عمر صرف ۱۲ سال ہوتی ہے:

"The estimated age of entry into child prostitution is 12 years old, while girls as young as 9 years old have been known to be recruited for prostitution."

(<http://www.justice.gov/oig/reports/FBI/a0908/chapter4.htm>)

(<http://www.atg.wa.gov/HumanTrafficking/SexTrafficking.aspx#.U-tMGOOSxEg>)

(<http://www.ct.gov/dcf/cwp/view.asp?a=4127&Q=492900>)

”جسم فروشی میں عام طور پہ ۱۲ سال کی عمر میں ڈھکیلا جاتا ہے، جبکہ بہت سی ۹ سالہ بچیوں کو

بھی جنسی بازار کے لیے پھسلانے کی اطلاع ہے۔“

خود امریکی حکومت کا سروے اور اندازہ یہ ہے کہ سالانہ لاکھوں بچیوں کو جسم فروشی کی دلدل

میں ڈھکیلا جاتا ہے۔ سپر پاور جی! جب آپ کی طاقت اور آپ کا خوف جسم کے دلالوں پہ نکیل کسے میں ناکام ہے تو پھر چھوٹے اور غریب یا ترقی پذیر ممالک کے حکمراں کیا کر سکتے ہیں؟؟ جب دنیا کے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ، متمدن اور قانونی اعتبار سے چست ملک میں جسم فروشی کے لیے ۱۲ سال کی لاکھوں بچیوں کی تجارت ہو رہی ہے تو ان پڑھ، کم تعلیم یافتہ اور ”اندھیر نگری کے چوپٹ راجاؤں“ کے ملکوں میں جسم فروشی کا قانونی جواز کیا گل کھلائے گا یہ آپ جیسے عقلمند کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۶) بڑی عمر کی خواتین کی اسمگلنگ بھی عام:- جسم فروشی کو قانونی جواز دینے سے

صرف کم عمر لڑکیوں کی خرید و فروخت کو ہی بڑھاوا نہیں ملا، بلکہ بالغ عورتوں کی اسمگلنگ کا کاروبار بھی تیز ہوا اور دنیا بھر میں ان کی سپلائی ہوتی ہے۔ امریکی رپورٹ ملاحظہ ہو:

"Annually, according to U.S. Government-sponsored research completed in 2006, approximately 800,000 people are trafficked across national borders, which does not include millions trafficked within their own countries. Approximately 80 percent of transnational victims are women and girls and up to 50 percent are minors," estimated the US Department of State in a 2008 study, in reference to the number of people estimated to be victims of all forms of human trafficking. Due in part to the illegal and underground nature of sex trafficking, the actual extent of women and children forced into prostitution is unknown." (www.cn.wikipedia.org/wiki/Prostitution) (www.state.gov/documents/organization/82902.pdf) (www.unhcr.org/50aa032c9.pdf) (http://2001-2009.state.gov/g/tip/c16465.htm) (http://www.ungift.org/doc/knowledgehub/resource-centre/GIFT_Human_Trafficking_An_Overview_2008.pdf)

”امریکی حکومت کے خرچ سے کی گئی ریسرچ ۲۰۰۶ء میں مکمل ہو گئی، اس کے مطابق ہر سال قومی سرحدوں پہ ۸ لاکھ انسانوں کی غیر قانونی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس سروے میں ان ملکوں کے اندر ہونے والی لاکھوں (کروڑوں) آدمیوں کی اسمگلنگ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، عالمی اسمگلنگ کی شکار میں تقریباً ۸۰ فیصد (چھ لاکھ چونسٹھ ہزار) عورتیں اور لڑکیاں شامل ہیں، جن میں تقریباً ۵۰ فیصد چھوٹی بچیاں ہیں“ امریکی ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ نے یہ تخمینہ ۲۰۰۸ء کے جائزہ میں پیش کیا جس میں انسانی خرید و فروخت کی تمام حالتوں کے شکار انسانوں کا اندازہ لگایا گیا۔ جسم فروشی کی غرض سے انسانی کاروبار کے غیر قانونی اور اس کے زیر زمین ہونے کی وجہ سے جنسی تجارت کے لیے انسانی خرید و فروخت کی صحیح تعداد معلوم نہیں کہ کتنی خواتین اور بچے بچیوں کو جسم فروشی کے لیے مجبور کیا جاتا ہے۔“

(۷) ایڈز کو فروغ:- بیسویں صدی عیسوی میں ایک نئی اور لاعلاج بیماری ایڈز نامی وجود

میں آئی ہے۔ ڈاکٹر ز اور ماہر اطبا کے مطابق اس بیماری کو زیادہ فروغ ان عورتوں سے ملتا ہے جو متعدد مردوں سے اختلاط رکھتی ہیں۔ اس طرح زنا کو قانونی حیثیت مل جانے سے معاشرہ ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو کر تباہی کی طرف پہنچ رہا ہے۔

یہ کہا جاسکتا ہے کہ احتیاطی تدابیر مثلاً کنڈوم وغیرہ کے استعمال سے یہ معاملہ ختم ہو جائے گا مگر ہم اس سے اتفاق نہیں رکھتے کیونکہ کنڈوم کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے، حکومتیں مفت میں فراہم کرتی ہیں مگر اس کے باوجود ایڈز کے مریض گھٹنے کی بجائے بڑھ رہے ہیں۔ یہ صرف ہمارا ہی دعویٰ نہیں ہے بلکہ امریکہ کے زبردست حلیف اور دوست بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر اور ہندوستان کے وزیر صحت ہرش وردھن نے امریکہ کی سرزمین پہ بیٹھ کر اس بات کا اعلان کیا کنڈوم بے راہ روی کو بڑھا دیتا ہے اور ہندوستانی کلچر (اسلامی قانون) ایڈز کو کنٹرول کرتا ہے، نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا:

"Condom use messages encourage illicit sexual relationship Culture is more important than condoms in controlling AIDS However, for the general public, the minister has asked to stress in morals like being faithful, not indulging in pre-marital and extra-marital sex".

(<http://www.ibtimes.co.uk/indian-health-minister-claims-culture-not-condoms-will-help-aids-control-1454121>)(<http://timesofindia.indiatimes.com/india/Health-minister-Dr-Harsh-Vardhan-questions-stress-on-condoms-in-AIDS-fight/articleshow/37173742.cms>)(http://articles.economictimes.indiatimes.com/2014-06-25/news/50855782_1_dr-harsh-varadhan-indian-culture-health-minister)(<http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-varadhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html>)

”کنڈوم کے استعمال کا پرچار غیر اخلاقی جنسی تعلقات کی حمایت کرتا ہے۔ ایڈز کی روک تھام میں کنڈوم سے زیادہ تہذیب اہم ہے، منتری جی نے عام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اخلاقیات پہ توجہ دیں، شریک حیات کے ساتھ وفادار رہیں، قبل شادی یا شادی سے باہر جنسی تعلقات نہ قائم کریں۔“

یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ انہوں نے اسلام دشمنی کی بنیاد پہ امریکہ کی دوست بنی بھارتی جنتا پارٹی کے لیڈر سے وہ سب کچھ اگلوادیا جس کی ہمت کسی مسلم حکمران میں بھی نہیں آسکی۔ لیکن آزاد روی کے عادی لوگوں نے انہیں تنقید کا نشانہ بنا لیا تو انہوں نے صفائی دیتے ہوئے کہا کہ وہ کنڈوم کے خلاف نہیں ہیں مگر:

"Condoms promise safe sex, but the safest sex is through faithfulness to one's partner. Prevention is always better than cure."

(<http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-varadhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html>)

”کنڈوم محفوظ تعلق کا وعدہ کرتا ہے مگر سب سے زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ اپنے شریک حیات کے ساتھ وفادار رہے، پرہیز علاج سے بہتر ہے۔“

بڑی ہی خوبصورت بات ہے کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ پہ کیوں زور دیا جا رہا ہے؟؟ جہاں ۱۰۰ میں ۱۰۰ ملنے کا چانس ہے وہاں صرف ۳۳ نمبرات لانے پہ کیوں جبر کیا جا رہا ہے؟؟ یہی وجہ ہے کہ ایف بی آئی کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ جنسی بازار میں جانے کے بعد ایڈز، ایچ آئی وی وغیرہ مہلک بیماریوں کی وجہ سے بچیوں اور لڑکیوں کے مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جاسکتی ہے۔

(۸) یتیم خانوں کے نام پہ جنسی استحصال کے اڈے:- جو لوگ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پہ گہری نگاہ رکھتے ہیں انہیں اس خطرے کا ضرور احساس ہوگا۔ ذرا سوچئے زنا سے پیدا ہونے والے بچوں کا زیادہ تر آشیانہ یتیم خانے اور آشرم ہیں اور ہوں گے۔ تقریباً ہر ماہ ایک دو آشرم کے متعلق یہ خبر چھن کر آتی ہے کہ وہاں کے اعلیٰ افسران اور ملازمین سالوں سے بچیوں کے جنسی استحصال میں لگے ہوئے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ان کی فحش سی ڈیز بھی بنائی گئی ہیں۔ جولائی ۲۰۱۳ء کے تیسرے عشرے میں ایک غیر ملکی شخص کے ذریعے ہندوستان میں چلائے جانے والے ایک آشرم کا معاملہ سامنے آیا جس میں متعدد بچیوں نے یہ شکایت کی کہ سالوں سے ان کی عصمت دری کا سلسلہ جاری ہے، ملزم منہ کھولنے پر انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتا رہا ہے۔ یہ واقعہ سن کر ہمیں بہت حیرت ہوئی اور آپ یقین رکھئے کہ زنا کو باضابطہ قانونی حیثیت ملنے سے ہر عیاش ارب پتی ایک آشرم ضرور قائم کرے گا جہاں وہ کم عمروں کا جنسی استحصال کرے گا۔ ابھی ہندوستان میں آسارام نامی ایک چھتر سالہ دہنگ سائیں کا معاملہ گرم ہے جن کے ہندوستان کے بڑے شہروں میں کئی ایک آشرم چلتے ہیں اور ان کے قدموں میں گرنے والوں میں وزراء، اعلیٰ آفیسرز اور ملک کو چلانے والے بھی شامل ہیں، ابھی وہ اپنے آشرم میں زیر تعلیم ایک نابالغ لڑکی کی عصمت دری کے کیس میں جو دھپور جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہیں۔ اور اسی طرح عصمت دری کے متعدد معاملوں میں ان کے لڑکے نارائن سائیں بھی جیل پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح نومبر ۲۰۱۴ء میں ایک اور طاقت ور دھرم گرو رام پال کا معاملہ سامنے آیا ہے، جن کے حجرہ سے پولیس کو حمل جانچ (Pregnancy Test) کی مشین دستیاب ہوئی۔ جن لوگوں نے آسارام اور رام

پال کے خلاف کیس درج ہونے اور جیل جانے کے بعد کی خبروں پہ دانش مندانہ طریقہ سے گہری نگاہ رکھی ہے انہیں اس بات کا اچھی طرح احساس ہو گیا ہوگا کہ مستقبل میں طاقت ور لوگوں کے ذریعہ کم عمروں کے جنسی استحصال کے اڈوں کو یتیم خانہ کا نام دیا جائے گا۔

(۹) کالج طالبات میں جنسی تجارت کو فروغ:- کنگسٹن یونیورسٹی (برطانیہ) سے

جڑے ڈاکٹر ران رابرٹس (Ron Roberts) کے حوالے سے بی بی سی نے یہ خبر دی ہے کہ سینکڑوں یونیورسٹی طلبہ کے سروے کے بعد وہ اس نتیجہ پہ پہنچے ہیں کہ پچھلے دس سالوں میں طالبات کے اندر جسم فروشی کے رجحان کو کافی بڑھا دیا ہے، تقریباً ۳-۲۵ فیصد طلبہ طالبات نے یہ بتایا ہے کہ وہ اس کام میں ملوث طالبات کو جانتے ہیں۔ طالبات اس کے لیے یہ دلیل دیتی ہیں کہ مہنگی تعلیم کے لیے یہ ان کا آسان راستہ ہے، مگر خود نیشنل یونین آف اسٹوڈنٹس سے جڑے آفیسر نے ان کی اس دلیل کا خارج کر دیا ہے:

"According to NUS Women's Officer, Estelle Hart, an increasing number of students are taking more dangerous measures. 'In an economic climate where there are very few jobs, people are taking more work in the informal economy, such as sex work."

(<http://www.dailymail.co.uk/debate/article2074054/SostudentsturningprostitutionTheresnewoldestprofession.html>)(http://news.bbc.co.uk/2/hi/uk_news/england/8568723.stm)

”این یو ایس خواتین آفیسر ایسٹل ہارٹ کے مطابق ایسے معاشی فضا میں جہاں روزگار کے مختلف ذرائع ہیں خطرناک ترین جنسی کاروبار میں حصہ لینے والے طالبات کی تعداد بڑھ رہی ہے۔“

اور خود برطانوی حکومت کا کہنا ہے کہ:

"It offers students a "generous package" of financial support."

(<http://www.bbc.com/news/education16157522>)

”وہ طلبہ و طالبات کو معاشی حمایت کے لیے ’فراخی بھرا پیکیج‘ فراہم کرتی ہے۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ خود نظام چلانے والوں کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جنسی تجارت کے حوالے سے قانون میں ہلکی سے نرمی بھی خواتین بالخصوص نئی نسل کی تباہی کا سبب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح مذکور طلبہ کے لیے جنسی تجارت کا راستہ بند ہے تو وہ اپنی تعلیم و ضروریات کے لیے دوسرے ذرائع روزگار کا استعمال کرتے ہیں، جسم فروشی کے خلاف سخت قانون کی صورت میں طالبات بھی اسی طرح جنسی ذرائع کے علاوہ طریقوں کا استعمال کریں گی۔

(۱۰) باپ کے خانہ میں کس کا نام:- شادی کے علاوہ طریقوں کو جسمانی تعلقات کے لیے قانونی بنانے سے کس طرح کی صورت حال پیدا ہو رہی ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مسیحی لٹریچر کا درج ذیل پیرا گراف پوری توجہ سے پڑھیں:

”طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جا رہی ہے۔ سپین میں بیسویں صدی کے آخری دہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸ شادیوں میں سے ایک بڑھ گئی۔ صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ایک بڑی جست۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلند ترین شرح برطانیہ میں ہے (۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے) والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے..... فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں، اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکٹھے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، بعض کم سن نوعمروں سے۔ بہت سی نوعمر لڑکیاں کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔ تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں، بہترے بدسلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا ایسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید انکی کفالت نہیں کر سکتے۔“

(خاندانی خوشی کا راز: ص ۸-۹، ناشر: انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن بروکلین، نیویارک، امریکہ، ۱۹۹۶ء)

یہ رپورٹ ترقی یافتہ یورپ کے اخلاقی تنزل کو صاف طور پر بیان کرتی ہے۔ ساتھ ہی زنا کے حرام ہونے کے اسباب پہ بھی بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم نے جتنے نقاط بیان کیے ہیں ان میں سے اکثر کو اس رپورٹ میں صراحتاً یا اشارتاً بیان کیا گیا ہے۔ ذرا بتائیں کہ یورپ و امریکہ کی گلیوں میں بن ماں باپ کے جو لاکھوں بچے سڑکوں پہ گھوم رہے ہیں ان کی اسکول کی سندوں اور دیگر دستاویز میں باپ کے خانہ میں کس کا نام لکھا جائے گا..... کیا (بائبل کے مطابق) ان بچوں کو حرامی کہا جائے گا.....؟؟ اور کیا ان لاکھوں بچوں کا یہ احساس کہ وہ حرامی اور ناجائز ہیں اور انہیں ان کے والدین نے سڑک پہ پھینک دیا ہے، ہمارے قانونی نظام اور ہماری ترقی کے منہ پر ایک زبردست طمانچہ نہیں ہے.....؟؟

امریکہ و یورپ کی سرپرستی میں اقوام متحدہ آزادی کا نعرہ لگانے اور آزادی کی باتیں بنانے میں سب سے آگے ہے، اسی قاعدہ سے انہوں نے جسم فروشی کو بھی جائز قرار دیا کہ ہر ایک کو اپنے جسم کو اپنی مرضی سے استعمال کرنے کی مکمل اجازت ہونی چاہئے، مگر جو بھیا تک تصویر نظر آرہی ہے وہ یہی بتاتی ہے کہ بے حساب آزادی اپنے ساتھ 'غلامی' لے کر آئی ہے۔ اقوام متحدہ کی اس رپورٹ کو توجہ سے پڑھیں:

"The United Nations stated in 2009 that sex trafficking is the most commonly identified form of human trafficking and estimates that about 79% of human trafficking reported is for prostitution (although the study notes that this may be the result of statistical bias and that sex trafficking tends to receive the most attention and be the most visible). Sex trafficking has been described as "the largest slave trade in history" and as the fastest growing form of contemporary slavery. It is also the fastest growing criminal industry, predicted to outgrow drug trafficking. While there may be a higher number of people involved in slavery today than at any time in history."

(www.cn.wikipedia.org/wiki/Prostitution)(www.unodc.org/toc/cn/crimes/human-trafficking.html)

(http://www.unodc.org/documents/human-trafficking/UNVTF_fs_HT_EN.pdf)

(<http://www.unric.org/cn/human-trafficking>)

(<http://www.unric.org/cn/human-trafficking/27448-how-serious-is-the-problem>)

"اقوام متحدہ کی جانب سے ۲۰۰۹ء میں یہ کہا گیا کہ غیر قانونی جنسی تجارت کا انسان کی غیر قانونی خرید و فروخت میں اہم حصہ ہے، اسمگلنگ کیے جانے والے کل انسانوں میں سے ۷۹ فیصد کو جسم فروشی کے کاروبار میں استعمال کیا جاتا ہے (حالانکہ مطالعہ میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ایسا اس لیے ممکن ہے کہ غیر قانونی جنسی کاروبار توجہ اور جاذبیت بہ آسانی کھینچتی ہے)۔ غیر قانونی جنسی کاروبار کو غلامی کی تاریخ کی سب سے بڑی تجارت اور جدید غلامی کی سب سے تیز پھیلنے والی صورت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ تیزی سے بڑھنے والے بحرمانہ پیشوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہے اور ممکن ہے کہ آج ہر زمانہ سے زیادہ غلام پائے جاتے ہوں۔"

جب تجزیاتی نگاہ اور تجربہ کے عینک سے زنا کو قانونی جواز دینے کے مطالبہ کو دیکھا جائے تو یہ واضح کاف ہوتا ہے کہ یہ اقدام معاشرے کو ان گنت اور ان دیکھے مسائل کا سیلاب دے گا۔ زنا کو قانونی جواز مل جانے سے ملک اور سماج متعدد مسائل میں گھر جائے گا۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے زنا کو متفقہ طور پر کیوں حرام قرار دیا تھا۔ اگر زنا میں نقصانات سے زیادہ نفع ہوتا تو یقیناً ۱۵ ہزار سال سے زائد عرصے سے جاری نسل انسانی میں یہ بہ اتفاق رائے حرام نہیں

ہوتا۔ اور لطف تو یہ ہے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال تا جنوب تمام اہل مذاہب اور تمام ممالک کے شہری، فوجی، حکمران اور بادشاہ تمام افراد جمہوری طور پر نہیں بلکہ کلی طور پر اس کی حرمت و قباحت پہ متفق تھے۔ ہو سکتا ہے کہ مغرب و امریکہ کے نزدیک اپنے آباؤ و اجداد سے دشمنی اور ان کی تحمیق کا نام ہی ترقی اور تہذیب جدید ہو مگر ہم مشرقی باشندے آج بھی آباؤ و اجداد کی روایت کو عقل کی کسوٹی پہ پرکھتے ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے قوانین و اصول کا تجزیہ کرتے ہیں۔ ہم نے یہی پایا ہے کہ آباؤ و اجداد نے صحیح قوانین وضع کیے تھے۔ اور اسے اسلام کی حقانیت کہتے یا عیسائیت کے لیے تیشہ کہ بائبل اور مسیح کے ماننے والے زنا کو قانونی حیثیت دلوانے کے لیے کافی تگ و دو کر رہے ہیں مگر خود بائبل نے بھی اسے حرام قرار دیا ہے۔ ہم پہلے قرآن کی آیات و احادیث، پھر زنا کی حرمت و قباحت پہ بائبل کی آیات اتنی مقدار میں نقل کریں گے جو کافی سے کئی گنا زائد ہوگی۔

اللہ جل شانہ نے زنا کو ایک عظیم برائی قرار دیتے ہوئے اس کے اسباب کی

قربت کو بھی منع فرما دیا:

”وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ۝“

”زنا کے قریب مت جاؤ بے شک یہ گندی چیز اور برار راستہ ہے۔“ (سورۃ الإسراء: ۳۲)

زنا کی حرمت کو رسول اللہ ﷺ نے کس قدر خوبصورتی سے ذہن نشیں کرایا ہے وہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ذیل کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، إِذْنٌ لِي فِي الزَّانَا، فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَقْرُوهُ، فَدَنَا حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ، أَتُحِبُّهُ لِأَمِّكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذَلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذَلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ، قَالَ: أَتُحِبُّهُ لِأَخِيكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: وَكَذَلِكَ النَّاسُ لَا يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ، فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ كَفِّرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ، قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ. ”

”ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے زنا کی

اجازت عطا فرمائیے، یہ سن کر صحابہ اسے ڈانٹنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو، وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنی ماں کے لیے اسے پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے اسے پسند نہیں کرتے ہیں، فرمایا: کیا اسے تم اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں، فرمایا: کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟ بولے: نہیں، فرمایا: ایسے ہی لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں۔ پھر رسول ﷺ نے اپنے دست مبارک کو ان کے سینہ پر رکھا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کو پارسائی عطا فرما۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد اس شخص کی توجہ کبھی اس چیز کی طرف نہیں بھٹکی۔“

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ۷۶۶۰، ۷۵۷۷، مسند أحمد: الحديث ۲۲۸۶۸، ۲۲۲۶۵، شعب الايمان للبيهقي: الحديث ۵۱۸۱، تفسير ابن كثير: سورة الاسراء ۳۲)

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے نہایت صاف اور مشفقانہ لہجہ میں زنا کی حرمت کے اسباب میں سے ایک کو دلوں میں جاگزیں فرمایا ہے۔

یہم بن مالک طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَا مِنْ نَنْبٍ بَعْدَ الشَّرِكِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِي رَحِمٍ لَا يَجِلُّ لَهُ.“
”اللہ کے نزدیک شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنا نطفہ اس رحم میں رکھے جو اس کے لیے حلال نہیں۔“ (کنز العمال: الحديث ۱۲۹۹۴، جمع الجوامع للسيوطی:

الحديث ۱۱۰۰، تفسير ابن كثير: سورة الاسراء ۳۲)

اسلام نے خواتین کو پردہ کا حکم دیا، زنا کی برائیوں کو بتایا، اس سے دور رہنے کے اسباب بتائے، شادی اور نکاح کے لیے حوصلہ افزائی کی۔ ان تمام قوانین کو نافذ کر کے ایسی فضا ہموار کی جس میں اس برائی سے دور رہنا بہت آسان ہو گیا۔ پھر اس کے بعد اس جرم کے مرتکبین کے لیے سخت ترین سزا سنا کر اس سے دوری اختیار کرنے کے لیے مجبور ہونے جیسے حالات بنائے تاکہ عورتیں محفوظ اور معاشرہ پاکیزہ رہے۔

زنا کرنے والے کنواروں کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ٥“

”زنا کرنے والے مرد و عورت کو سو سو کوڑے لگاؤ، اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان دونوں پہ کوئی رحم نہ آئے اگر تم اللہ اور آخری دن پہ ایمان رکھنے والے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت رہے۔“ (سورۃ النور: ۲)

اور شادی شدہ زانیوں کے لیے یہ سزا سنائی گئی:

”الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ“

”شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو یہ (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت ناک ہوگی۔“

(المستدرک للحکم: الحدیث ۸۱۸۵، ۲۹۵۳، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۲۰۳۲۱، ۲۰۹۶۲، صحیح ابن حبان: الحدیث ۴۵۰۵، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۶۰۵، سنن الدارمی: الحدیث ۲۳۷۸، مسند أحمد: الحدیث ۲۱۸۰۸، الموطاء للإمام محمد: الحدیث ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۴)

بائبل کی دوسری کتاب خروج نے زنا کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا:

"Thou shalt not commit adultery." (Exodus, 20/14, (Deuteronomy, 5/18)
”تو زنا نہ کرنا۔“ (خروج: ۲۰/۱۴، استثنا: ۱۸/۵)

کتاب احبار میں کہا گیا:

"Do not prostitute thy daughter, to cause her to be a whore; lest the land fall to whoredom, and the land become full of wickedness."
(Leviticus, 19/29, KJV, Pub. by TBR, BSI, 2008)

”تو اپنی بیٹی کو کسی بنا کر ناپاک نہ ہونے دینا تا ایسا نہ ہو کہ ملک میں رنڈی بازی پھیل جائے اور سارا ملک بدکاری سے بھر جائے۔“ (احبار: ۱۹/۲۹)

اسلام کی طرح بائبل نے شادی کی تعریف کرتے ہوئے کہا:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled, but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew, 13/4)

”بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خدا حرام کاروں اور زانیوں کی عدالت کریگا۔“ (عبرانیوں: ۱۳/۴)

زنا میں ملوث مرد و عورت کو خاص کر خطاب کرتے ہوئے کہا گیا:

"Ye adulterers and adulteresses, know ye not that the friendship of the world is enmity with God? whosoever therefore will be a friend

of the world is the enemy of God."

(James, 4/4)

”اے زنا کرنے والیو اور زنا کرنے والو! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ دنیا سے دوستی رکھنا خدا سے دشمنی کرنا ہے؟ پس جو کوئی دنیا کا دوست بنا چاہتا ہے وہ اپنے آپ کو خدا کا دشمن بناتا ہے۔“ (یعقوب: ۴/۴)

دنیا کی بہت سی حکومتوں نے ’جسم فروشی‘ کو صحیح ٹھہرا رکھا ہے لہذا ان کے لیے مزید ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"Meats for the belly, and the belly for meats, but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body."

(1Corinthians, 6/13-18)

”کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خدا اُسکو اور انکو نیست کریگا مگر بدن حرام کاری کے لئے نہیں بلکہ خداوند کے لئے ہے اور خداوند بدن کے لئے۔ اور خداوند خداوند کو بھی چلایا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے چلائیگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرام کاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرام کار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔“

(کرنٹیوں اول: ۱۳/۶-۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، ان کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہذا اُس سے اور اس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔

زنا اور لواطت کو حرام اور ان کی کمائی کو ناپاک بتاتے ہوئے بنی اسرائیل سے کہا گیا:

"There shall be no whore of the daughters of Israel, nor a sodomite of the sons of Israel. Thou shalt not bring the hire of a whore, or the price of a dog, into the house of the LORD thy God for any vow, for even both these are abomination unto the LORD thy God."

(Leviticus, 23/17-18)

”اسرائیلی لڑکیوں میں کوئی فاحشہ نہ ہو اور نہ اسرائیلی لڑکوں میں سے کوئی لوطی ہو۔ تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کتے کی اجرت کسی منت کے لئے خداوند اپنے خدا کے گھر میں نہ لانا کیونکہ یہ دونوں خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہیں۔“

(استثنا: ۲۳/۱۷-۱۸)

بائبل کی ان آیات نے یہ صاف کر دیا کہ بعض یورپی ممالک کی جانب سے ہم جنسی کو جو قانونی جواز فراہم کیا گیا ہے وہ بائبل کی رو سے غیر قانونی ہے۔ اسی طرح طوائف کی کمائی کو بھی بائبل نے ”گندی رقم“ قرار دیا ہے۔ بائبل کے اس اقتباس نے یہ بھی واضح کر دیا کہ زنا و ہم جنسی کے خلاف اسلام کا سخت موقف سو فیصدی صحیح ہے اور اس میں کسی لچک کی گنجائش نہیں ہے۔ طوائف کی کمائی اور کتے کی اجرت سے متعلق اسلام کا موقف بھی بائبل سے مکمل مطابقت رکھتا ہے۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔“

”رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور کاہن کی رشوت سے منع فرمایا ہے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۲۲۳۷، ۲۲۸۲، ۵۳۴۶، ۵۷۶۱، صحیح المسلم: ۴۰۹۲، ۴۰۹۵،

جامع الترمذی: ۱۱۶۲، ۱۳۲۲، سنن أبی داؤد: ۳۴۲۳، ۳۴۳۰، ۳۴۸۴، سنن النسائی: ۴۳۰۹،

۴۶۸۳، سنن ابن ماجہ: ۲۲۴۳، مسند أحمد: ۲۶۷۸، ۳۳۳۱، ۳۴۰۴، عن ابن عباس)

بائبل جسم فروشوں کی صحبت کو بربادی کا سبب قرار دیتی ہے:

"Whoso loveth wisdom rejoiceth his father, but he that keepeth company with harlots spendeth his substance." (Proverb, 29/3)

”جو کوئی حکمت سے اُلفت رکھتا ہے اپنے باپ کو خوش کرتا ہے لیکن جو کسبیوں سے صحبت کرتا

(امثال: ۲۹/۳)

ہے اپنا مال اڑاتا ہے۔“

آوارگی پسند عورت، فاحشہ اور جسم فروشوں سے ملک و سماج کو جو نقصان پہنچتا ہے، اسے

بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

"My son, give me thine heart, and let thine eyes observe my ways. For a whore is a deep ditch; and a strange woman is a narrow pit. She also lieth in wait as for a prey, and increaseth the transgressors

(Proverbs, 23/26-28)

among men."

”اے میرے بیٹے اپنا دل جھکو دے اور میری راہوں سے تیری آنکھیں خوش ہوں۔ کیونکہ فاحشہ گہری خندق ہے اور بیگانہ عورت تنگ گڑھا ہے۔ وہ راہزن کی طرح گھات میں لگی ہے اور بنی آدم میں بدکاروں کا شمار بڑھاتی ہے۔“

(امثال: ۲۳/۲۶-۲۸)

خدا کی جانب سے بنی اسرائیل کے پناہ گاہ شہر کو جو ملامت کی گئی اس کے جملوں کو

غور سے پڑھیں:

Adultery

"How shall I pardon thee for this? thy children have forsaken me, and sworn by them that are no gods, when I had fed them to the full, they then committed adultery, and assembled themselves by troops in the harlots' houses. They were as fed horses in the morning, every one neighed after his neighbour's wife. Shall I not visit for these things? saith the LORD, and shall not my soul be avenged on such a nation as this?" (Jeremiah, 5/7-9)

”میں تجھے کیونکر معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے جھکو چھوڑا اور انکی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں۔ جب میں نے انکو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھ کر قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پہ ہنہانے لگا۔ خداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لئے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لیگی؟“

(یرمیاہ: ۵/۷-۹)

اگر ایک بار پڑھنے سے پوری طرح بات حلق سے نہیں اتر سکی تو بار بار پڑھیں اور بتائیں کہ کیا یہی ایک آیت اس بات کے ثبوت کے لیے کافی نہیں ہے کہ دوسری کی بیوی یا جسم فروش عورت کسی سے بھی تعلق سخت حرام اور خدا کے عذاب کا سبب ہے.....؟؟؟

بدکاروں اور جسم فروشوں سے خدا کو کتنی نفرت ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

"This is what the Sovereign LORD says. Bring a mob against them and give them over to terror and plunder. The mob will stone them and cut them down with their swords; they will kill their sons and daughters and burn down their houses. So I will put an end to lewdness in the land, that all women may take warning and not imitate you." (Ezekiel, 23/46-48, NIV, IBS, NJ, USA, 1973, 1978, 1984)

”کیونکہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ میں ان پر ایک گروہ چڑھاؤں گا اور انکو چھوڑ دوں گا کہ ادھر ادھر دھکے کھاتی پھریں اور غارت ہوں۔ اور وہ گروہ انکو سنگسار کرے گی اور اپنی تلواروں

سے اُنکو قتل کر گئی۔ اُنکے بیٹوں اور بیٹیوں کو ہلاک کر گئی اور اُنکے گھروں کو آگ سے جلا دیا گیا۔ یوں میں بدکاری کو ملک سے موقوف کرونگا تاکہ سب عورتیں عبرت پذیر ہوں اور تمہاری مانند بدکاری نہ کریں۔“

(حزقیال: ۲۳/۴۶-۴۹)

ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پورے اقتباس کا جائزہ لیں، اگر آپ کے اندر حق پسند اور سچ کا حامی ضمیر زندہ ہے تو آپ یہ قبول کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ دنیا کے تمام ملکوں میں بدکاری اور جسم فروشی کو قانونی جواز دینے کا مطالبہ کرنے والے امریکی اور یورپی حکمرانوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بائبل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیں۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ بدکاروں کو بڑی سے بڑی سزا دی جائے تاکہ دوسروں کو سخت پیغام ملے اور ملک و معاشرہ کو بدکاری سے پاک (Prostitution Free) ہونے کا شرف مل سکے۔

بائبل کے مطابق خدا جب کسی کو عذاب دیتا ہے تو اسے گھرانے کو جسم فروش بنا دیتا ہے:

"Therefore thus saith the LORD; Thy wife shall be an harlot in the city, and thy sons and thy daughters shall fall by the sword, and thy land shall be divided by line; and thou shalt die in a polluted land, and Israel shall surely go into captivity forth of his land." (Amos. 7/17)

”اسلئے خُداوند فرماتا ہے کہ تیری بیوی شہر میں کسی بنے گی اور تیرے بیٹے اور تیری بیٹیاں تلوار سے مارے جائیں گے اور تیری زمین جریب سے تقسیم کی جائیگی اور تو ناپاک ملک میں مرے گا اور اسرائیل یقیناً اپنے وطن سے اسیر ہو کر جائیگا۔“

(عاموس: ۷/۱۷)

آوارگی اور بدکاری ملک و سماج کو کیا سوغات دیتے ہیں، انہیں بائبل کی زبانی پڑھئے:

"Woe to the bloody city! it is all full of lies and robbery; the prey departeth not; The noise of a whip, and the noise of the rattling of the wheels, and of the pransing horses, and of the jumping chariots. The horseman lifteth up both the bright sword and the glittering spear, and there is a multitude of slain, and a great number of carcasses; and there is none end of their corpses; they stumble upon their corpses. Because of the multitude of the whoredoms of the wellfavoured harlot, the mistress of witchcrafts, that selleth nations through her whoredoms, and families through her witchcrafts. Behold, I am against thee, saith the LORD of hosts; and I will discover thy skirts upon thy face, and I will shew the nations thy nakedness, and the kingdoms thy shame. And I will cast abominable filth upon thee, and make thee vile, and will set thee as a gazingstock."

(Nahum. 3/1-6)

”خوزیز شہر پہ افسوس! وہ جھوٹ اور لوٹ سے بالکل بھرا ہے۔ وہ لوٹ مار سے باز نہیں آتا۔ سنو! چائیک کی آواز اور پہیوں کی کھر کھراہٹ اور گھوڑوں کا کودنا اور رتھوں کے بچکولے: دیکھو! سواروں کا حملہ اور تلواروں کی چمک اور بھالوں کی جھلک اور مقتولوں کا ڈھیڑ اور لاشوں کے تودے۔ لاشوں کی انتہا نہیں۔ لاشوں سے ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ یہ اُس خوبصورت جادوگرنی فاحشہ کی بدکاری کی کثرت کا نتیجہ ہے کیونکہ وہ قوموں کو اپنی بدکاری سے اور گھرانوں کو اپنی جادوگری سے بچتی ہے۔ رب الافواج فرماتا ہے دیکھ میں تیرا مخالف ہوں اور تیرے سامنے سے تیرا دامن اٹھا دوں گا اور قوموں کو تیری برہنگی اور مملکت کو تیرا ستر دکھا دوں گا۔ اور نجاست تجھ پر ڈالوں گا اور تجھے رسوا کروں گا ہاں تجھے انگشت نما کر دوں گا۔“ (ناحوم: ۱/۳-۶)

بائبل نے یہ بھی بیان کیا کہ بدکاری انسان کی عقل کو صحیح فیصلہ کرنے سے دور رکھتی ہے:
 "Whoredom and wine and new wine take away the heart." (Hosea. 4/11)
 ”بدکاری اور نئے اور نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔“ (ہوسیع: ۱۱/۴)

پرانی عورت سے دوری بنانے کا حکم بائبل نے اس طرح بھی دیا ہے:

"The mouth of strange women is a deep pit, he that is abhorred of the LORD shall fall therein." (Proverb, 22/14)

”بیگانہ عورت کا منہ گہرا گڑھا ہے اُس میں وہ گرتا ہے جس سے خداوند کو نفرت ہے۔“ (امثال: ۱۳/۲۲)
 مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کا یہ اقتباس قبل شادی، تبادلہ زوج اور ہم خانگی

(Premarital/Extramarital/wife swapping/live in relationship)

سب کو یک لخت حرام قرار دیتا ہے۔

جسم فروشی کرنے والوں کے لیے بائبل آگ کی سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہتی ہے:

"If a priest's daughter becomes a prostitute, she disgraces her father; she shall be burnt to death."

(Leviticus, 21/9, GNB, BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

”اور اگر کاہن کی بیٹی طوائف بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک

ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں جلانی جائے۔“ (احبار: ۹/۲۱)

اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلق کو بائبل نے بھی ناقابل معافی جرم

گردانا ہے۔ زنا کرنے والے مرد و عورت کے لیے اسلام کی طرح موت کی سزا کا اعلان

کرتے ہوئے کتاب احبار میں کہا گیا ہے:

"And the man that committeth adultery with another man's wife, even he that committeth adultery with his neighbour's wife, the adulterer and the adulteress shall surely be put to death."

(Leviticus, 20/10, KJV, Pub. by TBR, BSI, Bangalore, India, 2008)

”اور جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے وہ زانی اور زانیہ

(احبار: ۱۰/۲۰)

دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔“

اور بائبل کی کتاب استئنا میں ہے:

"If a man be found lying with a woman married to an husband, then they shall both of them die, both the man that lay with the woman, and the woman, so shalt thou put away evil from Israel."

(Deuteronomy, 22/22)

”اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں

یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے

(استئنا: ۲۲/۲۲)

ایسی برائی کو دفع کرنا۔“

بائبل کے اس پیرا گراف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زنا کی غیر مشروط دائمی حرمت کا اسلامی حکم صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ”Wife Swapping“ (کچھ وقت کے لیے بیوی بدلنا۔ اس کی تفصیل کچھ صفحات بعد) بائبل کی نظر میں ناقابل معافی اور لائق گردن زنی و سنگساری ہے۔

دو آیتوں کے بعد زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سرکش قوم بنی

اسرائیل کو زنا کی ایک سزا کی تفصیل اور قتل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حکم خدا سنا تے ہیں:

"Take them both to town gate & stone them to death, you must get rid of the evil they brought into your community."

(Deuteronomy, 22/24, CEV, Pub. by ABS, New York, America, 1995)

”تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ

(استئنا: ۲۲/۲۴)

مر جائیں۔“

انگریزی پیرا گراف کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

”تم ان دونوں کو شہر کے پھاٹک کے پاس لانا اور پتھر مار کر ہلاک کر دینا، وہ (زنا کی وجہ

سے) جو برائی تمہارے معاشرے میں لاتے ہیں تمہیں اُسے ضرور دور کرنا چاہئے۔“

بائبل کے ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ نکاح و شادی کے بغیر مرد و عورت کا ملاپ سٹم اور معاشرے میں برائی کا سبب بنتا ہے جس کو دور کرنا ضروری ہے۔

جسم فروشی کے حامی ملکوں میں فرانس کا نام بھی نمایاں ہے۔ مگر خود وہاں کے معززین اور تحریک نسواں کے حامیوں کی رائے کیا ہے وہ بھی دیکھ لیں۔ ہندوستان کے قدیم انگریزی اخباروں میں سے ایک دی ہندو کے چٹنی ایڈیشن (۲ دسمبر ۲۰۱۳ء) کا درج ذیل پیرا گراف ملاحظہ ہو:

"Sylviane Agacinski, feminist writer, philosopher and the wife of former Socialist Prime Minister Lionel Jospin equates prostitution to slavery, the concept is one of archaic servitude. "Men visiting sex workers should be punished" she said." (The Hindu Daily, Chennai, India, December 2, 2013, P14)

”مساوات نسواں کی علمبردار قلمکار، فلسفی اور سابق سوشلسٹ وزیر اعظم لیونیل جاسپن کی اہلیہ سلویان اگاسنسکی جسم فروشی کو غلامی کے برابر قرار دیتی ہیں، جسم فروشی بھی غلامی کی پرانی قسموں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے مزید کہا ”طوائفوں سے ملنے والوں کو سزا ضرور ملنی چاہئے۔“

اخیر میں ہم زنا کے قانونی جواز کا مطالبہ کرنے والے ہر مسیحی سے یہی کہنا چاہیں گے کہ پہلے وہ بائبل کی کتاب حزقی ایل (۱/۲۳-۳۹) کا مطالعہ کر لیں پھر اپنی آواز بلند کریں۔ ان کے علاوہ بائبل میں درج ذیل مقامات پہ زنا کی حرمت و قباحت اور مذمت وارد ہے:

گنتی: ۱/۲۵، متی: ۳۲/۵، ۹/۱۹، ۱۸/۱۹، مرقس: ۱۰/۱۰-۱۲، لوقا: ۱۸/۱۶، ۲۰/۱۸، یوحنا: ۸/۳-۱۱، رومیوں: ۲۲/۲، ۹/۱۳، گلتیوں: ۵/۱۹-۲۱، تیمتھیس اول: ۱/۹-۱۰، یعقوب: ۱۱/۲، مکافہ: ۲۲/۲، ۱۱/۱۷، ۱۸-۱۹، ۲/۱۹، ۱۵/۲۲۔

ان اقتباسات سے تو ان کی دنیاوی سزا کا علم ہوا۔ آئیے! اب زنا میں ملوث مرد و عورت کی اخروی سزا بھی دیکھ لیں۔ بائبل کہتی ہے:

"But the fearful, and unbelieving, and the abominable, and murderers, and whoremongers, and sorcerers, and idolaters, and all liars, shall have their part in the lake which burneth with fire and brimstone, which is the second death." (Revelation, 21/8)

”مگر بزدلوں اور بے ایمانوں اور گھنوں نے لوگوں اور خونیوں اور حرام کاروں اور جادو گروں اور بت پرستوں اور سب جھوٹوں کا حصہ آگ اور گندھک سے جلنے والی جھیل میں ہوگا۔ یہ دوسری موت ہے۔“

(مکافہ: ۸/۲۱)

اس مقام پہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ کی جانب سے ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۴ء کے Copyright (New International Version) نیو انٹرنیشنل ورژن میں ”whoremongers“ کی جگہ ”The Sexually immoral“ اور جیولنگ ریسورس کنسلٹنٹس ورجینیا امریکہ سے ۲۰۱۰ء میں شائع شدہ اردو جیو ورژن میں ”زنا کاروں“ کا لفظ وارد ہے۔ یعنی زنا کار جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مواقع پہ زنا اور جسم فروشی کی مذمت وارد ہے:-

خروج: ۲۰/۱۴، استثنا: ۵/۱۸، ۲۲/۱۳-۲۱، ایوب: ۲۴/۱۵، زبور: ۵۰/۱۸، امثال: ۲۰/۶-۳۵، ۱/۷-۲۲/۱۴، یسعیاہ: ۵۷/۳، یرمیاہ: ۳/۸-۹، ۷/۹، ۲۳/۱۰، ۲۳/۱۴، ۲۳/۲۹، حزقیال: ۱۶/۱۵-۳۴، ۱۶/۳۸، ۱۸/۵-۶، ۱۸/۱۰-۱۱، ۱۸/۱۵، ۲۳/۳۷، ۲۳/۲۳-۲۵، ہوشیہ: ۲/۲-۵، ۳/۲، ملاکی: ۳/۵، متی: ۵/۳۱-۳۲، ۱۵/۱۹-۲۰، ۱۹/۹، ۱۸/۱۹، مرقس: ۷/۲۰-۲۳، ۱۰/۱۰-۱۱، ۱۸/۱۹-۱۹، لوقا: ۱۶/۱۸، ۱۸/۱۸-۲۰، یوحنا: ۸/۱-۱۱، رومیوں: ۲/۲۱-۲۴، ۷/۱۴-۱۳، ۸/۱۰-۱۱، کرنتھیوں اول: ۶/۹-۱۰، عبرانیوں: ۱۳/۴، یعقوب: ۲/۱۰-۱۱، مکافہ: ۲/۲۱-۲۳، ۷/۱۸، ۳/۲۶-۲۷۔“

احبار: ۱۹/۲۹، ۲۱/۷، ۲۱/۱۳، استثنا: ۲۳/۱۷، قضاة: ۱۱/۲-۱، امثال: ۶/۲۰-۳۵، ۷/۱-۲، ۲۳/۲۶-۲۸، ۲۹/۳، یسعیاہ: ۱۱/۲۱، یرمیاہ: ۲/۲۰، مع حاشیہ WBTC انگریزی بائبل ص 597، ۳/۱۳، یرمیاہ: ۳/۸، ۷/۹-۱۳، ۲۷/۱۳، مع حاشیہ WBTC انگریزی بائبل ص 612، حزقیال: ۱۶/۱۵-۱۶، ۱۶/۱۹-۲۰، ۱۶/۳۰-۳۱، ۱۶/۳۴-۳۵، ۲۰/۳۰، ۲۳/۱۰-۱۱، ۲۳/۱۸-۲۰، ۲۳/۲۹، ۲۳/۳۵-۳۵، ہوشیہ: ۱/۲-۷، ۳/۲-۳، ۴/۱۰-۱۱، ۴/۱۲-۱۴، ۴/۱۵-۱۷، ۵/۱-۵، ۹/۱-۹، یوایل: ۳/۳، عاموس: ۷/۷، میکاہ: ۱/۷، ناحوم: ۳/۱-۷۔“

سابق امریکی فوجی کمانڈر اور سی آئی اے چیف جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کے بقول ماورائے شادی تعلقات شریفوں اور امریکیوں کی شان کے خلاف غیر اخلاقی جنسی عمل ہے۔ بات بہت پرانی نہیں ہے، شاید آپ کے ذہن میں بھی تازہ ہو، ذرا نومبر ۲۰۱۲ء میں امریکہ کے سیاسی

حالات کا جائزہ لیں تو شاید آپ بھی یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں انسانی غیرت ابھی باقی ہے اور اس کا ضمیر زندہ ہے وہ اسلام کے اس قانون کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ شادی کے بندھن کے علاوہ جسمانی تعلقات بنانے والے تمام رشتے اور قانون غلط ہیں۔ امریکہ کی موجودہ تاریخ میں ایک بڑا نام جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا ہے، انہوں نے ہی افغانستان و عراق میں امریکی فوجوں کی قیادت کی، پھر امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کے سربراہ نامزد کیے گئے مگر نومبر ۲۰۱۲ء میں انہوں نے اچانک اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا اور وجہ یہ بتائی:

"After being married for over 37 years, I showed extremely poor judgment by engaging in an extramarital affair. Such behavior is unacceptable, both as a husband and as the leader of an organization such as ours."

(www.telegraph.co.uk/news/worldnews/us-politics/9668517/David-Petraeus-in-shock-resignation-from-CIA-after-FBI-investigation-reveals-affair.html)

(http://usnews.nbcnews.com/_news/2012/11/09/15054517-cia-director-david-petraeus-resigns-cites-extramarital-affair?lite)(<http://www.usatoday.com/story/news/nation/2012/11/09/david-petraeus-cia-resign-nbc/1695271>)

”۳۷ سالوں سے شادی شدہ ہونے کے باوجود شادی کے علاوہ تعلقات بنا کر میں نے بہت

غلط کیا، جو شوہر اور ہماری جیسی تحریک کا نمائندہ ہونے دونوں حیثیتوں سے ناقابل قبول ہے۔“

واضح رہے کہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس امریکہ کی ان طاقتور شخصیتوں میں شامل تھے جن میں امریکی عوام مستقبل کے صدر کی جھلک دیکھ رہے تھے، مگر شادی سے باہر کے اس رشتہ نے ان کی ساری عزت و آبرو خاک میں ملا دی اور دنیا کا سب سے طاقتور انسان بننے کا خواب چکنا چور ہو گیا۔ ذرا غور کریں! کس چیز اور کس اسلامی قانون نے امریکی صدر بننے کی راہ پہ جارہے شخص کو اس بات پہ مجبور کیا کہ وہ دنیا کے سامنے اس حقیقت کا اقرار کریں اور سزا پائیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات قائم کیے؟؟ یہ کچھ اور نہیں بلکہ وہی فطرت انسانی ہے جو ہر شخص کے اندر رکھی گئی اور ماحول و سماج کی گندگی کی وجہ سے زنگ آلود ہو گئی مگر دل پہ ہونے والی بارش کبھی ضمیر کو دھل کر حق ماننے پہ مجبور کر دیتی ہے۔ امریکی عوام اپنے لیے ماورائے شادی تعلقات کو عملاً غلط نہیں کہتے مگر ابھی تک ان کے درمیان اس پر اتفاق رائے نہیں ہو پایا ہے کہ حکمرانوں کے لیے ایکسٹرا میریٹل افیئرس صحیح ہیں یا نہیں؟؟ لیکن عملاً تو یہی ہوتا ہے کہ جو اعلیٰ امریکی عہدیدار اس کا ملزم یا مجرم بنتا ہے اسے بہ رضایا بالجبر اپنے عہدہ سے

الگ ہونا پڑتا ہے۔ ڈیوڈ پیٹریاس سے قبل سابق امریکی صدر بل کلنٹن کے خلاف ۱۹۹۸ء میں تو امریکی ایوانوں میں باضابطہ ووٹنگ ہوئی جس میں اکثریت نے ان کے خلاف کارروائی کی سفارش کو نا منظور کر دیا اور بڑی مشکل سے جناب کی عزت ظاہر اپنی تھی۔

(www.en.wikipedia.org/wiki/Petraeus_scandal)

(www.en.wikipedia.org/wiki/List_of_federal_political_scandals_in_the_United_States)

(www.en.wikipedia.org/wiki/List_of_federal_political_sex_scandals_in_the_United_States)

(۱۳) زنا با بھائم۔

جس طرح بے لگام آزادی مانگنے کا مطالبہ اور اس مطالبہ کی مغربی اور امریکی حمایت بڑھ رہی ہے، اس سے خطرہ ہے کہ کل اگر کوئی اپنی ناک کان کٹوانے کو قانونی جواز دینے کا مطالبہ کر بیٹھے تو کمزور حکومتوں کو اس کے لیے بھی جھکنے پہ مجبور کیا جائے گا۔ کچھ ایسا ہی حال جانوروں سے ہم صحبت ہونے کا بھی ہے۔ کچھ ترقی یافتہ ممالک فوجیوں کے لیے جانوروں کی خفیہ دوستی کو بھی قانونی جواز دینے کے لیے تگ و دو کر رہے ہیں، بلکہ ویکپیڈیا (اور گوگل سرچ پہ ہر انٹرنیٹ چلانے والے کی قابل دسترس تحقیق) کے مطابق متعدد ملکوں نے باضابطہ اس خبیث عمل اور اس کی ویڈیو گرافی کو مباح قرار دے رکھا ہے۔ جو یقیناً انسانیت سے بہت زیادہ گری ہوئی بات ہے۔ بہت حد تک ممکن ہے کہ کچھ سالوں بعد وہ اسلامی قانون کے اس گوشہ کو بھی اپنی تنقید کی زد پہ رکھیں کہ اسلام نے اس کو سختی سے منع کیا اور ایسے شخص کے خلاف بڑی سزا کا حکم دیا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ کتاب کے موضوع اور غرض و غایت کی مناسبت سے اس عنوان پر بھی کچھ تحریر کیا جائے تاکہ حق واضح ہو جائے اور حق پسند اور مسلم و مسیحی مفکرین کو بائبل اور اسلام کے نقطہ نظر کے بارے میں صحیح معلومات حاصل ہو جائے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَعْنَ اللّٰهِ مَنْ وَقَعَ عَلَىٰ بَهِيمَةٍ“

”جانور سے ہم صحبت ہونے والے پہ اللہ کی لعنت ہے۔“ (مسند احمد: عن ابن عباس ۲۹۶۹)

اسلام نے ایسے مجرموں کے لیے موت کی سزا سنائی ہے:

”مَنْ وَقَعَ عَلَىٰ بَهِيمَةٍ فَاقْتُلُوهُ وَاقْتُلُوا الْبَهِيمَةَ“

”جو کسی جانور سے ہم صحبت ہو اسے اور جانور دونوں کو قتل کر دو۔“ (مسند احمد: عن ابن عباس ۲۴۶۴)

بہ ظاہر ایسا لگتا ہے کہ جانور کو جرم بے گناہی کی سزا دی جا رہی ہے، مگر معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ جانور کو ذبح کرنے کا حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ جب اس جانور کو لوگ دیکھیں گے تو اس عمل شنیع کے بارے میں چرچا ہوتا رہے گا اور اگر وہ نظر کے سامنے نہیں رہے گا تو اس فعل بد کی یاد جلد ختم ہو جائے گی جس سے اس برائی کے خاتمہ میں مدد ملے گی، اور مالک اس کا تاوان مجرم سے وصول کر لے، اگر اس کا دوسرا راستہ ہو تو اسے بھی اختیار کیا جاسکتا ہے مثلاً کسی دور دراز علاقہ میں لے جا کر اس جانور کو چھوڑ آئے۔

مسیحیوں کی مقدس کتاب بائبل بھی اس خبیث عمل کو سختی سے ٹھکراتی ہے:

"Neither shalt thou lie with any beast to defile thyself therewith, neither shall any woman stand before a beast to lie down thereto, it is confusion."
(Leviticus, 18/23)

”تو اپنے کو نجس کرنے کے لئے کسی جانور سے صحبت نہ کرنا اور نہ کوئی عورت کسی جانور سے ہم

صحبت ہونے کے لئے اُسکے آگے کھڑی ہو کیونکہ یہ اوندھی بات ہے۔“ (احبار: ۱۸/۲۳)

ایسے مجرم کو سانس لینے کی آزادی سے محروم کر دینے کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"Whosoever lieth with a beast shall surely be put to death."
(Exodus, 22/19)

”جو کوئی کسی جانور سے مباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔“ (خروج: ۲۲/۱۹)

اگلی کتاب احبار میں اس کی سزا کو ایک بار پھر ذہن نشیں کرایا گیا:

"And if a man lie with a beast, he shall surely be put to death, and ye shall slay the beast. And if a woman approach unto any beast, and lie down thereto, thou shalt kill the woman, and the beast, they shall surely be put to death; their blood shall be upon them."
(Leviticus, 20/15-16)

”اور اگر کوئی مرد کسی جانور سے جماع کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے اور تم اس جانور

کو بھی مار ڈالنا اور اگر کوئی عورت کسی جانور کے پاس جائے اور اس سے ہم صحبت ہو تو اس

عورت اور جانور دونوں کو جان سے مار ڈالنا۔“ (احبار: ۲۰/۱۵-۱۶)

(۱۴) بیوی کا تبادلہ۔

جب انسان کی حسی غیرت کا مفہوم بدل جاتا ہے تو اس کے نزدیک صحیح و غلط کا معیار

مٹ جاتا ہے۔ ۲۰۱۰ء میں ایک مشہور اردو ہندوستانی اخبار نے کسی سابق فلم اداکار سے انٹرویو

ایا تھا۔ دوران انٹرویو ان سے ایک سوال یہ کیا گیا تھا کہ آپ کی بیٹی بھی فلم میں کام کرتی ہے،

اس کی فلم کے کچھ مناظر ایسے ہوتے ہیں جنہیں یقیناً آپ دیکھنا پسند نہیں کرتے ہوں گے؟ اس نے جو جواب دیا وہ ہمارے لیے حیرت انگیز تھا، اس کا جواب تھا: جب ہم نے دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ اس طرح کے مناظر کی ویڈیو بنائی ہے تو ہمیں اپنی بیٹیوں کی ایسی ویڈیو یہ بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے، بہ ظاہر یہ بات معقول لگتی ہے مگر اس میں ماضی کے ایک غلط کام کے سہارے حال کی غلطی کو صحیح جتانے کی کوشش ہے جو کسی بھی عدالت کی نظر میں درست نہیں ہے۔ یہی ہوتا ہے کہ جب ایک شخص مسلسل خوشبو سے دور رہنے لگتا ہے تو اسے خوشبو سونگھ کر بے ہوشی آجاتی ہے۔ یورپ و امریکہ کی خواہش یہی ہے کہ انسان کی حس کو اس درجہ گرا دیا جائے کہ اس کی نظر میں اچھے برے کی تمیز ختم ہو جائے۔ شرم و غیرت اور حمیت نام کی جو جبلت انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہے اسے اس کے اندر سے نکال پھینکا جائے۔ اور پھر جب انسانی سوچ اس حد تک گرجائے گی تو اسے برائی و بربادی کے راستہ پر ڈالنا چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ یورپ و امریکہ کی ایجاد کردہ ایک نئی تہذیب کا نام ہے ”Wife Swapping“ جس کا مطلب ہے بیوی بدلنا۔ کبھی بیوی کا تبادلہ اس طرح ہوتا ہے کہ مختلف جوڑے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور پھر ایک دوسرے کے پارٹنر کے ساتھ حیا سوز تعلقات قائم کرتے ہیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مختلف افراد باہمی رضامندی سے ایک دوسرے کے گھر اور اہل کو کچھ مدت کے لیے شب باشی کے لیے منتخب کر لیتے ہیں۔ مسیحیت کی مقدس کتاب بائبل اور اسلام کے مطابق اس فعل قبیح کی جتنی بھی شاعت بیان کی جائے کم ہے اور اس کے مرتکبین کو جتنی بڑی انسانی سزا ممکن ہے وہی دی جائے۔ پہلے ہم اس کے متعلق اسلامی احکام تحریر کریں گے پھر بائبل سے کثیر دلائل دیے جائیں گے، اور اس کے بعد عصری تجزیات۔

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کی صفات میں سے ایک وصف یہ شمار کرایا ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے، ساتھ ہی شرک کے فوراً بعد قتل اور غیر عورت سے تعلقات کو ذکر فرما کر یہ اعلان کر دیا کہ یہ دونوں گناہ بھی سخت سزاؤں کے موجب ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

”وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۝ يُضْعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ

الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝“

”اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے، اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن، اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا، مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

(سورة الفرقان: ۶۸-۷۰)

ان آیات کریمہ میں زنا کو دنیاوی سزا کے علاوہ آخرت میں بھی ذلت کے عذاب

کا باعث قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا تُطَلِّقُوا النِّسَاءَ، إِلَّا مِنْ رِيْبَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الذَّوَاقِينَ وَلَا الذَّوَاقَاتِ.“

”عورتوں کو بدکاری کے سوا کسی سبب سے طلاق نہ دو، اللہ لذت بدلنے والیوں اور لذت بدلنے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے۔“

(المعجم الأوسط للطبرانی: ۷۸۴۸، مسند البزاز: ۳۰۶۴)

مطلب یہ ہے کہ بدکاری لائق معافی نہیں، البتہ! دیگر اسباب کی بنیاد یہ بھی

طلاق جائز ہے جیسا کہ متعدد احادیث شاہد ہیں۔

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ التحیة والثنا نے اپنے

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مخاطب بنا کر ارشاد فرمایا:

”مَا تَقُولُونَ فِي الزَّانَا؟ قَالُوا: حَرَمَهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﷺ فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: لَأَنْ يَزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَزْنِيَ بِامْرَأَةٍ جَارِهِ قَالَ فَقَالَ ﷺ: مَا تَقُولُونَ فِي السَّرْقَةِ؟ قَالُوا: حَرَمَهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ﷺ فَهِيَ حَرَامٌ، قَالَ: لَأَنْ يَسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرَةِ أَبِيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَسْرِقَ مِنْ جَارِهِ.“

”زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے تو قیامت تک حرام ہی رہے گا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مرد کا دس عورتوں سے زنا کرنا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے سے کم برا ہے۔ پھر سوال فرمایا: چوری کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟

بولے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسے حرام قرار دیا ہے تو قیامت تک حرام رہے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: دس گھروں سے چوری کرنا پڑوسی کے گھر میں چوری کرنے سے کم برا ہے۔“

(مسند أحمد: الحدیث ۲۴۵۸۳، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۶۹۹۳، المعجم الأوسط للطبرانی: الحدیث ۶۵۱۵، المجمع الزوائد: الحدیث ۱۳۵۶۱، الأدب المفرد للبخاری: الحدیث ۱۰۳، تفسیر ابن کثیر: سورة النساء ۳۶)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے خاص کر پڑوسی کے حقوق بیان فرمائے اور اس کے گھر اور اہل میں خیانت کو عام جگہ کی خیانتوں سے دس گنا سے زیادہ گناہ قرار دیا کیونکہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی ہم دردی و نگہبانی کا حق انسان پر دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے اور اصل مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ جن کے حوالے یا جن کے بھروسے آدمی اپنے گھر بار اور اہل کو چھوڑ کر جاتا ہے اگر وہی اس کی عزت و دولت پہ ڈاکہ ڈالے تو اس سے بڑی اور بری بات اور کیا ہوگی۔ اور بد قماشوں کو تنبیہ کی گئی کہ زنا اور چوری تو قیامت تک کے لیے حرام ہیں ہی اور ان کی سب سے قبیح قسم وہ ہے جو انسان اپنے پڑوسی اور شناسا کے گھر انجام دیتا ہے۔ چاہے وہ پڑوسی ہو، مالک ہو، دوست ہو، نوکر ہو یا رشتہ دار۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ ﷺ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلْقَكَ، قُلْتُ: إِنَّ ذَلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ ﷺ: وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ، قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ ﷺ: أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ.“

”میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے نزدیک کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ نے تجھے پیدا کیا اور تو کسی اور کو اس کا شریک ٹھہرائے، میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: کھلانے کے ڈر سے اپنے بچے کو قتل کرنا، میں نے عرض کیا: اس کے بعد؟ فرمایا: پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۴۴۷۷، ۶۰۰۱، ۶۸۱۱، ۷۵۳۲، صحیح المسلم: الحدیث ۲۶۷، ۲۶۸، سنن أبي داود: الحدیث ۲۳۱۲، ۲۳۱۰، مسند أحمد: الحدیث ۳۶۷۹، ۴۵۰۳، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۹۶۹۹، ۹۷۰۱، المعجم الأوسط: الحدیث ۲۶۷۵، مصنف ابن أبي شيبة: الحدیث ۳۶۲، مصنف عبد الرزاق: الحدیث ۱۹۷۱۹، مسند البزاز: الحدیث ۱۹۴۹، تفسیر ابن کثیر: سورة النساء ۳۶)

اوپر نقل کی گئی آیات کی طرح اس حدیث مبارک میں بھی اللہ جل شانہ کے محبوب ﷺ

نے شرک کے بعد قتل اور زنا کو ذکر کر کے یہ پیغام دے دیا ہے کہ اللہ کے نزدیک یہ عظیم گناہوں

میں سے ایک ہے۔ بالخصوص پڑوسی اور شناسا کی بیوی سے زنا تو اور بڑی ناہنجاری ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اسلام نے مرد و عورت کے لیے اپنے مرد اور اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات کو حرام قرار دیا بلکہ اس طرح کی حرکت کرنے والے شادی شدہ مرد و عورت کے لیے عبرت انگیز سزا بھی تجویز کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ“

”شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو کہ یہ سزا (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے نصیحت اور عبرت ہوگی۔“

(المستدرک للحکم: الحدیث ۸۱۸۵، ۲۹۵۳، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۲۰۳۲۱، ۲۰۹۶۲، صحیح ابن حبان: الحدیث ۴۵۰۵، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۶۰۵، سنن الدارمی: الحدیث ۲۳۷۸، مسند أحمد: الحدیث ۲۱۸۰۸، الموطأ للإمام محمد: الحدیث ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۴)

بائبل نے بہت سے احکام کی طرح ”Wife Swapping“ کے معاملہ میں بھی اسلام کے موقف کی پُر زور حمایت کی ہے۔ اس نے بھی زنا کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے جیسا کہ آپ نے پچھلے صفحات میں پڑھا ہے۔ انصاف پسندوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے مگر ”هل من مزید“ کے طالبین کے لیے ہم مزید اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

بائبل نے بیوی بدلنے کو جانوروں کا عمل قرار دیا اور سزا کی تشبیہ جاری کرتے ہوئے کہا:

Adultery

"How shall I pardon thee for this? thy children have forsaken me, and sworn by them that are no gods, when I had fed them to the full, they then committed adultery, and assembled themselves by troops in the harlots' houses. They were as fed horses in the morning, every one neighed after his neighbour's wife. Shall I not visit for these things? saith the LORD, and shall not my soul be avenged on such a nation as this?"

(Jeremiah, 5/7-9)

”میں تجھے کیونکر معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے مجھکو چھوڑا اور انکی قسم کھائی جو خدا نہیں

ہیں۔ جب میں نے انکو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھکر فحشہ خانوں میں

اکٹھے ہوئے۔ وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی

بیوی پہ نہہنا لگانے لگا۔ خداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کے لئے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح

ایسی قوم سے انتقام نہ لیگی؟“

(یرمیاہ: ۵/۷-۹)

آنے والے اقتباس میں شوہر بدلنے والی عورت کی مذمت کی گئی:

"How weak is thine heart, saith the Lord GOD, seeing thou doest all these things, the work of an imperious whorish woman; In that thou buildest thine eminent place in the head of every way, and makest thine high place in every street; and hast not been as an harlot, in that thou scornest hire; But as a wife that committeth adultery, which taketh strangers instead of her husband!" (Ezekiel. 16/30-32)

”خداوند فرماتا ہے کہ تیرا دل کیسا بے اختیار ہے کہ تو یہ سب کچھ کرتی ہے جو بے لگام فاحشہ عورت کا کام ہے۔ اسلئے کہ تو ہر ایک سڑک کے سرے پر اپنا گنبد بناتی ہے اور ہر ایک بازار میں اپنا اونچا مقام تیار کرتی ہے اور تو کسی کی مانند نہیں کیونکہ تو اجرت لینا حقیر جانتی ہے۔ بلکہ بدکار بیوی کی مانند ہے جو اپنے شوہر کے عوض غیروں کو قبول کرتی ہے۔“ (حزقیال: ۱۶/۳۰-۳۲)

اس پیرگراف نے تو صراحت کے ساتھ Wife Swapping کو حرام قرار دیا

ہے اور اسے قبول کرنے والی عورت کو بے غیرت و بے حیا اور طوائف قرار دیا ہے۔

شادی کی ضرورت اور اس کے فوائد کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

Being married or not

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me. It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have his own wife, and let every woman have her own husband. Let the husband render unto the wife due benevolence, and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband, and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1 Corinthians. 7/1-5)

”مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرام کاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور

ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی

مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے

سے جدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اس کی رضامندی سے تاکہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر

اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔“ (کرنٹیوں اول: ۱/۵-۷)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور

پر حرام ہے، پھر اندیشہ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرام کاری سے بچنے کے

لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ”اپنا“ پر توجہ دیں اس سے واضح طور

پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی پیراگراف میں "Own Husband" اور "Own Wife" کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک کہ شادی کے ذریعہ شوہر بیوی کا اور بیوی شوہر کی نہ ہو جائے اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میاں بیوی کو کہا گیا "تم ایک دوسرے سے جدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اس کی رضامندی سے تاکہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے" اس جملہ سے ہر ذی ہوش یہی سمجھے گا کہ مرد و عورت کو صرف اپنے شریک حیات کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، غیر سے تعلقات شیطان کی آزمائش اور اس کی چال ہے جس میں پڑ کر انسان برباد ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ عقل سلیم کا یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی بحالت مجبوری اجازت دی جاتی ہے وہ مجبوری کی صورت کے ساتھ ہی حلال ہوتی ہے، مجبوری کی حالت ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ خود بخود حرام اور ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے بھی تعلقات قائم کرنا حرام ہے اور شادی کے بعد اپنی بیوی اور اپنے شوہر کے علاوہ سے تعلقات بھی حرام ہے، کیونکہ جہاں تک زنا اور حرام کاری سے بچنے کا سوال ہے تو وہ صرف اپنے شریک حیات سے تعلقات قائم کرنے سے پورا ہو جائے گا، لہذا دوسروں سے تعلقات کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔ اس اقتباس سے بھی یہ معلوم ہوا کہ بیوی بدلنے کی اجازت کسی بھی صورت میں نہیں دی جاسکتی اور مغرب کی یہ شرافت شکن تہذیب مسیحیت سے بغاوت ہے۔

کتاب احبار میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's."

(Exodus, 20/17, Deuteronomy, 5/21)

"تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اور

اسکی لونڈی اور اس کے نیل اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ کرنا۔"

(خروج: ۲۰/۱۷، اتشنا: ۵/۲۱)

اس اقتباس میں واضح طور پر غیر کی بیوی سے تعلقات سے منع کیا گیا ہے۔ پڑوسی کو خاص طور پہ اس لیے ذکر فرمایا کہ اس کا حق زیادہ ہوتا ہے اور قرب کی وجہ سے اس کے گھر میں دخل اندازی کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

عورت کو ایک مرد کا پابند قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1 Corinthians, 7/39)

”جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خداوند میں۔“ (کرنٹیوں اول: ۳۹/۷)

ایک اور مقام پہ غیر کی بیوی سے تعلقات کو باعثِ نجاست و نجاست بتایا گیا ہے:

"Moreover thou shalt not lie carnally with thy neighbour's wife, to defile thyself with her." (Leviticus, 18/20)

”اور تو اپنے کو نجس کرنے کے لئے اپنے ہمسایہ کی بیوی سے صحبت نہ کرنا۔“ (احبار: ۲۰/۱۸)

جس باب میں اس حکم کو بیان کیا گیا ہے اس کے اوپر بعض بائبلوں میں یہ سرخی

لگائی گئی ہے:

"Acts of immorality forbidden"

”وہ اعمال جو بد کرداری کی وجہ سے منع ہیں۔“

مزید کہا گیا:

"Know ye not, brethren, (for I speak to them that know the law,) how that the law hath dominion over a man as long as he liveth? For the woman which hath an husband is bound by the law to her husband so long as he liveth; but if the husband be dead, she is loosed from the law of her husband. So then if, while her husband liveth, she be married to another man, she shall be called an adulteress, but if her husband be dead, she is free from that law; so that she is no adulteress, though she be married to another man." (Romans, 7/1-3)

اے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اسی وقت تک شریعت اُس پر اختیار رکھتی ہے؟ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُسکے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔ پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہو جائے

تو زانیہ کہلائیگی لیکن اگر شوہر مر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرے مرد کی ہو جائے تو بھی زانیہ نہ ٹھہرے گی۔“
(رومیوں: ۱/۷-۳)

کتنی وضاحت کے ساتھ کہا گیا کہ شوہر کی زندگی میں اگر کسی مرد سے شادی کر کے تعلقات بنائے تو بھی بدکار اور کائر کہلائے گی تو پھر شادی کے بغیر اپنے شوہر کے علاوہ کی بانہوں میں جھولنے والی کو کیا کہا جائے گا یہ بھی واضح ہو گیا۔

بائبل نے غیر مرد کے ساتھ تعلقات بنانے والی عورت کو ناپاک کہہ کر پکارا ہے:

The law concerning jealousy

"And the LORD spake unto Moses, saying, Speak unto the children of Israel, and say unto them, If any man's wife go aside, and commit a trespass against him, And a man lie with her carnally, and it be hid from the eyes of her husband, and be kept close, and she be defiled, and there be no witness against her, neither she be taken with the manner; And the spirit of jealousy come upon him, and he be jealous of his wife, and she be defiled, or if the spirit of jealousy come upon him, and he be jealous of his wife, and she be not defiled." (Numbers, 5/11-14)

”اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ: اگر کسی کی بیوی گمراہ ہو کر اُس سے بیوفائی کرے اور کوئی دوسرا آدمی اُس عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اُسکے شوہر کو معلوم نہ ہو بلکہ یہ اُس سے پوشیدہ رہے اور وہ ناپاک ہو گئی ہو پر نہ تو کوئی شاہد ہو اور نہ وہ عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہو اور اُسکے شوہر کے دل میں غیرت آئے اور وہ اپنی بیوی سے غیرت کھانے لگے حالانکہ وہ ناپاک ہوئی ہو یا اُسکے شوہر کے دل میں غیرت آئے اور وہ اپنی بیوی سے غیرت کھانے لگے حالانکہ وہ ناپاک نہیں ہوئی ہے۔“
(کنتی: ۱۱/۵-۱۳)

اس اقتباس میں غور کریں کہ غیرت سے ہم آغوش ہونے والی عورت کے شوہر کے غصہ کو غیرت جیسی قابل تعریف صفت سے یاد کیا گیا اور اپنے شوہر کے علاوہ سے ہم آغوشی کو ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس ناپاکی کی سزا اتنی سخت بیان کی گئی ہے کہ سن کر آپ کانپ اٹھیں گے۔ مرد اس عورت کو کاہن کے پاس لے جائے اور اس کے بعد:

"And the priest shall set the woman before the LORD, and uncover the woman's head, and put the offering of memorial in her hands, which is the jealousy offering, and the priest shall have in his hand the bitter water that causeth the curse. And the priest shall charge her by an oath, and say unto the woman, If no man have lain with thee, and if thou hast not gone aside to uncleanness with another instead of thy

husband, be thou free from this bitter water that causeth the curse. But if thou hast gone aside to another instead of thy husband, and if thou be defiled, and some man have lain with thee beside thine husband. Then the priest shall charge the woman with an oath of cursing, and the priest shall say unto the woman, The LORD make thee a curse and an oath among thy people, when the LORD doth make thy thigh to rot, and thy belly to swell; And this water that causeth the curse shall go into thy bowels, to make thy belly to swell, and thy thigh to rot. And the woman shall say, Amen, amen." (Numbers, 5/18-22)

”پھر کاہن اُس عورت کو خُداوند کے حضور کھڑی کر کے اُسکے سر کے بال کھلوادے اور یادگاری کی نذر کی قربانی کو جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اُسکے ہاتھوں پہ دھرے اور کاہن اپنے ہاتھ میں اُس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے۔ پھر کاہن اُس عورت کو قسم کھلا کر کہے کہ اگر کسی شخص نے تجھ سے صحبت نہیں کی ہے اور تو اپنی شوہر کی ہوتی ہوئی ناپاکی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو تو اس کڑوے پانی کی تاثیر سے جو لعنت لاتا ہے بچی رہ لیکن اگر تو اپنے شوہر کی ہوتی ہوئی گمراہ ہو کر ناپاک ہو گئی ہے اور تیرے شوہر کے سوا دوسرے شخص نے تجھ سے صحبت کی ہے تو کاہن اُس عورت کو لعنت کی قسم کھلا کر اُس سے کہے کہ خُداوند تجھے تیری قوم میں تیری ران کو سڑا کر اور تیرے پیٹ کو پھلا کر لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنائے۔ اور یہ پانی جو لعنت لاتا ہے تیری اُنٹریوں میں جا کر تیرے پیٹ کو پھلائے اور تیری ران کو سڑائے اور عورت آمین آمین کہے۔“ (گنتی: ۵/۱۸-۲۲)

غیرت مندوں کے لیے یہ سزا سب سے بڑی ہے کہ خدا کے گھر میں ایک خدائی سفیر اس کے لیے بدترین موت کی دعا کرے اور اسے خود آمین کہنا پڑے۔ خط کشیدہ الفاظ کو بار بار پڑھیں، شوہر کے علاوہ کے تعلقات کو ناپاکی اور ایسی بد کرداری پہ راضی عورت کو ناپاک قرار دیا گیا ہے۔ کیا امریکی و مغربی مسیحی خواتین اپنے لیے ان لفظوں کا استعمال مناسب سمجھتی ہیں.....؟؟؟

مسیحیوں کے خُداوند یسوع مسیح کی نظر میں اپنے شوہر کے علاوہ سے جسمانی تعلق ایک شادی شدہ عورت کے لیے سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہاں تک کہ مسیح کے نزدیک حرام کاری کے سوا اور کسی وجہ سے بیوی کو طلاق دینا جائز ہی نہیں ہے۔ ذیل کے پیرا گراف کے ایک ایک نقطہ کو پوری توجہ سے دیکھیں، بیویوں کے تبادلہ کی حرمت کا حکم بڑی صفائی کے ساتھ سامنے نظر آتا ہے:

Jesus' teaching on divorce

"It hath been said, Whosoever shall put away his wife, let him give her

a writing of divorcement. But I say unto you, That whosoever shall put away his wife, saving for the cause of fornication, causeth her to commit adultery, and whosoever shall marry her that is divorced committeth adultery." (Matthew, 5/31-32, 19/9, Mark, 10/11-12)

”یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا اور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی: ۵/۳۱-۳۲، ۹/۱۹، مرقس: ۱۰/۱۱-۱۲)

غور کریں تو احساس ہوگا کہ اس اقتباس میں مسیح نے زنا اور بیوی یا شوہر بدلنے جیسی تمام چیزوں کی سخت مذمت کی ہے۔

اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات رکھنے والوں کو بڑے ناصحانہ انداز میں سمجھایا گیا۔ ذیل کے پیرا گراف کو پوری توجہ سے دیکھیں:

"My son, attend unto my wisdom, and bow thine ear to my understanding. That thou mayest regard discretion, and that thy lips may keep knowledge. For the lips of a strange woman drop as an honeycomb, and her mouth is smoother than oil. But her end is bitter as wormwood, sharp as a twoedged sword. Her feet go down to death; her steps take hold on hell. Lest thou shouldest ponder the path of life, her ways are moveable, that thou canst not know them. Hear me now therefore, O ye children, and depart not from the words of my mouth. Remove thy way far from her, and come not nigh the door of her house, Lest thou give thine honour unto others, and thy years unto the cruel. Lest strangers be filled with thy wealth; and thy labours be in the house of a stranger; And thou mourn at the last, when thy flesh and thy body are consumed, And say, How have I hated instruction, and my heart despised reproof;" (Proverbs, 5/1-12)

”اے میرے بیٹے! میری حکمت پر توجہ کر۔ میرے فہم پر کان لگا۔ تاکہ تو تمیز کو محفوظ رکھے اور تیرے لب علم کے نگہبان ہوں۔ کیونکہ بیگانہ عورت کے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے اور اُس کا منہ تیل سے زیادہ چکنا ہے پر اُس کا انجام ناگد و نے کی مانند تلخ اور دودھاری تلوار کی مانند تیز ہے۔ اُسکے پاؤں موت کی طرف جاتے ہیں۔ اُسکے قدم پاتال تک پہنچتے ہیں۔ سوا سے زندگی کا ہموار راستہ نہیں ملتا۔ اُسکی راہیں بے ٹھکانہ ہیں پر وہ بے خبر ہے۔ اسلئے اے میرے بیٹے! میری سنو اور میرے منہ کی بات سے برگشتہ نہ ہو۔ اُس عورت سے اپنی راہ دور رکھ اور اُسکے گھر کے دروازہ کے پاس بھی نہ جا۔ ایسا نہ ہو کہ تو اپنی آبرو کسی غیر کے اور اپنی عمر بے رحم کے حوالہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ بیگانہ تیری قوت سے سیر ہوں اور تیری کمائی کسی غیر کے گھر جائے۔ اور جب تیرا

گوشت اور تیرا جسم گھل جائیں تو تو اپنے انجام پہ نوحہ کرے اور کہے میں نے تربیت سے کیسی عداوت رکھی اور میرے دل نے ملامت کو حقیر جانا۔“
(امثال: ۱۲-۱/۵)

الفاظ کا انتخاب اور جملوں کی ساخت دیکھ کر ایسا محسوس ہی نہیں ہوتا ہے کہ یہ ان کی کتاب کا اقتباس ہے جو لوگ مرد و عورت کے درمیان ناجائز تعلقات کے داعی اور اس کے پُر زور حمایتی ہیں۔ بلکہ ہمیں یہ یقین ہے کہ بائبل کا یہ پیرا گراف اگر بائبل کا حوالہ دیے بغیر ہم نقل کریں تو بائبل کی ان آیات سے ناواقف غیر مسلم حضرات اسے کسی عمر رسیدہ عظیم مسلم اسکالر کی قلمی تخلیق کا نام دے کر انہیں اور اسلام کو اپنی زبان و قلم کا نشانہ بنا لیں گے۔ مگر یہ بھی اسلام کی حقانیت کی ایک روشن دلیل ہے کہ اسلام کے پختہ علم مفسرین جو انداز استدلال اختیار کر چکے ہیں اور آج بہت سے مسلم صوفی علما جو تشریحات بیان کرتے ہیں۔ جنہیں مغرب پسند اپنی تنقید کی زد پہ رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ انہیں بائبل نے ان علمائے اسلام کی طرح ہی بیان کیا ہے۔ کسی کو یقین نہ ہو تو وہ مذکورہ اقتباس کو لے کر جارج بش، ٹونی بلیئر، نکولس سرکوزی، باراک اوباما، مسٹر اور مسز کلنٹن کے سامنے کسی مسلم اسکالر کے بیان کے طور پر پیش کر کے ان کی رائے طلب کرے، وہ دھمکی بھرے مذمتی الفاظ کے سوا کوئی انعام نہیں دیں گے۔

بائبل کی ایک اور نصیحت سنیں:

"Drink waters out of thine own cistern, and running waters out of thine own well. Let thy fountains be dispersed abroad, and rivers of waters in the streets. Let them be only thine own, and not strangers' with thee. Let thy fountain be blessed, and rejoice with the wife of thy youth. Let her be as the loving hind and pleasant roe; let her breasts satisfy thee at all times; and be thou ravished always with her love. And why wilt thou, my son, be ravished with a strange woman, and embrace the bosom of a stranger? For the ways of man are before the eyes of the LORD, and he pondereth all his goings. His own iniquities shall take the wicked himself, and he shall be holden with the cords of his sins. He shall die without instruction; and in the greatness of his folly he shall go astray." (Proverb, 5/15-23)

”تو پانی اپنے ہی حوض سے اور بہتا پانی اپنے ہی چشمہ سے پینا۔ کیا تیرے چشمے باہر بہہ جائیں اور پانی کی ندیاں کوچوں میں؟ وہ فقط تیرے ہی لئے ہوں۔ نہ تیرے ساتھ غیروں کے لئے بھی۔ تیرا سوتا مبارک ہو اور تو اپنی جوانی کی بیوی کے ساتھ شاد رہ۔ پیاری ہر نی اور دلفریب غزال کی مانند اُسکی

چھاتیاں تجھے ہر وقت آسودہ کریں اور اُسکی محبت تجھے ہمیشہ فریفتہ رکھے۔ اور تو غیر عورت سے کیوں ہم آغوش ہو؟ کیونکہ انسان کی راہیں خُداوند کی آنکھوں کے سامنے ہیں اور وہی اُسکی سب راہوں کو ہموار بناتا ہے۔ شریر کو اُسی کی بدکاری پکڑے گی اور وہ اپنے ہی گناہوں کی رسیوں سے جکڑا جائیگا۔ وہ تربیت نہ پانے کے سبب سے مر جائیگا۔ اور اپنی سخت حماقت کی وجہ سے گمراہ ہوگا۔“ (امثال: ۱۵/۵-۲۳)

اس اقتباس کے ایک ایک جملہ اور ہر ہر لفظ پہ غور کریں! کتنی محبت سے بیوی بدلنے کی حرمت اور قباحت و خرابی کو بیان کیا گیا ہے۔ کچھ تعبیرات اور چند لفظوں سے قطع نظر کر کے دیکھیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بائبل نے ہماری حمایت کا مدبرانہ فیصلہ کر لیا ہے۔

اسلام دشمنوں کی مقدس کتاب بائبل ہماری حمایت اور ہمارے دفاع میں اس قدر کھل کر سامنے آسکتی ہے یہ یہ روایت شکن اور حیا سوز لوگ سوچتے بھی نہیں۔ یقیناً پیغمبر اسلام ﷺ نے سچ کہا ہے کہ اللہ اس دین کی حفاظت و حمایت کا کام ان لوگوں سے بھی لے گا جن کا اسلام اور جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ بائبل کی طباعت و اشاعت کا کام کرنے والے اشخاص غیر مسلم ہیں مگر ان کی اس کوشش سے اسلامی قوانین کی صداقت عیاں ہو کر سامنے آرہی ہے۔ اللہ انہیں دولت ایمان سے بہرہ ور فرمائے، آمین! تم آمین!

ایک اور نصیحت ملاحظہ فرمائیں:

"For the commandment is a lamp; and the law is light; and reproofs of instruction are the way of life. To keep thee from the evil woman, from the flattery of the tongue of a strange woman. Lust not after her beauty in thine heart; neither let her take thee with her eyelids. For by means of a whorish woman a man is brought to a piece of bread, and the adulteress will hunt for the precious life. Can a man take fire in his bosom, and his clothes not be burned? Can one go upon hot coals, and his feet not be burned? So he that goeth in to his neighbour's wife; whosoever toucheth her shall not be innocent. Men do not despise a thief, if he steal to satisfy his soul when he is hungry; But if he be found, he shall restore sevenfold; he shall give all the substance of his house. But whoso committeth adultery with a woman lacketh understanding, he that doeth it destroyeth his own soul. A wound and dishonour shall he get; and his reproach shall not be wiped away. For jealousy is the rage of a man, therefore he will not spare in the day of vengeance. He will not regard any ransom; neither will he rest content, though thou givest many gifts." (Proverb. 6/23-35)

”کیونکہ فرمان چراغ ہے اور تعلیم نور اور تربیت کی ملامت حیات کی راہ ہے۔ تاکہ تجھ کو بری عورت

سے بجائے یعنی بیگانہ عورت کی زبان کی جاچلوسی سے۔ تو اپنے دل میں اُسکے حسن پر عاشق نہ ہو اور وہ تجھ کو اپنی پلکوں سے شکار نہ کرے۔ کیونکہ چھنال کے سبب سے آدمی ٹکڑے کا محتاج ہو جاتا ہے اور زانیہ قیمتی جان کا شکار کرتی ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آدمی اپنے سینہ میں آگ رکھے اور اُسکے کپڑے نہ جلیں؟ یا کوئی انکاروں پر چلے اور اُسکے پاؤں نہ جھلسیں؟ وہ بھی ایسا ہی ہے جو اپنے پڑوسی کی بیوی کے پاس جاتا ہے۔ جو کوئی اُسے چھوئے بے سزا نہ رہیگا۔ چوراگر بھوک کے مارے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے چوری کرے تو لوگ اُسے حقیر نہیں جانتے۔ پراگر وہ پکڑا جائے تو سات گنا بھرے گا۔ اُسے اپنے گھر کا سارا مال دینا پڑیگا۔ جو کسی عورت سے زنا کرتا ہے وہ بے عقل ہے۔ وہی ایسا کرتا ہے جو اپنی جان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ وہ زخم اور ذلت اٹھائیگا اور اُسکی رسوائی کبھی نہ مٹے گی۔ کیونکہ غیرت سے آدمی غضبناک ہوتا ہے اور وہ انتقام کے دن نہیں چھوڑیگا۔ وہ کوئی فدیہ منظور نہیں کرے گا اور گو تو بہت سے انعام بھی دے تو بھی وہ راضی نہ ہوگا۔“ (امثال: ۲۳/۶-۳۵)

آفریں بر تو!!

معلوم ہوا کہ جو تعلیم بیگانہ اور پرانی عورتوں سے دور نہ رکھے، اس میں نور اور روشنی نہیں ہے، اور وہ بے کار ہے۔ ڈانسنگ بار میں جلوہ دکھانے والی رقاصاؤں کے پازیب کی جھنکار اور اس کی اداؤں سے بچ کر رہنے کی تنبیہ کی گئی ہے۔ اس اقتباس پر مزید تبصرہ کی حاجت نہیں ہے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اگر اس اقتباس کو مسیحی حضرات رو بعمل لائیں تو انہیں اسلام تک پہنچنے کے لیے خود بخود روشنی مہیا ہو جائے گی۔ چند الفاظ کو چھوڑ کر یہ آیات انہیں چیزوں کو سختی کے ساتھ بیان کرتی ہیں جن کی وجہ سے اسلام مغرب اور مغرب نوازوں کی آنکھوں کا کاٹنا بنا ہوا ہے۔ جس کے دل میں انصاف اور قبول حق کی فطرت کی ہلکی بھی رمت باقی ہوگی وہ بائبل کی ان آیات کو پڑھنے کے بعد اسلام کی حقانیت کا اقرار اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کا ورد کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

اس اقتباس نے جہاں زنا اور بیوی بدلنے کو حرام قرار دیا وہیں اپنی بیوی کو غیر کی بانہوں میں دیکھ کر کوئی سمجھوتہ نہ کرنے والے کو باغیرت اور ہوشمند جبکہ بیوی بدلنے جیسی فطرت پہ یقین رکھنے والے یا بیوی کی بدچلنی سے آنکھیں موندھنے والوں کو بے غیرت اور بے عزت ہونے کا پیغام سنا دیا ہے۔ بائبل نے جو الفاظ پیشہ ور عورتوں اور بدچلن پڑوسنوں اور غیر عورت

کے شکاری/شکار مردوں کے لیے استعمال کیے ہیں اسی طرح کے جملے اگر کوئی مسلمان استعمال کرے تو سارا یورپ و امریکہ اور ان کے پٹھو چیخ چیخ کر حلق سوکھا کر لیں۔ یہ فضل خدا ہے کہ مسیحیوں کی مقدس کتاب ہم سے بھی زیادہ تیز زبان استعمال کر رہی ہے۔ سچ کہا ہے پیغمبر اسلام محمد عربی ﷺ نے کہ بندہ ظلم پہ خاموش رہتا ہے تو خدا اس کی طرف سے جواب دیتا ہے۔

مزید ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"My son, keep my words, and lay up my commandments with thee. Keep my commandments, and live; and my law as the apple of thine eye. Bind them upon thy fingers, write them upon the table of thine heart. Say unto wisdom, Thou art my sister; and call understanding thy kinswoman. That they may keep thee from the strange woman, from the stranger which flattereth with her words. For at the window of my house I looked through my casement, And beheld among the simple ones, I discerned among the youths, a young man void of understanding, Passing through the street near her corner; and he went the way to her house, In the twilight, in the evening, in the black and dark night. And, behold, there met him a woman with the attire of an harlot, and subtil of heart. (She is loud and stubborn; her feet abide not in her house, Now is she without, now in the streets, and lieth in wait at every corner.) So she caught him, and kissed him, and with an impudent face said unto him, I have peace offerings with me; this day have I payed my vows. Therefore came I forth to meet thee, diligently to seek thy face, and I have found thee. I have decked my bed with coverings of tapestry, with carved works, with fine linen of Egypt. I have perfumed my bed with myrrh, aloes, and cinnamon. Come, let us take our fill of love until the morning, let us solace ourselves with loves. For the goodman is not at home, he is gone a long journey. He hath taken a bag of money with him, and will come home at the day appointed. With her much fair speech she caused him to yield, with the flattering of her lips she forced him. He goeth after her straightway, as an ox goeth to the slaughter, or as a fool to the correction of the stocks; Till a dart strike through his liver; as a bird hasteth to the snare, and knoweth not that it is for his life. Hearken unto me now therefore, O ye children, and attend to the words of my mouth. Let not thine heart decline to her ways, go not astray in her paths. For she hath cast down many wounded, yea, many strong men have been slain by her. Her house is the way to hell, going down to the chambers of death." (Proverb. 7/1-27)

”اے میرے بیٹے! میری باتوں کو مان اور میرے فرمان کو نگاہ میں رکھ۔ میرے فرمان کو بجالا اور زندہ رہ اور میری تعلیم کو اپنی آنکھ کی پتلی جان۔ اُنکو اپنی انگلیوں پہ باندھ لے۔ اُنکو اپنے دل کی تختی

پہ لکھ لے۔ حکمت سے کہہ تو میری بہن ہے اور فہم کو اپنا رشتہ دار قرار دے۔ تاکہ وہ کھکو پرانی عورت سے بچائیں۔ یعنی بیگانہ عورت سے جو چاپلوسی کی باتیں کرتی ہے کیونکہ میں نے اپنے گھر کی کھڑکی سے یعنی جھڑو کے میں سے باہر نگاہ کی اور میں نے ایک بے عقل جوان کو نادانوں کے درمیان دیکھا۔ یعنی نو جوانوں کے درمیان وہ مجھے نظر آیا کہ اُس عورت کے گھر کے پاس گلی کے موڑ سے جا رہا ہے اور اُس نے اُسکے گھر کا راستہ لیا۔ دن چھپے شام کے وقت۔ رات کے اندھیرے اور تاریکی میں اور دیکھو! وہاں اُس سے ایک عورت آ ملی جو دل کی چالاک اور کسی کا لباس پہنتی تھی۔ وہ غوغائی اور خود سر ہے۔ اُسکے پاؤں اپنے گھر میں نہیں ٹکتے۔ ابھی وہ کوچوں میں ہے۔ ابھی بازاروں میں اور ہر موڑ پہ گھات میں بیٹھتی ہے۔ سو اُس نے اُسکو پکڑ کر چوما اور بے حیا منہ سے اُس سے کہنے لگی۔ سلامتی کی قربانی کے ذبیحے مجھ پہ فرض تھے۔ آج میں نے اپنی نذریں ادا کی ہیں۔ اسی لئے میں تیری ملاقات کو نکلی کہ کسی طرح دیدار حاصل کروں۔ سو تو مجھے مل گیا۔ میں نے اپنے پلنگ پہ کامدار غالیچے اور مصر کے سوت کے دھاریدار کپڑے بچھائے ہیں۔ میں نے اپنے بستر کو مَر اور عود اور دار چینی سے معطر کیا ہے۔ آہم صبح تک دل بھر کر عشق بازی کریں اور محبت کی باتوں سے دل بہلائیں۔ کیونکہ میرا شوہر گھر میں نہیں۔ اُس نے دور کا سفر کیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ روپے کی تھیلی لے گیا ہے اور پورے چاند کے وقت گھر آئیگا۔ اُس نے میٹھی میٹھی باتوں سے اُسکو بھسلا لیا اور اپنے لبوں کی چاپلوسی سے اُس کو بہکا لیا۔ وہ فوراً اُسکے پیچھے ہولیا۔ جیسے بیل ذبح ہونے کو جاتا ہے یا بیڑیوں میں احمق سزا پانے کو۔ جیسے پرندہ جال کی طرف تیز جاتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ اُسکی جان کے لئے ہے۔ حتیٰ کہ تیرا اُسکے جگر کے پار ہو جائیگا۔ سو اب اے بیٹو! میری سنو اور میرے منہ کی باتوں پہ توجہ کرو۔ تیرا دل اُسکی راہوں کی طرف مائل نہ ہو۔ تو اُسکے راستوں میں گمراہ نہ ہونا۔ کیونکہ اُس نے بہتوں کو زخمی کر کے گرا دیا ہے۔ بلکہ اُسکے مقتول بے شمار ہیں۔ اُسکا گھر پاتال کا راستہ ہے اور موت کی کوٹھڑیوں کو جاتا ہے۔“

(امثال ۱۷-۲۷)

کتنے اچھوتے انداز میں پرانی عورت سے دور رہنے کا سبق دیا گیا ہے۔ ایک ایک لفظ پہ غور کریں اور رومانس، Wife Swapping اور ناجائز تعلقات کی دوسری تمام حالتوں کا بائبل کے اس پیرا گراف کی روشنی میں جائزہ لیں تو احساس ہوگا کہ اس اقتباس میں بائبل نے ان تمام چیزوں کا احاطہ کیا ہے اور ان کا اچھی طرح تجزیہ کرنے کے

بعد یہ فیصلہ سنایا ہے، یہی وجہ ہے جو کچھ اس میں بیان ہوا وہ سب آج بھی پایا جاتا ہے۔
 علاوہ ازیں اس پیراگراف میں ایک خاص نکتہ نوٹ کرنے کے لائق ہے۔ اس
 میں کہا گیا ہے ”اور کسی کا لباس پہننے تھی“ مطلب طوائف اور جسم فروشوں کا خاص لباس ہوتا
 ہے جسے شریف گھرانے کی عورتوں کو نہیں پہننا چاہئے، اب یہ معلوم کرنا اہم ہے کہ وہ لباس
 کیسا ہوتا ہے؟ اس کے لیے زیادہ تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، آئیے! دور جدید کی
 سب سے زیادہ تجربہ کار رانی ملکہ برطانیہ ایلز بیٹھ سے سنیں:

Queen Elizabeth asks Kate Middleton to stop dressing like a harlot

"Queen Elizabeth II isn't such a fan of short skirts, especially the ones that her granddaughter-in-law Kate Middleton has been sporting recently. The Duchess of Cambridge has been asked to lower her hemlines and stop dressing like such a harlot. Even though Kate Middleton's wardrobe is envied by women all over the world, it is isn't royal enough for the Queen."

(www.bnlive.in.com/news/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot/449906-79.html)

(<http://time.com/4543/queen-elizabeth-orders-kate-middleton-to-stop-dressing-like-such-a-harlot>)

(www.bulldin247.com/english-news/how-queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot-order-her-to-lower-her-hemlines)

(<http://primepostnews.com/queen-elizabeth-asks-kate-middleton-to-stop-dressing-like-a-harlot>)

”ملکہ ایلز بیٹھ نے کیٹ میڈلٹن کو طوائفوں سا کپڑا پہننے سے منع کر دیا“

”ملکہ ایلز بیٹھ دوم مختصر اسکرٹ کی اس حد تک حمایت نہیں کرتی ہیں جتنی ان کی پت پتو
 (پوتے کی بیوی) کیٹ میڈلٹن ابھی تک پہنتی رہی ہیں۔ کیمبرج کے ڈچ خاندان سے تعلق
 رکھنے والی کیٹ میڈلٹن کو اپنے اسکرٹ کے دامن کو اور نیچا کرنے کا حکم سنایا گیا اور یہ کہا گیا
 ہے کہ وہ طوائفوں سا لباس پہننا بند کریں۔ کیٹ میڈلٹن کے کپڑوں پہ اگرچہ دنیا بھر کی خواتین
 رشک کرتی ہیں مگر ملکہ ایلز بیٹھ کی نظر میں یہ شاہی پر یوار کی شان کے مطابق نہیں ہے۔“

نیوز ایجنسی نے اس خبر کے ساتھ کیٹ میڈلٹن کی جو تصویر شائع کی ہے، اس میں ان کا

اسکرٹ گھٹنے کے قریب نظر آتا ہے۔ مطلب بائبل کے عہد قدیم اور (ملکہ برطانیہ کے مطابق)

آج کے دور جدید میں بھی وہ لباس جسم فروش عورتوں کا ہے جس میں عورت کا چوتھائی جسم کھلا ہو۔

ذرا ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ نیچے نقل کیے جانے والے پیراگراف نے

تو کھلے لفظوں نہایت واضح انداز میں شادی کی فضیلت اور اس کے علاوہ جسمانی تعلقات

کے تمام طریقوں کی حرمت کو بیان کیا ہے۔ خاص کر اس اقتباس میں طہارت و پاک دامنی

کا پیغام دینے کے لیے جو الفاظ چنے گئے وہ یقیناً قابل تعریف ہیں:

"Marriage is honourable in all, and the bed undefiled, but whoremongers and adulterers God will judge." (Hebrew. 13/4)

”بیہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے اور بستر بے داغ رہے کیونکہ خُداوند حرام کاروں

(عبرانیوں: ۱۳/۴)

اور زانیوں کی عدالت کریگا۔“

بائبل نے شادی کے بغیر اور اپنے لائف پارٹنر کے علاوہ سے تعلقات رکھنے والے

کو خدا کی بادشاہی (جنت) میں نہ داخل ہونے کا غم انگیز پیغام ان الفاظ میں سنا دیا ہے:

Unrighteous shall not inherit heaven

"Know ye not that the unrighteous shall not inherit the kingdom of God? Be not deceived, neither fornicators, nor idolaters, nor adulterers, nor effeminate, nor abusers of themselves with mankind, Nor thieves, nor covetous, nor drunkards, nor revilers, nor extortioners, shall inherit the kingdom of God."

(1Corinthians: 6/9-10, Galatians. 5/19-21, Ephesians. 5/5)

”کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خُداوند کی بادشاہی کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرام کار

خُداوند کی بادشاہی کے وارث ہونگے نہ بُت پرست نہ زنا کار نہ عیاش۔ نہ لوندے باز نہ چور۔ نہ

لاچھی نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔“ (کرنٹیوں اول: ۶/۹-۱۰، گلتیوں: ۱۹/۵-۲۱، افسیوں: ۵/۵)

اس عبارت کے انگریزی اقتباس میں جس لفظ کے نیچے ہم نے لائن کھینچ دی ہے

وہی ہماری دلیل کا مرکزی نقطہ ہے۔ ”Fornicator“ لفظ ”Fornicate“ سے بنا ہے

اور اسم فاعل کے معنی میں ہے۔ لفظ ”Fornicate“ کے معنی ڈکشنری میں یوں لکھے ہیں:

"to have sex with sb that you are not married to"

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

”جس سے شادی نہیں کی اس سے جنسی تعلقات قائم کرنا۔“

اب اگر پوری عبارت کو غور سے پڑھیں تو معنی یہ بنیں گے کہ جو شخص اپنی بیوی کے

علاوہ سے تعلقات بناتا ہے وہ خدا کی بادشاہی جنت میں جانے کے لیے نااہل ہے۔ چاہے پری

میریٹل ہو یا ایکسٹرا میریٹل، وائف سواپنگ یا لیوان ریلیشن شپ۔

اور بات یہیں تک محدود نہیں بلکہ بائبل نے اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلق کو بُت

پرستی کی طرح اور ایسا کرنے والے کو کافر و مشرک کے برابر گردانا ہے:

"But fornication, and all uncleanness, or covetousness, let it not be once named among you, as becometh saints; Neither filthiness, nor

foolish talking, nor jesting, which are not convenient, but rather giving of thanks. For this ye know, that no whoremonger, nor unclean person, nor covetous man, who is an idolater, hath any inheritance in the kingdom of Christ and of God. Let no man deceive you with vain words, for because of these things cometh the wrath of God upon the children of disobedience. Be not ye therefore partakers with them. For ye were sometimes darkness, but now are ye light in the Lord, walk as children of light." (Ephesians, 5/3-8)

”اور جیسا کہ مقدس کو مناسب ہے تم میں حرام کاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہو۔ اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اسکے شکر گذاری ہو۔ کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرام کاری یا ناپاک یا لالچی کی جو بت پرست کے برابر ہے مسیح اور خدا کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔ کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکہ نہ دے کیونکہ ان ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس اُنکے کاموں میں شریک نہ ہو۔ کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خداوند میں نور ہو۔ پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔“

(افسیوں: ۵/۳-۸)

مزید سنیں:

"Meats for the belly, and the belly for meats, but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body." (1Corinthians, 6/13-18)

”کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خدا اُسکو اور انکو نیست کریگا مگر بدن حرام کاری کے لئے نہیں بلکہ خداوند کے لئے ہے اور خداوند بدن کے لئے۔ اور خدا نے خداوند کو بھی جلا یا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے جلا یگا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ

ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرام کاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرام کار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔“
(کرنٹیوں اول: ۱۳/۶-۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، اس کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ انسان کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہذا اُس سے اور اس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔

اخیر کے دونوں اقتباسوں میں لفظ "Fornication" استعمال کیا گیا ہے جس کے صحیح معنی پچھلے صفحہ میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی ڈکشنری کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں کہ بیوی کے علاوہ سے تعلقات کے لیے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور ایسے مجرم کے لیے مسیح کی شفاعت اور خدا کی جنت دونوں کا راستہ بند ہے۔ اس لفظ کے علاوہ اس میں دو اور لفظ "Whoremonger" اور "Harlot" استعمال ہوئے ہیں۔ ان میں سے "Whore" کے معنی یہ لکھے ہیں:

"1. A female prostitute 2. An offensive word used to refer to a woman who has sex with a lot of men."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

"۱۔ جسم فروش عورت۔ ۲۔ ایک گالی جس سے کئی مردوں سے جنسی تعلقات رکھنے والی عورت مراد ہوتی ہے۔"

ایک سے زائد مردوں سے جنسی تعلق ہر ملک و قوم میں برامانا جاتا رہا ہے اور آج بھی مانا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈکشنری میں اس طرح کی بات کو گالی میں سے شمار کیا جا رہا ہے۔ وائف سواپنگ میں یہی ہوتا ہے کہ ایک عورت نہ جانے کتنے مردوں کی بانہوں میں جھولتی ہے۔

اور "Harlot" کے معنی یہ ہیں:

"A prostitute, or a woman who looks and behaves like one."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

"ایک جسم فروش عورت یا وہ عورت جس کی چال چلن جسم فروش عورت کی طرح ہو (یعنی پیسے کے عوض یا پیسوں کے بغیر کئی مردوں سے تعلقات رکھنے والی خاتون)۔"

اس طرح دور جدید کی مشہور ترین یونیورسٹی آکسفورڈ کی ڈکشنری کی روشنی میں جب ہم کنگ جیمس ورشمن کے اقتباسات کو دیکھتے ہیں تو یہ دلیل روشن دن کی طرح ناقابل انکار ہو جاتی ہے کہ اپنی بیوی کے علاوہ سے تعلقات سخت حرام اور جہنم میں جانے کے باعث ہیں۔ چاہے انھیں لیوان ریلیشن شپ کا نام دیا جائے یا وائف سواپنگ کہا جائے یا کچھ اور نام دیا جائے، ہر صورت غلط، سخت ناجائز اور سزا کے لائق ہے۔

حق پسندوں کے لیے اتنی شہادتیں کافی سے زائد ہیں۔

ان کے علاوہ درج ذیل مقامات پہ اس بری چیز کی مذمت کی گئی ہے:

کرنٹیوں اول: ۱/۷-۱۶، گلٹیوں: ۱۶/۵-۲۶، افسیوں: ۵/۵، تیمتھیس: ۱/۵-۱۶،

صرف اتنا ہی نہیں کہ بائبل نے Wife-Swapping کو حرام قرار دیا، ایسوں کے لیے جنت کا راستہ بند کر دیا، انہیں ملعون قرار دیا بلکہ اسلام کی طرح ان کے لیے دنیاوی سزاؤں کا بھی قانون سنایا ہے۔ آئیے! ذیل میں ان سزاؤں کو دیکھیں۔

اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلق کو بائبل نے بھی ناقابل معافی جرم

گردانا ہے اور ان مرد و عورت کے لیے موت کی سزا بیان کی ہے۔ کتاب احبار میں ہے:

"And the man that committeth adultery with another man's wife, even he that committeth adultery with his neighbour's wife, the adulterer and the adulteress shall surely be put to death." (Leviticus, 20/10)

”اور جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے وہ زانی اور زانیہ

دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔“ (احبار: ۱۰/۲۰)

اور بائبل کی کتاب استئنا میں ہے:

"If a man be found lying with a woman married to an husband, then they shall both of them die, both the man that lay with the woman, and the woman, so shalt thou put away evil from Israel."

(Deuteronomy, 22/22)

”اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں

یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے

(استئنا: ۲۲/۲۲)

ایسی برائی کو دفع کرنا۔“

ان دونوں پیراگرافوں نے یہ صاف کر دیا کہ بائبل کی خواہش یہ ہے کہ وائف سوائپنگ یا اس طرح کی کوئی بھی خسیس چیز سماج میں نہ ہو اور اگر ہو جائے تو مجرموں کو موت سے کم سزا ہرگز نہ دی جائے۔ کم از کم ان لوگوں کو اس پہ ضرور عمل کرنا چاہئے جو بائبل کی قسم کو یورپ و امریکہ کے عوام کے سامنے کیش کر کے داد عیش دیتے ہیں۔

اتنی شہادتوں کے باوجود بھی اگر کوئی حق پسندی سے انکاری ہو بیٹھے اور مزید شہادتیں طلب کرے تو ہم انہیں اور بھی شاد کر سکتے ہیں۔

حق پرست اسلام پسندوں کے ساتھ آج مغرب و امریکہ کے جانبدار محققین نے جو رویہ اپنا رکھا ہے، ہم اپنی زبان یا اپنے قلم سے اسی طرح کا جواب دینا اپنے شایان شان نہیں سمجھتے، البتہ! اگر ان کی مقدس کتاب بائبل سے ایک اقتباس نقل کر دیا جائے تو اپنے ترکش سے تیر چلائے بغیر بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ ہمارے دفاع کے لیے بائبل میں درج ذیل پیراگراف بھی ہے:

"The Lord knoweth how to deliver the godly out of temptations, and to reserve the unjust unto the day of judgment to be punished. But chiefly them that walk after the flesh in the lust of uncleanness, and despise government. Presumptuous are they, selfwilled, they are not afraid to speak evil of dignities. Whereas angels, which are greater in power and might, bring not railing accusation against them before the Lord. But these, as natural brute beasts, made to be taken and destroyed, speak evil of the things that they understand not; and shall utterly perish in their own corruption; And shall receive the reward of unrighteousness, as they that count it pleasure to riot in the daytime. Spots they are and blemishes, sporting themselves with their own deceivings while they feast with you; Having eyes full of adultery, and that cannot cease from sin; beguiling unstable souls, an heart they have exercised with covetous practices; cursed children, Which have forsaken the right way, and are gone astray, following the way of Balaam the son of Bosor, who loved the wages of unrighteousness; But was rebuked for his iniquity, the dumb ass speaking with man's voice forbad the madness of the prophet. These are wells without water, clouds that are carried with a tempest; to whom the mist of darkness is reserved for ever. For when they speak great swelling words of vanity, they allure through the lusts of the flesh, through much wantonness, those that were clean escaped from them who live in error. While they promise them liberty, they themselves are the servants of corruption, for of whom a man is overcome, of the same is he brought in bondage. For if after they have escaped the pollutions of the world through the knowledge of the

Lord and Saviour Jesus Christ, they are again entangled therein, and overcome, the latter end is worse with them than the beginning. For it had been better for them not to have known the way of righteousness, than, after they have known it, to turn from the holy commandment delivered unto them. But it is happened unto them according to the true proverb, The dog is turned to his own vomit again; and the sow that was washed to her wallowing in the mire." (2Peter, 2/9-22)

”تو خداوند دینداروں کو آزمائش سے نکال لینا اور بدکاروں کو عدالت کے دن تک سزا میں رکھنا جانتا ہے۔ خصوصاً انکو جو ناپاک خواہشوں سے جسم کی پیروی کرتے ہیں اور حکومت کو ناجیز جانتے ہیں۔ وہ گستاخ اور خود رازی ہیں اور عزت داروں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے۔ باوجودیکہ فرشتے جو طاقت اور قدرت میں ان سے بڑے ہیں خداوند کے سامنے ان پر لعن طعن کے ساتھ نالاش نہیں کرتے۔ لیکن یہ لوگ بے عقل جانوروں کی مانند ہیں جو پکڑے جانے اور ہلاک ہونے کے لئے حیوان مطلق پیدا ہوئے ہیں۔ جن باتوں سے ناواقف ہیں انکے بارے میں اوروں پر لعن طعن کرتے ہیں۔ اپنی خرابی میں خود خراب کئے جائینگے۔ دوسروں کے برا کرنے کے بدلے ان ہی کا برا ہوگا۔ انکو دن دہاڑے عیاشی کرنے میں مزا آتا ہے۔ یہ داغ اور عیب ہیں۔ جب تمہارے ساتھ کھاتے پیتے ہیں تو اپنی طرف سے محبت کی ضیافت کر کے عیش و عشرت کرتے ہیں۔ انکی آنکھیں جن میں زنا کار عورتیں بسی ہوئی ہیں گناہ سے رُک نہیں سکتیں وہ بے قیام دلوں کو پھنساتے ہیں۔ انکا دل لالچ کا مشتاق ہے۔ وہ لعنت کی اولاد ہیں۔ وہ سیدھی راہ چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں اور بغور کے بیٹے بلعام کی راہ پر ہوئے ہیں جس نے ناراستی کی مزدوری کو عزیز جانا۔ مگر اپنے قصور پر یہ ملامت اٹھائی کہ ایک بے زبان گدھی نے آدمی کی طرح بول کر اس نبی کو دیوانگی سے باز رکھا۔ وہ اندھے کنوئیں ہیں اور ایسے گہر جسے آندھنی اڑاتی ہے۔ انکے لئے بے حد تاریکی دھری ہے۔ وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعے سے ان لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں۔ وہ ان سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ خرابی کے غلام بنے ہوئے ہیں کیونکہ جو شخص جس سے مغلوب ہو وہ اسکا غلام ہے۔ اور جب وہ خداوند اور منجی یسوع مسیح کی پہچان کے وسیلہ سے دنیا کی آلودگی سے چھوٹ کر پھر ان میں پھنسے اور ان سے مغلوب ہوئے تو انکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہونگے کیونکہ راستبازی کی راہ کا نہ جاننا انکے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اسے جان کر اس پاک حکم سے پھر جاتے جو انہیں سونپا گیا تھا۔ ان پر یہ سچی مثل صادق آتی ہے کہ کتا اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہ ہلائی

(پطرس دوم: ۹/۲-۲۲)

ہوئی سو ارنی دلدل میں لوٹنے کی طرف:-“

باوجودیکہ یہ جملے ہمارے نہیں ہیں اور ہم ناقل محض ہیں، مگر پھر بھی کسی کو برے لگتے ہوں تو بائبل سے سمجھیں۔

اس خبیث عمل کے رسیا لوگوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ کنڈوم ایڈز سے حفاظت کا وعدہ کرتا ہے، گارنٹی نہیں دیتا ہے، مگر وفاداری گارنٹی دیتی ہے۔

تجزیہ یہ کہتا ہے کہ وائف سواپنگ کا عصمت دری کے حادثات اور قتل میں اہم کردار ادا کرنا یقینی ہے۔ اگر امریکہ و یورپ میں اس عنوان پہ سروے نہیں ہوا ہے تو وہ نوٹ کر لیں کہ بہت جلد انہیں اس موضوع پہ بھی تحقیق کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ عصمت دری میں وائف

سواپنگ کی حصہ داری کی طرف برطانوی سروے واضح انداز میں اشارہ کرتا ہے:

"A third of Britons believe a woman who acts flirtatiously is partially or completely to blame for being raped, according to a new study. More than a quarter also believe a woman is at least partly responsible for being raped if she wears sexy or revealing clothing, or is drunk, the study found. One in five think a woman is partly to blame if it is known she has many sexual partners"

(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)

(<http://www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624>)

(<http://afspot.net/forum/topic/171214-women-to-blame-for-being-raped/>)

”نئے مطالعہ کے مطابق ایک تہائی انگریزوں کا ماننا ہے کہ عورتوں کا انداز دل رُبا مکمل طور پہ یا بہت حد تک آبروریزی کے حادثات کا ذمہ دار ہے، ایک چوتھائی سے زیادہ لوگوں نے عورتوں کے نیم برہنہ اور جنسی کشش والے لباس اور نشہ خوری کو بھی عصمت دری کا الزام دیا ہے، جبکہ بیس فیصد لوگوں نے ایک سے زائد جنسی دوستی کے رجحان کو بھی اس کے لیے مورد الزام ٹھہرایا ہے۔“

اس رپورٹ کے خط کشیدہ الفاظ کو خاص زور دے کر پڑھیں، اس میں ’جنسی آوارگی‘

(جس کی ایک شکل وائف سواپنگ ہے) کو عصمت دری کے اہم اسباب میں شمار کیا گیا ہے۔

(۱۵) عصمت دری کا حکم۔

ایک غیرت مند خاتون کے لیے اس کی عزت جان سے بھی پیاری ہوتی ہے۔ مگر

انسان کے بھیس میں چلنے والے بہت سے درندے پل بھر میں ایک عفت مآب خاتون کی ساری زندگی کو زہر بنا دیتے ہیں جس سے دل برداشتہ ہو کر بسا اوقات متاثرہ خودکشی تک کر لیتی

ہے، اور خودکشی کرنے والیوں میں ہزاروں امریکی و برطانوی خواتین بھی شامل ہیں۔ آبروریزی کے مجرموں کے لیے آج کے ترقی یافتہ قانون میں کوئی خاص سزا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس جرائم کا گراف گرنے کی بجائے ہر سال تقریباً ڈیڑھ گنا ہو جاتا ہے۔ صرف ہندوستان میں ہر سال تقریباً پچاس ہزار اور امریکہ میں تقریباً دو لاکھ خواتین عصمت دری کی شکار ہوتی ہیں جن میں سے ایک مجرم کو بھی سخت سزا نہیں دی جاتی ہے، بلکہ لاکھوں کو تو ایک دن کے لیے بھی جیل کا منہ دیکھنا نہیں پڑتا ہے۔ اسی لیے نتیجہ ظاہر ہے کہ جرم بڑھتا جا رہا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانہ میں اس طرح کا ایک معاملہ پیش آیا۔ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زبردستی کی، صاحب خطا کے اقرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

”لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَقَبِلَ مِنْهُمْ.“

”اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر اہل مدینہ کریں تو ضرور قبول کر لی جائے۔“

(جامع الترمذی: باب ما جاء في المرأة اذا استكرهت على الزنا، سنن أبي داود: باب في صاحب الحديجي، فيقر، مسند احمد: عن وائل بن حجر ۲۸۰۰۱)

بائبل نے آبروریزی کے مجرم کے لیے کسی طرح کی ہمدردی جتانے سے انکار

کر دیا ہے، بائبل نے سخت پوزیشن اختیار کرتے ہوئے کہا:

"If a damsel that is a virgin be betrothed unto an husband, and a man find her in the city, and lie with her; Then ye shall bring them both out unto the gate of that city, and ye shall stone them with stones that they die; the damsel, because she cried not, being in the city; and the man, because he hath humbled his neighbour's wife. so thou shalt put away evil from among you. But if a man find a betrothed damsel in the field, and the man force her, and lie with her, then the man only that lay with her shall die. But unto the damsel thou shalt do nothing; there is in the damsel no sin worthy of death, for as when a man riseth against his neighbour, and slayeth him, even so is this matter. For he found her in the field, and the betrothed damsel cried, and there was none to save her." (Deuteronomy, 22/23-27, KJV, TBR, BSI, 2008)

”اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اُسے شہر میں پا کر اُس سے صحبت کرے تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور اُنکو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مرجائیں۔ لڑکی کو اسلئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اسلئے کہ اُس نے اپنے ہمسایہ

کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔ پر اگر اُس آدمی کو وہی لڑکی جسکی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اُس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پر اُس لڑکی سے کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے اسلئے کہ یہ بات ایسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسایہ پر حملہ کرے اور اُسے مار ڈالے۔ کیونکہ وہ لڑکی اُسے میدان میں ملی اور وہ منسوبہ لڑکی چلائی بھی پروہاں کوئی ایسا نہ تھا جو اُسے چھڑاتا۔“

(استنا: ۲۲/۲۳-۲۷)

قدرے اختلاف کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آبروریزی کے سلسلے میں بائبل کا موقف ہر مذہب اور ہر ملک کے قانون سے سخت ہے۔ اسلام صرف شادی شدہ زانی کے لیے پتھر کی سزا بنا رہا ہے جبکہ بائبل کنوارے زانیوں کے لیے بھی۔ اگر اسلام کا حکم قابل تنقید ہے تو بائبل کا یہ پیرا گراف بدرجہ اولیٰ مجرم ٹھہرانے کے لائق ہے، بس انتظار اس بات کا ہے کہ دور جدید کے ماڈرن انصاف پسند قرآن و حدیث کے لیے بنائے گئے اصول و معیار پہ بائبل کو کب پرکھتے ہیں.....؟؟

ہم جنس پرستوں اور عصمت دری کرنے والوں کے خلاف بائبل کا موقف کتنا سخت ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں۔ بائبل کی ساتویں کتاب قضاة (۱۹/۲۱ تا ۲۸/۲۸) میں ہے کہ ایک اسرائیلی اپنی اہلیہ کے ہمراہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ بنیمین کے علاقہ جبعہ میں ایک آدمی کے گھرات گزارنے کے لیے ٹھہر گیا تو بنیمین کے کچھ شر پسند ہم جنس پرستوں نے میزبان کو کہا کہ اس مرد کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اپنی خواہش پوری کریں، میزبان نے کہا تم کو جو کرنا ہے اس کی بیوی سے کر لو مگر ہم جنسی جیسی خبیث چیز کے بارے میں بات مت کرو، چنانچہ اس مرد نے اپنی بیوی ان لوگوں کے حوالہ کر دی اور وہ لوگ رات بھر اس سے بد ذاتی کرتے رہے جس سے وہ عورت مر گئی۔ جب یہ خبر بنی اسرائیل کو ملی تو انہوں نے بنیمین سے یہ مطالبہ کیا کہ مجرموں کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم انہیں قتل کریں مگر بنیمین نے انکار کر دیا۔ جو اب بنی اسرائیل نے اپنی ہی ایک شاخ بنیمین کے خلاف جنگ کے لیے چار لاکھ جوانوں کو جمع کیا اور جنگ چھیڑ دی۔ پہلے دن بنی اسرائیل کے ۲۲ ہزار اور دوسرے دن ۱۸ ہزار مرد مارے گئے مگر پھر بھی انہوں نے جنگ موقوف نہ کی بلکہ تیسرے دن جی جان لگا کر جنگ کی اور ۲۵ ہزار سے زائد بنیمینیوں کو قتل کر دیا اور پھر ۴ مہینے بعد دوبارہ بنیمین

کے شہر پہ ٹوٹ پڑے اور جتنے ان کے ہاتھ لگے انہوں نے سب کو شہروں، چوپایوں سمیت جلا دیا۔ ضرورت ہے کہ یورپ و امریکہ اپنے باپ دادا کے اس عمل کو قدرے تبدیلی کے ساتھ نمونہ بنائیں، شاید انہیں ہر سال ریپ شماری کے لیے مختلف کمیٹی بنانے اور کروڑوں ڈالر خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑے اور وہ ہزاروں لاکھوں امریکی و مغربی خواتین کو جنسی زیادتی سے متاثر ہو کر خودکشی کرنے سے بھی روک سکیں۔

عصمت دری کے سلسلے میں بائبل کا ایک اور قانون ہے جو عقل سے ماورا ہے:

"If a man find a damsel that is a virgin, which is not betrothed, and lay hold on her, and lie with her, and they be found; Then the man that lay with her shall give unto the damsel's father fifty shekels of silver, and she shall be his wife; because he hath humbled her, he may not put her away all his days." (Deuteronomy, 22/28-29, KJV, TBR, BSI, 2008)

”اور اگر کسی آدمی کو کوئی کنوای لڑکی مل جائے جس کی نسبت نہ ہوئی ہو اور وہ اُسے پکڑ کر اُس سے صحبت کرے اور وہ دونوں پکڑے جائیں تو وہ مرد جس نے اُس سے صحبت کی ہو لڑکی کے باپ کو چاندی کی پچاس مثقال دے اور وہ لڑکی اُسکی بیوی بنے کیونکہ اُس نے اُسے بے حرمت کیا اور وہ اُسے اپنی زندگی بھر طلاق نہ دینے پائے۔“ (استنا: ۲۲/۲۸-۲۹)

اس حکم میں بہت سی خرابیاں ہیں جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مثلاً کسی مرد کو کوئی لڑکی پسند ہو اور اسے ایسا لگتا ہے کہ لڑکی اور اس کے گھر والے اس سے شادی کے لیے رضامند نہیں ہوں گے تو وہ اس کی منگنی ہونے سے پہلے اس کی عزت لوٹ لے گا اور پھر بائبل کا یہ قانون اُسے اسکی بیوی بننے پہ مجبور کر دے گا۔ یہ انصاف کے تقاضے اور قانون کے مقصد دونوں کے خلاف ہے۔ اس سزا سے دوسروں کو عبرت نہیں بلکہ راستہ ملے گا کہ ہر لالچی امیر اور طامع غریب اپنے لڑکے کو امیر گھرانے کی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی کرنے کے لیے حوصلہ دے گا۔ اور ہو سکتا ہے بلکہ یقینی ہے کہ اس قانون سے خون کے دریا جاری ہو جائیں۔

دور جدید کے محققین میں اگر یہ احساس ابھی زندہ ہے کہ عورتوں کی آبرو بڑی قیمتی ہے تو لٹیروں کو کم از کم موت کی سزا ملنی چاہئے، کیونکہ خاتون کی عصمت اس کی زندگی سے بھی زیادہ قیمتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ریپ کی شکار امریکی خواتین میں ایک تہائی خودکشی کے متعلق بھی سوچتی

ہیں اور کم از کم ۱۳ فیصد امریکی خواتین عزت لٹنے کے بعد باضابطہ اپنی جان لینے کی کوشش کرتی ہیں (www.suicide.org/rape-victims-prone-to-suicide.html) اسی لیے زنا بالجبر کے مجرموں کی حالت قتل کے مجرموں سے بھی بڑھ کر ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح دہشت گردوں کے حملوں سے فضا غیر محفوظ ہو جاتی ہے اور لوگوں میں ایک خوف پھیل جاتا ہے آج کل اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ خوف خواتین اور والدین میں عزت کے لٹیروں کا پایا جاتا ہے اور امریکی فوج میں کام کرنے والی خواتین کو خون کے پیاسے دشمنوں سے سوگنا زیادہ خطرہ اپنے ساتھی مرد فوجیوں سے رہتا ہے، اس لیے مناسب ہے کہ ایسے مجرموں کو کم از کم موت کی سزا دی جائے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ عصمت دری کی شکار خاتون کی زندگی موت سے بھی بدتر بن کر رہ جاتی ہے، کوئی اس کا ہاتھ تھامنے کو تیار نہیں ہوتا ہے، جو انجانے میں اس سے شادی کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو جاتا ہے وہ بھی اسے ہنور میں چھوڑ جاتا ہے اور عورت کو جرم بے گناہی کی سزا بھگتنی پڑتی ہے، دوسرے معاشروں کی بات تو بہت الگ تھلگ ہے، دنیا کے سب سے تعلیم اور ترقی یافتہ امریکی معاشرے میں طلاق کے اہم اسباب میں ایک سبب اسے بھی بتایا گیا ہے:

"If the woman has a history of rape by a man before the marriage"

(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

”اگر خاتون شادی سے پہلے کسی مرد کی جنسی زیادتی کی شکار ہو چکی ہو۔“

علاوہ ازیں اس دھرتی پہ ہزاروں ایسے ایچ آئی وی مریض بھی ہیں جو عورتوں کی عصمت

دری کر کے انہیں ایچ آئی وی وائرس دیدیتے ہیں، امریکی حکومت اور اقوام متحدہ کے مطابق:

"Violence against women plays a big role in causing HIV infection among women. In date rape or sexual assault, forced sex can cause cuts that allow easy entry of HIV. This is especially true for young girls, whose reproductive tracts are less fully developed."

(www.womenshealth.gov/hiv-aids/women-are-at-risk-of-hiv/violence-against-women-and-hiv-risk.html)

(http://www.who.int/gender/hiv_aids/en/)

عورتوں میں ایچ آئی وی کی منتقلی میں ان کے خلاف جرائم کا بڑا رول ہے، ڈیٹ ریپ، جنسی حملہ اور آبروریزی ایچ آئی وی سے متاثر کرنے میں مدد کرتا ہے۔ خاص کر یہ ان نوخیز لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے جن کی تولیدی صلاحیت ابھی مکمل نہیں ہوئی ہے۔“

اور اقوام متحدہ کے مطابق:

"NEW YORK, 30 November 2004 - More than 37 million people are

living with HIV and almost half of them are women. Some have become infected through sexual violence and exploitation. It is estimated that one in three women worldwide will be raped or abused in their lifetime." (http://www.unicef.org/aids/index_24355.html)

”۳۷/۳ ملین (۳,۷۰,۰۰۰,۰۰۰) سے زائد لوگ ایچ آئی وی سے متاثر ہیں جن میں سے آدھی خواتین ہیں، بہت سی عورتیں جنسی جرائم اور عصمت دری کے ذریعہ اس مرض میں مبتلا ہوئی ہیں، تخمینہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی عورتوں میں سے ایک تہائی کو اپنی زندگی میں آبروریزی یا تشدد کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔“

امریکہ و یورپ کے مطابق کئی جہتوں سے عورتوں کی موت اور بربادی کا سبب بننے والے جرم آبروریزی کے مجرموں سے امریکہ و یورپ کا پیار ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ جو ادارہ اقوام متحدہ دنیا کی ۳۳ فیصد خواتین کی آبروریزی اور زیادتی کا تخمینہ لگا رہا ہے، اس سے یہ جائز سوال کرنے کا حق ہر انسان کو ہے کہ آپ صورت حال کے بد سے بدترین ہونے کی پیشن گوئی تو کر رہے ہیں مگر اس کے لیے کس طرح کے اقدامات کیے جا رہے ہیں؟؟؟ ’چست امریکی نظام کے تحت رہنے والی ہر پانچویں / چھٹی خاتون اور ہر چوتھی کالج طالبہ عصمت دری / جنسی زیادتی کی شکار ہو چکی ہے۔ امریکہ و یورپ کے جس نظام سے اس طرح کی صورت حال پیدا ہوئی اسی کو دوسری مرتبہ کیوں آگے بڑھایا جا رہا ہے.....؟؟؟ اس کی جگہ کم از کم ۱۰ سالوں کے لیے آئین اسلامی کو کیوں نہیں آزما یا جا رہا ہے؟؟؟

(۱۶) حد قذف۔

ایک باغیرت انسان چاہے مرد ہو یا عورت اس کے لیے عزت بڑی چیز ہے اور اس کے لیے پاکدامنی ایک قابل تعریف وصف ہے۔ اس کے برخلاف زنا اس کی عزت و ناموس کے لیے ایک کلنک کی حیثیت رکھتا ہے، بالخصوص خواتین کے لیے پاک دامن نہ ہونے کا الزام ایک بڑی دردناک سزا ہے۔ حد سے زیادہ آزادانہ ماحول اور بے انتہا آوارگی کے باوجود امریکہ و یورپ میں آج بھی ایسے کروڑوں افراد پائے جاتے ہیں جو پاک ہمسفر کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسلام نے عفت مآب خواتین کو اس طرح کی بے جا تکلیفوں سے مامون رکھنے کے لیے یہ قانون نافذ کیا ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام عائد کرے اس پر کم از کم چار گواہوں کو پیش کرنا ضروری ہے۔ اور وہ بھی یہ گواہی دیں کہ انہوں نے مرد و عورت کو سوئی دھاگہ کی مثل دیکھا ہے۔

اگر پورے چار کی مقدار میں گواہوں نے اس طرح گواہی نہ دی تو ان ظالم گواہوں اور الزام لگانے والوں میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ ارشاد باری ہے:

”وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝“

”جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے اور چار گواہ نہیں لاتے ہیں انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول مت کرو، یہ لوگ فاسق اور اللہ کی اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں، مگر ان میں سے جو اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنے آپ میں اصلاح پیدا کرے تو اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“

(سورۃ النور: ۴-۵)

بائبل کے درج ذیل پیرا گراف میں بھی حد قذف کا بیان ہے۔ اگرچہ اسلامی

قانون سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہے مگر ہماری ضرورت اور حمایت کی حد تک ضرور ہے:

Law concerning witnesses

"One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth, at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established. If a false witness rise up against any man to testify against him that which is wrong; Then both the men, between whom the controversy is, shall stand before the LORD, before the priests and the judges, which shall be in those days; And the judges shall make diligent inquisition, and, behold, if the witness be a false witness, and hath testified falsely against his brother; Then shall ye do unto him, as he had thought to have done unto his brother, so shalt thou put the evil away from among you. And those which remain shall hear, and fear, and shall henceforth commit no more any such evil among you. And thine eye shall not pity; but life shall go for life, eye for eye, tooth for tooth, hand for hand, foot for foot." (Deuteronomy, 19/15-21)

”کسی شخص کے خلاف اُسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اُس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔ اگر کوئی جھوٹا گواہ اُٹھ کر کسی آدمی کی بدی کی نسبت گواہی دے۔ تو وہ دونوں آدمی جن کے بیچ یہ جھگڑا ہو خداوند کے حضور کاہنوں اور اُن دنوں کے قاضیوں کے آگے کھڑے ہوں۔ اور قاضی خوب تحقیقات کریں اور اگر وہ گواہ جھوٹا نکلے اور اُس نے اپنے بھائی کے خلاف جھوٹی گواہی دی ہو۔ تو جو حال اُس نے اپنے بھائی کے ساتھ کرنا چاہا تھا وہی تم اُسکا کرنا اور یوں تو ایسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دفع کر دینا۔ اور دوسرے لوگ سُنکر

ڈرینگے اور تیرے بیچ پھر ایسی برائی نہیں کریں گے۔ اور تجھ کو ذرا ترس نہ آئے۔ جان کا بدلہ جان۔ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ دانت کا بدلہ دانت۔ ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہوں۔“ (استنا: ۱۹/۱۵-۲۱)

اس میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اس شخص کو پھنسا کر اسے بے جرم سزا دلا سکے اور قاضی و کاہن کے سامنے اپنے الزام کو دو یا زیادوں گواہوں سے ثابت نہ کر سکے، اسے وہی سزا دی جائے جو وہ دوسرے شخص کے لیے چاہتا تھا، مثلاً کوئی شخص کسی شادی شدہ کے خلاف زنا کی تہمت لگاتا ہے اور پکھری میں ثابت کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو جو سزا (سنگساری) شادی شدہ زانی کے لیے بائبل میں درج ہے وہی اس شخص کو دی جائے جو جھوٹا مقدمہ لے کر آیا اور جس نے جھوٹی گواہی دی۔ اس کی تفصیل آخری آیت میں ”جان کا بدلہ جان آنکھ کا بدلہ آنکھ.....“ سے تعبیر کی گئی ہے۔

(۱۷) جرم کے ثبوت کے لیے کم از کم دو گواہ ضروری۔

کسی بات کو ڈنکے کی چوٹ پہ کہنے کے لیے یا کسی پر اپنے حق کا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص اپنی بات کی تائید میں دو گواہیاں لائے۔ اگر گواہ اور ثبوت کی شرط نہ رکھی جائے تو سارا نظام چوہا چوہا ہو کر رہ جائے گا اور امن و امان ناپید ہو جائے گی۔ اسی لیے ہر ذی ہوش ملک و آئین نے مقدمات کے فیصلوں کے لیے ثبوت اور گواہوں کو اولین اور بنیادی شرط قرار دیا ہے۔ ججز اور عدلیہ کو اس قانون کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ ثبوت کے بغیر کسی کے حق میں فیصلہ صادر نہ کریں۔ اس سلسلے میں اسلام کا موقف یہ ہے کہ عفت کے خلاف دی جانے والی گواہی میں کم از کم چار گواہ ہوں اور اس کے علاوہ میں کم از کم دو گواہ، اور گواہوں کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ سچے، پاک باز، نیک اور حق پسند ہوں۔

اللہ جل شانہ وصیت کے معاملہ میں ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَدَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِّنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ حَضَرْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصْبَتْكُم مَّصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنْ أَرْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ۝“

”اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی جب تم میں کسی کو موت آئے وصیت کرتے وقت تم میں کے دو غیر فاسق شخص ہیں، یا غیروں میں کے دو جب تم ملک میں سفر کرنے جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ پہنچے، اگر تمہیں کچھ شک پڑے تو ان دونوں کو نماز کے بعد روکو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے اگرچہ قریب کا رشتہ دار ہو، اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ضرور گناہگاروں میں ہیں۔“ (سورۃ المائدہ: ۱۰۶)

قرض کے لین دین میں رہنمائی دیتے ہوئے کہا گیا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيَمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيهِ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمٌ لِلشُّهَدَةِ وَأَدْنَىٰ إِلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَإِنَّهُ فَسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“

”اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک مدت کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے تمہارے درمیان نیکی کے ساتھ لکھنے والا لکھ دے، اللہ نے کاتب کو علم دیا تو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دے، اور جس پر حق آتا ہے وہ اپنے رب اللہ کے خوف کے ساتھ لکھتا جائے اور کوئی کمی نہ کرے، اور جس پر حق آتا ہو اگر وہ بے وقوف یا کمزور ہو یا لکھنا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھوائے، اور مردوں میں سے دو گواہ پورے کر لو اور اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے جن کی گواہی تم پسند کرو، تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے، اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں، قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھ کر رکھ لو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ، شہادت قائم رکھنے والی اور اس بات سے قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کہ جب تجارت دست بدست نقدی ہو تو اسے نہ لکھنے میں کوئی برائی نہیں، اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے

والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو اور نہ ہی وہ کسی تکلیف دیں، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم فاسق قرار پاؤ گے، اللہ سے ڈرو وہ تمہیں سکھاتا ہے۔ اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۸۲)

بائبل نے کسی بھی جرم کے ثبوت کے لیے یہ شرط رکھی ہے کہ کم از کم دو گواہ ہوں:

"One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth, at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established."

(Deuteronomy, 19/15)

”کسی شخص کے خلاف اسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اس سے سرزد ہو ایک ہی گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔“ (استثنا: ۱۵/۱۹)

(۱۸) عورتوں کی گواہی۔

یہ مسئلہ بھی تبصرہ کی زینت بنتا رہتا ہے کہ اسلام نے مرد کے بالمقابل عورتوں کی گواہی کو آدھا بنا کر عورتوں کی سماجی حیثیت اور مساوات کا مذاق اڑایا ہے۔ یہ صرف آدھی ادھوری بات ہے، جس کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام نے کچھ جگہوں پہ صرف اور صرف عورتوں کی گواہی معتبر مانی ہے، جیسے عورتوں سے متعلق مسائل یا نومولود بچے کے بارے میں عورتوں کی گواہی مانی جائے گی اور صرف ایک خاتون کی گواہی بھی کافی ہے۔ اسی طرح کچھ معاملات میں صرف اور صرف مردوں کی گواہی مانی جائے گی جیسے زنا سے متعلق معاملات وغیرہ۔ اور ثبوت زنا کے لیے دو کی گواہی کافی نہیں ہے بلکہ چار مرد گواہوں کی ضرورت ہے۔ تو کیا یہاں مردوں کو آدھا مان لیا گیا ہے.....؟؟ اس طرح کے شبہات کی وجہ سرسری نگاہ یا ہٹ دھرمی ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے آئندہ آنے والی سطروں کو بغور ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) اسلام نے ہر گوشہ کو سامنے رکھ کر گواہی کا قانون بنایا ہے۔ جس جگہ کی گواہی کے لیے مرد کا ملنا متوقع نہیں وہاں عورتوں کی گواہی کافی ہے، جیسے عورتوں کے امور اور نومولود کے بارے میں معاملات۔

(۲) اسلام، بائبل، عقل اور یورپ و امریکہ کے بھیانک انجام کا تقاضا یہ ہے کہ عورتیں گھریلو معاملات دیکھیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت پہ دھیان دیں جبکہ مرد بیرونی حالات سے نبرد آزما رہیں۔ اس طرح عورتیں مالی معاملات اور ان کی پیچیدگیوں سے اس طرح واقف نہیں ہو سکتی ہیں

جس طرح مرد باخبر ہوتے ہیں، اسی لیے ایک مرد کے ساتھ دوسرا مرد گواہ نہ ملے تو دو عورتوں کی گواہی ضروری قرار دی گئی تاکہ ایک سے بھول چوک ہو تو دوسری یاد دلا دے۔ جیسے کچھ بوڑھے بزرگ جدید ٹیکنالوجی کی اصطلاحات اور ان کے استعمال سے بے خبر ہیں، انہیں کچھ پتہ نہیں کہ انٹرنیٹ اور ای میل کس بلا کا نام ہے، مگر ان کے بچے باخبر ہیں۔ ایسی صورت میں کوئی بھی ہوشمند یہی کہے گا کہ سائبر معاملات میں باپ کی جگہ بیٹے کو گواہ بنایا جائے جس پر کوئی ہوشمند یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ باپ کو کمتر اور ہلکا جان کر گواہ بننے سے روکا گیا۔ یا ایک نوجوان کے ساتھ دو بوڑھے بزرگوں کو رکھا جائے تاکہ جب ایک کہے کہ ویڈیو انٹرنیٹ سے چارج کر کے دیکھا جاتا ہے تو دوسرا یاد دلائے کہ نہیں، بلکہ ڈاؤن لوڈ کر کے دیکھا جاتا ہے، تو کوئی بھی ذی ہوش یہ نہیں سمجھے گا کہ دو بزرگوں کے مقابلہ ایک کم عمر کو رکھ کر بزرگوں کی بے عزتی کی گئی ہے۔ کیونکہ اسباب معقول ہیں۔

(۳) وکلا کا کہنا ہے ۹۵ فیصد خواتین جب گواہی دینے آتی ہیں تو یا تو رونا شروع کر دیتی ہیں یا اول فول بکنے لگتی ہیں یا کوسنا شروع کر دیتی ہیں اور مخالف وکیل کی جرح کی تاب نہ لا کر بے تکی باتیں کرتی ہیں۔ (شرح صحیح مسلم از علامہ سعیدی: ۱۸۹/۵) اس طرح خواتین الجھے ہوئے مقدمات کو سلجھانے کی بجائے اور الجھا سکتی ہیں۔

(۴) گواہی دینا کوئی انعام لینا نہیں ہے، ملزم اور اس کے رشتہ داروں کی طرف سے سخت خطرات ہوتے ہیں۔ اسی لیے اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورتیں زیادہ سے زیادہ خود کو دوسروں کی نظروں سے بچا کر رکھیں، البتہ! جہاں ان کی گواہی کے بغیر کام نہیں چل سکتا ہے جیسے عورتوں کے معاملات یا لین دین کے وقت دو مرد گواہوں کی غیر موجودگی، وہاں ان سے مدد لی جاسکتی ہے اور بس۔

(۵) بعض معاملات میں اسلام دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر تسلیم کرتا ہے جیسا کہ اوپر کی آیت میں مذکور ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے بالمقابل عورتوں میں جوش، رحم دلی، نرم دلی اور جذبات زیادہ ہوتے ہیں جبکہ 'انصاف پسندی' کا عنصر کم ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ عام طور پر عورتوں کے سامنے دو آنسو بہا کر کوئی بھی اپنا کام نکال لیتا ہے مگر مردوں کے سامنے اس طرح کی ٹھگی کرنا آسان نہیں ہوتا۔

مالی معاملات اور عداوت کے امور میں گواہی دینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ جس کے خلاف کورٹ سے فیصلہ آتا ہے اس کی جانب سے کئی طرح کے خطرات ہوتے ہیں، خاص کر اس زمانہ میں ”انتقامی آبروریزی“ کے حادثات کا تناسب کافی بڑھ گیا ہے۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ مردوں کو بھی خطرہ ہوتا ہے، بہتوں کی جان بھی اسی لیے چلی گئی ہے تو ان کی سلامتی کے لیے ان کی گواہی بھی بند کر دی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مردوں کی گواہی کا سلسلہ بند کرنے کا مطلب ہے عدالتوں کو بند کرنا اور ملک کو بے سہارا چھوڑنا جس سے نسل انسانی تباہی کی جانب پہنچ جائے گی۔ اسی لیے شہادت و گواہی کا سلسلہ بند نہیں کیا جاسکتا ہے اور رہا نقصان پہنچانے کا سوال تو یہ خطرہ مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو زیادہ ہے اسی لیے ”زیادہ خطرناک“ سے اتر کے کم جو حکم والا حکم یہ سنایا گیا کہ مالی معاملات اور تعزیراتی امور میں عورتیں خود کو دوڑ رکھیں یا پھر مالی معاملات میں ان کی گواہی آدھی کر دی جائے کہ جب دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورت مل کر نصاب گواہ مانے جائیں گے۔

تلاش کے باوجود ہمیں بائبل میں عورتوں کو گواہ بنانے سے متعلق کوئی واضح حکم نہیں ملا، البتہ گواہوں کے لیے جو ضمیریں (Pronouns) استعمال کی گئیں وہ مذکر کی ہیں۔ بلکہ بائبل کی ایک آیت سے یہ خفیف اشارہ ملتا ہے کہ عورتوں کو گواہ نہ بنایا جائے:

"Let your women keep silence in the churches, for it is not permitted unto them to speak; but [they are commanded] to be under obedience, as also saith the law. And if they will learn any thing, let them ask their husbands at home, for it is a shame for women to speak in the church."
(1Corinthians, 14/34-35)

”عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا تو ریت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہروں سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔“
(کرنٹیوں اول: ۱۴/۳۴-۳۵)

(۱۹) کیا مرد و عورت برابر ہیں؟؟

یہ اس زمانے کا ایک بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔ شاید دنیا کے اکثر لوگ یہی کہیں گے کہ اس سوال کی ضرورت ہی نہیں ہے، کچھ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ہاں دونوں برابر ہیں

اور کچھ کے نزدیک سبب یہ ہے کہ جب دو چیزیں ہر طرح یکساں نہ ہوں تو ان میں موازنہ (Comparison) ممکن ہی نہیں ہے، تو موازنہ کی بات بے مطلب مانی جائے گی۔

آدم و حوا کی اولاد ہونے کی حیثیت سے اسلام نے مرد و عورت دونوں کو ایک سا مقام دیا ہے، البتہ! جسمانی اور ذہنی فرق کی وجہ سے بعض مقامات پہ عورتوں کو فضیلت بخشی تو بعض معاملات میں مردوں کو۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے، اسی طرح کس کی خدمت کرنی چاہئے؟؟ اس سوال کے جواب میں پہلے تین مرتبہ ماں (عورت) کا نام لیا اور چوتھی مرتبہ پوچھنے پر باپ (مرد) کا ذکر کیا۔ یوں ہی کہا گیا کہ جب کوئی باپ اپنے گھر میں کوئی سامان لائے تو بچوں میں تقسیم کے وقت پہلے لڑکیوں کو دے اور پھر اخیر میں لڑکوں کو کیونکہ لڑکیوں کا دل زیادہ نرم اور جذباتی ہوتا ہے۔ البتہ بعض معاملات میں مردوں کو فضیلت بخشی جس کے نمایاں اسباب ہیں۔ اور بعض میں دونوں کو برابر مقام دیا جیسے مرد کو گھر سے باہر نکلنے میں یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ تنہا نکل سکتا ہے اگر اس کی جان کو خطرہ نہیں ہے، اسی طرح عورتیں اپنی ضرورتوں کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہیں بشرطیکہ ماحول پر امن ہو۔ البتہ! خواتین کے لیے مدت سفر (تقریباً سو کلومیٹر) پہ نکلنے کے لیے ان کے ساتھ محرم ہونے کی شرط لگائی گئی ہے، جو شرط مرد کے ساتھ نہیں ہے، ایسا کیوں ہے؟؟ اس سوال کا جواب ہر عقل مند کے پاس ہے، اور جن کے پاس نہیں ہے شاید وہ ضرورت کی حد تک عقل مند نہیں ہیں، بھولے ہیں۔ دنیا بھر کی سڑکوں پہ نکلنے والے جلوس کے بینروں اور پوسٹروں پہ نمایاں طور پہ لکھا ہوتا ہے کہ عورتیں محفوظ نہیں ہیں، جب اکلوتے سپر پاور ملک امریکہ میں سالانہ لاکھوں عورتوں کو اپنی عزت گنوانی پڑتی ہے تو دوسروں کا پوچھنا ہی کیا۔ اس لیے اسلام جو فطرت کا پاسدار ہے اس نے خواتین کی آبرو کی حفاظت کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس قانون کی پابندی کریں۔ اسی طرح اسلام کا حکم یہ ہے کہ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے میل جول حرام ہے، اس کی وجہ بھی دنیا کے سامنے ظاہر ہے، دنیا بھر میں مستورات کی آبرو لوٹنے میں ہر سال تقریباً ۱۰

لاکھ سے زائد وہی لوگ ہوتے ہیں جن سے خواتین کا میل جول ہوتا ہے۔ اس طرح اگر صرف اس ایک معاملہ میں اسلامی قانون کو اپنایا جائے تو کم از کم اتنی عورتوں کی عزت محفوظ رہے۔

اسی طرح جہاں جہاں اسلام نے مرد کو اعلیٰ مقام یا عورت کو فضیلت بخشی ہے اس کے کچھ نہ کچھ اسباب ہیں جن پہ توجہ دینے سے آپ خود کو مدینہ کا مسافر بننے سے نہیں روک سکیں گے۔ جیسے ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی ماں کو کاندھے پہ بٹھا کر پیدل حج کرایا ہے، کیا میں نے ان کا حق ادا کر دیا؟ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری پیدائش کے وقت جو جھٹکے اس نے برداشت کیے ان میں سے ایک کا بھی حق ادا نہیں ہوا ہے۔

اسلام کے قوانین کو آپ اس مثال سے سمجھیں کہ ایک آدمی کے پاس دو بیٹے ہیں، ایک پانچویں درجہ میں ہے جو ماں باپ کے ساتھ رہتا ہے اور دوسرا ایم اے میں ہے جو دور رہتا ہے۔ باپ ہر ماہ پہلے کو ۵۰۰ روپے جبکہ دوسرے کو ۳۰۰۰ روپے دیتا ہے، تو کیا کوئی عقلمند یہ کہے گا کہ باپ ظالم ہے، دونوں کے لیے الگ الگ نظر یہ رکھتا ہے، وہ دونوں میں انصاف نہیں کرتا ہے؟؟ اسی طرح ایک آدمی نے ایک دبلے پتلے اور بوڑھے مزدور کو ۱۲۰۰۰ روپے پہ جبکہ ایک تیز طرار جوان کو ۲۵۰۰۰ روپے پہ اپنے یہاں ملازم رکھا تو کیا کوئی ذی ہوش یہ کہے گا کہ مالک صحیح نہیں ہے، دونوں میں انصاف نہیں کرتا ہے؟؟ ان دونوں مثالوں میں مالک و باپ دونوں انصاف پسند ہیں مگر قانون اور حکم میں جو فرق نظر آ رہا ہے وہ سبب میں فرق کی وجہ سے ہے۔ جیسے ایک مرد نے کسی کو قتل کر دیا بدلہ میں اسے پھانسی کی سزا سنائی گئی، مگر اس عورت کو عدالت نے رہا کرنے کا حکم دیا جس نے اپنی عزت کی حفاظت کے لیے زانی کا قتل کر دیا۔ بہ ظاہر مرد و عورت دونوں قاتل ہیں اور دونوں کی سزا ایک ہونی چاہئے مگر چونکہ اسباب جدا جدا ہیں اسی لیے دونوں کا حکم الگ الگ سنایا گیا جو بالکل صحیح ہے۔ اس کو اس مثال سے بھی سمجھئے کہ حکومت ہند کے ماتحت تعلیمی، سیاحتی، برقی، زراعتی، عدالتی، دفاعی، ریلوے وغیرہ کئی ایک محکمہ جات ہیں۔ مگر صرف تعلیمی اور وہ بھی صرف اسکول و کالج وغیرہ کے عملہ کو اور فوجی جوانوں کو سالانہ تقریباً ۹۰ دنوں تک کی رخصت کا فائدہ ملتا ہے جبکہ دیگر محکمہ کے ملازمین کو کم و بیش ایک

ماہ سے زیادہ تعطیلات نصیب نہیں ہوتی ہیں، کیا اسے نا انصافی کا نام دیا جائے گا.....؟؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ وجوہ و اسباب کے اختلاف کی وجہ سے قانون جدا جدا ہے اور بس۔

اکو آف انڈیا، پورٹ بلیئر، انڈمان نکوبار (ہند) کی خبر کے مطابق نعرہ مساوات

کا سپریم لیڈر امریکہ بھی جنسی تفریق کے مسائل سے جھو جھو رہا ہے:

"The two real issues faced by women are poor perception of capabilities and wage gap—studies show that in the US, women still earn only 77 per cent of what men do for the same job."

(The Echo of India, Port Blair, A&N, India, March 21, 2014, Page No. 6)

”خواتین کو ان کی قابلیت کے تئیں اعتماد کی کمی اور اجرتی امتیاز ان دو بڑے مسائل کا سامنا

ہے۔ مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج بھی امریکہ میں خواتین کو ایک ہی طرح کے

کام کے لیے مردوں کے بالمقابل صرف ۷۷ فیصد مزدوری دی جاتی ہے۔“

امریکہ و یورپ کے ذریعہ تقریباً دو صدی سے مساوات کا نعرہ بہت شدت سے بلند

کیا جا رہا ہے اور برابری کے اپنے فرضی مفہوم کو دنیا میں عام کرنے کے لیے امریکی انتظامیہ

نے بات لات ہر طرح کی پالیسی کو اپنایا ہے مگر کیا کہتے خود اسی کا دامن داغدار ہے، ہم امید

کرتے ہیں کہ امریکی حکمران و عوام پہلے اپنے دامن کے گہرے داغ کو دھوئیں گے پھر

دوسروں سے کہیں گے کہ آپ کے بدن پہ مکھی بیٹھی ہے۔ اس بات کو ہر عقلمند سمجھتا ہے اور عقل کا

یہ قاعدہ ہے کہ اجرت حسب محنت و منفعت یعنی مالک کو جس سے جتنا فائدہ ملے گا اس کی تنخواہ

اسی حساب سے طے کرے گا۔ اور شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جسمانی ساخت وغیرہ

مختلف اسباب کی بنیاد پہ جتنا کام مرد کر سکتا ہے، اکثر عورتیں نہیں کر سکتی ہیں۔ اور جب معاملہ

ایسا ہے تو آپ لاکھ قانون بنائیں، سختی کریں اور بات لات کی پالیسی اپنائیں لوگوں کو باز نہیں

رکھ سکتے ہیں۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ جہاں حساب و کتاب اور جوڑ گھٹاؤ اس کی حمایت میں ہو

وہ اسے ضرور اختیار کرے گا بالخصوص جب فطرت و عقل بھی اس کی حمایت کر دے۔

کیا امریکہ و یورپ اور ہند و چین میں عام آدمی اور ارباب مملکت کے لیے ہر

قانون ایک سا ہے؟؟ کیا وہاں کی پولیس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جرم ثابت ہونے سے

پہلے تفتیش کے نام پہ جس طرح عام آدمی کو راتوں رات اس کے گھر سے اٹھا کر جیل کی کال

کوٹھری میں بند کر دیا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح وہاں کے ممبران پارلیمنٹ، گورنرز اور صدور و وزرائے اعظم کو ہتھکڑی پہنا کر عدالت میں پیش کر سکے؟؟ نہیں، کیوں؟ ظاہری بات ہے کہ اگر ارباب اقتدار کے معاملہ میں اس طرح کا قانون پاس کر دیا جائے تو ملک ہمیشہ خانہ جنگی کا شکار رہے گا اور امن کبھی نہیں رہے گا۔ مساوات پہ مزید تفصیل باب ہفتم ”بچوں کی دیکھ دیکھ کون کرے“ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۰) ہم جنسی۔

اگر شادی کے مقاصد پہ غور کریں تو سب سے بڑا مقصد جو ہر کس و ناکس اور جاہل و دانایا کی عقل میں آتا ہے وہ یہی ہے کہ انسان کے جذبات صحیح دائرے میں رہ کر والد و تناسل کے ذریعہ اپنی نوع کی بقا کا ذریعہ بنیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شادی کی وہی صورت فطرت کے مطابق اور صحیح ہے جس سے دنیا کی فضا انسانی تسلسل سے آباد رہے۔ اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب شادی جنس مخالف سے ہو۔ جس طرح دونوں مثبت یا دونوں منفی تاروں کو ملانے سے بجلی پیدا نہیں ہوتی ہے اسی طرح ہم جنسی سے پھل کی پیداوار ناممکن ہے۔ چنانچہ آپ ٹھنڈی عقل سے تنہائی میں سوچیں تو آپ اس بات کو مانے بغیر نہیں رہ سکیں گے کہ ہم جنسی فطرت سے بغاوت ہے جس کا انجام نسل انسانی کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ ذرا تصور کریں کہ اگر ساری دنیا میں ہم جنسی کو قانونی جواز مل جائے اور سبھی لوگ اسی طریقہ کو اپنائیں تو دنیا کو ختم ہونے میں کتنے سال لگیں گے؟؟ کیا سو ڈیڑھ سو سال بعد اس دھرتی پہ کوئی انسان نظر آئے گا؟؟ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق کسی بھی مذہب یا مہذب سماج نے اسے درست نہیں مانا ہے۔ فی الحال ہمارے موضوع کا تعلق بائبل، اسلام اور دور جدید سے ہے اسی لیے ہم ان کے احکام اور رپورٹیں قلمبند کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ قوم لوط کی حالت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَوْ طَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ۝“

”اور یاد کرو لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی برائی کرتے ہو جسے دنیا میں تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا، تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، بلکہ تم حد

(سورة الأعراف: ۸۰-۸۱)

سے آگے بڑھنے والے لوگ ہو۔“

ان کا یہ جرم اللہ جل شانہ کے نزدیک اتنا عظیم تھا کہ بے قصوروں کو وہاں سے نکال کر اس بستی پہ نورانی مخلوق ملائکہ کے ذریعہ پتھروں کی بارش کی گئی اور پھر اس بستی کو فرشتوں نے اوپر اٹھا کر زمین پہ پٹخ دیا۔

(سورة هود: ۸۳-۸۴)

جیسا کہ قرآن نے بیان کیا کہ قوم لوط سے پہلے کبھی بھی کسی قوم نے یہ گھناؤنی حرکت نہیں کی اور یہ قبیح فعل ہمیشہ کے لیے حرام اور قابل سزا ہے۔ نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلِ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ.“

”جسے تم قوم لوط سا کام کرتے دیکھو تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر دو۔“ (سنن ابن ماجہ: باب

من عمل قوم لوط، سنن ابی داؤد: باب فیمن عمل قوم لوط، مسند أحمد بن حنبل: عن ابن عباس)

اسلام کی طرح بائبل نے بھی فطرت سے بغاوت کو حرام قرار دیا ہے:

"Thou shalt not lie with mankind, as with womankind, it is abomination."
(Leviticus, 18/22)

”تو مرد کے ساتھ صحبت نہ کرنا جیسے عورت سے کرتا ہے۔ یہ نہایت مکروہ کام ہے۔“ (احبار: ۲۲/۱۸)

اسی طرح کتاب استننا میں کہا گیا:

"There shall be no whore of the daughters of Israel, nor a sodomite of the sons of Israel."
(Deuteronomy, 23/17)

”اسرائیلی لڑکیوں میں کوئی فاحشہ نہ ہو اور نہ اسرائیلی لڑکوں میں سے کوئی لوطی ہو۔“ (استنا: ۱۷/۲۳)

بائبل میں ہم جنس پرستوں کو خدا کی بادشاہی کے لیے نااہل قرار دیا گیا:

"Do you not know that the wicked will not inherit the kingdom of God? Do not be deceived. Neither the sexually immoral nor idolaters nor adulterers nor male prostitutes nor homosexual offenders; nor thieves nor the greedy nor drunkards nor slanderers nor swindlers will inherit the kingdom of God."

(1Corinthians, 6/9-10, NIV, IBS, New Jersey, America, ©1973, 1978, 1984)

”کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خداوند کی بادشاہی کے وارث نہ ہونگے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرام کار

خداوند کی بادشاہی کے وارث ہونگے نہ بت پرست نہ زنا کار نہ عیاش۔ نہ لونڈے باز۔ نہ چور۔ نہ

لاچھی نہ شرابی۔ نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔“ (کرنٹیوں اول: ۹/۶-۱۰، گلتیوں: ۱۹/۵-۲۱، افسیوں: ۵/۵)

بائبل کی کتاب احبار میں فطرت کے ایسے باغیوں کے لیے موت کی سزا کا اعلان

کیا گیا ہے:

"If a man also lie with mankind, as he lieth with a woman, both of them have committed an abomination, they shall surely be put to death; their blood shall be upon them." (Leviticus, 20/13)

”اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو اُن دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا ہے۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ اُنکا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔“ (احبار: ۱۳/۲۰)

قرآن (سورہ بقرہ: ۲۲۳) اور بائبل (احبار: ۱۸/۱۸، ۱۸/۲۰) نے ناپاک جگہ میں (یعنی ماہواری والی سے) جماع سے منع فرمایا ہے۔ کیا کوئی صحیح العقل اس عورت سے مجامعت کو صحیح مانتا ہے جو ماہواری میں ہو؟؟

علاوہ ازیں بائبل نے سلاطین اول (۲۴/۱۴) اور (۱۲/۱۵) میں ان حکمرانوں کی تعریف کی ہے جنہوں نے ہم جنس پرستوں کو ملک بدر کیا تھا۔ پھر سلاطین دوم: ۲۳/۷ میں اس بادشاہ کی خوب تعریف کی گئی جس نے لوطیوں کے گھروں کو ڈھا دیا۔ مزید آگے کتاب ایوب (۱۴/۳۶) میں ہم جنس پرستوں کی مذمت کی گئی۔ ہم جنس پرستوں اور عصمت دری کرنے والوں کے خلاف بائبل کا موقف بہت سخت ہے۔ بائبل کی ساتویں کتاب قضاة (۲۱/۱۹ تا ۲۸/۲۰) میں ہے کہ ایک اسرائیلی اپنی اہلیہ کے ہمراہ بنی اسرائیل کی ایک شاخ بنیمین کے علاقہ جبعہ میں ایک آدمی کے گھر رات گزارنے کے لیے ٹھہر گیا تو بنیمین کے کچھ شہر پسند ہم جنس پرستوں نے میزبان کو کہا کہ اس مرد کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اپنی خواہش پوری کریں، میزبان نے کہا تم کو جو کرنا ہے اس کی بیوی سے کر لو مگر ہم جنسی جیسی خبیث چیز کے بارے میں بات مت کرو، چنانچہ اس مرد نے اپنی بیوی ان لوگوں کے حوالے کر دی اور وہ لوگ رات بھر اس سے بدذاتی کرتے رہے جس سے وہ عورت مر گئی۔ جب یہ خبر بنی اسرائیل کو ملی تو انہوں نے بنیمین سے یہ مطالبہ کیا کہ مجرموں کو ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم انہیں قتل کریں مگر بنیمین نے انکار کر دیا۔ جو اب بنی اسرائیل نے اپنی ہی ایک شاخ بنیمین کے خلاف جنگ کے لیے چار لاکھ جوانوں کو جمع کیا اور جنگ چھیڑ دی۔ پہلے دن بنی اسرائیل کے ۲۲ ہزار اور دوسرے دن ۱۸ ہزار مرد مارے گئے مگر پھر بھی انہوں نے جنگ موقوف نہ کی بلکہ تیسرے دن جی جان لگا کر جنگ کی اور ۲۵ ہزار سے زائد بنیمینیوں کو قتل کر دیا اور پھر ۴ مہینے بعد دوبارہ بنیمین کے شہر پہ ٹوٹ پڑے اور جتنے ان کے ہاتھ لگے انہوں نے سب کو شہروں اور چوپایوں سمیت جلا دیا۔

الحاصل! ہم جنسی عقل صحیح، طبع سلیم، فطرت انسانی اور خدائی قانون سب کے خلاف ہے اور ایسوں کے لیے موت کی سزا کا مطالبہ حق بجانب ہے۔ یورپ و امریکہ کے حکمراں اگر بائبل کی تعلیمات کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے ہیں تو انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ بائبل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے عہدوں کا حلف لیں اور اس کے تقدس کی جھوٹی قسمیں کھائیں۔

ہم ایک سوال ان تمام لوگوں سے کرتے ہیں جو ہم جنسی کو اس دلیل سے صحیح ٹھہراتے ہیں کہ اب نیاز مانہ ہے، آزادی کا دور دورہ ہے۔ اگر دونوں کو اعتراض نہیں ہے تو قانون اور کورٹ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے غلط کہیں؟؟ ہم جنسی کو جرم گرداننے والا قانون سو پچاس سال پرانا ہے، اب بھی اسی قانون کو پکڑے رہنا بے وقوفی اور پسماندگی ہے۔ اگر آئندہ نسل اسی دلیل کو بنیاد بنا کر کہے کہ ہمارے پچھلوں نے جانوروں سے جنسی تعلق کو حرام قرار دیا تھا وہ اس زمانے کے حساب سے تھا، اب اس کو غلط کہنا ملک و قوم کو پیچھے کی طرف دھکیلنا ہوگا، یا ”Country could not go back to 1860“ (ملک ۱۸۶۰ء کی طرف واپس نہیں جاسکتا) جیسی دلیلیں دیں تو کیا ان کا یہ کہنا اور جانوروں سے جنسی تعلق کے حق میں قانون بنانے کا مطالبہ درست ہوگا؟؟ ایشیائی ممالک نوٹ کر لیں جس دن وہ ہم جنسی کو قانونی جواز دیں گے اس دن سے پچاس سال کے اندر انہیں جانوروں سے خفیہ دوستی کو بھی جائز کہنا پڑے گا، اگر ہماری بات پہ یقین نہ ہو تو Zoophilia سے متعلق بعض مغربی ملکوں اور چند امریکی ریاستوں کے قوانین کو غور سے پڑھیں۔ اسی طرح چوروں کا گروہ چوری کے متعلق قانون کے بارے میں کہے کہ Country could not go back to 1800 تو کیا اس کی دلیل مان لی جائے گی؟؟

دنیا بھر کے قانون میں سو تیلی بہن سے شادی اور جسمانی رشتہ کو حرام کہا اور لکھا جاتا ہے، اگر آئندہ پچیس سال بعد کوئی یہ سوال کرے کہ پہلے تو شادی وغیرہ کا رجسٹریشن ہوتا تھا تو ہر کسی کے باپ کے بارے میں صحیح معلومات ہوتی تھی، مگر اب تو آپسی رضامندی سے بغیر کسی رشتہ کے تعلق بنانا عام سی بات ہے تو پھر کسی کے بارے میں حتمی بات نہیں کہی جاسکتی ہے، کیا پتہ جس کو اس نے سو تیلی بہن کہا ہے وہ اس کی سو تیلی بہن ہے بھی یا نہیں،

اس پر یہ الزام جھوٹا ہے، اس قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ لہذا وقت کا تقاضا ہے کہ پرانے قانون کو پیچھے ڈھکیلنے والا سمجھ کر ختم کر دیا جائے اور سوتیلی بہن کی شادی کو بھی جائز قرار دیا جائے۔ یورپ کے حالات کہتے ہیں کہ آئندہ کچھ سالوں بعد اس طرح کے مطالبات سامنے آئیں گے۔ آئرلینڈ میں ایک ایسا ہی جوڑا پایا گیا ہے جس میں مرد کی محبوبہ اور اس کے بچے کی ماں اس کی سوتیلی بہن ہے۔ اس جوڑے کا کہنا ہے کہ انہوں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ تو کیا یورپ و امریکہ اس قانون کو بھی ختم کر دیں گے؟؟؟

(www.brisbanetimes.com.au/world/young-couple-discover-they-are-brother-and-sister-20100531-wp4o.html)

اس خبیث عمل سے ایڈز کی بیماری پیدا ہوتی اور پھیلتی ہے۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل

نے ۲۹ نومبر ۲۰۱۲ء کو اپنی آن لائن اشاعت میں یہ خبر شائع کی کہ برطانیہ میں ایک لاکھ سے زیادہ لوگ ایڈز سے متاثر ہیں۔ اس خبر کی ذیلی سرخیوں میں یہ سرخی ہمارے عنوان کے مطابق ہے:

"1 in 20 'men who have had sex with men' are believed to have the virus."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html)(http://en.wikipedia.org/wiki/HIV_and_men_who_have_sex_with_men)

"مانا جاتا ہے کہ ہر بیس میں سے ایک ہم جنس پرست کے اندر ایچ آئی وی وائرس موجود ہے۔"

اور لندن کی حالت تو اور بھی بدتر ہے:

"The figure soars to nearly one in 12 in London."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html) (www.independent.co.uk/news/uk/politics/world-aids-day-25000-people-in-the-uk-dont-know-they-have-hiv-8373487.html)

"لندن میں یہ تعداد بہت زیادہ ہے، ہر ۱۲ میں سے ایک ہم جنس پرست مرد ایچ آئی وی متاثر ہے۔"

ہم جنس پرستوں میں ایڈز کا وائرس پائے جانے کا خطرہ سب سے زیادہ ہے:

"At risk groups include gay and bisexual men and african communities."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html) (<http://www.cdc.gov/hiv/risk/transgender/>)

"ایچ آئی وی کے خطروں پہ رہنے والوں میں ہم جنس، بیجڑے اور افریقی لوگ زیادہ ہیں۔"

ایڈز کا وائرس ایچ آئی وی جنسی آوارگی سے پیدا ہوا اور اسی سے پھیلتا بھی ہے:

"HIV is found in the body fluids of an infected person, and about 95% of people are infected through sexual contact."

(www.dailymail.co.uk/health/article-2240208/Record-number-people-UK-HIV-virus-quarter-know-infected.html)

"ایچ آئی وی متاثر شخص کے خون میں پایا جاتا ہے اور تقریباً ۹۵ فیصد لوگوں میں جنسی ملاپ

کے ذریعہ پھیلا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جنسی آوارگی وہ زہر ہے جسے اختیار کر کے انسان موت کا مسافر بن جاتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہ زہر کچھ مدت میں اثر کرتا ہے، یکبارگی اثر نہیں دکھاتا ہے۔ اور اس کا اقرار ہندوستان کے محکمہ صحت کو بھی ہے کہ ہم جنس پرست ایڈز کے نشانہ پہ ہوتے ہیں۔ انگریزی روزنامہ ”دی ہندو“ کی یہ خبر پڑھیں:

"New Delhi. The Health and Family Welfare Ministry has expressed concern over the Supreme Court order that gay sex is illegal, saying the ruling will prevent vulnerable communities from accessing health facilities for fear of discrimination and stigma."

(The Hindu, Chennai, India, Dec 13, 2013, Page No. 14)

”نئی دہلی، صحت و خاندانی فلاح و بہبود کی وزارت نے سپریم کورٹ کے ذریعہ ہم جنسی کو مجرمانہ عمل قرار دینے پہ اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے، متعلقہ وزارت کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ (ایڈز کے) خطرے کی زد پہ رہنے والے طبقہ (ہم جنس پرستوں) کو بدنامی اور امتیاز و تفریق کے خوف سے صحت کے متعلقہ مراعات سے دور رہنے پہ مجبور کرے گا۔“

کتنی مضحکہ خیز ہے یہ دلیل بھی، اس طرح کی باتیں اول یا دوم درجہ کا طالب علم ہی کر سکتا ہے۔ محکمہ صحت کی اس دلیل کو سامنے رکھ کر کل کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ چوری و ڈکیتی کو کنٹرول کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چوری اور ڈکیتی کو قانونی حیثیت دیدی جائے، تو چور اور ڈاکو بے دھڑک دن کے اجالے میں یہ کام کریں گے اور ہم ان کو اچھی طرح پہچان لیں گے اور انہیں پرانے معاملات میں پکڑ کر سزا دلوا دیں گے۔ یا پھر یہ بھی آئیڈیادے سکتا ہے کہ چوری و ڈکیتی کو قانونی شکل دینے سے چور اور ڈاکو بے نقاب ہو کر گھومتے نظر آئیں گے پھر ہم ان کو پکڑ کے بٹھا کر سمجھائیں گے کہ یہ کام غلط ہے، ایسا نہیں کرنا چاہئے، بلکہ کو نقصان ہوتا ہے، پولیس والوں کو محنت اور دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے۔

عزیز بھائیو! اس طرح کرنے سے بیماری بڑھے گی، چور بڑھیں گے، معاملہ کم نہیں ہوگا۔ ذرا ہوش و خرد سے بھی کام لیجئے۔ ڈالر و پونڈ کی جھنکار سے مدہوش ہونے سے قبل یہ بھی سوچیں کہ ملک و قوم اس سے برباد ہوں گے، نہ کہ آباد۔ جس آگ کی بھٹی کو آپ ہو ادے رہے ہیں اس میں آپ کی نسل کا آشیانہ بھی جل سکتا ہے۔

ہم جنسی کو قانونی سرٹیفیکٹ دینے والوں کے قائد ملک امریکہ کے متعلق اس چونکا دینے والی رپورٹ کو پڑھیں، ویکیپیڈیا نے "U.S. Bureau of Justice Statistics" کے حوالے سے لکھا ہے:

"91% of rape victims are female and 9% are male, and 99% of arrestees for rape are male."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Rape_in_the_United_States)(www.bjs.gov/content/pub/pdf/SOO.PDF)

(<http://www.mincava.umn.edu/documents/sexoff/sexoff.pdf>)

(http://www.ncdsv.org/images/Care_SA-Victimization-and-Perpetration-Fact-Sheet.pdf)

(http://www.care.uci.edu/files/CALCASA_Stat_2008.pdf)

"آبروریزی کے شکار لوگوں میں ۹۱ فیصد خواتین جبکہ ۹ فیصد مرد لڑکے ہیں، عصمت دری کے الزام میں گرفتار ہونے والوں میں ۹۹ فیصد مرد ہیں۔"

یعنی امریکہ میں ہر سال تقریباً اٹھارہ بیس ہزار مرد اور بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی رپورٹ درج ہوتی ہے، ایسا کیوں ہوتا ہے وہ آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا۔ بلکہ اگر ہم

(www.democraticunderground.com/discuss/duboard.php?az-view_all&address=389x6131770)

(ویب سائٹ پہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی اعتبار کریں تو ماننا پڑے گا کہ امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ چالیس (۱,۴۰,۰۰۰) مرد اور بچوں کی آبروریزی ہوتی ہے۔

ہم جنسی فطرت سے بغاوت ہے، اسی لیے بائبل اور قرآن دونوں نے اس جانور کے قتل حکم دیا ہے جس سے کسی ناہنجار انسان نے صحبت کر لی، اسی طرح فاعل و مفعول لوطیوں کی سزائے موت کا حکم دیا تاکہ یہ معاشرہ سے مٹ جائیں تو لوگ جلد اس معاملہ کو بھول جائیں اور کسی کا ذہن اس طرف متوجہ نہ ہو۔ اگر ایک دو فرد کا ذہن اس طرف جاتا بھی ہوگا تو سخت سزا کے خوف سے یہ خیال دماغ میں زیادہ دیر ٹھہرتا نہیں ہوگا مگر قانونی جواز نے اس کے بارے میں بے خطر سوچنے کا موقع دیدیا اور ناہنجار انسان اس کے لیے زور زبردستی اور اغوا جیسے ہتھکنڈے بھی استعمال کرنے لگے۔

ہندوستانی حکومت کے محکمہ صحت کا کہنا ہے کہ ہم جنسی سے ایڈز پھیلتا ہے لہذا اسے قانونی حیثیت دی جائے تاکہ اس سے متاثر مریض بے خوف علاج کے لیے آسکیں، ورنہ ایڈز کا کنٹرول مشکل ہو جائے گا کیونکہ سزا کے خوف سے اس عمل میں ملوث لوگ اسے ظاہر کرنے سے

پرہیز کریں گے۔ یہاں ایک صحیح بات کو غلط طریقہ سے پیش کیا جا رہا ہے کیونکہ ہم جنسی کو قابل سزا جرم گردانے کی صورت میں ہر سال چالیس پچاس ہزار افراد اس کی طرف مائل نہیں ہوں گے مگر اسے قانونی شکل دینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ امریکہ سے چار گنا زیادہ آبادی رکھنے والے ہندوستانی سماج میں امریکہ کی طرح ہر سال چالیس پچاس ہزار مردوں / بچوں کو ہم جنسی حملہ کا سامنا کرنا پڑے گا اور حملہ آور میں یورپ و امریکہ کے سیاح بھی شامل ہوں گے جن میں بہت سے ایچ آئی وی متاثر بھی ہو سکتے ہیں، اس سے ہر سال تقریباً بارہ ہزار ایڈز کے مریض بڑھیں گے۔

ذرا تیس سال پیچھے جا کر دیکھیں جب امریکہ میں ہم جنسی غیر قانونی اور قابل سزا جرم تھی۔ کیا اس وقت ہر سال بیس ہزار مردوں / لڑکوں پہ ہم جنسی حملہ ہوتا تھا؟؟ نہیں۔

۱۹۸۳ء میں ایڈز کی روک تھام کے لیے امریکہ نے ہم جنس مردوں اور بیچڑوں کے خون عطیہ دینے پہ تاحیات پابندی لگا دی تھی، مگر اکتیس سالوں بعد ۲۳ دسمبر ۲۰۱۴ء کو امریکی محکمہ غذا و ادویہ نے یہ اعلان کیا کہ وہ اس تجویز کی حمایت کرتی کہ جس ہم جنس مرد نے پچھلے ایک سال میں ہم جنسی کا عمل نہ کیا ہو اس کا خون بطور عطیہ قبول کیا جاسکتا ہے:

"The Food and Drug Administration said Tuesday it favors replacing the blanket ban with a new policy barring donations from men who have had manonman sex in the previous 12 months. The new policy would put the US in line with other countries including Australia, Japan and the UK."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2885339/US-moves-dropping-lifetime-ban-gay-blood-donations.html)
(<http://timesofindia.indiatimes.com/world/us/US-movestoendbanonblooddonationsbygaymen/articleshow=15623290.cms>)
(<http://www.advocate.com/news/dailynews/2011/09/09/kerryenduksgayblooddonortantippingpoint>)
(www.theguardian.com/commentisfree/2012/jun/14/gay-blood-ban-lives-risk)

”تغذیہ و ادویہ انتظامیہ نے منگل کو کہا کہ وہ مکمل پابندی کی جگہ اس پالیسی کی حمایت کرتے ہیں کہ جس مرد نے پچھلے بارہ مہینوں میں ہم جنسی کا عمل کیا ہو اسے عطیہ دینے سے روکا جائے۔ یہ نئی پالیسی امریکہ کو آسٹریلیا، جاپان اور برطانیہ جیسے ممالک کی صف میں لاکھڑا کرے گی۔“

ٹائمز آف انڈیا کہ مطابق ہم جنسوں کا ماننا ہے کہ یہ نیا قانون پرانی شراب نئی بوتل کی مثل ہے کیونکہ انہیں خون عطیہ دینے کے لیے بارہ ماہ اپنی خواہش سے بچنا ہوگا جو بہت دشوار ہے۔ الحاصل! امریکی، جاپانی، آسٹریلیائی اور برطانوی حکومتوں کو بھی احساس ہے کہ ہم جنسی اور ہم جنس پرستوں کے خون سے ایڈز کو فروغ ملتا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ پابندیاں ہم جنسوں پہ عائد ہیں۔

(۲۱) چوری۔

چوری ایک نہایت فتنج چیز ہے۔ یہ ایک عظیم جرم ہے۔ اس کے ارتکاب سے ایک ہی ملک میں روزانہ سینکڑوں اور ہزاروں گھرتباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ ہزاروں بچے آشیانے سے محروم ہو کر سڑک پر آ جاتے ہیں۔ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سرقہ سے متاثر شخص اپنی زندگی کے حاصل کو پل بھر میں ضائع ہوتے دیکھ کر ا کھو کر اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پہ خود کو مجبور کر دیتا ہے۔ تاریخ کا کوئی بھی معاشرہ چاہے وہ کتنا ہی پسماندہ کیوں نہ رہا ہو اس نے چوری کو شریفوں کا عمل نہیں گردانا ہے۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ چوری کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ اسلام اور بائبل نے بھی چوری کو ناجائز کاموں کی فہرست میں اوپر رکھا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ چوری، ڈکیتی اور بے ایمانی کو حرام قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا نَهْبَ وَلَا إِغْلَالَ وَلَا إِسْلَالَ، (وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)“

”ڈکیتی، بے ایمانی اور چوری نہیں، جو شخص بے ایمانی کرے گا قیامت کے دن بے ایمانی کی چیز

کے ساتھ خدا کے سامنے پیش ہوگا۔“ (مسند الدارمی: ۲۵۴۶ باب فی الغال اذا جاء بما غل بہ)

اور یہی نہیں کہ اسلام نے چوری کو حرام قرار دیا بلکہ چوری کی سزا یہ متعین کی کہ انسان کا وہ ہاتھ جس کا قصاص پچاس اونٹ ہے اسے چوری کی سزا میں صرف دس درہم یا اس سے زائد مالیت کے سامان کی چوری کے عوض لازمی طور پر کاٹ دیا جائے۔ اس سلسلے میں صدر جمہوریہ یا وزیر اعظم کو معاف کرنے کا اختیار تو دور انہیں سفارش کرنے کا بھی حق حاصل نہیں ہے۔

”وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ

حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِّنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝“

”چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ ڈالو بدلہ اس کا جو انہوں نے کیا، یہ اللہ کی جانب سے عبرت ہے،

اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔ تو جو اپنی زیادتی کے بعد توبہ کرے اور خود میں اصلاح لائے تو اللہ

اس کی توبہ قبول فرمائے گا، بے شک اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“ (سورۃ المائدہ: ۳۸-۳۹)

چوری کے متعلق اسلام کے اسی سخت موقف کے باعث جن ممالک میں یہ قانون

نافذ ہے وہاں دیگر ملکوں کی بہ نسبت چوری کی واردات نہیں کے برابر ہوتی ہے۔

ہاتھ کاٹنے کے اسلامی قانون پہ یورپ و امریکہ کے شبہات اور ان کی چیخ و پکار کا جواب آپ نوں باب ”تعزیراتی قوانین“ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اسلام کے بہت سے قوانین کی طرح چوری کے احکام میں بھی بائبل نے قدرے تفاوت کے ساتھ اسلام کے موقف کی موافقت کی ہے۔ بائبل نے بھی چوری کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"Thou shalt not steal."

(Exodus, 20/15, Deuteronomy, 5/19)

(خروج: ۲۰/۱۵، استثنا: ۱۹/۵)

”تو چوری نہ کرنا۔“

کتاب احبار میں چوری، دھوکا اور جھوٹ کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Ye shall not steal, neither deal falsely, neither lie one to another."

(Leviticus, 19/11)

”تم چوری نہ کرنا اور نہ دغا دینا اور نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔“ (احبار: ۱۱/۱۹)

انسان کے علاوہ کی چوری کے سلسلے میں بائبل کا موقف یہ ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep. If a thief be found breaking up, and be smitten that he die, there shall no blood be shed for him. If the sun be risen upon him, there shall be blood shed for him; for he should make full restitution; if he have nothing, then he shall be sold for his theft. If the theft be certainly found in his hand alive, whether it be ox, or ass, or sheep; he shall restore double "

(Exodus, 22/1-4)

”اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرائے اور اسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔ اگر چور سیندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مر جائے تو اس کے خون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر سورج نکل چکے تو اس کا خون جرم ہوگا بلکہ اسے نقصان بھرنا پڑیگا اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لئے بیچا جائے۔ اگر چوری کا مال اس کے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھ یا بھیڑ تو وہ اس کا دونا بھر دے۔“ (خروج: ۲۲/۱-۴)

چور کی نگاہ سے دیکھیں تو بائبل کا قانون آسان ہے کہ دس بیس مرتبہ چوری کا میاب رہی اور ایک مرتبہ پکڑے گئے تو بھی فائدہ میں رہے، جب کہ ذمہ دار سماج کی نظر سے دیکھیں تو اسلامی قانون زیادہ پرفیکٹ نظر آتا ہے۔ ہر ملک میں چوری کرنے والے کے لیے قید و بند کی سزا قانون میں موجود ہے مگر پھر بھی ہر سال چوری کے حادثات لاکھوں میں ہوتے ہیں۔ امریکہ جیسے تعلیم یافتہ ممالک میں

سالانہ دس پندرہ لاکھ سے زائد چوری کی وارداتیں ہوتی ہیں، کیونکہ چور کو معلوم ہے کہ زیادہ سے زیادہ سزا یہ ملے گی کہ کچھ ماہ یا کچھ سال جیل میں رہنا پڑے گا جہاں مفت کی روٹی ملے گی اور ٹی وی دیکھتے اور گپ شپ مارتے سزا کٹ جائے گی، اس کے برخلاف جن ملکوں میں چور کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں وہاں اس کا گراف بہت کم ہے کیونکہ اگر ساری زندگی کامیابی سے چوری کرتا رہا اور مدتوں بعد صرف ایک مرتبہ پکڑا گیا تو بھی وہ ”سوسونار کا تو ایک لوہا رکھا“ محاورہ کو یاد کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

(۲۲) انسان کی غیر قانونی تجارت کا حکم۔

قانونی غلامی کا زمانہ تو ختم ہو گیا مگر انسانی جانوں کی غیر قانونی طور پہ خرید و فروخت (Human Trafficking) جاری ہے جو اس زمانہ کا ایک بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ اقوام متحدہ (United Nations) کی فکر کا ایک بڑا حصہ اس کے خاتمہ کی ترکیبیں بنا رہا ہے، مگر ہر ترکیب اور ہر تدبیر بے کار ثابت ہو رہی ہے۔ انسانی اسمگلنگ پہ بہت زیادہ سرمایہ کاری ہو رہی ہے اور یہ کام چھوٹے بڑے ہر پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ اس میں نیشنل انٹرنیشنل ہر طرح کے بیوپاری شامل ہیں۔ بچوں خاص کر بچیوں اور عورتوں کی کالا بازاری بڑے زور و شور سے جاری ہے، اس کے لیے دھوکا، عشق، محبت، پیار اور اغوا کا زیادہ سہارا لیا جا رہا ہے۔ خود امریکہ میں سالانہ پندرہ سولہ لاکھ سے زائد انسانوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ مگر انسانی اسمگلنگ پہ آنسو بہانے والے حکمراں چاہتے ہیں کہ اس جرم میں ملوث لوگوں کو خراش نہ پہنچے اور یوں ہی اس اذیت ناک مسئلہ کو حل کر لیں جو ان کی کامیابی میں سب سے بڑا روڑا ثابت ہو رہا ہے۔ اگر یورپ و امریکہ کے حکمراں اپنے ارادے میں مخلص ہیں تو انہیں کینسر زدہ ہاتھ کی طرح اس مرض کے مجرموں سے سختی سے نپٹنا ہوگا ورنہ سونے کے قلم سے نوٹ کر لیں کہ دنیا ختم ہو جائے گی مگر انہیں کامیابی نہیں ملے گی۔ ضرورت ہے کہ اس سلسلے میں اسلامی قانون سے مدد لی جائے جس کی حمایت میں بائبل بھی سینہ تان کر کھڑی نظر آتی ہے اور امریکہ و یورپ کا تجزیہ یہی کہتا ہے اور امریکی حکومت کی سروے رپورٹ کا بھی یہی مطالبہ ہے۔ واضح رہے کہ قرآن و حدیث نے اس کام کو ان جرموں کی فہرست میں رکھا ہے جن کی کوئی ایک خاص سزا متعین نہیں کی گئی ہے، وقت اور حالات کا اس کے متعلق جو

بھی تقاضا ہوگا اسے پورا کیا جائے گا، جو بڑی سے بڑی سزا اور مجرم کے بدن پہ دیوار ڈھانے تک کی ہو سکتی ہے۔ اور آج کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ایسے مجرموں کو اتنی سخت سزا دی جائے جسے سن کر مجرموں کی روح تک کانپ جائے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا.“

”جس نے کسی جان کو قصاص یا زمین میں فساد پھیلانے کے علاوہ کسی اور وجہ سے مار ڈالا گویا

اس نے تمام انسانوں کا قتل کیا۔“ (سورۃ المائدہ: ۳۲)

اس آیت نے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام بڑے جرائم کے مرتکبین کے لیے سخت سزا کو قانونی جواز فراہم کر دیا ہے۔ آیت مذکورہ نے ہر وہ عمل جو فساد اور بڑا فتنہ ہو جیسے انسانی اسمگلنگ اور بد عنوانی وغیرہ، ان کی روک تھام کے لیے موت تک کی سزا کا قانون بنانے اور اس کو نافذ کرنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

بائبل نے اسلام کے اس سخت موقف کی حمایت کرتے ہوئے انسان کی چوری کرنے والے کے لیے قتل کی سزا مقرر کی ہے:

"And he that stealeth a man, and selleth him, or if he be found in his hand, he shall surely be put to death." (Exodus, 21/16)

”اور جو کوئی کسی آدمی کو چرائے خواہ وہ اُسے بیچ ڈالے خواہ وہ اُسکے ہاں ملے وہ قطعاً مار ڈالا جائے۔“

(خروج: ۲۱/۱۶)

اسی طرح کتاب استمنا میں ہے:

"If you are guilty of kidnaping Israelites & forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community."

(Deuteronomy, 24/7, Exodus, 21/16, CEV, Pub. by ABS, NY, America, 1995)

”اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں میں سے کسی کو غلام بنائے یا بیچنے کی نیت سے چراتا ہوا

پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔“ (استمنا: ۷/۱۳)

ہم دوسرے غریب ملکوں کی بات نہ کر کے صرف امریکہ کا تجزیہ کریں تو یہ حیران کن

نتیجہ دیکھنے کو ملتا ہے:

"As many as 2.8 million children run away each year in the U.S. Within 48 hours of hitting the streets, 1/3 of these children are lured or recruited into the underground world of prostitution & pornography." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

(http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r)

(<http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html>)

”امریکہ میں ہر سال گھر سے بھاگنے والے اٹھائیس لاکھ بچوں میں سے ایک تہائی (زائد از نو لاکھ) اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر پھسلا کر جنسی ویڈیو گرافی اور جنسی تجارت کی زریز میں دنیا میں پھینک دیے جاتے ہیں۔“

ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ ہر سال کتنے فیصد امریکی بچوں کو اس گندے گڑھے میں ڈالا جاتا ہے، مگر نفس مسئلہ تو اپنی جگہ متفق ہے کہ ہر سال لاکھوں کم عمر بچے بچیوں کو اس کالے دھندے میں زبردستی دھکیلا جاتا اور ان سے جسم فروشی کی غلامی کروائی جاتی ہے۔

اور جنسی بنیوں کے ذریعہ شکار ہونے والوں کی عمر کا اوسط تو اور بھی زیادہ تعجب خیز ہے:

"The average age of entry for children victimized by the sex trade industry is 12 years old." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

(<http://www.justice.gov/oig/reports/FBI/a0908/chapter4.htm>)

(<http://www.atg.wa.gov/HumanTrafficking/SecTrafficking.aspx#U-1MGOOSxEg>)

(<http://www.ct.gov/dcf/cwp/view.asp?a-4127&Q-492900>)

”جنسی بیوپاریوں کے ذریعہ جن بچوں کا شکار کیا جاتا ہے ان کی اوسط عمر ۱۲ سال ہے۔“

اور ان بچیوں کی آئندہ زندگی کتنے سالوں کی ہوتی یہ بھی جان لیں:

"There is only a 7 year avg. life expectancy for a girl, once she is in slavery." (www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

”غلامی کی دنیا میں داخلہ کے بعد ایک لڑکی کے صرف سات سال اور جینے کی امید کی جاسکتی ہے۔“

امریکی تحقیقاتی ایجنسی ایف بی آئی نے اس کے اسباب بیان کرتے ہوئے کہا:

"The FBI states that the average life expectancy of a child once in prostitution is 7 years due to homicide and HIV/AIDS (Farley, 2008). The health problems seen in victims of trafficking are a result of several factors, malnutrition, sleep deprivation, extreme stress, and severe physical and mental abuse. Some of the health problems suffered by victims of prostitution leave lasting scars and can be devastating and life threatening. In our experience working with victims of sex trafficking in Hawaii and California, we have seen girls suffer from severe PTSD and flashbacks that can be triggered at any moment during the day."

(<http://www.cpmoonthly.com/features/current-features/identifying-sex-trafficking-in-the-cd-/>)

(www.trustaz.org/downloads/aw-trust-shocking-facts.pdf)

”ایف بی آئی کے مطابق قتل، ایچ آئی وی اور ایڈز کی وجہ سے نو خیز کے جنسی تجارت میں جانے

کے بعد مزید صرف سات سال جینے کی امید کی جاسکتی ہے، اسمگلنگ کی شکار بچیوں میں غذائی

قلت، کم خوابی، تناؤ، اور متعدد جسمانی و ذہنی پریشانیاں ان کی صحت و تندرستی پہ اثر انداز ہوتی ہیں۔

جنسی تجارت کی شکار بہت سی بچی اور خواتین ایک دائمی الجھن اور تباہ کن خطرات کا سامنا کرتی ہیں۔ ہوائی اور کیلیفورنیا میں ہمارے مشن کے دوران ہم نے پایا کہ جنسی کالا بازاری کی شکار بچیاں خطرناک جنسی بیماریوں میں مبتلا ہیں جو کسی بھی لمحہ ان کی زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہیں۔“

صدر صاحبان! ہماری نسل کی نہ سہی کم از کم اپنی نسل کی فکر تو کیجئے، کروڑوں بچوں اور بچیوں کی زندگیوں جہنم بننے سے بچالیجئے جو اسی وقت ممکن ہے جب آپ سخت قانون بنائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ دو چار نسل بعد اس آگ میں آپ کی نسل کو بھی جلنا پڑے۔ شہنشاہ ہند اور عالم پناہ کہے جانے والے جلال الدین اکبر کے جانشینوں کو چائے بیچنے پہ مجبور ہونا پڑا۔

(۲۳) پڑوسیوں سے تعلقات۔

سماجی جانور انسان کے لیے معاشرتی اطوار اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ بالخصوص پڑوسیوں سے خوشگوار تعلقات اس کے حق میں از حد مفید ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نظر میں ایک کامل مسلمان ہونے کے لیے ایک بہترین اور حق پسند پڑوسی ہونا از حد ضروری ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، لَا، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، لَا، وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ، قَالُوا: وَمَنْ ذَاكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: جَارٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ.“

”قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، قسم خدا کی! وہ مسلمان نہیں، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کون مسلمان نہیں؟ فرمایا: جس سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔“

(مسند أحمد: الحدیث ۸۶۵۶، المستدرک للحکم: الحدیث ۲۱، ۷۴۰۷، ۷۲۹۹، جمع الجوامع: الحدیث ۱۳۶)

اس ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حکمت کے موتی پرودیے ہیں۔ آپ لفظ پڑوسی پہ غور کریں تو یہ نکتہ منکشف ہوگا کہ اس ایک جملہ میں سلامتی کائنات کا ذکر اور عالمی امن کی گارنٹی کا تذکرہ ہے۔ گھر کا پڑوسی گھر، محلہ کا پڑوسی محلہ، بستی کا بستی، شہر کا شہر، ریاست کی پڑوسی دوسری ریاست، ملک کا پڑوسی ملک اور ایک براعظم کا پڑوسی دوسرا براعظم ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر طرح کے پڑوسی سے خوشگوار اور آشتی بھرارشتہ رکھا جائے۔ جو شخص بغیر کسی صحیح وجہ کے اپنے پڑوسی محلہ، پڑوسی شہر، پڑوسی ریاست یا پڑوسی ملک کے لیے باعث پریشانی ہوگا اس کا دین مکمل نہیں

اور ایک سچا پکا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی بد اعمالیوں سے اس کے ہر طرح کے پڑوسی محفوظ رہیں۔ یہ حدیث عالمی امن کا بے مثال فارمولا اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

اور تو اور پیغمبر اسلام ﷺ اپنی دعاؤں میں برے پڑوسیوں سے بھی خدا کی پناہ مانگتے اور یہی اپنے اصحاب کو سکھاتے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا میں عرض کرتے:

”اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوءِ، فِي دَارِ الْمُقَامَةِ.“

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں برے دن، بری رات، برے وقت، برے آدمی اور ٹھہرنے کی جگہ میں برے پڑوسی سے۔“

(المعجم الكبير للطبراني: الحديث ۱۴۲۲۷، المستدرک للحاکم: الحديث ۱۹۰۶، ۱۹۵۱، صحيح ابن حبان: الحديث ۱۰۳۹، مجمع الزوائد: الحديث ۱۱۹۶۱، ۱۷۱۷۹، مصنف ابن أبي شيبة: الحديث ۲۵۴۲۱، شعب الإيمان للبيهقي: الحديث ۹۲۳۱)

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بائبل نے بھی پڑوسیوں کے حقوق کے معاملہ میں اسلام کے موقف کی حمایت کی ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's."
(Exodus, 20/17, Deuteronomy, 5/21)

”تو اپنے پڑوسی کے گھر کالاچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کالاچ نہ کرنا اور نہ اُسکے غلام اور اُسکی لونڈی اور اُسکے بیل اور اُسکے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کالاچ کرنا۔“
(خروج: ۱۷/۲۰، استثناء: ۲۱/۵)

اسی طرح مسیح نے بھی ان چیزوں کو بیان کیا ہے۔ انجیل متی میں ہے:

"And, behold, one came and said unto him, Good Master, what good thing shall I do, that I may have eternal life? And he said unto him, Why callest thou me good? there is none good but one, that is, God, but if thou wilt enter into life, keep the commandments. He saith unto him, Which? Jesus said, Thou shalt do no murder, Thou shalt not commit adultery, Thou shalt not steal, Thou shalt not bear false witness, Honour thy father and thy mother, and, Thou shalt love thy neighbour as thyself."
(Matthew, 19/16-18)

”اور دیکھو ایک شخص نے پاس آ کر اُس سے کہا اے استاد میں کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی

زندگی پاؤں؟۔ اُس نے اُس سے کہا تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے؟ نیک تو ایک ہی ہے لیکن اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر۔ اُس نے اُس سے کہا کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا یہ کہ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور اپنی ماں کی عزت کر اور اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ۔“ (متی: ۱۹/۱۶-۱۹)

انگریزی اور اردو پیرا گرافوں میں جو فرق ہے اس کو ظاہر کرنے کے لیے ہم نے ان جملوں کو خط کشیدہ بنا دیا ہے۔ بقیہ تبصرہ دوسرے محقق یا وقت دگر کے لیے محفوظ۔

پڑوسی کے گھر بار بار جانے سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Withdraw thy foot from thy neighbour's house; lest he be weary of thee, and so hate thee." (Proverbs. 25/17)

”اپنے ہمسایہ کے گھر بار بار جانے سے اپنے پاؤں کو روک مبادا وہ دق ہو کر تجھ سے نفرت کرے۔“ (امثال: ۱۷/۲۵)

اس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے بھی بیان فرمایا ہے:

”رُغِبًا تَرَدَّدُ حُبًّا.“

”وقفہ سے ملا کرو، محبت بڑھے گی۔“

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ۳۴۵۵، ۴۳۹، ۸۴۰، المعجم الأوسط للطبرانی: الحديث ۱۸۲۱، المستدرک: الحديث ۵۴۷۷، مجمع الزوائد: الحديث ۱۳۳۴۵، مشكل الآثار: الحديث ۴۰۰۹، مسند البزاز: الحديث ۳۹۶۳)

ہمسایہ کو نصیحت کرتے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا گیا:

"Thou shalt not hate thy brother in thine heart, thou shalt in any wise rebuke thy neighbour, and not suffer sin upon him." (Leviticus. 19/17)

”تو اپنے دل میں اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا اور اپنے ہمسایہ کو ضرور ڈانٹتے بھی رہنا تاکہ اُس کے سبب سے تیرے سرگناہ نہ لگے۔“ (احبار: ۱۷/۱۹)

بائبل کے اس اقتباس سے اس سوال کا جواب بھی مل گیا کہ ”اگر کوئی بُرا کام کرتا

ہے تو تم کو کیا تکلیف ہے؟“۔ پڑوسی سے محبت کا سبق اس ادا سے بھی پڑھایا گیا:

"Thou shalt not avenge, nor bear any grudge against the children of thy people, but thou shalt love thy neighbour as thyself, I am the LORD." (Leviticus. 19/18)

”تو انتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔

(احبار: ۱۸/۱۹)

میں خُداوند ہوں۔“

ہمسایہ سے محبت کے کچھ اور طریقے درج ذیل پیرا گراف میں بتائے گئے:

The holiness of the offerings

"Thou shalt not see the brother's ox or his sheep go astray, and hide thyself from them, thou shalt in any case bring them again unto thy brother. And if thy brother be not nigh unto thee, or if thou know him not, then thou shalt bring it unto thine own house, and it shall be with thee until thy brother seek after it, and thou shalt restore it to him again. In like manner shalt thou do with his ass; and so shalt thou do with his raiment; and with all lost thing of thy brother's, which he hath lost, and thou hast found, shalt thou do likewise, thou mayest not hide thyself. Thou shalt not see thy brother's ass or his ox fall down by the way, and hide thyself from them, thou shalt surely help him to lift them up again." (Deuteronomy, 22/1-4)

”تو اپنے بھائی کے بیل یا بھیڑ کو بھٹکتی دیکھ کر اُس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ تو ضرور اُس کو اپنے بھائی کے پاس پہنچا دینا اور اگر تیرا بھائی تیرے نزدیک نہ رہتا ہو یا تو اُس سے واقف نہ ہو تو تو اُس جانور کو اپنے گھر لے آنا اور وہ تیرے پاس رہے جب تک تیرا بھائی اُسکی تلاش نہ کرے۔ تب تو اُسے اُسکو دے دینا تو اُسکے گدھے اور اُسکے کپڑے سے بھی ایسا ہی کرنا۔ غرض جو کچھ تیرے بھائی سے کھویا جائے اور تجھ کو ملے تو اُس سے ایسا ہی کرنا اور روپوشی نہ کرنا تو اپنے بھائی کا گدھ یا بیل راستہ میں گرا ہوادیکھ کر اُس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ ضرور اُسکے اٹھانے میں اُسکی مدد کرنا۔“ (استنا: ۲۲/۱-۴)

بائبل کے اقتباسات میں جو کچھ بیان کیا گیا وہ سب ”بھائیوں“ کے لیے ہے۔ البتہ دیگر مقامات پہ غیروں کے ساتھ بھی انصاف کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ (استنا: ۱۶/۱، ۲۳/۱۷، ۱۷/۲۷، ۱۹/۲۷)

مگر حیرت انگیز طور پہ بائبل میں درج ذیل دو پیرا گراف ایسے بھی ہیں جن میں غیر مسیحی، بے ایمانوں اور بد عقیدوں کی ہم نشینی اور ان سے تعلقات قائم کرنے سے واضح الفاظ میں منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers, for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel?"

(2Corinthians, 6/14-15)

”بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یاروشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟“

(کرنٹیوں دوم: ۶/۱۴-۱۵)

غیر قوم سے کسی بھی طرح کے تعلقات کو سختی سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods."

(Exodus. 34/15-16, Ezra. 9/1-3)

”سوائیسا نہ ہو کہ تو اُس مُلک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اور جب وہ اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور اپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اور کوئی تجھ کو دعوت دے اور تو اُسکی قربانی میں سے کچھ کھالے۔ اور تو اُنکی بیٹیاں اپنے بیٹوں سے بیاہے اور اُنکی بیٹیاں اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور تیرے بیٹوں کو بھی اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنادیں۔“

(خروج: ۳۴/۱۵-۱۶، عزرا: ۱/۹-۳)

اسلام کے خلاف ’عدم رواداری‘ کا جھوٹا الزام لگانے والوں کو بائبل کا یہ جواب خوب ہے۔

(۲۴) کامیڈی، تفریحی فلمیں اور ٹی وی سیریل۔

جھوٹ ایک ایسا کام ہے جسے کسی بھی ملک یا معاشرہ نے اچھا نہیں جانا ہے۔ اور جھوٹ کا واجبی حق بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا جائے، کیونکہ جھوٹ نے نہ جانے کتنے کروڑ انسانوں کو موت سے ہمکنار کرایا اور کتنے ارب لوگوں کا آشیانہ بگاڑا ہے، اس کی صحیح تعداد تاریخ کے بے شمار واقعات ہی بتا سکتے ہیں۔ اتنی بات تو ہر ذی ہوش کے نزدیک مسلم ہے کہ جھوٹ قابل نفرت اور لائق مذمت کام ہے۔

آج کل جھوٹ بولنے کو ایک فن کی شکل میں رواج دیا جا رہا ہے۔ کامیڈی، تفریحی فلمیں اور ٹی وی سیریل جن میں مختلف طرح کی جھوٹی باتیں بنائی جاتی ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا وقت برباد کیا جاتا ہے، ان کے متعلق ان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ ان سے ”Time pass“ ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ ٹائم پاس ہونے کا ذریعہ نہیں بلکہ ٹائم Waste کرنے (تصییع اوقات) کے ذریعہ اور آلہ ہیں۔ بہت سی چیزوں کی طرح یہ چیزیں بھی شروع میں ٹائم پاس کی ہی ایک قسم معلوم ہوتی ہیں مگر جو لوگ انہیں دیکھتے ہیں ان کے حالات کا تجزیہ کیجئے اور انہیں حلفیہ بیان دینے پر مجبور کیجئے تو وہ بھی قبول کریں گے کہ یہ انجام کار تصییع اوقات

کی ہی قسم میں سے ہو جاتے ہیں جیسا کہ متعدد ترقی یافتہ ممالک کی رپورٹوں سے واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کامیڈی، فلمیں اور ویڈیو سیریلز ٹھٹھا بازی کی قسمیں ہیں۔ تیسری چیز یہ کہ ان میں بے شرمی کی باتیں ہوتی ہیں اور چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان میں مرد و عورت کا اختلاط ہوتا ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اور اسنام اور بائبل (کرنٹیوں اول: ۱۴/۳۴-۳۵) کے مطابق عورتیں کو کسی ایسے مجمع میں بولنے کی اجازت نہیں ہے جہاں غیر مرد کا بھی ہو۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ اس کے ذریعے بچے وقت سے پہلے سیانے بن رہے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں بائبل، قرآن اور عقل سلیم کے مطابق درست نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے ماقبل میں تحریر کیا ہے۔ اسلام اور عیسائیت دونوں نے اس طرح کی کامیڈی، فلموں اور ٹی وی سیریلز کو حرام قرار دیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيَلُّ لَهُ وَيَلُّ لَهُ.“

”اس کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی باتیں بناتا ہے، اس کے لیے

ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔“

(سنن ابی داؤد: الحدیث ۴۹۹۲، مسند أحمد: الحدیث ۲۰۵۷۹، سنن الدارمی: الحدیث ۲۷۵۸، المستدرک:

الحدیث ۱۳۲، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۶۳۱۶، شعب الایمان للبیہقی: الحدیث ۴۶۳۸)

اسلام کے اس موقف کی بھی بائبل نے موافقت کی ہے۔ درج ذیل پیرا گراف

ملاحظہ فرمائیں:

"Smite a scorner, and the simple will beware, and reprove one that hath understanding, and he will understand knowledge." (Proverb. 19/25)

”ٹھٹھا کرنے والے کو مار۔ اس سے سادہ دل ہوشیار ہو جائیگا۔“ (امثال: ۲۵/۱۹)

مزید کہا گیا:

"Judgments are prepared for scorers, and stripes for the back of fools." (Proverb. 19/29)

”ٹھٹھا کرنے والوں کے لیے سزائیں ٹھہرائی جاتی ہیں۔ اور احمقوں کی پیٹھ کے لئے

کوڑے ہیں۔“ (امثال: ۲۹/۱۹)

منظر عام پہ عورتوں کی آواز کی ممانعت کرتے ہوئے کہا گیا:

"Let your women keep silence in the churches, for it is not permitted unto them to speak; but [they are commanded] to be under

obedience, as also saith the law. And if they will learn any thing, let them ask their husbands at home, for it is a shame for women to speak in the church." (1 Corinthians. 14/34-35)

”عورتیں کلیسا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا تورات میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہروں سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔“ (کرنٹیوں اول: ۱۴/۳۴-۳۵)

فلمیں، ٹی وی سیریلز اور کامیڈی کے مشمولات کی ممانعت کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"But fornication, and all uncleanness, or covetousness, let it not be once named among you, as becometh saints; Neither filthiness, nor foolish talking, nor jesting, which are not convenient, but rather giving of thanks. For this ye know, that no whoremonger, nor unclean person, nor covetous man, who is an idolater, hath any inheritance in the kingdom of Christ and of God. Let no man deceive you with vain words, for because of these things cometh the wrath of God upon the children of disobedience. Be not ye therefore partakers with them. For ye were sometimes darkness, but now are ye light in the Lord, walk as children of light." (Ephesians. 5/3-8)

”اور جیسا کہ مقدس کو مناسب ہے تم میں حرام کاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہونے اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اسکے شکر گذاری ہونے کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرام کاری یا ناپاک یا لالچی کی جو بت پرست کے برابر ہے مسیح اور خدا کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔ کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکا نہ دے کیونکہ ان ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس اُنکے کاموں میں شریک نہ ہونے کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اب خداوند میں نور ہو۔“

(افسیوں: ۵/۳-۸)

پس نور کے فرزندوں کی طرح چلو۔“

اس پیراگراف میں واضح طور پر ان چیزوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جو کامیڈی، فلموں اور سیریلوں میں یقینی طور پر پائی جاتی ہیں کہ اس میں کہا گیا ہے: اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اسکے شکر گذاری ہو۔“

البتہ اگر ایسی ویڈیو ہو جس میں عورت نہ ہو اور جھوٹ، بیہودہ گوئی، بے شرمی اور ٹھٹھا

بازی سے پرہیز کیا گیا ہو اور معلوماتی مواد مثلاً علمی، سائنسی، طبی اور جغرافیائی باتوں کو بیان کیا گیا ہو تو ایسی ویڈیو کو چند شرطوں کے ساتھ معلومات میں اضافہ کے لیے دیکھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

اب آہستہ آہستہ فضا بدل رہی ہے، اور سبھوں کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ اسلام کا قانون سو فیصدی صحیح ہے، ذرا اس خبر کو پڑھیں۔ ۸ مارچ ۲۰۱۳ء کو ہندوستانی پارلیمنٹ کے اجلاس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے آئی بی این لائیو نے اپنی آئن لائن اشاعت میں لکھا:

"CPI leader Gurudas Gupta said the society is to be blamed for the plight of women. He also blamed the telecast of women as objects and cited the example of IPL cheerleaders. Dasgupta said the government must stop the telecast of programmes depicting women as objects."

(<http://ibnlive.in.com/news/cpi-blames-telecast-of-ipl-cheerleaders-for-crime-against-women-in-india/377422-37-64.html>)

”سی پی آئی لیڈر گرو داس گپتا نے کہا کہ عورتوں کی خراب حالت کے لیے سماج ذمہ دار ہے، انہوں نے سامان عشرت کے طور پر عورتوں کی نمائش کو عورتوں کی بری حالت کے لیے گنہگار ٹھہرایا اور اس سلسلے میں آئی پی ایل چیئر لیڈرس خواتین کو بطور مثال پیش کیا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ایسے پروگراموں پر پابندی عائد کی جائے جن میں عورتوں کو سامان تعیش کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔“

پوری توجہ کے ساتھ نیویارک ٹائمز آن لائن ایڈیشن (۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء) اور دی ٹیلیگراف کی ۱۱ دسمبر ۲۰۱۳ء کی آن لائن اشاعت، نیز ٹائمز آف انڈیا آن لائن اشاعت (۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء اور کلکتہ ایڈیشن مطبوعہ ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء صفحہ ۱۰) میں ایک امریکی اسکول کے متعلق نثر کی گئی اس خبر کو پڑھیں:

"The suspension of a 6-year-old boy for kissing a girl at school is raising questions about whether the peck should be considered sexual harassment." (Times of India Daily, Kolkata, India, 14/12/2013, P.No. 10)

(www.telegraph.co.uk/news/worldnews/northamerica/usa/10512511/Boy-6-suspended-from-US-school-for-kissing-girl.html)(timesofindia.indiatimes.com/world/us/6-year-old-US-boy-suspended-for-kissing-a-girl/articleshow/27231725.cms)

(www.nytimes.com/1996/09/27/us/6-year-old-s-sex-crime-innocent-peck-on-check.html)

”اسکول میں ایک لڑکی کا بوسہ لینے کے جرم میں ۶ سالہ لڑکے کو معطل کیے جانے سے یہ بحث چھڑ گئی ہے کہ کیا اس طرح کے بوسہ کو جنسی زیادتی تصور کیا جانا چاہئے۔“

عریانیت اور بے راہ روی کے پرچارک امریکہ و یورپ کا سماج اتنا گر چکا ہے کہ ایک چھ سالہ نا سمجھ بچہ بھی اتنا سمجھدار ہو جاتا ہے کہ وہ ان چیزوں میں لذت پاتا ہے اور اس کی دوستی کو بھی جنسی زیادتی کی عینک سے دیکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ امریکی سماج اور معاشرے کو اس پستی تک پہنچانے میں کامیڈی، سیریل اور فلموں کے رول سے کوئی بھی ہوش مند انکار نہیں کر سکتا ہے۔

سی این این آئی بی این کی ۶ مارچ ۲۰۱۳ء کی آئن لائن اشاعت کے مطابق برطانیہ میں کم عمر بچوں پہ کیے گئے سروے کے مطابق بچے ۱۰ سال سے کم عمر میں 'بچپن' کھودیتے ہیں جس کے لیے والدین نے انٹرنیٹ اور فلمی اداکاراؤں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے:

"More than two-thirds of parents feel their kids' childhood ends before they become teenagers and 16 per cent said it was by the age of 10, with many blaming the Internet and celebrities."

(www.ibnlive.in.com/news/childhood-is-effectively-over-by-the-age-of-12-for-todays-kids-study-finds/377023-19.html)

(www.deccanherald.com/content/317002/modern-day-childhood-over-age.html)
(<http://archive.indianexpress.com/news/childhood-now-ends-at-age-12/1083949>)

"دو تہائی سے زیادہ والدین کا احساس یہ ہے کہ ان کے بچے ۱۲ سال کی عمر میں بچپن کھودیتے ہیں، جبکہ ۱۶ فیصد کا کہنا ہے کہ بچے دس برس کی عمر سے پہلے بچپن کھورہے ہیں، جس کے لیے بہتوں نے انٹرنیٹ اور اداکاراؤں کو ذمہ دار قرار دیا ہے۔"

۲۰۰۵ء کی بہ نسبت ۲۰۱۰ء کے برطانوی عوام بالخصوص خواتین کی فکر میں 'موافقت اسلام' میں اضافہ دیکھنے کو آیا۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل نے اپنی ۱۵ فروری ۲۰۱۰ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا:

"The poll of 1,000 adults found that 54 per cent of women believe rape victims should be held accountable for their attack. Women were more likely than men to blame victims, with those aged between 18 and 24 the most likely to judge. Twenty-four per cent of this age group said wearing a short skirt, accepting a drink or having a conversation with the rapist made victims partly responsible...while more than a tenth (13 per cent) said someone who had been dancing in a provocative way or flirting should be prepared for the consequences."

(www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html)
(<http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1>) (www.hindustantimes.com/world-news/rape-is-fault-of-the-victims-say-half-of-women-survey/article1-509067.aspx)

"ایک ہزار لوگوں کے سروے سے یہ بات ابھر کر آئی ہے کہ ۵۴ فیصد خواتین کا خیال ہے کہ عصمت دری کے لیے خود متاثرہ عورتوں کو ذمہ دار ٹھہرایا جانا چاہئے۔ متاثرہ کو مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ ذمہ دار مانتی ہیں، خاص طور پہ ۱۸-۲۴ سال کی عورتیں اس پہ زیادہ یقین رکھتی ہیں، اس عمر کی ۲۴ فیصد خواتین کا کہنا ہے کہ مختصر اسکرٹ پہننا، مرد سے مشروب قبول کرنا یا اس سے بات کرنا خود متاثرین کو ذمہ دار بنا دیتا ہے، جبکہ ۱۳ فیصد کا ماننا ہے کہ پرکشش رقص کرنے والی اور انداز دل رُبا دکھانے والی عورتوں کو نتیجہ (جنسی زیادتی) کے لیے تیار رہنا چاہئے۔"

اس اقتباس کے آخری جملہ کی سچ مچ ادائیگی اور اس کی بے باکانہ اشاعت پہ ہم سروے ٹیم اور نیوز ایجنسی کو شکریہ کہنا نہیں بھول سکتے ہیں۔ کامیڈی، سیریلز اور فلموں سے بچے بچیاں یہی سب حیا سوز اخلاق سیکھتے اور انہیں اپنے سماج میں برتتے ہیں۔ اور جب معاملہ اس طرح ہوتا ہے تو جنسی زیادتی کا گراف بڑھتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں ”حجاب“ کے عنوان کے ضمن میں باحوالہ تحریر کیا ہے کہ عریاں لباس کا عصمت دری میں اہم کردار ہے، اور یہ برہنگی ہمارے معاشرہ میں کامیڈی، سیریلز اور فلموں کے ذریعہ ہی آتی ہے۔

بہت سے ترقی یافتہ ممالک نے میڈیا (ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، ریڈیو، اخبارات اور میگزین) کے ذریعہ بچوں پہ پڑنے والے مثبت و منفی اثرات کا جائزہ لیا ہے۔ ہمارے سامنے پڑی ماہرین کی یہ رپورٹ ہے۔ توجہ سے پڑھیں:

"The influence of the media on the psychosocial development of children is profound. Thus, it is important for physicians to discuss with parents their child's exposure to media and to provide guidance on age-appropriate use of all media, including television, radio, music, video games and the Internet." (http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC2792691)

”بچوں کی ذہنی نشوونما میں میڈیا کا اثر بہت زیادہ ہے۔ ماہرین طبابت کے لیے لازم ہے کہ وہ والدین سے ان کے بچوں کے میڈیا لگاؤ کے بارے میں گفتگو کریں اور عمر کی مناسبت سے تمام ذرائع ابلاغ بشمول ٹی وی، ریڈیو، میوزک، ویڈیو گیم اور انٹرنیٹ کے متعلق صحیح مشوروں سے نوازیں۔“

تمام تجزیوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا گیا:

"Physicians can change and improve children's television viewing habits. Canadian children watch excessive amounts of television. There is a relationship between watching violent television programming and an increase in violent behaviour by children. Excessive television watching contributes to the increased incidence of childhood obesity. Excessive television watching may have a deleterious effect on learning and academic performance. Watching certain programs may encourage irresponsible sexual behaviour."

(http://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC2792691)

(http://www.med.umich.edu/yourchild/topics/tv.htm)

”حکماً بچوں کی ٹی وی دیکھنے کی عادت میں بہتری لاسکتے ہیں، کینیڈیائی بچے حد سے زیادہ ٹی وی دیکھتے ہیں، مارپیٹ والے ٹی وی پروگرام اور بچوں کے برے اخلاق کے بیچ خاص تعلق ہے۔ زیادہ ٹی وی دیکھنے سے بچوں میں بے ہنگم موٹاپا آتا ہے۔ زیادہ ٹی وی دیکھنا بچوں کے تعلیمی پرفارمنس پہ

منفی اثرات ڈالتا ہے، جنسی پروگرام بچوں میں غیر ذمہ دارانہ جنسی برتاؤ کو بڑھاتا ہے۔“

آن لائن انگریزی روزنامہ ڈیلی میل کی ۴ مئی ۲۰۱۴ء کی خبر کے مطابق برطانیہ کا موجودہ قانون ٹیلی ویژن چینلز کو رات ۹ بجے سے پہلے اور صبح ساڑھے پانچ بجے کے بعد مار دھاڑ، جنسی اور جذباتی مناظر کی براڈ کاسٹنگ کی اجازت نہیں دیتا ہے، مگر پھر بھی حالات قابل اطمینان نہیں ہیں اور قانون ساز ذمہ داران نئے قانون کے لیے غور و خوض کر رہے ہیں۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2620192/Call-change-TV-ratings-protect-children-watch-iPlayer-Adviser-wants-cinema-style-ratings-programmes.html)

آج یورپ و امریکہ کے محققین بھی اپنے دیس باسیوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں:

"The Report article recommends to parents that to be successful in:
 •Preserving childhood. •Stay married. •Keep stress levels down; do not overbook children's activities. •Prevent obesity. •Provide a high fibre. •diet with plenty of fruits and vegetables. •Cut out fast food. •Keep your daughter active; get her interested in a sport or out playing with other kids. •Throw out the TV. •Send early developing girls to same sex or age segregated schools to reduce exposure to older boys."

(<http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html>)

(<http://www.fathersforlife.org/divorce/chldrndivstats2.htm>)

”یہ رپورٹ کامیاب ماں باپ بننے کے لیے ان امور کا مشورہ دیتی ہے (۱) بچوں کی حفاظت کریں (۲) شادی کا بندھن نہ توڑیں (۳) دباؤ کم رکھیں (۴) بچوں کو بہت زیادہ مصروف نہ کریں (۵) موٹاپا سے بچائیں (۶) اچھی غذا دیں (۷) پھل اور سبزیاں کثرت سے کھلائیں (۸) فاسٹ فوڈ سے دور رکھیں (۹) بچی کو متحرک رکھیں اور اسے کھیل میں توجہ دلائیں یا دوسرے بچوں کے ساتھ باہر کھیلنے کے لیے بھیجیں (۱۰) ٹیلی ویژن کو اٹھا پھینکیں (۱۱) بڑی عمر کے لڑکوں سے تعلقات میں کمی کے لیے اسے لڑکیوں کے یا ہم عمر بچیوں کے اسکول میں بھیجیں۔“

اس میں کامیاب ماں باپ بننے کی شرطوں میں دسویں بات یہ کہی گئی ہے کہ ٹی وی کو اٹھا پھینکیں۔ اگر بچوں پہ ٹی وی کے اثرات حوالے سے آپ انٹرنیٹ پہ تلاش کریں تو بہت سی تحقیقاتی ٹیموں کی رپورٹیں اور تجزیے مل جائیں گے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بچوں کے لیے ٹی وی فائدہ سے زیادہ نقصان لاتی ہے۔ ٹی وی سیریل، کامیڈی فلمیں اور تفریحی ویڈیوز جن میں عورتوں کی نمائش خوب ہوتی ہے وہ بچیوں میں چور دروازہ سے جسم فروشی کے رجحان کو بڑھاوا دے رہی ہیں۔ اسکرین پہ نظر آنے والی حسیناؤں کو دیکھ کر چھوٹی بچیاں بھی انہی کی مثل بننے کی کوشش

کرتی ہیں اور پھر اس دنیا میں قدم رکھنے کے بعد بہت سی لڑکیاں دولت کی چمک دمک اور پیسہ کے بہاؤ میں بہتے بہتے 'جسم فروشی' کے گندے نالے میں پہنچ جاتی ہیں۔ ستمبر ۲۰۱۴ء میں ایک کنز اداکارہ (جنہیں ۲۰۰۳ء میں صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے بیسٹ چائلڈ آرٹسٹ کا ایوارڈ دیا گیا تھا) کو جسم فروشی کے لیے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ دوران تفتیش انہوں نے انکشاف کیا:

"It is quite common for heroines to turn to prostitution. Shweta told reporters that due to wrong career choices and financial issues, every actress apparently goes through such a phase."

(<http://timesofindia.indiatimes.com/entertainment/kannada/movies/news/Several-heroines-turn-to-prostitution-Shweta-Basu-Prasad/articleshow/41774804.cms>)(<http://htsyndication.com/htsportal/article/Several-heroines-turn-to-prostitution%3A-Shweta-Basu-Prasad/5430368>)
(http://article.wn.com/view/2014/11/04/Shweta_BasuPrasad_I_told_myself_Shweta_is_dead/)

”فلمی ہیروئنوں کے لیے جسم فروش بننا عام سی بات ہے۔ شویتا نے رپورٹروں کو بتایا کہ غلط

کیریئر کا انتخاب اور مالی معاملات کی وجہ سے ہر اداکارہ اس راستہ پہ جاتی ہوئی نظر آتی ہے۔“

اسی طرح اسکرین پہ نظر آنے والے دیگر اشتہارات و کردار سے بچے متاثر ہوتے ہیں،

آئی بی این لائیو ڈاٹ ان ڈاٹ کام ۲۱ جنوری ۲۰۱۵ء کے مطابق امریکہ میں کیے گئے سروے کا

خلاصہ یہ ہے کہ ٹی وی پہ آنے والے شراب کے پرچار سے بچوں میں شراب نوشی کو بڑھاوا ملتا ہے۔

(<http://ibnlive.in.com/news/world/alcoholtvadslinkedwithunderageddrinkingstudy/5241622.html>)

روزنامہ 'دی ہندو' چنئی (انڈیا) نے ۱۴ جولائی ۲۰۱۴ء کی اشاعت میں ہندوستانی

حکومت کے محکمہ بہبود خواتین و اطفال کی وزیر محترمہ مینکا گاندھی کا یہ بیان شائع کیا:

"Treat under-18 rape accused on a par with adults"

"According to police, nearly half of all sexual crimes are committed by 16-year-olds. Reducing the age from 18 to 16 and treating the juveniles involved in pre-meditated rape cases on a par with adults will help in reducing heinous crime, especially sexual offences on women. Ms. Maneka Gandhi said."

(The Hindu Daily, Chennai, India, 14 July, 2014, P. No. 2)

”۱۸ سال سے کم عمر کے آبروریز ملزموں سے بالغوں کی طرح پنپو، پولیس کے مطابق عصمت دری

کے مجرموں میں تقریباً آدھے سولہ سال یا اس سے زائد عمر کے بچے ہیں۔ نابالغ کی عمر اٹھارہ سے سولہ

کر کے اور سوچے سمجھے آبروریزی معاملات میں ایسے مجرموں سے بالغوں سا معاملہ کرنے سے سنگین

جرائم بالخصوص عورتوں کے خلاف زیادتی کے معاملات میں کمی آئے گی، مینکا گاندھی نے کہا۔“

آدھی دوا دے کر یہ سمجھ لینا ہے کہ ہم مرض کو دور کر دیں گے حد درجہ نادانی ہے۔ ہمیں

اس پہ بھی غور کرنا ہوگا کہ آخر صرف سولہ اور سترہ سال کی عمر والوں نے آبروریزی میں ۵۰ فیصد

شیر کیسے حاصل کر لیا اور آخر وہ کیا اسباب ہیں جو اس عمر کے لڑکوں کو اس جرم عظیم پہ کثرت سے ابھار رہے ہیں؟؟؟ وہ کیا چھلاوا ہے جو انہیں ان کا کیریئر، ماں کی محبت، باپ کی آن و شان، خاندان و ملک کا نام اور دوستوں میں پہچان ہر چیز کو جو کھم میں ڈالنے کے لیے مجبور کر رہا ہے؟؟؟ کیا کوئی عقلمند ہمارے اس جواب سے اختلاف کر سکتا ہے کہ انٹرنیٹ پہ فحش مواد کی فراہمی، عورتوں کے تنگ اور چست کپڑے، فلمی گانے، سنیما، کامیڈی فلمیں اور مخلوط تعلیم وغیرہ وہ بلائیں ہیں جو ہماری نوجوان نسل کو برباد اور ہماری تہذیب کو کھوکھلا کر رہی ہیں؟؟؟ جس کی طرف محترمہ وزیر کے بیان میں "Pre-meditated" یعنی "سوچے سمجھے" لفظ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ آپ بھی غور کریں آخر کونسی چیز ایک پندرہ سولہ سالہ بچہ کو "سوچی سمجھی آبروریزی" کے لیے پلان بنانے پہ اکساتی ہے.....؟؟؟

اگر حکومت ہند اور دیگر ایشیائی ملکوں نے انٹرنیٹ، فلمیں اور کامیڈی پہ سنسر شپ کا نفاذ نہیں کیا تو یہ ممالک بھی وہ دن دیکھنے سے دور نہیں ہیں جب ان کی عدالتوں میں آبروریزی اور قتل کے مقدموں میں تیرہ چودہ سال کے بچے مجرموں کے کٹہرے میں کثرت سے نظر آئیں گے۔

(۲۵) دشمنوں سے سلوک:-

ایک اچھے انسان کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے بھی انسانیت کے موافق عمل کرے۔ انہیں وہ تمام حقوق دے جو بحیثیت انسان انہیں ملنے چاہئے۔ دشمنی کی تاریکی میں اسے اس کی غلطی سے بڑھ کر سزا نہ دے، بلکہ اگر ہو سکے تو اسے معاف کر دے، رسول اللہ ﷺ کی اس صفت حسنہ نے لمحہ بھر میں اسلام دشمن اہل مکہ کو مجاہدین اسلام بننے پر مجبور کر دیا۔ اور ہند میں پہلے اسلامی دستہ کے سترہ سالہ کمانڈر دریاے سندھ کے مسافر محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ کی اسی طبیعت نے فروغ اسلام کی راہوں کو آسان بنایا۔

اسلام نے جانی دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کا پیمانہ برابر رکھنے کا حکم دیا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا“

”اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔“
(سورۃ النساء: ۱۳۵)

اور پیغمبر اسلام ﷺ امن عالم کا بے مثل ہیر اعطا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا، وَأَهْلِ الآخِرَةِ؟ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، الَّذِي أَرَادَ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ فَلْيَتَّقِ اللَّهَ، وَلْيَصِلْ ذَا رَحْمِهِ.“

”کیا میں تمہیں اہل دنیا اور جنت والوں کے سب سے اچھے اخلاق کی خبر نہ دوں؟ جو شخص تم سے تعلق توڑے اس کو بھی خود سے جوڑنے کی کوشش کرو، جو تمہارا حق مار لے اسے بھی دو، جو تمہارے ساتھ زیادتی کرے اسے بھی بخش دو، جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں اضافہ اور عمر میں زیادتی ہو، وہ اللہ سے ڈرے اور ذی رحموں کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے۔“

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ۱۴۱۵۸، مسند أحمد: الحديث ۱۷۹۱۵، ۱۷۷۹۷، مجمع الزوائد: الحديث ۱۳۴۷۳، مصنف عبد الرزاق: الحديث ۲۰۲۳۷، المستدرک للحکم: الحديث ۳۸۷۳، ۷۳۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں تو اور زیادہ زور دے کر ان خصلتوں

پہ ابھارا گیا ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسِبَهُ اللَّهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ، قَالُوا: لِمَنْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ، فَمَا لِي؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَ: أَنْ تُحَاسِبَ حِسَابًا يَسِيرًا وَيُدْخِلَكَ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ.“

”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے اندر تین خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے حساب کو آسان بنا دے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کس کو؟ فرمایا: جو تجھے محروم کرے اسے بھی دے، جو تم پہ ستم ڈھائے اسے بھی بخش دو اور جو تم سے قطع تعلق کرے اس سے بھی صلہ رحمی کرو، عرض کیا: یا

رسول اللہ ﷺ! اگر میں نے یہ سب کر لیا تو مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ فرمایا: تمہارا حساب آسان کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔“

(المستدرک: للحیث ۳۸۷۳، سنن البیہقی: للحیث ۲۱۶۲۲، مجمع الزوائد: للحیث ۱۳۴۷۳، ۱۳۶۹۷)

بہت سے عمدہ قوانین کی طرح اسلام کے اس حکم کی بھی تائید بائبل میں مذکور ہے:

"If thine enemy be hungry, give him bread to eat; and if he be thirsty, give him water to drink." (Proverbs, 25/21)

”اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اُسے روٹی کھلا اور اگر وہ پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا۔“ (امثال: ۲۱/۲۵)

بائبل میں مسیح کی تعلیمات حسنہ کو ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے:

"But I say unto you which hear, Love your enemies, do good to them which hate you, Bless them that curse you, and pray for them which despitefully use you. And unto him that smiteth thee on the one cheek offer also the other; and him that taketh away thy cloke forbid not to take thy coat also. Give to every man that asketh of thee; and of him that taketh away thy goods ask them not again. And as ye would that men should do to you, do ye also to them likewise. For if ye love them which love you, what thank have ye? for sinners also love those that love them. And if ye do good to them which do good to you, what thank have ye? for sinners also do even the same. And if ye lend to them of whom ye hope to receive, what thank have ye? for sinners also lend to sinners, to receive as much again. But love ye your enemies, and do good, and lend, hoping for nothing again; and your reward shall be great, and ye shall be the children of the Highest, for he is kind unto the unthankful and to the evil. Be ye therefore merciful, as your Father also is merciful." (Luke, 6/27-36)

”لیکن میں تم سننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُنکا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں اُنکے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں اُنکے لئے دعا کرو۔ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور جو تیرا چونہ لے اسے کرتہ لینے سے بھی منع نہ کر۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تیرا مال لے لے اُس سے طلب نہ کر۔ اور جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ اگر تم اپنے ساتھ محبت رکھنے والوں سے ہی محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور اگر تم ان ہی کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے؟ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض

دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کر لیں۔ مگر تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے۔ جیسا تمہارا باپ رحیم ہے تم بھی رحمدل ہو۔“ (لوقا: ۶/۲۷-۳۶)

مبالغہ پہ مشتمل جملوں کو چھوڑ کر بقیہ الفاظ یقیناً برحق اور مناسب ہیں۔ کاش مسیح کی اس تعلیم کو یورپ و امریکہ کے ذمہ داران بھی سمجھتے !!! کاش !!! کاش !!!

فلسطین میں اقوام متحدہ کے اسکولوں اور ہاسپٹلوں پہ بم برسایا جا رہا ہے مگر محترم امریکی صدر کو کوئی قانون یاد نہیں آتا ہے انہیں ”AIPAC“ سے رٹا رٹایا ایک ہی جملہ یاد ہے: Israel has right to defend“ (اسرائیل کو دفاع کا حق ہے) شاید تعلیم یافتہ امریکہ کے پڑھے لکھے صدر کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسکول، ہاسپٹل اور نہتے شہریوں پہ حملہ ایک بین الاقوامی جرم ہے جس کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔

(۲۶) ذمی یعنی اقلیتوں کے احکام۔

بہت کم ملک ایسے ہوتے ہیں جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کی تعداد یکساں ہو۔ تقریباً دنیا کے اکثر ملکوں میں آبادیوں کا تناسب ایسا ہے جہاں اقلیتیں (Minorities) پائی جاتی ہیں۔ ایسی صورت حال میں عام طور پر حکومت کی رسی اکثریتی فرقہ سے تعلق رکھنے اشخاص کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے۔ وہ معاشرہ اور شہر و ریاست یقیناً قابل تعریف ہے جہاں کے اکثریتی حکمرانوں نے ایسی فضا، ہمواری کی جس میں اقلیتیں بھی خود کو محفوظ خیال کرتی ہیں اور انہیں باعزت شہری سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جس شہر، ریاست یا ملک میں اکثریتی ہونے کے غرور میں اقلیتوں کو ان کے جائز و اجبات اور انسانی حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے وہ تعریف کے لائق نہیں ہیں۔ آج کی دنیا کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ تقریباً دنیا کے کسی ملک کا ریکارڈ اس سلسلے میں تعریف کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہے۔ اس معاملہ سے متعلق اسلام اور مسیحیت نے بھی قوانین بنائے ہیں۔ آئیے! ہم ان دو بڑے مذاہب کے قانون کو پڑھیں۔ ہم اس مقام پہ آج کی دنیا کو اسلام کے حقیقی عادلانہ نظام کی صحیح تصویر دکھانے کے لیے تھوڑی تفصیل میں جانا پسند کریں گے۔

(۱) عقیدے کی آزادی:- غیر مسلموں کے لیے قرآن واضح انداز میں عقیدے کی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

”لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ“
 ”دین میں کوئی زبردستی نہیں، حق باطل سے خوب واضح ہو گیا، تو جو شیطان کا انکار کرے اور اللہ پہ ایمان لائے اس نے مضبوط گرہ پکڑی جو کھلنے کی نہیں اور اللہ سننے والا ہے۔“ (البقرة: ۲۵۶)
 اس آیت میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ زور زبردستی اور خوف یا لالچ کا ایمان و اسلام اللہ کے یہاں قبول نہیں ہوگا اور نہ ہی ایسا کرنا صحیح ہے۔

(۲) معاملات کی آزادی:- یعنی اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم شادی بیاہ، عبادت، کھانے پینے، مذہبی معاملات کی ادائیگی وغیرہ میں مکمل آزاد ہیں، ان کے اوپر اسلامی احکام جاری نہیں۔ خنزیر و شراب کھانے پینے، بت، سورج، آگ اور تصویروں کی پوجا سے انہیں زبردستی روکنے کا حق اسلامی حکومت کو حاصل نہیں ہے۔

ہم یہ واضح کر دیں کہ اسلامی ریاست میں ایک مسلمان کسی سے بھی خواہ مسلم ہو غیر مسلم شراب، مردار، خنزیر یعنی جن چیزوں کو مسلمانوں کے لیے منع کیا گیا ہے اس کی تجارت نہیں کر سکتا ہے۔ نہ بیچ سکتا ہے، البتہ! غیر مسلم آپس میں ان چیزوں کو بیچ خرید سکتے ہیں۔

(۳) مساوات اور انصاف:- پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طَيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَاجِبُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

”جو کسی معاہدہ (اسلامی سلطنت میں رہنے والے غیر مسلم) پہ ظلم کرے، یا اس کی تنقیص کرے، یا اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالے، یا اس کی خوشی کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے تو کل بروز قیامت میں (اس مسلمان کے خلاف) اس غیر مسلم کا وکیل بنوں گا۔“

(سنن ابی داؤد: الحدیث ۳۰۵۴ باب فی تعشیر اهل الذمة اذا اختلفو فی التجارة، سنن البیہقی: الحدیث ۱۹۲۰۱ باب لا یأخذ المسلمون من ثمار اهل الذمة ولا أموالهم شیئاً بغیر أمرهم)

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی اور کوئی سزا نہیں ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس

کے خلاف گواہی دیں اور اس کے لیے سزا کی سفارش کریں۔ یہ اس وقت ہے جب وہ کسی وجہ سے دنیا میں سزا سے بچ جائے۔ جرم ثابت ہونے پر دنیا میں اسے قاضی اسلام (نج) اسلامی قانون کے مطابق سزا سنائے گا جس میں راسٹر پتی یا وزیر اعظم یا خلیفہ کی سفارش کارگر نہیں ہوگی۔

اسلامی سرحد کے اندر رہنے والے غیر مسلموں کی عزت کی گارنٹی کے لیے یہ قانون سنایا گیا:

”وَكَذَٰلِكَ الْمُسْلِمُ إِذَا شَتَّمَ الذَّمِّيَّ يُعَزَّرُ لِأَنَّهُ ارْتَكَبَ مَعْصِيَةً.“

”اسی طرح کوئی مسلمان کسی ذمی کو گالی دے تو اس کو سزا دی جائے کیونکہ اس نے گناہ کیا۔“

(فتح القدیر: فصل فی التعزیر)

عام طور پر اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلامی حکومت غیر مسلموں پر جزیہ عائد کرتی ہے جو مسلمانوں پر عائد نہیں ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اس طرح کا اعتراض کرنے والے یا تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو اسلام کے قانون زکوٰۃ، خراج یعنی ٹیکس اور جزیہ تینوں کو نہیں سمجھ پائے ہیں یا پھر وہ لوگ جو جان بوجھ کر آدھی بات پیش کر کے خیانت اور دروغ گوئی کے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ کیونکہ:-

(۱) مسلمانوں پر ہر سال صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہے جو غیر مسلموں پر نہیں ہے۔

(۲) صاحب نصاب یعنی آج کی تاریخ میں تقریباً ۳۵ ہزار روپے یا اس کی مالیت کا سامان جو

اس کی ضرورت سے زائد ہو اور اس پر سال گذر چکا ہو اتنا رکھنے والے ہر مسلمان پر %۲.۵

یعنی ڈھائی فیصد زکوٰۃ ضروری ہے اور قربانی بھی واجب ہے۔ جو غیر مسلموں پر نہیں ہے۔

(۳) جزیہ صرف ان غیر مسلموں پر لازم ہے جو جزیہ دینے کی طاقت رکھتے ہوں، جزیہ

مسلمانوں پر ضروری نہیں۔

اب ان تینوں صورتوں کا جائزہ لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اسلام نے

مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کی رعایت کی ہے، مسلمانوں کو صدقہ فطر اور زکوٰۃ دونوں کی

ادائیگی کرنی ہے اور قربانی بھی دینی ہے۔ جبکہ غیر مسلموں کو صرف جزیہ دینا ہے اور بس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی کے قصاص میں قاتل مسلمان کو غیر مسلم اقلیت کے

ورشہ کے حوالہ کر دیا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔

ہم اس مقام پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے مسیحیت پر تبصرہ کرتے وقت کبھی بھی بائبل کے باہر کا کوئی پیرا گراف نقل نہیں کیا ہے، اسی لیے اسلام میں عیب کے جو یاں افراد ہمیں کسی مسلمان بادشاہ کا ذاتی عمل بطور دلیل نہ دکھائیں، صرف قرآن و حدیث، صحابہ، محدثین، مفسرین اور فقہاء بالخصوص چاروں امام کی باتیں بطور دلیل پیش کریں۔ ورنہ ہمیں خود انہوں نے ہی یہ خبر دی ہے کہ انسانی تاریخ کی ایک بڑی نسل کشی مہم جس میں صاحب اقتدار اکثریتی فرقہ نے غیر قوم اقلیتی فرقہ کے ساٹھ لاکھ لوگوں کا قتل عام کیا تھا وہ کسی اور نے نہیں بلکہ مسیحیوں نے انجام دیا تھا۔

آئیے! اب ذمیوں کے تعلق سے بائبل کا موقف بھی دیکھ لیں:

"And if a stranger sojourn with thee in your land, ye shall not vex him. But the stranger that dwelleth with you shall be unto you as one born among you, and thou shalt love him as thyself; for ye were strangers in the land of Egypt. I am the LORD your God." (Leviticus. 19/33-34)

”اور اگر کوئی پردیسی تیرے ساتھ تمہارے ملک میں بود و باش کرتا ہو تو تم اُسے آزار نہ پہنچانا۔ بلکہ جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اُسے دیسی کی مانند سمجھنا بلکہ تو اُس سے اپنی مانند محبت کرنا اِسلئے کہ تم ملک مصر میں پردیسی تھے۔ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔“ (احبار: ۱۹/۳۳-۳۴)

مزید کہا گیا:

"Ye shall have one manner of law, as well for the stranger, as for one of your own country, for I am the LORD your God." (Leviticus. 24/22)

”تم ایک ہی طرح کا قانون دیسی اور پردیسی دونوں کے لئے رکھنا کیونکہ میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔“ (احبار: ۲۴/۲۲)

اپنی حد و حد میں بسنے والی غیر قوموں سے متعلق دل چھو لینے والی تعبیر استعمال کی گئی:

"Also thou shalt not oppress a stranger, for ye know the heart of a stranger, seeing ye were strangers in the land of Egypt." (Exodus. 23/9)

”اور پردیسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اِسلئے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔“ (خروج: ۲۳/۹)

شاید یہ جملے اصلی ہیں جو چرچ کے فرمانرواؤں سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ جملہ کی بناوٹ

یہ بتاتی ہے کہ یہ اصلی قانون کی مثل ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی تعبیر سے ملتا جلتا لگتا ہے۔

مگر بائبل میں ایک عجب سایہ قانون بھی ہے:

"Ye shall not eat of any thing that dieth of itself, thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien, for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk."

(Deuteronomy, 14/21)

”اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پر دیسی کو جو تیرے پھانکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اسی کی ماں کے دودھ میں نہ ابا لٹا۔“ (استثنا: ۲۱/۱۴)

یقینی طور پہ یہ قانون بائبل میں بعد میں بڑھایا گیا ہے، خدا کی جانب سے نازل نہیں کیا گیا ہے، شاید آج کے مسیحی حضرات بھی اسے دوسری قوموں کو سنانا پسند نہ کریں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں! بائبل کی کتاب سلاطین دوم (۱۵/۱۰-۳۰) کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ یا ہونے بعل بت کی پوجا کرنے والے تمام لوگوں کو اس حیلہ سے جمع کیا کہ وہ بھی اس بت کی پوجا کرے گا لہذا کوئی خاص پوجا کی جائے جس میں بعل کی پرستش کرنے والا ہر شخص حاضر ہو اور جو اس پوجا میں نہیں آئے گا اسے پھانسی پہ لٹکا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس کی خواہش کی بنیاد پہ بعل کی پرستش کرنے والے تمام لوگ جشن کے لیے جمع ہوئے اور پھر:

"And Jehu said to the keeper of the wardrobe, "Bring robes for all the ministers of Baal." So he brought out robes for them. Then Jehu and Jehonadab son of Recab went into the temple of Baal. Jehu said to the ministers of Baal, "Look around and see that no servants of the Lord are here with you—only ministers of Baal." So they went in to make sacrifices and burnt offerings. Now Jehu had posted eighty men outside with this warning, "If one of you lets any of the men I am placing in your hands escape, it will be your life for his life." As soon as Jehu had finished making the burnt offering, he ordered the guards and officers, "Go in and kill them; let no one escape." So they cut them down with the sword. The guards and officers threw the bodies out and then entered the inner shrine of the temple of Baal. They brought the sacred stone out of the temple of Baal and burned it. They demolished the sacred stone of Baal and tore down the temple of Baal, and people have used it for a latrine to this day. So Jehu destroyed Baal worship in Israel."

(2Kings, 10/22-28, NIV, IBS, New Jersey, America, Copyright 1973, 1978, 1984)

”پھر اُس نے اُسکو جو توشہ خانہ پہ مقرر تھا حکم کیا کہ بعل کے سب پوجنے والوں کے لئے لباس نکال

لا۔ سو وہ اُنکے لئے لباس نکال لایا۔ تب یاہو اور یہونا داب بن زیکاب بعل کے مندر کے اندر گئے اور اُس نے بعل کے پوجنے والوں سے کہا کہ تفتیش کرو اور دیکھ لو کہ یہاں تمہارے ساتھ خُداوند کے خادموں سے کوئی نہ ہو فقط بعل کے ہی پوجنے والے ہوں۔ اور ذبیحے اور سوختنی قربانیاں گُذرانے کو اندر گئے اور یاہو نے باہر اسی جوان مقرر کر دئے اور کہا کہ اگر کوئی ان لوگوں میں سے جنگو میں تمہارے ہاتھ میں کر دوں نکل بھاگے تو چھوڑنے والے کی جان اُسکی جان کے بدلے جائیگی۔ اور جب وہ سوختنی قربانی چڑھا چکا تو یاہو نے پہرے والوں اور سرداروں سے کہا کہ گھس جاؤ اور انکو قتل کرو۔ ایک بھی نکلنے نہ پائے چنانچہ انہوں نے اُنکو تہ تیغ کیا اور پہرے والوں اور سرداروں نے اُنکو باہر پھینک دیا اور بعل کے مندر کے شہر کو گئے۔ اور انہوں نے بعل کے مندر کے ستونوں کو باہر نکال کر اُنکو آگ میں جلایا۔ اور بعل کے ستون کو چکنا چور کیا اور بعل کا مندر ڈھا کر اُسے سنڈ اس بنا دیا جیسا آج تک ہے۔ یوں یاہو نے بعل کو اسرائیل کے درمیان سے نیست و نابود کر دیا۔“

(سلاطین دوم: ۱۰/۲۲-۲۸)

اور بات صرف اتنی نہیں ہے کہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نے بعل بت کی پوجا کرنے والے تمام لوگوں کو تلوار کی دھار سے ختم کر دیا اور مندر کو سنڈ اس بنا دیا بلکہ ان کے خدا کو اس سے اتنی زیادہ خوشی ملی کہ انعام میں یاہو بادشاہ کو چار پشتوں تک کی بادشاہت دیدی:

"And the LORD said unto Jehu, Because thou hast done well in executing that which is right in mine eyes, and hast done unto the house of Ahab according to all that was in mine heart, thy children of the fourth generation shall sit on the throne of Israel." (2Kings. 10/30)

”اور خُداوند نے یاہو سے کہا کہ چونکہ تو نے یہ نیکی کی ہے کہ جو کچھ میری نظر میں بھلا تھا اُسے انجام دیا ہے اور انہی اب کے گھرانے سے میری مرضی کے مطابق برتاؤ کیا اسلئے تیرے بیٹے چوتھی پشت تک اسرائیل کے تخت پہ بیٹھیں گے۔“

(سلاطین دوم: ۱۰/۳۰)

وہ مذہبی کتابیں جن کے آسمان سے اترنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، شاید ان میں سے بائبل کے علاوہ کسی میں بھی ایسا واقعہ نہیں ہوگا کہ ایک دھرم کے ماننے والوں نے دوسرے دھرم کی عبادت گاہ کو گرا کر سنڈ اس بنا دیا ہو اور خدا نے ایسا کرنے والوں کو انعام بھی دیا ہو۔ ہمارا یہ کھلا چیلنج ہے کہ مغربی اور امریکی حکمران دنیا کے جتنے اسکالرز چاہیں جمع کر لیں اور پھر سمجھوں کہ اسلامی کتابوں میں کسی ایسے واقعہ کی تلاش پہ لگا دیں پھر بھی قیامت

تک انہیں کسی معتبر اسلامی کتاب میں بائبل کے اس واقعہ کی طرح کچھ نہیں ملے گا۔ دنیا بھر کے انصاف پسندوں خاص کر مغربی اور امریکی معاشرہ میں رہنے والوں سے گزارش ہے کہ بائبل کے اس اقتباس کو اتنا عام کریں کہ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب کہنے والوں کے حلق سوکھ جائیں اور ان کی زبانیں ہمیشہ ہمیش کے لیے بند ہو جائیں۔

بات آگئی ہے کہ تو ذکر کر دیں کہ ساری دنیا میں ظالموں کی جانب سے یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کے جواب میں ہم عقلمندوں اور ہوشمندوں سے صرف تین سوالات کرتے ہیں:-

(۱) انڈس (اسپین و پرتگال) پہ مسلم اقلیت کی حکومت تقریباً آٹھ صدیوں تک قائم رہی، کیا کوئی سالم عقل یہ ماننے کو تیار ہو سکتی ہے کہ آٹھ سو سالوں تک اقلیتی طبقہ تلوار کے زور پہ اکثریتی طبقہ پہ حکومت کرتا رہا.....؟؟؟ ذرا سوچئے! جس ملک میں حکمراں طبقہ آٹھ صدی تک بزور شمشیر اپنے مذہب کا پرچار کرے گا کیا وہاں اس کے مذہب والے اقلیت میں رہ جائیں گے.....؟؟؟

(۲) یہی حال ہندوستان کا ہے جہاں تقریباً چھ صدیوں تک مسلمانوں کا اقبال بلند رہا، ذہن پہ زور دے کر سوچیں جہاں صاحب اقتدار طبقہ بزور تلوار تبدیلی مذہب کی تحریک چلائے وہاں چھ سو سالوں تک اکثریتی طبقہ ظالم حکومت کو برداشت کرے گا.....؟؟؟ اور کیا چھ صدیوں تک بزور بازو مذہب کا پرچار کرنے کے باوجود وہاں اس مذہب کے ماننے والے صرف دس فیصد کے آس پاس رہیں گے.....؟؟؟ اور کیا وہاں کروڑوں کی تعداد میں غیر مذہب کی عبادت گاہیں نظر آئیں گی.....؟؟؟

(۳) ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی جس کی قیادت مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس وقت ہندو مسلم ہندوستانیوں کا ایجنڈا یہ تھا کہ انگریزوں کو ہٹا کر بہادر شاہ ظفر کو ہی تاجدار ہند بنایا جائے۔ اگر مسلمانوں کی حکومت انگریزوں کی طرح ظالم ہوتی اور بزور طاقت تبدیلی مذہب کی حمایت کرتی تو غیر مسلم ہندوستانی بھائی انگریزوں کو بھگا کر ہندوستان کی قسمت لکھنے والا قلم مسلمانوں کو سوپنے کا بچکانہ فیصلہ نہیں کرتے۔

(۲۷) جنس مخالف کی مشابہت۔

مذکر اور مونث دو الگ صنف ہیں۔ مرد و عورت دو الگ الگ قسم ہیں۔ دونوں کی بناوٹ، صلاحیت، قوت برداشت اور رہن سہن میں بہت واضح فرق ہے۔ اسی لیے ہر معاشرہ میں دونوں کے لیے الگ لباس اور جدا جدا احکام ہیں۔ نصف صدی کے نوزائیدہ نعرہ ”مرد و عورت ہر طرح برابر ہیں“ کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو اس سلسلے میں تقریباً کائنات کی بناوٹ سے لے کر آج تک تمام انسانی معاشروں کی یہی سوچ رہی ہے اور اسی کے مطابق انہوں نے اپنے اپنے دستور مرتب کیے۔ آج بھی وہ لوگ جو مساوات کا نعرہ لگاتے ہیں وہ خود امتیازی قوانین بناتے ہیں۔ نوکری کرنے والی عورتوں کے لیے خصوصی چھٹیاں، ان کے لیے بس وغیرہ سواریوں میں نشستیں مخصوص کرنا وغیرہ یہ وہ خیالات و افکار ہیں جو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ جو لوگ عورت و مرد میں ”مکمل مساوات“ کا نعرہ لگاتے ہیں وہ بھی دونوں کے امتیاز کو محسوس کرتے اور دونوں کے احکام میں فرق کرتے ہیں، مگر ان کی زبان اقرار کے لیے رضامندی نہیں دیتی ہے اسی لیے انکار کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال! ہمارا مقصد اس مسئلہ پر اسلام اور مسیحیت کے نقطہ نظر کو پیش کرنا ہے۔ لہذا ہم اسے تحریر کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔“

”رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں،

اسی طرح آپ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔“

(جامع الترمذی: الحدیث ۲۷۸۴، ۳۰۱۳، مجمع الزوائد: الحدیث ۱۳۱۹۹، شعب الایمان: الحدیث

۴۷۲۸، مصنف ابن ابی شیبہ: الحدیث ۲۶۴۸۹، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۱۵۱۷)

ہمیں خوشی ہے کہ اسلام کے اس موقف کی بائبل نے زور دار الفاظ میں حمایت کی ہے:

"The woman shall not wear that which pertaineth unto a man, neither shall a man put on a woman's garment, for all that do so are abomination unto the LORD thy God." (Deuteronomy, 22/5)

”عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ

(استثنا: ۵/۲۲)

خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہے۔“

اسی طرح مرد و عورت کے رہن سہن اور ان کے حلیہ میں فرق بتاتے ہوئے کہا گیا:

"But I would have you know, that the head of every man is Christ; and the head of the woman is the man; and the head of Christ is God. Every man praying or prophesying, having his head covered, dishonoureth his head. But every woman that prayeth or prophesieth with her head uncovered dishonoureth her head, for that is even all one as if she were shaven. For if the woman be not covered, let her also be shorn, but if it be a shame for a woman to be shorn or shaven, let her be covered. For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God, but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man. For this cause ought the woman to have power on her head because of the angels. Nevertheless neither is the man without the woman, neither the woman without the man, in the Lord. For as the woman is of the man, even so is the man also by the woman; but all things of God. Judge in yourselves, is it comely that a woman pray unto God uncovered? Doth not even nature itself teach you, that, if a man have long hair, it is a shame unto him? But if a woman have long hair, it is a glory to her, for her hair is given her for a covering. But if any man seem to be contentious, we have no such custom, neither the churches of God." (1 Corinthians, 11/3-16)

”پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا سر مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔ جو شخص سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے۔ اور جو عورت بے سر ڈھکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر منڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے۔ تو بھی خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر۔ کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔ تم آپ ہی انصاف کرو۔ کیا عورت کا بے سر ڈھکے خدا سے دعا کرنا مناسب ہے۔ کیا تم کو طبعی طور پر بھی معلوم نہیں کہ مرد لمبے بال رکھے تو اس کی بے حرمتی ہے؟ اور اگر عورت کے بال لمبے ہوں تو اسکی زینت ہے کیونکہ بال اسے پردہ کے لئے دئے گئے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جتنی نکلے تو یہ جان لے

(کرتھیوں اول: ۱۱/۳-۱۶)

کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے نہ خُداوند کی کلیساؤں کا۔“

ایسا ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ ہوا ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کے لیے مخصوص کھیلوں میں لڑکوں نے حصہ لے کر میڈل جیتے اور انکو اری کمیشن کی رپورٹ کے بعد ان سے میڈل واپس لے لیا گیا۔ اگر دونوں میں مکمل مساوات ہے تو پھر دونوں کے لیے الگ الگ کھیلوں کا انعقاد کیوں ہوتا ہے؟؟ اگر عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ڈریس کوڈ اور جدا لباس ہو تو پھر اس طرح کے دھوکے اور فراڈ کا راستہ خود بخود بند ہو جائے گا۔

(۲۸) دھوکا اور فریب۔

دھوکے اور فریب کو کسی بھی مذہب یا معاشرہ نے اچھے اوصاف میں سے شمار نہیں کرایا ہے۔ جہاں تک ہم نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے کسی بھی مہذب قوم نے اسے قابل تعریف نہیں کہا ہے۔ فریب نہ جانے اب تک کتنے آشیانوں کو اجاڑ چکا اور اجاڑ رہا ہے۔ اور نہ جانے کتنے رشتوں کو توڑتا رہا اور توڑ رہا ہے۔ اسی لیے آج بھی تقریباً دنیا کے ہر ملک کے قانون میں فریب دہی کے خلاف باضابطہ قانون موجود ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے شہریوں کے دل و ضمیر سے اس کمینگی بھری خصلت کو دور کر دیا جائے، یہ اور بات ہے کہ اس کی بہت سی قسموں کو مختلف حیلوں سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے بھی فریب کو سخت مشکلات کا باعث اور جہنم میں لے جانے والا سبب قرار دیا ہے۔

قرآن نے دعا کی مذمت کرتے ہوئے کہا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبُطْلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عَدُوًّا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصَلِّيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ إِنْ تَجَسَّبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝“

”اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی رضامندی سے جو تجارت ہوتی ہے اس سے بطور نفع کھاؤ، نہ ایک دوسرے کو قتل کرو، بے شک اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔ جو سرکشی اور ظلم کے سہارے ایسا کرے گا عنقریب اسے ہم جہنم کی طرف کھینچیں گے جو

اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ اگر تم منع کیے گئے بڑے گناہوں سے بچو تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔“ (سورۃ النساء: ۲۹-۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا، فَقَالَ: مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَمَا يَرَاهُ النَّاسُ، مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي.“

”رسول اللہ ﷺ غلے کے ایک ڈھیڑ کے قریب سے گزرے، اپنا دست مبارک اس میں ڈالا تو تر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: یہ کیسے بھیک گیا؟ غلہ فروش نے کہا: بارش کی وجہ سے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں بھیکے ہوئے کو اوپر رکھنا چاہئے تاکہ لوگ دیکھ سکیں، جو دھوکا کرے وہ میرے چاہنے والوں میں سے نہیں۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۲۹۵، سنن أبی داؤد: الحدیث ۳۴۵۴، جامع الترمذی: الحدیث ۱۳۶۳، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۳۰۹، مسند أحمد: الحدیث ۷۴۹۴، مجمع الزوائد: الحدیث ۶۳۴۴)

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے دھوکا بازی کی مذمت کر کے یہ اعلان فرمادیا ہے کہ ایمان کی تکمیل کے لیے دھوکا بازی جیسی خسیس خصلت سے دور رہنا ضروری ہے۔

بائبل میں فریب، چوری اور جھوٹ سے منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Ye shall not steal, neither deal falsely, neither lie one to another."
(Leviticus, 19/11)

”تم چوری نہ کرنا اور نہ دغا دینا اور نہ ایک دوسرے سے جھوٹ بولنا۔“ (احبار: ۱۱/۱۹)

دھوکا دہی کی مذمت اور اس کے انجام سے باخبر کرتے ہوئے کہا گیا:

"Bread of deceit is sweet to a man; but afterwards his mouth shall be filled with gravel."
(Proverb, 20/17)

”دغا کی روٹی آدمی کو پیٹھی لگتی ہے لیکن آخر کار اس کا منہ کنکروں سے بھرا جاتا ہے۔“ (امثال: ۲۰/۱۷)

آج کے ماحول میں قابل تعریف سائنس و ٹکنالوجی کی ترقی کے منفی اثرات اور معقول جمہوریت کی نامکمل صورت کی متحدہ حکومت نے ایسا ماحول بنایا ہے جس میں دھوکا و فریب کو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا ہے جتنا اس پڑھے لکھے دور سے پہلے کے ان پڑھ لوگ سمجھتے تھے۔ بالخصوص تعلیم اور میڈیکل کے شعبوں میں لالچی ڈاکوؤں کی دراندازی نے ایسے ماحول کو جنم دیا جس میں دھوکا،

فریب بھی ایک فن اور فیشن بن گیا ہے۔ اس ضمن میں بہت سے لوگ لفظ ”حکمت“ کا بھی سہارا لیتے ہیں۔ فریب کے لیے اس لفظ کا استعمال اتنا عام ہو گیا ہے کہ ہمیں یہ خدشہ ہونے لگا کہ آئندہ نسل حکمت کو دھوکہ دہی کا مترادف (Synonym) نہ سمجھنے لگے۔ اسلام اور بائبل نے دھوکہ کی تمام قسموں کو حرام قرار دیا ہے اور اس طرح کی گھٹیا حرکتوں میں ملوث اشخاص کے لیے سخت وعیدیں سنا کر انہیں یہ تنبیہ کر دی ہے کہ حکمت وغیرہ لفظ کا سہارا انسان کے سامنے تو چل سکتا ہے مگر قبر اور حشر میں فریب آمیز حکمت کو وہ نہیں پسند کرے گا جس کے پاس ہتھوڑا ہوگا۔

(۲۹) یتیم و مسکین۔

ہر انسان کی عمر یکساں نہیں ہوتی ہے۔ کوئی بچپن میں فوت ہوتا ہے تو کوئی نوجوانی میں، کوئی جوانی اور ادھیڑ عمر میں، کوئی ایک صدی پوری کرنے کے بعد۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سماج اور معاشرہ میں ہر عمر کے لوگ ملتے ہیں۔ ان میں بیوہ، یتیم، غریب، لاچار اور مسکین بھی ہوتے ہیں جنہیں سماج بالخصوص پڑوسیوں، شناساؤں اور رشتہ داروں کی طرف سے حسن سلوک کی زیادہ ہی آس بندھی ہوتی ہے۔ اور معاشرہ میں ان کے حقوق پہ شب خون مارنے والے سب سے بدترین اور بد اخلاق سمجھے جاتے ہیں، ایسوں کے متعلق بعض یہاں تک کہتے ہیں کہ کمینگی میں ان کا ”دوسرا بھائی“ نہیں ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نے ایسے کمزوروں کو خاص طور سے ذکر کیا ہے اور اپنے اپنے ماننے والوں کو ان پر کسی طرح کی زیادتی سے باز رہنے کی خاص تلقین کی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

”إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا ۝“
 ”جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انکارہ ڈالتے ہیں، وہ عنقریب جہنم سے ملیں گے۔“
 (سورة النساء: ۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشَّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسَّحَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ

الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذَفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

”ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: وہ کونسی چیزیں ہیں؟ فرمایا:

اللہ کا شریک ٹھہرانا، اللہ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا انہیں صحیح باعث کے بغیر قتل کرنا، سود اور

یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور بھولی بھالی مومن عورتوں پہ تہمت لگانا۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۲۷۶۶، ۵۷۶۸، صحیح المسلم: الحدیث ۲۷۲، ۲۸۷۶،

سنن النسائی: الحدیث ۳۶۷۱، ۳۶۸۶، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۷۴۷)

بائبل نے بھی خدا کو یتیموں کا وکیل بنا کر ذکر کیا ہے:

"Remove not the old landmark; and enter not into the fields of the fatherless. For their redeemer is mighty; he shall plead their cause with thee."
(Proverb, 23/10-11)

”قدیم حدود کو نہ سرکا اور یتیموں کے کھیتوں میں دخل نہ کر۔ کیونکہ انکار ہائی بخشے والا زبردست

ہے۔ وہ خود ہی تیرے خلاف اُنکی وکالت کریگا۔“

(امثال: ۲۳/۱۰-۱۱)

کاش اسے وہ لوگ بھی سمجھتے جنہوں نے اپنی طاقت کے نشہ میں کروڑوں بچوں کو یتیم و مسکین بنا دیا۔ اور وہ لوگ بھی ہوش کے ناخن لیتے جنہوں نے یتیم خانوں، آشرموں، اور پناہ گاہوں کو عشرت کدہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دنیا بھر کی حکومتوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے مجرموں کو رو نکلے کھڑے کر دینے والی سزا دے۔

(۳۰) غصہ پینا۔

نوع انسانی کی تباہی میں غصہ نامی انسانی جبلت کا بھی بڑا دخل ہے۔ غصہ نام ہے اس کیفیت کا جس میں انسانی دماغ اپنی حد اعتدال سے تھوڑا دور جا گرتا ہے۔ اپنے قابو کو کھودیتا ہے اور ایک طرح کی ہیجانی کیفیت میں پہنچ جاتا ہے جس میں عام طور پر صحیح فیصلہ کرنا ایک دشوار گزار مرحلہ بن جاتا ہے۔ اسلامی نظریات کے مطابق بنی آدم کا غصہ اسے شیطان کے شکنجے میں ڈال دیتا ہے جہاں شیطان اسے اپنے حربہ کے لیے بڑی آسانی سے استعمال کر لیتا ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ غصہ کی حالت میں آدم زاد اچھے برے کی تمیز، چھوٹے بڑے کا لحاظ یہاں تک کہ ماں باپ اور بزرگوں کا ادب و احترام فراموش کر بیٹھتا ہے اور غصہ ایک نشلی شراب کی طرح اسے اپنے مرتبہ سے گرا کر رسوا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی

ی مہذب اور تعلیم یافتہ ملک و معاشرہ یا مذہب نے اس کیفیت کو تعریف کے لائق نہیں گردانا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے بھی غضب کی مذمت اور غصہ برداشت کرنے کی تعریف کی ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝“

”جو لوگ فراخی و تنگی کی حالت میں خرچ کرتے اور غصہ کو پیتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں یہی لوگ نیک اور قابل تعریف ہیں۔ اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست چھتا ہے۔“ (آل عمران: ۱۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ پہ قابو رکھنے والے شخص کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.“

”پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ صحیح بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت خود پر قابو رکھے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۶۱۱۴، صحیح المسلم: الحدیث ۶۸۰۹، ۶۸۱۰، مسند أحمد بن حنبل: الحدیث ۷۴۲۰، ۷۸۵۵، ۱۰۹۸۷، المؤطاء للامام مالك: الحدیث ۱۶۴۷)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللَّهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ خَرَّنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ.“

”جو اپنے غصہ کو روکے اللہ اس سے عذاب روکے گا، اور جو اپنی زبان پہ کنٹرول رکھے اللہ اس کی پوشیدہ باتوں کو چھپائے گا۔“

(جمع الجوامع: الحدیث ۶۴۷۷، ۶۴۷۸، تفسیر ابن کثیر: آل عمران ۱۳۴)

قرآن مجید نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کو بھی نرم لہجہ گفتگو اختیار کرنے کا حکم دیا تھا:

”وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ ۝“

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجنا، والدین، قرابت دار، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھائی سے بات کرنا اور نماز

قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، پھر تھوڑے کے علاوہ تم بھی پلٹ گئے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۸۲)

قرآن و حدیث کی طرح بائبل نے بھی غصہ کی مذمت کی ہے اور کئی جہتوں سے

اس کی برائی بیان کی ہے:

"Wrath is cruel, and anger is outrageous; but who is able to stand before envy?" (Proverb, 27/4)

”غضب سخت بے رحمی اور قہر سیلاب ہے لیکن حسد کے سامنے کون کھڑا رہ سکتا ہے۔“ (امثال: ۲۷/۴)

اور غصہ و آدمی کو مصیبت سے آگاہ کرتے ہوئے کہا گیا:

"A man of great wrath shall suffer punishment, for if thou deliver him, yet thou must do it again." (Proverb, 19/19)

”شدید الغضب آدمی سزا پائیگا۔“ (امثال: ۱۹/۱۹)

غصہ کونشہ کی طرح دشمن قرار دیتے ہوئے غصہ و آدمی کی صحبت سے منع کیا گیا:

"Make no friendship with an angry man; and with a furious man thou shalt not go. Lest thou learn his ways, and get a snare to thy soul." (Proverb, 22/24-25)

”غصہ و آدمی سے دوستی نہ کر اور غضبناک شخص کے ساتھ نہ جا۔ مبادا تو اسکی روشیں سیکھے اور

اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے۔“ (امثال: ۲۲/۲۴-۲۵)

غیظ و غضب کے برعکس نرم گوئی کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا گیا:

"A soft answer turneth away wrath, but grievous words stir up anger." (Proverb, 15/1)

”نرم جواب قہر کو دور کر دیتا ہے پر کڑی باتیں غضب انگیز ہیں۔“ (امثال: ۱۵/۱)

(۳۱) عفو و درگزر۔

ایک ایسی خوبی جو اگر دانائی سے استعمال کی جائے تو رشتوں کی استواری اور

قربت داری کی بقا کے لیے سب سے بڑا رول ادا کر سکتی ہے اور کرتی بھی ہے۔ معافی و

بخشش کی تلوار کے سہارے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر کیا گیا ہے۔ اسلامی سلطنت کے یورپ

و ایشیا اور افریقہ تک پھیلاؤ میں اس انسانی خوبی کا سب سے بڑا دخل رہا ہے۔ سندھ کی

سرزمین پہ اسلام دشمن فوج کے کمانڈر بھیم سنگھ کو اسلامی فوجی دستہ کے کمانڈر محمد بن قاسم ؓ

کے ذریعہ کئی بار ملنے والی معافی نے انہیں اسلام قبول کر کے اپنی جان اسلام کے لیے وقف

کرنے پر مجبور کر دیا، اور تاریخ اسلام ایسی سینکڑوں مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ آج کے

ہت سے انسانیت شکن انسانی معاشرے میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اس خوبی کو ندہ اور پائندہ بنانے کی کوششوں میں جٹے ہوئے ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا تعلیم یافتہ سماج یا ہب ہوگا جس نے اس کی بعض حالتوں کو چھوڑ کر (جو بزدلی یا حماقت پہ مبنی ہوتی ہیں) اس لاندمت کی ہو۔ اسلام نے تو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف بد عہدی کرنے لے افراد کے علاوہ تقریباً ہر طرح کی غلطیوں کو معاف کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی ہے، اور یہی نہیں بلکہ اخلاص پہ مبنی معافی دینے والوں کو بغیر حساب جنت میں داخلہ کی نارت سنائی ہے۔ اسلام کی طرح مسیحیت نے بھی اس خصلت کی تعریف کی ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ.“

”کوئی بھی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، معاف کرنے والے بندے کی عزت میں اللہ اضافہ فرماتا ہے اور جو شخص اللہ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۶۷۵۷، جامع الترمذی: الحدیث ۲۱۶۱، مسند أحمد: الحدیث ۹۲۴۵، صحیح ابن حبان: الحدیث ۳۳۱۷، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۲۸۷، ۵۰۵۱، ۵۲۴۹)

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:

”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا وَقَفَ الْعِبَادُ لِلْحِسَابِ يُنَادِي مُنَادٍ: لِيَقُمْ مَنْ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ فَلْيَدْخُلِ الْجَنَّةَ، ثُمَّ نَادَى الثَّانِيَةَ: لِيَقُمْ مَنْ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، قَالُوا: وَمَنْ ذَا الَّذِي أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ؟ قَالَ: الْعَافُونَ عَنِ النَّاسِ، فَقَامَ كَذَا وَكَذَا أَلْفًا، فَدَخَلُوا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ.“

”رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندے حساب کے لیے کھڑے ہوں گے تو ایک ندا دینے والا آواز لگائے گا کہ جن لوگوں کا اللہ پر اجر باقی ہے وہ اٹھیں اور جنت میں چلے جائیں، پھر دوسری مرتبہ یہی آواز دی جائے گی، اس سے لوگ پوچھیں گے کہ کن لوگوں کا اجر اللہ پر ہے؟ کہے گا: لوگوں کو بخشنے والوں کا، تو ہزاروں لوگ کھڑے ہو کر جنت میں بے حساب جائیں گے۔“

(الدر المنثور: سورة الشورى ۴۰، جمع الجوامع: الحدیث ۱۵۵۰، کنز العمال: الحدیث ۷۰۰۹، تفسیر ابن کثیر: سورة آل عمران ۱۳۴، تفسیر الحقی: سورة الشورى ۴۰، تفسیر القرطبی: سورة آل عمران ۱۳۴)

اسی طرح بائبل میں بھی انتقام سے دور رہ کر معافی پر ابھارا گیا ہے:

"Thou shalt not avenge, nor bear any grudge against the children of thy people, but thou shalt love thy neighbour as thyself. I am the LORD." (Leviticus, 19/18)

”تو انتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔“
میں خُداوند ہوں۔“ (احبار: ۱۸/۱۹)

ایک اور مقام پہ کہا گیا:

"Say not thou, I will recompense evil; but wait on the LORD, and he shall save thee." (Proverb, 20/22)

”تو یہ نہ کہنا کہ میں بدی کا بدلہ لوں گا۔ خُداوند کی آس رکھ اور وہ تجھے بچائیگا۔“ (امثال: ۲۲/۲۰)

یقیناً بائبل کی تعلیمات کا یہ حصہ۔ بشرطیکہ ”اپنی قوم کی نسل“ کی شرط ہٹا دیں یا قید کو عرفی مان لیں۔ بڑی اچھی چیز ہے جس کی تعریف کی جانی چاہئے۔

دنیا بھر میں بالعموم اور یورپ و امریکہ میں بالخصوص جرائم اور خاص کر ”نابالغ مجرموں“ کی تعداد میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں صرف ایک سال ۲۰۰۸ء میں تقریباً ۲۱۱۰۰۰۰ (اکیس لاکھ دس ہزار) نابالغوں کو گرفتار کیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ جرم کے اسباب میں ایک اہم اور نمایاں سبب غصہ بھی ہے۔ لوگوں کے گرم تیور بالخصوص نوجوانوں کی ’بے احتسابی‘ کے اسباب پہ کنٹرول از حد ضروری ہے۔ اس کے لیے ’بے حساب آزادی‘ اور ’مجرمانہ فلموں‘ پہ قدغن لازمی ہے۔ جیسا کہ بہت سے برطانوی قانون سازوں کا خیال ہے۔

www.dailymail.co.uk/news/article-2620192/Call-change-TV-ratings-protect-children-watch-iPlayer-Adviser-wants-cinema-style-ratings-programmes.html
<http://ncfy.acf.hhs.gov/library/2009/juvenile-arrests-2008> (www.ncjrs.gov 228479)
<http://www.nationaljournal.com/congress/2-million-kids-are-arrested-in-the-u-s-every-year-congress-is-trying-to-change-that-20140502>

(۳۲) بُروں کی صحبت۔

اسلام رواداری کا طلب گار ہے کہ جہاں بھی مسلمان آباد رہیں اپنے پڑوسیوں اور سماج کے لوگوں کے حقوق کا خیال رکھیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔ مگر ایک ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور دلی تعلقات رکھنے سے ایک دوسرے کی عادت و فطرت کا اثر پڑنا تقریباً یقینی ہے، عموماً ایسا ہوتا ہے کہ دوستی بہت اونچے اور عزت دار مقام تک پہنچا دیتی ہے جب کسی اچھی عادت

والے سے ہو، اور اگر یہی دوستی نشہ باز اور آوارہ لوگوں سے ہو تو ایک اچھا بھلا انسان بھی پھانسی کے تختہ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی لیڈروں سے تعلق رکھنے والے سیاست میں آنے کے خواہاں ہوتے ہیں جبکہ چور کے دوست چوری کے پیشہ میں۔ اسی لیے فطرت انسانی چور، ڈاکو، بد عمل، بے ایمان اور بدکار کی صحبت میں بیٹھنے کو اچھا نہیں کہتی ہے، اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ بے ایمان، بدعتی، ملحد و زندق اور فاسق کی ہم نشینی اور ان کی باتیں سننے سے بھی مسلمان خود کو دور رکھے۔ اگر اس طرح کے کسی آدمی سے کاروباری تعلقات رکھنا از حد ضروری ہے تو بھی صرف بزنس کی حد تک محدود رہے، ایسوں سے گھریلو اور دلی تعلقات ہرگز نہ قائم کرے ورنہ ایمان و عقیدے اور تمام اعمال کے برباد ہونے اور اپنی ساکھ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس سلسلے میں بائبل اور امریکہ کے قومی باپو جارج واشنگٹن کا بھی یہی موقف ہے۔

آئیے! پہلے اسلامی نقطہ نظر کو سمجھیں:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ.“

”اے ایمان والو! مسلمانوں کے علاوہ کورازدار نہ بناؤ۔“ (آل عمران: ۱۱۸)

ایک اور مقام پر کہا گیا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ“

”اے مسلمانو! اسلام پسندوں کے علاوہ غیر مسلموں کو دوست نہ بناؤ۔“ (سورة النساء: ۱۴۴)

اس کا مطلب یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اسلام آپسی چارہ جوئی کے خلاف ہے کیوں کہ بھائی چارگی اور رازداری دو الگ الگ چیزیں ہیں، اور فرقہ وارانہ یکجہتی کی حمایت میں قرآن کا واضح اعلان ہے:

”إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ يُظْهِرُوا عَلَيْكُمْ

أَحَدًا فَأَتَمُّوا إِلَيْهِمْ عٰهَدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ“

”مگر جن غیر مسلموں سے تم نے معاہدہ کیا اور انہوں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی، نہ ہی تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ان سے کیے گئے وعدہ کو اچھی طرح نبھاؤ، بے شک اللہ گناہ سے بچنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ (سورة التوبة: ۴)

بائبل بری خصلت والوں کی صحبت سے منع کرتے ہوئے کہتی ہے:

"Make no friendship with an angry man; and with a furious man thou shalt not go. Lest thou learn his ways, and get a snare to thy soul."
(Proverb, 22/24-25)

”غصہ ور آدمی سے دوستی نہ کر اور غضبناک شخص کے ساتھ نہ جا۔ مبادا تو اسکی روشیں سیکھے اور

اپنی جان کو پھندے میں پھنسائے۔“
(امثال: ۲۲/۲۴-۲۵)

غور کریں! ایک غصہ ور کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے صرف اسی بنیاد پہ منع کیا جا رہا ہے کہ اس کی دوستی اور محبت آدمی کی زندگی سے امن و سکون کو دور کر سکتی ہے، تو پھر ملحد و بے ایمان کی ہم نشینی، دوستی اور ان سے دلی محبت کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے جو جنت سے دور کر سکتی ہے.....؟؟
غیر مسیحی، بے ایمانوں اور بد عقیدوں کی ہم نشینی اور ان سے تعلقات قائم کرنے سے واضح الفاظ میں منع کرتے ہوئے کہا گیا:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers, for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel?"

(2Corinthians, 6/14-15)

”بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟“
(کرنٹیوں دوم: ۶/۱۴-۱۵)

ایک بد مذہب اور بے ایمان کی دوستی، صحبت اور دلی محبت کو ایمان و عقیدے کے لیے زہر ہلاہل قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods."

(Exodus, 34/15-16, Ezra, 9/1-3)

”سو ایسا نہ ہو کہ تو اس ملک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اور جب وہ اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور اپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اور کوئی تجھ کو دعوت دے اور تو اسکی قربانی میں سے کچھ کھالے۔ اور تو انکی بیٹیاں اپنے بیٹوں سے بیاہے

اور انکی بیٹیاں اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور تیرے بیٹوں کو بھی اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنا دیں۔“ (خروج: ۳۳/۱۵-۱۶، عزرا: ۱/۹-۱۰-۱۱)

بائبل کا یہ پیرا گراف بتاتا ہے کہ وہ ہمسایہ قوموں اور ملکوں سے عہد معاہدہ اور امن کی بھی حمایت نہیں کرتی ہے۔ ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ نازل ہوا تھا۔ واضح رہے کہ ہم قطعاً اس کے حامی نہیں ہیں کہ غیر مسلموں سے مسلمان کٹ کر رہیں، ان سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھیں۔ ایک محلہ، بستی، شہر اور ملک میں رہنے والوں کے درمیان آپسی بھائی چارگی اور پُر امن تعلقات کا اسلام پر زور حامی ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت سے یہی تعلیم ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے ارد گرد رہنے والے تمام قبیلوں اور بستیوں سے بھائی چارگی اور پُر امن تعلقات کے معاہدوں کی طرف سبقت فرمائی ہے اور قرآن کی آیت دیت میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز سورہ توبہ کی شروع کی آیتوں میں امن پسند غیر مسلموں کے ساتھ اس طرح کی بھائی چارگی اور میل جول کو اچھا کہا گیا ہے۔ لیکن اس کی ایک حد مقرر کی گئی ہے کہ اسلام مخالف کسی حکم میں ان کی دوستی سے زیادہ خدا کی محبت کو اہمیت دی جائے، یہ نہیں کہ کسی غیر مسلم نے ٹیکالگانا چاہا تو وہ بھی لگوا لیا، خنزیر کھانے کی دعوت دی تو اسے بھی کھالیا۔ بتوں کا چڑھا دیا تو اسے بھی ہضم کر لیا۔ بلایا گیا تو بتوں کے سامنے بھی ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ساتھ زیادہ اٹھنے بیٹھنے اور گہرے تعلقات رکھنے سے ایک دوسرے کی چھاپ پڑ جاتی ہے، اور بسا اوقات یہ ایمان کی بربادی تک لے جاتی ہے۔ اگر آج غیر مسلموں سے گہری محبت رکھنے والے بہت سے مسلم نوجوانوں کا تجزیہ کریں تو شاید آپ کو دو چار ایسے ضرور مل جائیں گے جو جانے انجانے میں لاپرواہی کی وجہ سے کلمہ کفر بک دیتے ہیں، جیسے معاذ اللہ خدا نے اس جنت کو کتنے دن میں بنایا ہے، معاذ اللہ اس خوبصورت شہر کو اللہ نے بڑی فرصت سے بنایا اور سنوارا ہے، معاذ اللہ اس کی ناک زیادہ کھڑی نہیں ہے شاید اللہ نے مٹی کم رکھ دی ہوگی۔ اس طرح کے جملے زہریلی صحبت اور اداکاروں کی محبت دل میں بسانے سے نکلتے ہیں، جو دل سے ایمان نکال کر انسان کو کفر کی بنجر وادی میں گرا دیتے ہیں۔ اسی کھائی کی طرف سب سے اخیر میں نقل کیے گئے بائبل کے اقتباس میں واضح رہنمائی کی گئی ہے کہ ایسوں کی دوستی اور ان سے گہرا تعلق جہنم میں پہنچنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

بروں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے صرف ہم ہی منع نہیں کرتے ہیں بلکہ بائبل بھی ہمارے ساتھ ہے، علاوہ ازیں سپر پاور امریکہ کے قومی باپ (Father of Country) اور پہلے امریکی صدر جناب جارج واشنگٹن بھی یہی کہہ گئے ہیں:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."

(www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashington.ht)
(www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

”معزز بننا چاہتے ہو تو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔“

یہی اسلام کا موقف ہے کہ غیروں سے تعلقات بھائی چارگی اور انسانی ضرورت کی حد تک رکھے جائیں، انہیں راز دار نہ بنایا جائے۔

(۳۳) تکبر اور گھمنڈ۔

ایک ایسی خصلت جو انسانی سماج میں فساد لاتی اور رشتوں کی مٹھاس کو دور کر کے اس میں کھٹاس لاتی ہے وہ ہے غرور اور گھمنڈ۔ ایک انسان کو جب کچھ ملتا ہے، وہ کامیابی حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے ہمسروں میں کچھ نمایاں مقام حاصل ہوتا ہے تو وہ خود کو ان سے کچھ زیادہ اہم اور بارتبہ خیال کرنے لگتا ہے، بقیہ لوگوں کو خود سے کمتر گردانتا ہے اور اس کی سوچ میں ناقابل تعریف تبدیلی آجاتی ہے، وہ اپنے انداز گفتگو اور طرزِ زیست کو بدل لیتا ہے، گفتگو کے وقت اپنے لہجہ کو دوسروں سے برتر اور اپنی آواز کو ان سے بلند رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس انداز کو تکبر اور گھمنڈ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی کسی بھی قسم کو کسی بھی مہذب معاشرہ نے قبول نہیں کیا ہے۔ ہر سماج و مذہب نے سختی کے ساتھ غرور و تکبر کی مذمت کی اور اسے لائق نفرت گردانا ہے۔ اس سلسلے میں اکثر لوگوں کی یہ غلط فہمی بھی دور کر دیں کہ بعض اوقات انسان مال و دولت اور شہرت و ناموری کے ساتھ آنے والی مصروفیات یا کثرت کار میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے دوستوں کے لیے ”یارانہ زمانہ“ کی طرح قابل رسائی نہیں رہ جاتا ہے، اس صورت حال کو غرور کا نام نہیں دیا جاسکتا ہے۔ بہت سی غلط فہمیاں اس طرح کی منفی سوچ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ البتہ! پھر بھی متعلقہ شخص کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ دوستوں اور رشتہ داروں کے لیے بھی وقت نکالے اور ان کی دعوت پہ لبیک کہے یا انتہائی مجبور ہو تو معافی کے

ساتھ معذرت کر لے اور کسی وقت کفارہ چکانے کی کوشش بھی کرے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا“

”زمین میں اترا کر نہ چلو، تم نہ زمین کو چیر سکتے ہو، نہ لمبائی میں پہاڑ کو پہنچ سکو گے۔“

(سورة الإسراء: ۳۷)

اس آیت مبارکہ میں اترتے انسان کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس طرح نصیحت کی گئی ہے کہ تھوڑی بھی عقل رکھنے والا آدمی متکبر بننے سے پرہیز کرے گا۔ گردن اکڑ کر چلنے والے انسان کو اس کی اوقات و حیثیت کے بارے میں بتا دیا گیا کہ تمہارے جوتوں کی ٹھوک سے زمین کا سینہ چاک نہیں ہو سکتا، اسی طرح تمہاری اکڑی گردن پہاڑ کی بلندی کو زیر نہیں کر سکتی گی، تمہیں اکڑ دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اللہ نے اتنی بلند چیزیں بھی پیدا کی ہیں جن کی لمبائی تم کو کبھی اور کسی بھی حالت میں نہیں پہنچ سکتے ہو۔ اپنی مغرور گردن کو ذرا پہاڑ کی بلندی سے ملا کر دیکھ لو اپنی حقیقت جان لینے کے بعد خود ہی تمہاری گردن جھک جائے گی۔

قرآن حمید میں مردانا حضرت لقمان حکیم کی اپنے بیٹے کے نام نصیحت کو ان

الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

”يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا

أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ“ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ

فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ“ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ

وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ“

”اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ، اچھائی کا حکم دے، برائی سے روک اور مصیبت پہ صبر کر،

بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔ لوگوں کے لیے اپنے رخسار کو ٹیڑھا نہ کر اور نہ زمین میں اترا

کر چل، بے شک اترانے اور فخر کرنے والے اللہ کو نہیں بھاتے۔ اور اپنی آواز کو پست رکھ،

بے شک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔“ (سورة لقمان: ۱۷-۱۹)

ایک دوسری آیت مبارکہ میں اللہ کے پسندیدہ بندوں کی صفات شمار کرائی گئیں

جن میں تواضع اختیار کرنے والوں کو بھی ذکر کیا گیا:

”وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا“:

”اور رحمن کے بندے زمین پر نرمی سے چلتے ہیں۔“
(سورۃ الفرقان: ۶۳)

پیغمبر اسلام ﷺ نے غرور کی بنیادوں کو ڈھاتے ہوئے ساری دنیا کو ایک قوم اور

ایک قبیلہ قرار دیا اور انہیں آپس میں بھائی بھائی ہونے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبْلَكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ

وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لَأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى-

”اے لوگو! بے شک تمہارا معبود بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک (آدم) ہے، خبردار! کسی عربی کو

کسی عجمی پر، یا کسی عجمی کو کسی عربی پر، یا کسی لال رنگ والے کو کسی کالے پر، یا کسی کالے کو کسی لال رنگ

والے پر کوئی بڑائی حاصل نہیں ہے، فضیلت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔“

(مسند أحمد بن حنبل: الحديث ۲۴۲۰۴، ۲۳۵۳۶، مسند عبد الله بن مبارك: الحديث ۲۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ

أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ-

”کوئی بھی صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، معاف کرنے والے بندے کی عزت میں اللہ اضافہ

فرماتا ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔“

(صحیح المسلم: الحديث ۶۷۵۷، جامع الترمذی: الحديث ۲۱۶۱، مسند أحمد: الحديث

۹۲۴۵، صحیح ابن حبان: الحديث ۳۳۱۷، المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ۱۲۸۷،

۵۰۵۱، المعجم الأوسط للطبرانی: الحديث ۵۲۴۹، سنن الدارمی: الحديث

۱۷۲۹، مجمع الزوائد: الحديث ۱۳۰۶۷، كنز العمال: الحديث ۱۵۷۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَا مِنْ أَمْرٍ إِلَّا وَفِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ، وَالْحِكْمَةُ بِيَدِ مَلِكٍ، فَإِنْ تَوَاضَعَ قَبِيلٌ لِلْمَلِكِ

ارْفَعِ الْحِكْمَةَ، وَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ قَبِيلٌ لِلْمَلِكِ: ضَعِ الْحِكْمَةَ، أَوْ حِكْمَتَهُ-

”ہر شخص کے سر میں حکمت رکھی گئی ہے جسے فرشتہ کنٹرول کرتا ہے، جب وہ تواضع کرتا ہے تو

فرشتہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی حکمت کو بڑھادے اور جب تکبر کرتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس

کی حکمت کو کم کر دو۔“

(مجمع الزوائد: الحديث ۱۳۰۷۲)

ان احادیث مبارکہ میں بڑے دل نشیں انداز میں ہم انسانوں کو اپنی حقیقت اور

ماہیت کے متعلق خبر دے کر سمجھایا گیا کہ تکبر ایک ایسی آگ ہے جو انسان کی انسانیت کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے، جبکہ اس کے برعکس تواضع و انکساری اللہ کو اور بندوں کو بھی پسند ہے اور یہ عادت ایک انسان کو خدا اور اس کی مخلوق دونوں کی نظر میں محبوب بنا دینے والی ہے۔ مٹی سے انسان کی پیدائش کے معاملہ پر اگر ہم غور کریں تو یہ نکتہ بھی ابھر کر سامنے آتا ہے کہ مٹی کی فطرت میں تواضع و انکساری اور جھکاؤ ہے اور جو انسان اس سے انحراف کرتا ہے وہ خود اپنی فطرت سے بغاوت کرتا ہے جو اس کے لیے تباہی کے سوا کچھ نہیں لاسکتا ہے۔

قرآن و حدیث کی طرح بائبل نے بھی تکبر کی پرزور مذمت کی ہے:

"Boast not thyself of to morrow; for thou knowest not what a day may bring forth."
(Proverb, 27/1)

”کل کی بابت گھمنڈ نہ کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ ایک ہی دن میں کیا ہوگا۔“ (امثال: ۱/۲۷)

کتاب زبور میں ہے:

"O LORD God, to whom vengeance belongeth; O God, to whom vengeance belongeth, shew thyself. Lift up thyself, thou judge of the earth, render a reward to the proud. LORD, how long shall the wicked, how long shall the wicked triumph? How long shall they utter and speak hard things? and all the workers of iniquity boast themselves? They break in pieces thy people, O LORD, and afflict thine heritage. They slay the widow and the stranger, and murder the fatherless. Yet they say, The LORD shall not see, neither shall the God of Jacob regard it."
(Psalms, 94/1-7)

”اے خداوند! اے انتقام لینے والے خدا! اے انتقام لینے والے خدا! جلوہ گر ہو۔ اے جہان کا انصاف کرنے والے! اٹھ۔ مغروروں کو بدلہ دے۔ اے خداوند! شریر کب تک۔ شریر کب تک شادیاں نہ بجایا کریں گے؟ وہ بکواس کرتے اور بڑا بول بولتے ہیں۔ سب بد کردار لافزنی کرتے ہیں۔ اے خداوند! وہ تیرے لوگوں کو پیس ڈالتے ہیں اور تیری میراث کو دکھ دیتے ہیں۔ وہ بیوہ اور پردیسی کو قتل کرتے اور یتیموں کو مار ڈالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوند نہیں دیکھے گا اور یعقوب کا خدا خیال نہیں کریگا۔“

(زبور: ۱/۹۴-۷)

کتاب یسعیاہ میں ہے:

"Wherefore it shall come to pass, that when the Lord hath performed his whole work upon mount Zion and on Jerusalem, I will punish the fruit of the stout heart of the king of Assyria, and the glory of his high looks."
(Isaiah, 10/12)

”لیکن یوں ہوگا کہ جب خُداوند کوہِ صیون پر اور یروشلیم میں اپنا سب کام کر چکے گا۔ تب (وہ فرماتا ہے) میں شاہِ اُسور کو اُسکے گستاخِ دل کے ثمرہ کی اور اُسکی بلند نظری اور گھمنڈ کی سزا دوں گا۔“

(یسعیاہ: ۱۰/۱۲)

کتابِ امثال میں مغروروں سے اس طرح نفرت کا اظہار کیا گیا:

"The fear of the LORD is to hate evil, pride, and arrogancy, and the evil way, and the froward mouth, do I hate." (Proverb, 8/13)

”مغرور اور گھمنڈ اور بری راہ اور کجگو منہ سے مجھے نفرت ہے۔“

(امثال: ۸/۱۳)

تکبر کو پستی اور تواضع کو بلندی کا سبب بتاتے ہوئے کہا گیا:

"A man's pride shall bring him low, but honour shall uphold the humble in spirit." (Proverb, 29/23)

”آدمی کا غرور اُسے پست کریگا لیکن جو دل سے فروتن ہے عزت حاصل کریگا۔“

(امثال: ۲۹/۲۳)

مزید اس طرح نفرت کا اظہار کیا گیا:

"These six things doth the LORD hate, yea, seven are an abomination unto him. A proud look, a lying tongue, and hands that shed innocent blood, An heart that deviseth wicked imaginations, feet that be swift in running to mischief, A false witness that speaketh lies, and he that soweth discord among brethren." (Proverb, 6/16-19)

”یہ چھ چیزیں ہیں جن سے خُداوند کو نفرت ہے بلکہ وہ سات ہیں جن سے اُسے کراہیت ہے۔ اُوپچی آنکھیں۔ جھوٹی زبان۔ بے گناہ کا خون بہانے والے ہاتھ۔ بُرے منصوبے باندھنے والا دل۔ شرارت کے لئے تیز رو پاؤں۔ جھوٹا گواہ جو دروغ گوئی کرتا ہے اور جو بھائیوں میں نفاق ڈالتا ہے۔“

(امثال: ۶/۱۶-۱۹)

ان کے علاوہ مزید درج ذیل مقامات پہ تکبر کی مذمت وارد ہے:

تواریخ دوم: ۳۲/۲۵-۲۶، ایوب: ۳۳/۱۷، ۳۵/۱۲، زبور: ۶/۲۹-۷، یسعیاہ: ۹/۹،

۱۰/۲-۱۱/۱۶، ۱۱/۳۶، امثال: ۱۳/۱۰، ۱۴/۳، ۱۸/۱۹۔“

(۳۴) جبہ، عمامہ اور پگڑی۔

ایک ایسا حلیہ جسے آج کی دنیا میں بدنام کرنے کی سب سے زیادہ کوشش کی گئی ہے، اس کے ساتھ جبہ اور بالخصوص پگڑی عام طور پہ دکھائی جاتی ہے۔ عمامہ اور پگڑی کو موجودہ ترقی یافتہ مفکرین نے خوف و دہشت کی علامت بتا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ انہوں نے ایک

ایسی فضا تیار کر دی ہے جس میں ہر شریف داڑھی کرتا، جبہ اور پگڑی والا خونخوار نظر آتا ہے مگر یہ بھی نصرت خداوندی کا ایک عجیب اور ناقابل انکار کرشمہ ہے کہ جس قوم نے اس لباس اور اس مقدس حلیہ کو بدنام اور مشتبہ بنانے کا جو اپنے کاندھوں پہ اٹھا رکھا ہے اس کی سب سے مقدس اور معتبر کتاب 'Holy Bible' نے اسی لباس اور اسی حلیہ کو خدا تعالیٰ کے مقدس و مقرب نیک بندوں کا حلیہ اور یونینفارم قرار دیا ہے۔ کم از کم ہم تو بائبل میں اس طرح کے اقتباسات کے وجود کو رسول اللہ ﷺ کے ان معجزوں میں شمار کیے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد ظاہر ہوئے اور ہورہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

اسلام میں عمامہ باندھنا سنت محبوب دو جہاں ﷺ ہے۔ (صحیح مسلم: باب دخول جواز مکہ بغیر احرام) اور سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی اس سنت عمامہ کو پسند فرماتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں:

”أَنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَلَى بَرْدُونَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ طَرَفُهَا بَيْنَ كَتْفَيْهِ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: رَأَيْتَهُ ذَاكَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.“

”جبرئیل علیہ السلام پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس نچر پہ تشریف لائے اور ان کے سر پر عمامہ تھا جس کا کنارہ دونوں شانوں کے بیچ تھا، میں نے نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے تم نے دیکھا وہ جبرئیل ہیں۔ علیہ السلام۔“

(مسند أحمد بن حنبل: حدیث السیدة عائشة، الحدیث ۲۵۸۹۷، ۲۵۲۲۷)

اس کتاب میں ذکر کیے گئے بہت سے مسائل کی طرح اس سنت نبوی ﷺ کو بھی بائبل نے خراج محبت اور داد تحسین پیش کی ہے۔ بنی اسرائیل کے خدا نے جب مقدس خدمات کے لیے ہارون اور ان کے بیٹوں کا انتخاب کیا تو ان کی تعظیم کے لیے مختلف لباس بنوانے کا حکم دیا جن میں عمامہ اور پگڑی بھی شامل ہیں۔ نیچے نقل کی گئی عبارت کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھیں۔

"Have Aaron your brother brought to you from among the Israelites, along with his sons Nadab and Abihu, Eleazar and Ithamar, so they may serve me as priests. Make sacred garments for your brother Aaron, to give him dignity and honor. Tell all the skilled men to whom I have given wisdom in such matters that they are to make garments for Aaron, for his consecration, so he may serve me as priest. These are the garments they are to make, a breastpiece, an

ephod, a robe, a woven tunic, a turban and a sash. They are to make these sacred garments for your brother Aaron and his sons, so they may serve me as priests." (Exodus, 28/1-4, NIV, IBS, NJ, USA, 1973, 1978, 1984)

”اور تو بنی اسرائیل میں سے ہارون کو جو تیرا بھائی ہے اور اُسکے ساتھ اُسکے بیٹوں کو اپنے نزدیک کر لینا تاکہ ہارون اور اُسکے بیٹے۔ ندب اور ابیہو اور الیعز اور اِتمر کہانت کے عہدہ پر ہو کر میری خدمت کریں۔ اور تو اپنے بھائی ہارون کے لئے عزت اور زینت کے واسطے مقدس لباس بنا دینا۔ اور تو اُن سب روشن ضمیروں سے جنکو میں نے حکمت کی روح سے بھرا ہے کہہ کہ وہ ہارون کے لئے لباس بنائیں تاکہ وہ مقدس ہو کر میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔ اور جو لباس وہ بنائیں گے یہ ہیں یعنی سینہ بند اور اُفود اور جبہ اور چار خانے کا گرتہ اور عمامہ اور کمر بند۔ وہ تیرے بھائی ہارون اور اُسکے بیٹوں کے واسطے یہ پاک لباس بنائیں تاکہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔“

(خروج: ۲۸/۱-۴)

کچھ آیات بعد اس حکم کو پھر دہرایا گیا۔ ایک ایک نقطہ پہ توجہ دیں:

"Make a plate of pure gold and engrave on it as on a seal, HOLY TO THE Lord. Fasten a blue cord to it to attach it to the turban; it is to be on the front of the turban. It will be on Aaron's forehead, and he will bear the guilt involved in the sacred gifts the Israelites consecrate, whatever their gifts may be. It will be on Aaron's forehead continually so that they will be acceptable to the Lord. Weave the tunic of fine linen and make the turban of fine linen. The sash is to be the work of an embroiderer. Make tunics, sashes and headbands for Aaron's sons, to give them dignity and honor."

(Exodus, 28/36-40, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور تو خالص سونے کا ایک پتر بنا کر اُس پر انگشتری کے نقش کی طرح یہ کندہ کرنا خداوند کے لئے مقدس۔ اور اُسے نیلے فیتے سے باندھنا تاکہ وہ عمامہ پر یعنی عمامہ کے سامنے کے حصہ پر ہو۔ اور یہ ہارون کی پیشانی پر رہے تاکہ جو کچھ بنی اسرائیل اپنے پاک ہدیوں کے ذریعہ سے مقدس ٹھہرائیں اُن مقدس ٹھہرائی ہوئی چیزوں کی بدی ہارون اٹھائے اور یہ اُسکی پیشانی پر ہمیشہ رہے تاکہ وہ خداوند کے حضور مقبول ہوں۔ اور گرتا بار یک کتان کا بنا ہوا اور چار خانے کا ہو اور عمامہ بھی بار یک کتان ہی کا بنانا اور ایک کمر بند بنانا جس پر نیل بوٹے کڑھے ہوں۔ اور ہارون کے بیٹوں کے لئے گرتے بنانا اور عزت اور زینت کے واسطے اُنکے لئے کمر بند اور پگڑیاں بنانا۔“

(خروج: ۲۸/۳۶-۴۰)

خدا کے علم میں یہ بات ازل سے ہے کہ بنی اسرائیل عمامہ اور پگڑی کو بدنام

کرنے میں کسی طرح کی کسر نہیں اٹھائیں گے، شاید اس لیے بھی اس نے اس کو عزت اور زینت کا سبب قرار دیا۔ اگلے باب میں ایک بار پھر عمامہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا:

"Put the turban on his head and attach the sacred 'diadem to the turban. Take the anointing oil and anoint him by pouring it on his head. Bring his sons and dress them in tunics and put headbands on them. Then tie sashes on Aaron and his sons. The priesthood is theirs by a lasting ordinance. In this way you shall ordain Aaron and his sons." (Exodus, 29/6-9, NIV, IBS, New Jersey, America, 1973, 1978, 1984)

”اور عمامہ کو اُسکے سر پر رکھ کر اُس عمامہ کے اوپر مقدس تاج لگا دینا اور مسح کرنے کا تیل لیکر اُسکے سر پر ڈالنا اور اُسکو مسح کرنا پھر اُسکے بیٹوں کو آگے لا کر اُنکو کرتے پہنانا اور ہارون اور اُسکے بیٹوں کے کمر بند لپیٹ کر اُنکے پگڑیاں باندھنا تاکہ کہانت کے منصب پہ ہمیشہ کے لئے اُنکا حق رہے اور ہارون اور اُسکے بیٹوں کو مخصوص کرنا۔“ (خروج: ۲۹/۶-۹)

انگریزی اور اردو ادب سے واقف حضرات دونوں اقتباسات میں لفظ عمامہ اور Turban کی تکرار پر غور کریں تو انہیں اس بات کا بخوبی احساس ہوگا کہ محبوب اور اس سے متعلق چیز کا نام بار بار لینا اس کی ضمیر (Pronoun) ذکر کرنے سے کہیں زیادہ چاشنی لاتا ہے، چونکہ خدا اور اس کے محبوب کو عمامہ بہت پسند ہے اسی لیے اس نے ضمیر کی جگہ دو مرتبہ اس لفظ کو ہی ذکر دیا۔

خدا نے صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ بنی اسرائیل نے خدا کے اس حکم پہ عمل بھی کیا:

"For Aaron and his sons, they made tunics of fine linen—the work of a weaver— and the turban of fine linen, the linen headbands and the undergarments of finely twisted linen."

(Exodus, 39/27-28, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور انہوں نے باریک کتان کے بنے ہوئے کرتے ہارون اور اُسکے بیٹوں کے لئے بنائے۔ اور باریک کتان کا عمامہ اور باریک کتان کی خوبصورت پگڑیاں اور باریک بٹے ہوئے کتان کے پاجامے۔“ (خروج: ۳۹/۲۷-۲۸)

ذہن میں بٹھالیں کہ بائبل کی کتاب دانی ایل (۱/۳-۳۰) کے مطابق کافر بادشاہ نبوکدنصر نے جن مقدس لوگوں (سدرک، میسک اور عبدنجو) کو سونے کی مورتی کی پوجا سے انکار کی وجہ سے آگ کی بھٹی میں ڈلوایا تھا مگر وہ آگ کی بھٹی میں بھی بالکل صحیح سلامت تھے، ان نیک لوگوں کے سر پر بھی عمامہ تھا اور ان کے سر کا ایک بال بھی نہیں جلا تھا، جبکہ ان کو آگ

میں ڈالنے والے خود اس آگ کے شعلوں کی تپش سے ہلاک ہو گئے تھے۔ بائبل کی ایک اور کتاب زکریاہ (۵-۱/۳) کے مطابق فرشتہ نے یثوع نامی ایک شخص کو عمدہ کپڑے پہنانے اور اس کے سر پہ عمامہ رکھنے کا حکم دیا اور پھر اسے خدا کے گھر کی حکومت عطا کی۔

ان کے علاوہ درج ذیل دس مقامات پہ بھی عمامہ اور پگڑی کو عزت و بلندی اور نیک اور امر اور شرفا کے لباس کے طور پہ ذکر کیا گیا ہے:

خروج: ۳۱/۳۹، احبار: ۹/۸، ۴/۱۶، سموئیل اول: ۱۹/۲، ۲۷/۱۵، ۱۴/۲۸، ایوب:

۱۴/۲۹، حزقی ایل: ۲۶/۲۱، ۱۵/۲۳، ۱۷/۲۴، ۲۳/۲۴، ۱۸/۲۴۔“

ان چند صفحات کو ہر وہ مسلمان اپنے دل کی تختی پہ لکھ لے جسے یورپ و امریکہ کا سفر درپیش ہو یا وہاں مقیم ہو، تا کہ لباس کی وجہ سے بے جا تنگ کیے جانے کے یہ وقت انہیں کام آسکے۔ اگر کوئی کٹ جتی پہ اترے اور لفظ 'Turban' عمامہ کا انکار کرے تو اس کے

سامنے آکسفورڈ پریس کی ڈکشنریوں سے درج ذیل پیرا گراف بیان کرنا نہ بھولیں:

"A long piece of cloth wound tightly around the head, worn, for example, by Muslim or Sikh men."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

”ایک لمبا کپڑا جسے مضبوطی سے سر کے چاروں طرف باندھا جاتا ہے، جیسے مسلمان اور سکھ

مرد باندھتے ہیں۔“

مسیحی بھائیوں سے گزارش:۔ ہماری رعایت نہ سہی، کم از کم اپنے باپ داداؤں کا لحاظ کرتے ہوئے کرتا و پگڑی اور جبہ کو بدنام کرنے کی تحریک اب بند کر دیجئے۔ یہ آپ کی طرف سے اپنے آبا و اجداد کی روحوں کے لیے ایک بہترین تحفہ ہو سکتا ہے۔

(۳۵) داڑھی۔

مردوں کے چہرے پہ داڑھی خوبصورتی کا باعث ہے جو اللہ نے ان کو بطور تحفہ دیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے داڑھی رکھنی واجب ہے۔ لیکن آج کے ترقی یافتہ جدید دور کو سب سے زیادہ جن چیزوں سے نفرت ہے ان میں مسلمانوں کی داڑھی بھی شامل ہے۔ خیر! ذوق اپنا اپنا۔ یہاں ہماری تحقیق کا تعلق چونکہ بائبل میں اسلامی احکام کی موجودگی سے ہے اسی

لیے ہم اسی کو بیان کریں گے۔ انشاء اللہ پڑھ کر ہر مسلمان کا سینہ کشادہ ہو جائے گا۔

حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفَرُّوا اللَّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.“

”مشرکوں کا طریقہ نہ لو، داڑھی بڑھاؤ، مونچھیں پست کرو۔ نافع کہتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج و عمرہ پہ تشریف لے جاتے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں لیتے اور جو مشت بھر سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۵۸۹۲، ۵۵۵۳، شعب الایمان للبیہقی: الحدیث ۶۱۶۲، ۶۴۳۵، السنن الكبرى للنسائی: الحدیث ۳۳۲۹، ۱۰۱۳۱، المجمع الزوائد: الحدیث ۸۸۴۵، ۸۸۴۶، فتح القدیر: باب ما یوجب القضاء و الکفارة، نصب الرایة فی تخریج أحادیث الهدایة: باب ما یوجب القضاء و الکفارة، تبیین الحقائق: باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسد)

اس حدیث سے ہمارے مسلمان بھائی بھی سبق لیں کہ بے داڑھی چہرہ کو رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں سا چہرہ قرار دیا ہے۔

آئیے! اب سلسلے میں بائبل کا موقف بھی دیکھ لیں۔ بائبل نے عمامہ کی طرح

داڑھی کو بھی نیک اور خدا کے محبوب لوگوں کا جز قرار دیا ہے۔

میت پہ نوحہ زنی اور ماتم کا حکم بیان کرتے ہوئے کاہنوں کو کہا گیا:

"But he shall not defile himself, being a chief man among his people, to profane himself. They shall not make baldness upon their head, neither shall they shave off the corner of their beard, nor make any cuttings in their flesh. They shall be holy unto their God, and not profane the name of their God, for the offerings of the LORD made by fire, and the bread of their God, they do offer, therefore they shall be holy." (Leviticus, 19/4-5)

”چونکہ وہ اپنے لوگوں میں سردار ہے اسلئے وہ اپنے آپ کو ایسا آلودہ نہ کرے کہ ناپاک ہو جائے۔ وہ نہ اپنا سر انکی خاطر بیچ سے گھٹوائیں اور نہ اپنی داڑھی کے کونے منڈوائیں اور نہ اپنے کوزخمی کریں۔ وہ اپنے خدا کے لئے پاک بنے رہیں اور اپنے خدا کے نام کو بے حرمت نہ کریں کیونکہ وہ خداوند کی آتشین قربانیاں جو انکے خدا کی غذا ہیں گذرانے ہیں۔ اسلئے وہ پاک رہیں۔“ (احبار: ۳۱/۴-۵)

اوپر کے پیرا گراف میں جس طرح کاہنوں کو ان چیزوں سے منع کیا گیا، نیچے

کے اقتباس میں عام آدمیوں کو بھی ان چیزوں سے روکا گیا اور انہیں داڑھی کے کونوں کو

بگاڑنے سے بچنے کی ہدایت دی گئی:

"Ye shall not eat any thing with the blood, neither shall ye use enchantment, nor observe times. Ye shall not round the corners of your heads, neither shalt thou mar the corners of thy beard." (Leviticus, 19/26-27)

”تم کسی چیز کو خون سمیت نہ کھانا اور نہ جادو منتر کرنا نہ شگون نکالنا۔ تم اپنے سر کے گوشوں

کو بال کاٹ کر گول نہ بنانا اور نہ تو اپنی داڑھی کے کونوں کو بگاڑنا۔“ (احبار: ۱۹/۲۶-۲۷)

بائبل کے مطابق داڑھی خدا کے نیک بندے، بادشاہ اور فوجی کمانڈر بھی رکھتے

تھے اور یہ ایک اچھی چیز ہے، اس پہ مزید سات (نو) شہادتیں ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) سموئیل اول: ۱۳/۲۱ کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ اور ان کے خدا کے سب سے چہیتے نبی داؤد کی بھی داڑھی تھی۔

(۲) اسی طرح ان کے ایک فوجی کمانڈر عتاسا کی پکڑنے بھر داڑھی کا تذکرہ بھی بائبل (سموئیل دوم: ۹/۲۰) میں ملتا ہے۔

(۳) بائبل کی کتاب عزرا: ۳/۹ کے مطابق بنی اسرائیل کے نیک شخص عزرا جسے عہد نامہ قدیم کا دوسرا کاتب کہا جاتا ہے (آپ اسے مولف بھی کہہ سکتے ہیں) ان کی بھی داڑھی تھی۔

(۴) کتاب یسعیاہ: ۶/۵۰ کے مطابق یسعیاہ نبی کی بھی داڑھی تھی۔

(۵) سموئیل دوم: ۱۱/۱۰-۱۹ اور تواریخ اول: ۱۹/۱۹ تا ۳/۲۰ کے مطابق بنی اسرائیل کے بہادر

سپوتوں میں سے ایک داؤد نے اپنے خادم اور سفیروں کی پوشاک آدھی کروانے اور ان کی داڑھی

آدھی آدھی کٹوانے کے جرم میں بنی عمون کی سلطنت اور ان کے مددگاروں کی اینٹ سے اینٹ

بجادی اور انہیں عبرت ناک سزا سے دوچار کیا۔ آرامیوں کے ۷۰۰ رتھوں پہ سوار تمام آدمی اور

مزید ۴۰ ہزار سواروں کو اس جنگ میں قتل کر دیا گیا۔ ان سفیروں کو اپنی داڑھی کم ہونے پہ اتنی

شرمندگی تھی کہ داڑھی بڑی ہونے تک انہیں وہاں سے نہ آنے کا حکم دیا گیا۔

(۶) زبور ۱۳۳/۲ میں بنی اسرائیل کے نبی داؤد نے داڑھی پہ بہتے تیل پہ خوشی کا اظہار کیا ہے۔

(۷) یسعیاہ: ۱۱/۱۵-۱۲ اور یرمیاہ: ۱/۲۸-۲۷ کے مطابق داڑھی کی کتر کو عذاب اور نوحہ و

ماتم۔ وقت کی بے ترتیب حالت کے طور پہ بیان کیا گیا ہے۔

ہر مسلمان اس کتاب کے اس باب کو ذہن نشیں کر لے تاکہ انہیں کسی بھی وقت کام آئے۔ ہندوستان میں پانچ دس سالوں بعد اس طرح کے عنوانات کی ضرورت یورپ کی طرح ہی بڑھ جائے گی کیونکہ انڈمان نکوبار، کیرلا، تاملناڈو، گوا، آندھرا پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر اور شمال مشرق ہند کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں ہندو جس تعداد میں روپے کے لیے پک رہے ہیں اس سے ہمیں خدشہ ہے کہ آئندہ دس سالوں میں ہندوستان میں ہندو ۷۰ فیصد سے ۵۰ فیصد پہنچا سکتے ہیں۔ جزیرہ انڈمان میں جس رفتار سے ہندوؤں کی تعداد گھٹ رہی ہے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو پانچ دس سالوں میں یہاں کا آخری ہندو بھی عیسائی بن جائے گا۔

(۳۶) جادوگری۔

جادوگری ایک مسلم حقیقت ہے۔ جادو میں فائدے بھی ہیں مگر شراب کی طرح یہ ہریالی کا سبب کم اور بربادی کا باعث زیادہ بنتا ہے۔ آج صرف ہندوستان میں لاکھوں گھر ایسے ہیں جو سحر اور جادو سے پریشان حال ہیں۔ ایک شخص کی کسی سے کہا سنی ہوتی ہے تو وہ جادوگر کا سہارا لے کر اس کے لیے ایسی ترکیب بنواتا ہے کہ وہ بے چارہ پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ کبھی تو یہ سب دوستی کی آڑ میں بھی کیا جاتا ہے۔ یہ چیز بہت مہلک اور خوش حال فیملی کے لیے زہر سے بھی بڑھ کر ہے کہ زہر سے ایک مرتبہ موت ہوتی ہے اور جادو سے متاثر شخص ہر لمحہ ایسی بیماری میں مرتا اور جیتا ہے جس کی صحیح تشخیص اور قابل حل علاج سے میڈیکل سائنس بھی قاصر نظر آتی ہے۔ اسی لیے اسلام اور مسیحیت نے جادو اور جادوگروں سے سختی سے نپٹنے کا حکم دیا ہے۔ دونوں مذاہب نے جادوگروں کے لیے موت سے کم سزا تجویز نہیں کی ہے۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ پختہ ثبوت کے بعد ہی اس طرح کا فیصلہ سنایا جائے۔

حضرت جناب ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ أَتَى كَاهِنًا أَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ.“
 ”جو کسی کہانت دار یا قیافہ شناسی کے دعویٰ دار کے پاس آئے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد (ﷺ) پہ اتاری ہوئی چیز کا انکار کیا۔“

(مسند أحمد: الحدیث ۹۷۸۴، ۱۰۴۳۵، جامع الترمذی: الحدیث ۱۳۵، سنن ابن ماجہ: الحدیث

۶۸۲، مجمع الزوائد: الحدیث ۸۴۹۰، ۸۸۸۷، سنن البیہقی: الحدیث ۱۶۹۳۸، ۱۶۹۳۹)۔

مزید نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ۔“

”جادوگر کی سزا تلوار کی مار ہے۔“

(جامع الترمذی: الحدیث ۱۵۳۲، سنن الدارقطنی: الحدیث ۳۲۵۱، ۱۱۲، المستدرک للحاکم: الحدیث ۸۰۷۳، المعجم الکبیر: الحدیث ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، سنن البیہقی: الحدیث ۱۶۲۷۷، مصنف عبد الرزاق: الحدیث ۱۸۷۵۲)

ان احادیث کی تصدیق کرتے ہوئے بائبل میں کہا گیا:

Regard not them that have familiar spirits, neither seek after wizards, to be defiled by them. I am the LORD your God.

(Leviticus, 19/31, 20/6, Deuteronomy, 18/10-12)

”جو جنات کے یار ہیں اور جو جادوگر ہیں تم اُنکے پاس نہ جانا اور نہ اُنکے طالب ہونا کہ وہ تم

کو نجس بنا دیں۔ میں خد اوند تمہارا خد اہوں۔“ (۴ جہاز: ۱۹/۳۱، ۲۰/۶، استثناء: ۱۸/۱۰-۱۲)

پھر جادوگروں کے لیے سزا کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا:

Any man or woman who consults the spirits of the dead shall be stoned to death; any person who does this is responsible for his death.

(Leviticus, 20/27, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, India, 2008-2009)

”اور وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ ایسوں

کو لوگ سنگسار کریں۔ اُن کا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔“ (۴ جہاز: ۲۰/۲۷)

(۳۷) حق کی گواہی۔

انصاف کے طلب گاروں کے ساتھ بے انصافی کرنا یا گواہی کی ضرورت کے باوجود گواہی نہ دے کر یا جھوٹی گواہی دے کر حق دار کو اس کے حق سے محروم کرنا سب جرم برابر ہیں اور ان میں سے ہر ایک شخص انصاف کا گلا گھونٹنے کا مجرم ہے۔ ایک اچھا انسان یقیناً ان میں سے کسی بھی خصلت کو پسند نہیں کرے گا۔ آج کی عدالتوں سے انصاف ختم کرنے میں سب سے اہم رول اسی جسارت نے نبھایا ہے کہ آج کا انسان مقدس کتابوں پہ ہاتھ رکھ کر بڑی ڈھٹائی سے جھوٹ بولتا ہے اور فاضل جج صاحبان سچ اور حق جان کر بھی غلط فیصلہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلام اور بائبل دونوں نے اس کی سخت مذمت کی ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت سزاؤں کے نفاذ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

قرآن جھوٹی قسم کو دین اور دنیا دونوں لحاظ سے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:
 ”وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخْلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوَاءَ بِمَا
 صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ“

”اپنی قسموں کو بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کوئی قدم جمنے کے بعد پھسلے اور تمہیں اللہ کے راستہ
 سے روکنے کے سبب برائی چکھنی پڑے، اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔“ (سورۃ النحل: ۹۴)

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوبُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ۔“
 ”شُرک، ماں باپ کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی بڑے گناہ ہیں۔“ (صحیح البخاری:

باب اليمين الغموس ۶۶۷۵، ۶۸۷۰، ۶۹۲۰، جامع الترمذی: باب و من سورة النساء ۳۲۹۴)

ایسا نہیں ہے کہ جھوٹی گواہی کا عذاب صرف آخرت میں ملے گا، دنیا میں کوئی
 باروائی نہیں ہوگی کیونکہ شریعت مطہرہ نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ جس فعل کو اسلام نے غلط کہا اور
 اسے جہنم کے عذاب کی وعید سنائی ہے ان کی دنیوی سزاؤں کو علماء و فقہا کی نیک جماعت اور
 اہل وقت کی رائے سے چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ وقت اور حالات کی نزاکت کے حساب سے ان کی
 زامتیں کی جائیں۔ جب جرم بہت کم ہو تو نسبتاً ہلکی سزا نافذ کی جائے اور اگر بہت زیادہ بڑھ
 لیا ہو تو سخت سزا دی جاسکتی ہے۔ جیسے رشوت کہ اگر اس کا لین دین کم ہے تو قدرے آسان
 سزا دی جائے اور اگر بہت زیادہ عام ہوگئی ہو جیسے آج کل ہے، تو بڑی سے بڑی سزا دی جاسکتی
 ہے۔ جیسے کسی نے کسی سے بدکاری کی تہمت لگائی اور اپنے الزام کو تمام شرطوں کی پابندی کے
 ماتھے چار گواہوں کی شہادت سے ثابت نہیں کر سکا تو اس میں ملوث ہر شخص کو اسی کوڑے
 لگائے جائیں گے اور وہ مردود الشہادۃ ہو جائیں گے۔ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

”وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ
 جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ“

”جو پاک عورتوں کو تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی
 گواہی کبھی نہ مانو، وہ لوگ خدا کی اطاعت سے نکلے ہوئے ہیں۔“ (سورۃ النور: ۴)

کوڑے کی اسلامی سزا پہ دور جدید کے شبہات مع جوابات باب نہم ”تعزیراتی قوانین“ میں تحریر ہیں۔ تہمت کے علاوہ جھوٹے دعویٰ کا معاملہ وقت کی نزاکت کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

اسلام کی طرح بائبل نے بھی جھوٹی قسم کو قابل مواخذہ جرم گردانا ہے:

"And if a soul sin, and hear the voice of swearing, and is a witness, whether he hath seen or known of it; if he do not utter it, then he shall bear his iniquity." (Leviticus. 5/1)

”اور اگر کوئی اس طرح خطا کرے کہ وہ گواہ ہو اور اُسے قسم دی جائے کہ اُس نے کچھ دیکھا یا

اُسے کچھ معلوم ہے اور وہ نہ بتائے تو اُس کا گناہ اُسی کے سر لگے گا۔“ (احبار: ۱/۵)

اس مقام پہ ہم امریکی انتظامیہ کو سراہے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عدالتوں کے سامنے جھوٹی گواہی دینے پر پانچ سال تک قید کی سزا کا قانون بنا رکھا ہے، جس کو سنجیدگی سے نافذ کیا جائے تو انصاف کے امکانات یقیناً زیادہ ہوں گے:

"Perjury is considered a serious offence as it can be used to usurp the power of the courts, resulting in miscarriages of justice. In the United States, for example, the general perjury statute under Federal law classifies perjury as a felony and provides for a prison sentence of up to five years." (www.en.wikipedia.org/wiki/Perjury)

”عدالتوں کے سامنے جھوٹا حلف اٹھانا ایک بڑا جرم ہے کیونکہ اس سے کورٹ کے اختیارات

غصب ہو جاتے ہیں جو انصاف کا گلا گھونٹ سکتے ہیں، مثلاً امریکہ میں وفاقی قانون نے

جھوٹی گواہی کو عظیم جرموں کی فہرست میں رکھا ہے جس کی سزا پانچ سال تک کی قید ہے۔“

برطانوی حکمران بھی لائق ستائش ہیں کہ انہوں نے ایسے مجرموں سے سختی سے

نپٹنے کے لیے ۷ سال تک کی سزا کا قانون بنا رکھا ہے۔ (مرجع سابق)

(باب پنجم) معاشی قوانین۔

زندگی کے تمام شعبوں کی طرح معاشیات کے لیے بھی اسلام نے مناسب اور

عمدہ قوانین وضع کیے ہیں۔ آپسی لین دین، قرض، خرید و فروخت، نفع اور نقصان کا پیمانہ کیا

ہونا چاہئے، انسان کے لیے روزی کمانے اور دولت جمع کرنے کے جائز طریقے کون سے

ہیں اور ان کی شکل کیا ہے، ان تمام چیزوں کو اسلام نے قانون کی شکل میں بیان فرما دیا

ہے۔ بیچنے اور خریدنے کو تمام انسان جائز سمجھتے ہیں۔ دنیا کا ہر مذہب اسے جائز قرار دیتا

ہے لیکن کہیں کوئی ”مجنوں“ اسلام دشمنی کے جنون میں کل بیع کو بھی حرام نہ کہنے لگے اس لیے پہلے اس کے حلال ہونے پر قرآن اور بائبل کی شہادت نقل کر دیتے ہیں۔

قرآن فرماتا ہے:

”أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ“:

”اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، تو جس کے پاس اپنے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز آ گیا، تو گذرا ہوا اسی کا ہے اور اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے، اور جو اب سود کی طرف لوٹیں تو وہ جہنمی ہیں وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵)

بائبل میں ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep. If a thief be found breaking up, and be smitten that he die, there shall no blood be shed for him. If the sun be risen upon him, there shall be blood shed for him; for he should make full restitution; if he have nothing, then he shall be sold for his theft. If the theft be certainly found in his hand alive, whether it be ox, or ass, or sheep; he shall restore double." (Exodus. 22/1-4)

”اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرائے اور اسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔ اگر چور سیندھ مارتے ہوئے پکڑا جائے اور اس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مر جائے تو اس کے خون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر سورج نکل چکے تو اس کا خون جرم ہوگا بلکہ اسے نقصان بھرنا پڑیگا اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لئے بیچا جائے۔ اگر چوری کا مال اس کے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھایا بھیڑ تو وہ اس کا دو ٹا بھر دے۔“ (خروج: ۲۲/۱-۴)

البتہ بائبل میں ایک عجیب حکم بھی ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں:

"You must not lend him money at interest or sell him food at a profit." (Leviticus. 25/37. NIV. IBS, New Jersey, USA, 1973, 1978, 1984)

”تو اپنا روپیہ اسے (اسرائیلی کو) سود پہ مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔“ (احبار: ۲۵/۳۷)

انگریزی اقتباس کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

”اسے سود پر قرض مت دو اور نہ ہی اس سے نفع لے کر کھانا بیچو۔“

جب نفع نہیں لے گا تو بیچنے والے کا گزارہ کیسے ہوگا.....؟؟؟

الحاصل خرید و فروخت بالکل جائز اور مناسب ہے، کوئی بھی ہوشمند اس کی حرمت کا قول نہیں کر سکتا ہے۔

(۱) ناجائز نفع۔

ناجائز نفع میں اسلام نے ہر اس نفع کو شمار کیا ہے جس میں جھوٹ، فریب یا کسی کی نا سمجھی، کم فہمی یا بھولے پن کا نامناسب فائدہ اٹھایا گیا ہو۔ ان کی قسموں میں بڑی تفصیل ہے جس کا یہاں موقع نہیں، فقہ کی کتابوں میں ان چیزوں کو بڑی وضاحت اور دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہاں ہم صرف ایک ایسی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں پیغمبر اسلام ﷺ نے لفظوں میں نہ کھول کر بھی ان چیزوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

“التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔”

”سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“

(المعجم الكبير للطبرانی: الحديث ۵۷۷، المستدرک للحکم: الحديث ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، جامع الترمذی: الحديث ۱۲۵۲، سنن الدارمی: الحديث ۲۵۹۴، سنن الدارقطنی: الحديث ۲۸۴۹)

اس حدیث مبارک میں سچ اور امانت پسندی کی قید نے ہر اس نفع کو حرام قرار دیا ہے جو عقل و دانش کے قوانین اور انسانیت کے اصول سے ہٹ کر ہے۔

بائبل میں کہا گیا:

"Are there yet the treasures of wickedness in the house of the wicked, and the scant measure that is abominable? Shall I count them pure with the wicked balances, and with the bag of deceitful weights? For the rich men thereof are full of violence, and the inhabitants thereof have spoken lies, and their tongue is deceitful in their mouth.

Therefore also will I make thee sick in smiting thee, in making thee desolate because of thy sins." (Micah, 6/10-13)

”کیا شریر کے گھر میں اب تک ناجائز نفع کے خزانے اور ناقص و نفرتی پیمانے نہیں ہیں؟ کیا وہ دغا کی ترازو اور جھوٹے باٹوں کا تھیلا رکھتا ہوا بے گناہ ٹھہریگا؟ کیونکہ وہاں کے دولت مند ظلم سے پر ہیں اور اُسکے باشندے جھوٹ بولتے ہیں بلکہ اُنکے منہ میں دغا باز زبان ہے۔ اسلئے میں تجھے

مہلک زخم لگاؤنگا اور تیرے گناہوں کے سبب سے تجھ کو ویران کر ڈالوں گا۔“ (میکہ: ۱۰/۱۳-۱۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی طرح مسیحیت نے بھی حرام و حلال کا کوئی نہ کوئی پیمانہ بنایا ہے، جس کی طرف اس مقام پہ اشارہ کیا گیا ہے۔ آئیے! اس کی تفصیل ذیل میں دیکھتے ہیں۔

(۲) قرض اور سود۔

خدا نے دنیا کا نظام ایسا بنایا ہے کہ ہر شخص اپنی تمام ضروریات کو صرف اپنی مدد سے پوری نہیں کر سکتا ہے۔ شاید کچھ لوگوں کو چھوڑ کر ہر انسان کی زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے جب وہ اپنی ضرورت کے لیے دوسروں سے ادھار مانگنے اور قرض لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے اسلام نے ایک مکمل قانون دیا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْب كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَ لِيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيهِ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْب الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجْرَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنِ مَّقْبُوضَةً فَإِنْ مِنْ بَعْضِكُمْ بَعْضًا فليؤدِّ الَّذِي أُوْتِمِنَ أَمْنَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝“

”اے ایمان والو! جب تم آپس میں ایک مدت کے لیے قرض کا لین دین کرو تو اسے تمہارے درمیان نیکی کے ساتھ لکھنے والا لکھ دے، اللہ نے کاتب کو علم دیا تو وہ لکھنے سے انکار نہ کرے اور لکھ دے، اور جس پر حق آتا ہے وہ اپنے رب اللہ کے خوف کے ساتھ لکھتا جائے اور کوئی کمی نہ

کرے، اور جس پر حق آتا ہو اگر وہ بے وقوف یا کمزور ہو یا لکھنا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے لکھوائے، اور مردوں میں سے دو گواہ پورے کر لو اور اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان میں سے جن کی گواہی تم پسند کرو، تاکہ ایک عورت بھول جائے تو دوسری اُسے یاد دلائے، اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں، قرض چھوٹا ہو یا بڑا اس کی میعاد تک لکھ کر رکھ لو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ، شہادت قائم رکھنے والی اور اس بات سے قریب ہے کہ تم شک میں نہ پڑو، مگر یہ کہ جب تجارت دست بدست نقدی ہو تو اسے نہ لکھنے میں کوئی برائی نہیں، اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو اور نہ ہی وہ کسی کو تکلیف دیں، اور اگر تم نے ایسا کیا تو تم فاسق قرار پاؤ گے، اللہ سے ڈرو وہ تمہیں سکھاتا ہے۔ اللہ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قبضہ دیا ہوا رہن رکھو، جب تم میں سے بعض بعض پہ اطمینان رکھے تو جس کے پاس امانت رکھی گئی وہ اسے لوٹائے اور اپنے رب سے ڈرے، تم گواہی کو نہ چھپاؤ، اور جو گواہی چھپائے اس کا دل گنہگار ہے اور تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔“

(سورۃ البقرۃ: ۲۸۲-۲۸۳)

قرض کے مسئلہ میں بھی بائبل نے قرآنی حکم کی مکمل تائید کی ہے۔ کتاب استثنا میں ہے:

"If there be among you a poor man of one of thy brethren within any of thy gates in thy land which the LORD thy God giveth thee. thou shalt not harden thine heart, nor shut thine hand from thy poor brother. But thou shalt open thine hand wide unto him, and shalt surely lend him sufficient for his need, in that which he wanteth."

(Deuteronomy, 15/7-8, 15/1-3, 15/9)

”جو ملک خد اوند تیرا خد ا تجھ کو دیتا ہے اگر اُس میں کہیں تیرے پھانکوں کے اندر تیرے بھائیوں میں سے کوئی مفلس ہو تو تو اپنے اُس مفلس بھائی کی طرف سے نہ اپنا دل سخت کرنا اور نہ اپنی مٹھی بند کر لینا۔ بلکہ اُسکی احتیاج رفع کرنے کو جو چیز اُسے درکار ہو اُسکے لئے تو ضرور فراخ دستی سے اُسے قرض دینا۔“

(استثنا: ۱۵/۷-۸، ۱۵/۱-۳، ۱۵/۹)

ایک ایسا قرض جو آدم و حوا کے بیٹے اور بیٹیوں کی نمر توڑ دیتا ہے، اس کا نام ”سود“ ہے۔ ایک غریب کسی سے دو روپے قرض مانگ کر لاتا ہے، اس کے عوض دس روپے ادا کر کے بھی وہ دو روپے اس بے چارے پہ اور اس کی موت یا خودکشی کے بعد اس کی نسل پہ باقی رہتے ہیں۔ سود لینے والے کی نگاہ سے دیکھنے پر یہ چیز ہمیں کتنی ہی بھلی کیوں نہ معلوم ہوتی ہو، مگر جب

انصاف کا چشمہ لگا کر دیکھتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کسی کی بے بسی کا بری طرح استحصال ہوتا ہے اور ہمدردی کے مستحق مفلوک الحال بھائی کی دست نگری کو اسی کے خلاف بطور تیشہ استعمال کیا جاتا ہے۔ آج کے دور میں سود آزاد بینکنگ (Interest-free Banking) بھی یورپ کی کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے افراد کے لیے اسلام کو طعن و تشنیع بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ سود کی حرمت کا اسلامی حکم بھی یورپ و امریکہ کے پروفیسروں کی نظر میں اسلام کا ایک غیر معقول اور پسماندگی کی طرف لے جانے والا (Retrogressive) قانون ہے جو اس زمانے میں ناقابل انطباق (Inapplicable) ہے۔ لیکن ہر وہ کتاب جو آسمان سے نازل کی گئی، اس میں سود کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ قرض اور ہر طرح کے لین دین کو سود اور ناجائز استحصال سے پاک رکھنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً، وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝“
 ”اے مومنو! دو نادر سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“ (آل عمران: ۱۳۰)

سود خوری کی مذمت کرتے ہوئے قرآن مزید فرماتا ہے:

”الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ، وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُؤُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝“

”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (اپنی قبروں سے) ان کی مانند کھڑے ہوں گے جنہیں شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس بنا دیا ہو، اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع سود کی طرح ہے۔ اور اللہ نے خرید و فروخت

کو جائز اور سود کو حرام کیا، پس جو اس کے پاس سے نصیحت آجانے کے بعد باز آ گیا تو اس کے لیے وہ حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، اور جو سود کی طرز پلٹا اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ سود کو مٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کو کوئی ناشکر اور گناہوں سے بھرا شخص نہیں بھاتا ہے۔ بے شک جو ایمان لائے، اچھے کام کیے، نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، نہ انہیں خوف ہے نہ رنج۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو اُسے جو سود باقی رہ گیا، اگر تم مسلمان ہو۔ اور اگر تم باز نہ آئے تو تمہارے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اعلان جنگ ہے، اور اگر تم سود سے توبہ کرو تو تمہارے لیے تمہارا اصلی مال ہے، نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں کوئی نقصان پہنچے۔“

(سورۃ البقرۃ: ۲۷۵-۲۷۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

”لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ الرَّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ.“

”رسول اللہ ﷺ نے سود لینے، دینے، اسے لکھنے اور اس کے لیے گواہ بننے والے سب پر لعنت فرمائی ہے۔“

(صحیح المسلم: الحدیث ۴۱۷۷، ۱۰۶، مسند أحمد: الحدیث ۶۴۵، ۱۱۳۲، ۳۹۵۸، صحیح ابن حبان: الحدیث ۳۳۲۱، مشکل الآثار: الحدیث ۱۴۹۶، سنن النسائی: الحدیث ۵۱۱۷، ۵۱۱۸، ۹۳۹۰، ۹۳۹۲، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۳۶۳، مجمع الزوائد: الحدیث ۶۵۸۶)

اور تو اور اسلام نے مقروض (جسے قرض دیا ہو) کی طرف سے ملنے والے تحفہ کو بھی قبول کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ بھی سود کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

”إِنَّكَ فِي أَرْضِ الرَّبَا فِيهَا فَاشٌ وَإِنَّ مِنْ أَبْوَابِ الرَّبَا أَنْ أَحَدَكُمْ يَقْرِضُ الْقَرْضَ إِلَى أَجَلٍ فَإِذَا بَلَغَ أَتَاهُ بِهِ وَبَسَلَةً فِيهَا هَدِيَّةٌ فَاتَّقِ تِلْكَ السَّلَّةَ وَمَا فِيهَا.“

”تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود پھیل رہا ہے، سود کا ایک راستہ یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو ایک مدت کے لیے قرض دیتا، جب وقت ہوتا ہے تو قرضدار قرض اور اس کے ساتھ ایک ٹوکری میں ہدیہ لے کر آتا ہے، تم ٹوکری اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بچو۔“ (سنن البيهقي: باب كل قرض جر منفعة فهو ربا)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قرض دار کے پیڑ کے سایہ تلے نہیں بیٹھتے

تھے۔

(روح البیان: سورۃ بقرہ ۲۰)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی کسی کی مجبوری کے استحصال کو مکمل طور پر حرام قرار دیتے ہوئے سودی قرض سے منع کیا اور امریکہ و یورپ کے حکمرانوں کے باپ دادا کو حکم دیا:

"Do not charge your brother interest, whether on money or food or anything else that may earn interest. You may charge a foreigner interest, but not a brother Israelite, so that the Lord your God may bless you in everything you put your hand to in the land you are entering to possess."

(Deuteronomy, 23/19-20, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا خواہ وہ روپے کا سود ہو یا اناج کا سود یا کسی ایسی چیز کا سود ہو جو بیاج پردی جایا کرتی ہے۔ تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے پر اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دینا تا کہ خداوند تیرا خدا اس ملک میں جس پر تو قبضہ کرنے جا رہا ہے تیرے سب کاموں میں جتکو تو ہاتھ لگائے تجھ کو برکت دے۔“ (استثنا: ۲۳/۱۹-۲۰)

مسالک اربعہ میں سے مذہب حنفی کے ایک حکم پر جو سلطنت اسلامیہ کے علاوہ ملکوں سے متعلق ہے، ظاہر بینوں کی طرف سے ممکنہ ایک شبہ کے ازالہ کے لیے ہم نے مذکورہ بالا پیرا گراف کے ان جملوں کے نیچے لائن کھینچ دی ہے جن سے اعتراض بہ آسانی دور ہو جاتا ہے۔ فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ جن ملکوں میں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے وہاں غیر مسلم سے نفع لینا جائز ہے اور اسی بنیاد پر فقہائے حنفیہ نے غیر مسلم بینکوں سے ملنے والی زائد رقم کو حلال قرار دیا ہے۔ البتہ جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے وہاں کے غیر مسلموں سے بھی سود لینا حرام ہے۔ یہ حکم امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت اور اسلام کے عدل و انصاف کو اور زیادہ روشن کرتا ہے، جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو وہاں غیر مسلموں سے سود لینے کو جائز قرار دینے سے غیر مسلم اقلیتوں (Minorities) پہ ظلم کا دروازہ کھل سکتا ہے، مگر جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں اور اعلیٰ مناصب پہ غیر مسلم بیٹھے ہوں وہاں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ لوگ پھر بھی کہتے ہیں کہ اسلام غیر مسلموں پہ ظلم کرتا ہے۔ ہائے یہ مظلومی!!!!

مزید کہا گیا:

"If you lend money to one of my people among you who is needy, do not be like a moneylender; charge him no interest."

(Exodus, 22/25, NIV, IBS, New Jersey, America, ©1973, 1978, 1984)

”اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو کچھ قرض دے تو اُس سے قرضخواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اُس سے سود لینا“
(خروج: ۲۲/۲۵)

بنی اسرائیل کو مفلس اسرائیلی کے لیے یہ حکم دیا گیا:

"You must not lend him money at interest or sell him food at a profit." (Leviticus, 25/37, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”تو اپنا روپیہ اُسے سود پہ مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا“ (احبار: ۲۵/۳۷)

بائبل میں ان کے علاوہ کم از کم درج ذیل مقامات پہ بھی سود کی قباحت و شناعت

کو بیان کیا گیا ہے: احبار: ۲۵/۳۵-۳۸، زبور: ۱۵/۵، امثال: ۲۸/۸، حزقیال:

۱۸/۵-۹، ۱۸/۱۰-۱۳، ۱۸/۱۲-۱۴۔

ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ صرف سود کے ڈر کی وجہ سے جلد قرض لوٹا دیتے ہیں، ایسے لوگوں کی ذہنیت یہ ہے کہ اگر ان سے سود نہ لیا جائے تو وہ جلد قرض واپس نہیں دیں گے۔ ایسوں سے قرض وصولی کا طریقہ کیا ہوگا.....؟؟ اب ایسوں کو قرض نہ دیا جائے تو وہ بھکمری پہ مجبور ہوں گے جو بالکل غلط ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا حل اسلام نے پہلے سے دے رکھا ہے اور آپ اس پر عمل بھی کرتے ہیں، وہ ہے رہن یا ضمانت جسے بینک کی اصطلاح میں ’سکیورٹی‘ (Security) کہا جاتا ہے، اصول و ضوابط کے مطابق بینک کسی رہن یا ضمانت کے بغیر کسی بھی فرد کو قرض نہیں دیتے ہیں۔ ضمانت کا ایک معاشرتی فائدہ یہ ہے کہ ہر شخص سماج میں اچھا بن کر رہے گا تا کہ مجبوری کی حالت میں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ برے ریکارڈ کی بنیاد پہ ہر کوئی اس کا ضامن بننے سے انکار کر دے۔

واضح رہے کہ اسلام ”مضاربت“ کو حلال قرار دیتا ہے، اس کے لیے کئی شرطیں ہیں جن کی تفصیل آپ بصورت سوال لکھ کر کہنہ مشق مفتیان کرام سے پوچھ سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑی شرط یہ ہے کہ نقصان کی صورت میں رقم لگانے والے کا خسارہ ہوگا۔ اور یہ چیز سودی قرض کے لین دین میں مفقود ہوتی ہے جو ان دونوں یعنی ’مضاربت‘ اور سودی لین دین کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دیتی ہے۔

(۳) رشوت۔

ظلم و ستم اور مجبوروں کے استحصال کی بدترین صورت کا ایک نام رشوت ہے۔ یہ خامی بہت سے ملکوں کو اس کی صلاحیت و قابلیت سے کم ترقی کرنے پر مجبور کر دیتی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ ایشیا کے اکثر ممالک بالخصوص ہندو پاک اپنے باصلاحیت اور قابل فرزندوں کی مدد سے جتنی زیادہ ترقی کر سکتے ہیں انہیں رشوت اور رشوت خور وزراء اور آفیسروں کی بد عملی کی وجہ سے اس سے آدھا موقع بھی میسر نہیں ہو پاتا ہے۔ سرکاری نوکریوں میں مستحقین سے زیادہ غیر مستحق افراد کی شمولیت حد درجہ فسوسناک ہے۔ رشوت کی برائی نے کتنے حقداروں کو حق سے محروم کر دیا۔ حد تو یہ ہے کہ ان ممالک میں انصاف کے سرچشمہ جج صاحبان کے خلاف بھی رشوت خوری کے مقدمات چل رہے ہیں۔ بہت سے ایسے کیسیز کا خلاصہ ہوا جن میں جج صاحبان نے مظلوم پہ ہی انصاف کی کوٹھری میں اور ظلم ڈھادیا۔ بحیثیت تجزیہ نگار ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ چونکہ بچوں کو چار سال کی عمر سے ہی یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ فلاں کورس کو پڑھنا ہے کیونکہ اس میں اتنا پیسہ اور اس میں اتنی دولت ہے، جس کی وجہ سے اس طرح کی سوچ لیے پروان چڑھنے والی نسل حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر دولت کی ذخیرہ اندوزی میں جٹ جاتی ہے اور موقع نہ ہونے پر بھی ایسے لوگ چانس بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حرام کی کمائی سے ٹھاٹ کی زندگی گزارنے والے اشخاص کو سماج اس حلال خور غریب سے زیادہ رتبہ دیتا ہے جس کی ایک ایک پائی خون اور پسینہ کی ہے۔ اس طرح کی منفی سوچ نے بھی سماج و ریاست کو بڑی حد تک رسوا اور برباد کیا ہے۔ اسلام اور مسیحیت نے رشوت کو پوری طرح مسترد کر دیا ہے اور اس طرح کے کام میں ملوث اشخاص کی سخت مذمت کی ہے۔

قرآن نے رشوت اور اس طرح کے تمام ناجائز مال کی حرمت کا اعلان فرماتے ہوئے کہا:

”وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبُطْلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكْمِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝“

”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس غرض سے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طریقے سے جان بوجھ کر کھاؤ۔“ (سورۃ البقرۃ: ۱۸۸)

اور حرام مال کھانے سے منع کرنے پر پادریوں کو زجر کیا گیا:

”لَوْ لَا يَنْهَهُمُ الرَّبِّيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۝“

”گناہ کی بات کہنے اور ناجائز کھانے سے ربی اور پادری انہیں کیوں نہیں روکتے ہیں۔“

(سورة المائدة: ۶۳)

حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ اوی ہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَعَنَ اللَّهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ وَالرَّائِشَ الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمَا.“

”اللہ کی لعنت ہے اس پر جو رشوت لے یا دے یا رشوت کے لین دین کے درمیان واسطہ بنے۔“

(المستدرک للحاکم: الحدیث ۷۱۶۸، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۴۹۴۹، مصنف عبد الرزاق:

الحدیث ۱۴۶۷۰، مسند أحمد: الحدیث ۹۲۶۰، ۹۲۶۸، مصنف ابن ابی شیبہ: الحدیث ۲۱۹۶۹،

المعجم الكبير: الحدیث ۱۹۳۸۷، صحیح ابن حبان: الحدیث ۵۱۶۷، ۵۱۶۸، ۵۰۷۵، ۵۰۷۶)

پیغمبر اسلام ﷺ بے انصاف ججوں کے لیے جہنم کی سزا اور انصاف پسند منصفوں

کے لیے جنت کی جزا کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”الْقُضَلَةُ ثَلَاثَةٌ، وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ

فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ

فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ.“

”قاضی (جج) تین طرح کے ہیں، جن میں سے ایک جنتی اور بقیہ دونوں جہنمی ہیں۔ جنت میں

وہ جج جائے گا جس نے حق کو پہچان کر صحیح فیصلہ دیا۔ جس قاضی نے حق کو جان کر ناحق فیصلہ کیا وہ

جہنمی ہے اور اسی طرح جس قاضی نے معاملہ کی تحقیق کیے بغیر فیصلہ دیا وہ بھی جہنمی ہے۔“

(سنن ابی داؤد: الحدیث ۳۵۷۵، جامع الترمذی: الحدیث ۱۳۷۲، سنن ابن ماجہ:

الحدیث ۲۴۰۴، مشکل الآثار للطحاوی: الحدیث ۳۹، ۴۰، مصنف عبد الرزاق: الحدیث

۲۰۶۷۵، المعجم الكبير للطبرانی: الحدیث ۱۱۴۱، ۴۷۳، المعجم الأوسط للطبرانی:

الحدیث ۳۷۵۴، شعب الایمان للبيهقي: الحدیث ۷۲۷۲، مجمع الزوائد: الحدیث ۶۹۸۹)

بائبل نے اس حکم میں بھی اسلام کے موقف کی پر زور حمایت کی ہے۔ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو ان کے خسر نے مشورہ دیا جس پہ انہوں نے (خروج: ۱۸/۲۳-۲۷) عمل بھی کیا:

"Moreover thou shalt provide out of all the people able men, such as fear God, men of truth, hating covetousness; and place such over them, to be rulers of thousands, and rulers of hundreds, rulers of fifties, and rulers of tens. And let them judge the people at all seasons, and it shall be, that every great matter they shall bring unto thee, but every small matter they shall judge, so shall it be easier for thyself, and they shall bear the burden with thee. If thou shalt do this thing.

and God command thee so, then thou shalt be able to endure, and all this people shall also go to their place in peace." (Exodus, 18/21-23)

”اور تو ان لوگوں میں سے ایسے لائق اشخاص چن لے جو خدا ترس اور سچے اور رشوت کے دشمن ہوں اور انکو ہزار ہزار اور سو اور پچاس پچاس اور دس دس آدمیوں پر حاکم بنا دے۔ کہ وہ ہر وقت لوگوں کا انصاف کیا کریں اور ایسا ہو کہ بڑے بڑے مقدمے تو وہ تیرے پاس لائیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کا فیصلہ خود ہی کر دیا کریں۔ یوں تیرا بوجھ ہلکا ہو جائیگا اور وہ بھی اُسکے اٹھانے میں تیرے شریک ہو جائینگے۔ اگر تو یہ کام کرے اور خدا بھی تجھے ایسا ہی حکم دے تو سب کچھ جھیل سکیگا اور یہ لوگ بھی اپنی جگہ اطمینان سے جائینگے۔“ (خروج: ۱۸/۲۱-۲۳)

بائبل کے اس پیرا گراف سے یہ معلوم ہوا کہ رشوت ایک بری چیز ہے اور خدا سے ڈرنے والے اس سے دور ہی رہتے ہیں۔ مزید یہ کہ رشوت خوروں کو کسی بھی عہدہ پہ فائز کرنا قوم اور خدا سے بے وفائی کے مترادف ہے۔

رشوت بنام تحفہ و ہدیہ کی خرابیاں گناتے ہوئے مزید کہا گیا:

"Thou shalt not wrest the judgment of thy poor in his cause. Keep thee far from a false matter; and the innocent and righteous slay thou not, for I will not justify the wicked. And thou shalt take no gift, for the gift blindeth the wise, and perverteth the words of the righteous." (Exodus, 23/6-8, KJV, by TBR, BSI, 2008. NIV, by IBS, NJ, USA)

”تو اپنے کنگال لوگوں کے مقدمہ میں انصاف کا خون نہ کرنا۔ جھوٹے معاملہ سے دور رہنا اور بے گناہوں اور صادقوں کو قتل نہ کرنا کیونکہ میں شریر کو راست نہیں ٹھہراؤنگا۔ تو رشوت نہ لینا کیونکہ رشوت بیناؤں کو اندھا کر دیتی ہے اور صادقوں کی باتوں کو پلٹ دیتی ہے۔“ (خروج: ۲۳/۶-۸)

رسول اللہ ﷺ نے بھی ”تَهَادُوا تَحَابُّوا“ آپس میں ہدیہ دیا کرو محبت بڑھے گی“ کہہ کر تحفہ دینے لینے کی حوصلہ افزائی کی ہے مگر حج صاحبان اور سرکاری نوکر شاہوں کے تحائف میں تفصیلات ہیں جن میں سے بہت سی صورتیں ناجائز بھی ہیں۔

رشوت سے پرہیز کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا گیا:

"Who lends his money without usury and does not accept a bribe against the innocent. He who does these things will never be shaken." (Psalms, 15/5, NIV, IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”وہ جو اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا۔ ایسے کام کرنے والا کبھی جنبش نہیں کھائیگا۔“ (زبور: ۱۵/۵)

رشوت کو ملک و ریاست کے لیے دیمک قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"By justice a king gives a country stability, but one who is greedy for bribes tears it down." (Proverb, 29/4, NIV, IBS, NJ, US, ©1973, 1978, 1984)

”بادشاہ عدل سے اپنی مملکت کو قیام بخشتا ہے لیکن رشوت ستان اُسکو ویران کرتا ہے۔“ (امثال: ۲۹/۴)

بائبل میں رشوت کو ناقابل معافی جرم قرار دیتے ہوئے یہ نقل کیا گیا ہے:

"And it came to pass, when Samuel was old, that he made his sons judges over Israel. Now the name of his firstborn was Joel; and the name of his second, Abiah, they were judges in Beer-sheba. And his sons walked not in his ways, but turned aside after lucre, and took bribes, and perverted judgment." (1 Samuel, 8/1-3)

”جب سموئیل بڑھا ہو گیا تو اُس نے اپنے بیٹوں کو اسرائیلیوں کے قاضی ٹھہرایا۔ اُسکے پہلو ٹھے کا نام

یوئیل اور اُسکے دوسرے بیٹے کا نام ابیاہ تھا وہ دونوں بیر سبع میں قاضی تھے۔ پر اُسکے بیٹے اُسکی راہ پر نہ

چلے بلکہ وہ نفع کے لالچ سے رشوت لیتے اور انصاف کا خون کر دیتے تھے۔“ (سموئیل اول: ۱۱/۸-۳)

ان کا یہ جرم اتنا بڑا تھا کہ خدا نے انہیں باپ کے شاہی تخت کا وارث بننے سے

محروم کر دیا۔ (سموئیل اول: ۱۱/۸-۱۷/۹)

ان کے علاوہ تواریخ دوم: ۱۹/۷، ایوب: ۱۵/۳۳ اور عاموس: ۵/۷-۱۶ میں

رشوت کی مذمت کا بیان وارد ہے۔

نوٹ: نیوانٹرنیشنل ورژن میں اگرچہ ناجائز کمائی رشوت کو کھلے لفظوں ”Bribe“ کہا گیا ہے

مگر کنگ جیمس ورژن میں اس کے لیے ”Gift“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

ہم نے رشوت کے ناجائز ہونے پر بائبل سے اتنے پیرا گراف اس لیے نقل کیے

ہیں کہ امریکہ نے لابینگ (Lobbying) کو قانونی جواز فراہم کر دیا ہے جبکہ یہ بھی رشوت

ستانی اور بدعنوانی کی ایک شاخ بلکہ اعلیٰ اور طاقت ور قسم ہے۔

(۴) **جوا اور لائری۔**

انسان کی بڑی نفسیاتی کمزوریوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جلد از جلد مالدار بننا

چاہتا ہے اور اس کے لیے مختصر سے مختصر راستہ بھی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس کی

ایک شکل کا نام جوا ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا
أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا.“

”وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے اس میں بڑے گناہ ہیں، اور لوگوں کے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ فائدے سے زیادہ ہے۔“ (سورۃ البقرہ: ۲۱۹)

اس آیت میں دور جدید کے اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ جو میں بہت فائدہ ہے، ایک غریب اور ناکارہ آدمی پل بھر میں مالدار بن جاتا ہے اور لگزری زندگی گزارنے لگتا ہے۔ اگر ایک کمزور اور غریب کو یہ فائدہ ملتا ہے تو اس میں اسلام کو کیا تکلیف ہے جو یہ جو اور لاٹری کو حرام قرار دیتا ہے؟ قرآن نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک شخص جو اب تک چٹائی اور ٹاٹ پہ بیٹھنے والا غریب تھا اب مالداروں کی طرح ٹھاٹ کی زندگی گزار رہا ہے۔ مگر چونکہ اسلام کا دوسرا نام فطرت (Nature) ہے جو صرف ایک پہلو کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ ہر چہار پہلو کو دیکھتا ہے۔ جو جہاں ایک غریب کو کروڑ پتی بنا دیتا ہے وہیں ایک کروڑ پتی کنگال ہو جاتا ہے۔ یعنی ایک آدمی خون پسینہ بہا کر سالوں سال کی محنت کے بعد جو دھن جمع کرتا ہے وہ ایسے شخص کے ہاتھ میں پہنچ جاتا ہے جس کے جسم و جان کی محنت اس دولت میں شامل نہیں ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ کبھی خود کشی کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور اکثر جو جیتنے والوں کو بھی کوئی فائدہ نہیں ملتا ہے کیونکہ مال مفت دل بے رحم۔ مفت کی کمائی مفت میں اڑ جاتی ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کسی کو فری میں بے محنت مالدار بنانا زیادہ اچھا ہے یا کسی کی محنت کی کمائی اور اس کی جان کو بچانا؟؟ اور رہا لاٹری کا مسئلہ تو اس کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ لاٹری جیتنے والے کی نگاہ سے دیکھیں تو بڑی خوبصورت چیز بلکہ دھن کی پری ہے، مگر ایک جیتنے والے کو چھوڑ کر بقیہ ۹۹ فیصد کی نظر سے دیکھیں تو ضیاع وقت و دولت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ لاٹری کی بہت سی قسمیں نکل گئی ہیں جن میں سے انٹرنیٹ اور موبائل لاٹری کے نام پہ دنیا بھر میں جو ٹھگی جاری ہے اس کا نتیجہ بھی جگ ظاہر ہے کہ لاٹری کو قانونی جواز دینے سے جو فائدہ ہے اس کا نقصان کہیں بڑھ کر ہے۔ اور عقلمندوں کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ نفع و نقصان کا تجزیہ کرنے کے بعد اعلیٰ و اذنیٰ کو پسند کیا جاتا ہے نہ کہ ادنیٰ و

نقصان دہ کو۔ اسی کی طرف قرآن نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے کہ اس کا نقصان فائدہ سے زیادہ ہے۔ ہمیں کنگ جیمس ورثن اور نیوانٹرنیشنل ورثن وغیرہ بائبلوں میں جو اکاذب نہیں ملا، البتہ!

بائبل کچھ میں ایسے اقتباسات ہیں جو جو اور لاٹری (لاچ) کے خلاف ہیں۔ کتاب احبار میں ہے:

"Thou shalt not covet thy neighbour's house, thou shalt not covet thy neighbour's wife, nor his manservant, nor his maidservant, nor his ox, nor his ass, nor any thing that is thy neighbour's." (Exodus, 20/17)

”تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لاچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لاچ نہ کرنا اور نہ اُسکے غلام اور اُسکی

لونڈی اور اُسکے نیل اور اُسکے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لاچ کرنا۔“ (خروج: ۱۷/۲۰)

اسی طرح کتاب استنا میں ہے:

"Neither shalt thou desire thy neighbour's wife, neither shalt thou covet thy neighbour's house, his field, or his manservant, or his maidservant, his ox, or his ass, or any thing that is thy neighbour's"

(Deuteronomy, 5/21)

”تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لاچ نہ کرنا اور نہ اپنے پڑوسی کے گھر یا اُسکے کھیت یا غلام یا لونڈی یا

نیل یا گدھے یا اُسکی کسی اور چیز کا خواہاں ہونا۔“ (استنا: ۲۱/۵)

ان دونوں پیراگرافوں میں بائبل نے لاچ سے منع فرمایا ہے، جو جو اور لاٹری کی

سب سے اہم بنیاد ہے۔

جو لاچ کے حسین خواب سے شروع ہوتا ہے مگر آہستہ آہستہ ایسا نشہ بن جاتا جس

میں وہ اچھے برے کی تمیز بھی کھودیتا ہے، اور سب کچھ ہارنے کے بعد اپنی عزت و آبرو ماں

بٹی کو بھی داؤ پہ لگا دیتا ہے، سال ۲۰۱۳ء میں مالده، مغربی بنگال (ہند) میں:

"In a shocking incident, a gambler has fixed his 13-year-old daughter's marriage to his neighbour after losing to him during a marathon gambling session at Krishnapur - Buritala village in Malda district. The father, a compulsive gambler, was locked in a gambling bout with local youth Sukumar Mandal on December 1. After losing everything, he put his girl at stake, and again lost. The two families started making wedding plans immediately after that."

(<http://indiatoday.intoday.in/story/father-loses-daughter-in-gambling-to-marry-her-off-to-winner/1/331004.html-3-231.html>) (<http://indianexpress.com/article/india/india-others/west-bengal-father-to-marry-off-daughter-after-losing-in-gambling/>)

”ضلع مالده کے کرشنا پور بری تلہ گاؤں میں پیش آئے دل دہلا دینے والے ایک حادثہ میں

ایک جواری نے میرا تھن جو میں جو ان پڑوسی سے اپنی ۱۳ سالہ بیٹی کو ہارنے کے بعد اس کی

شادی اسی نوجوان کے ساتھ طے کر دی، عادی جواری نے اربسمبر کو مقامی جوان سکمار منڈل سے جو میں سب کچھ گنوانے کے بعد اپنی بیٹی کو داؤ پہ لگا دیا اور پھر ہار گیا۔ جس کے بعد دونوں خاندان والوں نے فوراً شادی کی تیاری شروع کر دی۔“

اس ایک حادثہ کو ہم نے صرف بطور مثال پیش کیا ہے، ورنہ اہل نظر جانتے ہیں کہ ہر سال اس طرح کے سینکڑوں حادثات رونما ہوتے ہیں اور یہ بھی ”Human Trafficking“ کا ایک بڑا سبب بنتا ہے۔

(۵) ناپ تول۔

بہت سے تاجروں میں ایک بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کر کے اپنی تجارت کو ناجائز طریقہ سے فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ایک بے ایمان اور چور آدمی بھی اسے ناپسند کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ بے ایمان تاجر کو جب اس بارے میں کہا جاتا ہے تو وہ چڑ جاتا ہے۔ قرآن اور بائبل نے بھی اس کی شدت سے مذمت کی ہے اور اسے باعث شرمندگی اور قابل نفرت گناہ قرار دیا ہے۔ اس پہ حکومت تعزیر کر سکتی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”أَلَا تَطْغَوْنَ فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝“
”ترازو میں نا انصافی نہ کرو، انصاف کے ساتھ تولو اور وزن میں کمی نہ کرو۔“ (سورۃ الرحمن: ۸-۹)

مزید ارشاد فرمایا:

”وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ، وَزِنُوا بِالْقِسْطِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝“
”اور جب ناپ تو پورا پورا ناپو، اور برابر ترازو سے تولو، یہ بہتر اور اچھا ہے۔“ (الإسراء: ۳۵)

ایک جگہ مزید فرمایا گیا:

”وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا“
”ناپ اور تول کو برابری سے پورا کرو، ہم کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں دیتے۔“
(سورۃ الأنعام: ۱۵۲)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے ہوئے کہا گیا:

”وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ

وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سَجِينٍ ۝“

”کم تولنے والوں کے لیے خرابی ہے، وہ جب اوروں سے ماپ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، کیا انہیں خیال نہیں ہے کہ انہیں بڑے دن کے لیے اٹھنا ہے جس دن بھی لوگ دنیا کے پانہار کے حضور کھڑے ہوں گے۔ بے شک حد سے گذرنے والوں کی لکھت سب سے نیچے سجین میں ہے۔“ (سورۃ المطففین: ۷-۱)

بائبل نے بھی اس چیز کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"Ye shall do no unrighteousness in judgment, in meteyard, in weight, or in measure. Just balances, just weights, a just ephah, and a just hin, shall ye have. I am the LORD your God, which brought you out of the land of Egypt. Therefore shall ye observe all my statutes, and all my judgments, and do them. I am the LORD." (Leviticus, 19/35-37)

”تم انصاف اور پیمائش اور وزن اور پیمانہ میں ناراستی نہ کرنا۔ ٹھیک ترازو۔ ٹھیک باٹ۔ پورا ایفہ اور پورا ہین رکھنا۔ جو تمکو ملک مصر سے نکال کر لایا میں ہی ہوں خداوند تمہارا خدا سو تم میرے سب آئین اور سب احکام ماننا اور ان پر عمل کرنا۔ میں خداوند ہوں۔“ (احبار: ۱۹/۳۵-۳۷)

اور ایک دیگر مقام پر کہا گیا:

"Divers weights are an abomination unto the LORD; and a false balance is not good." (Proverbs, 20/23)

”دو طرح کے باٹ سے خدا کو نفرت ہے اور دغا کے ترازو ٹھیک نہیں۔“ (امثال: ۲۰/۲۳)

اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ خدا تجارت میں بے ایمانی کو سخت ناپسند کرتا ہے اور ایسے شخص کو انجام کار پچھتا نا پڑتا ہے۔

مگر افسوس آج کل کم ناپ تول کو بھی ایک جدید سوچ اور برابر تولنے کو فرسودہ خیال کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ اکثر کمپنیوں کی مصنوعات کا حال ایسا ہی ہے۔

(۶) امانت۔

ضروریات کے مجسمہ انسانوں کے سامنے زندگی میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں جب وہ اپنی چیز دوسروں کے پاس امانت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے جس نے زندگی کے ہر گوشہ کا حکم صاف صاف بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں بھی

اسلام کی رہنمائی ملتی ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا“

”اللہ حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچاؤ اور جب فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ دو، اللہ تمہیں کیا ہی اچھی نصیحت کرتا ہے، یقیناً اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۵۸)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”ثَلَاثٌ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ فِيهِنَّ رُخْصَةٌ، بَرُّ الْوَالِدَيْنِ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ لِمُسْلِمٍ كَانَ أَوْ كَافِرًا، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ إِلَىٰ مُسْلِمٍ كَانَ أَوْ كَافِرًا.“

”تین چیزوں میں کسی کو بھی رخصت نہیں (۱) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ (۲) وعدہ پورا کرنا چاہے سامنے والا مسلم ہو یا کافر اور (۳) حق دار تک اس کی امانت پہنچانا خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔“

(شعب الایمان للبیہقی: الحدیث ۴۱۹۳، ۴۳۶۳، جمع الجوامع: حرف الثاء: ۵۸)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابوسفیان

سے ہرقل نے پیغمبر اسلام ﷺ کی اچھی صفتوں کے بارے میں پوچھا:

”مَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَرَعَمَتَ أَنَّهُ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيِّ.“

”وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں تو تم نے کہا: وہ تمہیں نماز، صدقہ، پاک دامنی، ایفائے عہد اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں، اے وفد مکہ! سن لو، یہ ایک نبی کی صفت ہے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۲۶۸۱، ۲۵۳۵، ۲۹۴۱، مسند أحمد: الحدیث ۱۷۶۶،

۲۴۱۱، المعجم الكبير: الحدیث ۷۲۷۲، صحیح ابن خزيمة: الحدیث ۲۰۷۳)

امانت داری اتنی اہم چیز ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت علیؓ کو

امانت کی ادائیگی کے لیے وکیل بنا کر اپنے بستر نور پر سلا گئے تھے جبکہ مشرکین مکہ کے دشمن جو ان

آپ کو شہید کرنے کی غرض سے آپ کے کاشانہ اقدس کے باہر تلواریں بے نیام کیے کھڑے تھے۔

بائبل نے بھی اسلامی قانون کی حمایت کرتے ہوئے امانت واپس کرنے کا حکم

دیا ہے۔ کتاب خروج میں ہے:

"If a man deliver unto his neighbour an ass, or an ox, or a sheep, or any beast, to keep; and it die, or be hurt, or driven away, no man seeing it. Then shall an oath of the LORD be between them both, that he hath not put his hand unto his neighbour's goods; and the owner of it shall accept thereof, and he shall not make it good. And if it be stolen from him, he shall make restitution unto the owner thereof. If it be torn in pieces, then let him bring it for witness, and he shall not make good that which was torn. And if a man borrow ought of his neighbour, and it be hurt, or die, the owner thereof being not with it, he shall surely make it good."
(Exodus, 22/10-14)

”اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے پاس گدھ یا بیل یا بھیڑ یا کوئی اور جانور امانت رکھے اور وہ بغیر کسی کے دیکھے مر جائے یا چوٹ کھائے یا ہنکا دیا جائے تو ان دونوں کے درمیان خداوند کی قسم ہو کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کے مال کو ہاتھ نہیں لگایا اور مالک اُسے سچ مانے اور دوسرا اُس کا معاوضہ نہ دے۔ پر اگر وہ اُس کے پاس سے چوری ہو جائے تو وہ اُس کے مالک کو معاوضہ دے۔ اور اگر اُس کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو تو وہ اُس کو گواہی کے طور پر پیش کر دے اور پھاڑے ہوئے کا نقصان نہ بھرے۔“

(خروج: ۲۲/۱۰-۱۴)

اس پیرا گراف سے مکمل رضامندی کے بغیر یہ کہنا صحیح ہے کہ بائبل نے بھی امانت دار کو اس کی چیز واپس دینے کے اسلامی اور عقلی قانون کی حمایت کی ہے اور اس میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔

ہمیں بائبل میں ایک عجیب و غریب حکم ملتا ہے:

"When thou comest into thy neighbour's vineyard, then thou mayest eat grapes thy fill at thine own pleasure; but thou shalt not put any in thy vessel. When thou comest into the standing corn of thy neighbour, then thou mayest pluck the ears with thine hand; but thou shalt not move a sickle unto thy neighbour's standing corn."
(Deuteronomy, 23/24-25)

”جب تو اپنے ہمسایہ کے تاکستان میں جائے تو چھتے انگور چاہے پیٹ بھر کھانا پر کچھ اپنے برتن میں نہ رکھ لینا۔ جب تو اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت میں جائے تو اپنے ہاتھ سے بالیں توڑ سکتا ہے پر اپنے ہمسایہ کے کھڑے کھیت کو ہنسوانہ لگانا۔“

(استثنا: ۲۳/۲۴-۲۵)

اس پیرا گراف کو دیکھ کر کہیں آپ اس شبہ میں نہ پڑ جائیں کہ ہم نے آپ کے سامنے ”اندھیرنگری چوہا راجہ“ نامی کسی تفریحی کتاب کا کوئی اقتباس نقل کر دیا ہے۔ آپ اطمینان رکھیں

ہم نے یہ اقتباس دور جدید کے ناخداؤں کی سب سے مقدس کتاب بائبل سے نقل کیا ہے۔
اسلامی قوانین کو دور جدید کے لیے نامناسب کہنے والے مسیحیوں کا ناطقہ بند کرنے
کے لیے بائبل کا یہی ایک اقتباس کافی ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو اس پیرا گراف کو کتاب اور
آیات نمبر کے حوالہ کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے تاکہ کسی بھی وقت اور کہیں بھی کام آئے۔

(باب ششم) غذائی احکام۔

اللہ جل شانہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو انسان کے فائدے کے لیے پیدا فرمایا
ہے۔ کوئی ایسی چیز نہیں جو انسان کے لیے کسی طرح کا آمد نہ ہو۔ اگر فرق ہے تو طریقہ
استعمال میں۔ انسان اگر صحیح معلومات کے ساتھ کسی چیز کو استعمال کرے تو اسے بہت منافع
حاصل ہوں لیکن اگر مکمل معلومات کے بغیر استعمال میں لائے تو اس کا نقصان ہو سکتا ہے۔
مثلاً سانپ، بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سے نقصان کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا ہے
مگر اس کے جسم اور چمڑے میں کتنی بیماریوں کا علاج چھپا ہے یہ ڈاکٹروں سے معلوم
کریں۔ اسی نکتہ کو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝“

”وہی ہے جس نے تمہارے نفع کے لیے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا جو زمین میں ہیں، پھر
جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے اس نے آسمان کی طرف استوا فرمایا، تو سات آسمان
بنائے اور وہ ہر چیز کو سننے اور جاننے والا ہے۔“
(سورۃ البقرہ: ۲۹)

اس لیے اس آیت کریمہ سے علمائے یہ قاعدہ اور ضابطہ نکالا ہے کہ جب تک کسی
چیز کے بارے میں یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے اس کو منع نہیں
کیا جاسکتا ہے، یعنی اصل الاشیاء الاباحۃ۔

اسی طرح بائبل میں ہے:

"When I consider thy heavens, the work of thy fingers, the moon and
the stars, which thou hast ordained; What is man, that thou art
mindful of him? and the son of man, that thou visitest him? For thou
hast made him a little lower than the angels, and hast crowned him

with glory and honour. Thou madest him to have dominion over the works of thy hands; thou hast put all things under his feet. All sheep and oxen, yea, and the beasts of the field; The fowl of the air, and the fish of the sea, and whatsoever passeth through the paths of the seas."

(Psalms. 8/3-8)

”جب میں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جنکو تو نے مقرر کیا غور کرتا ہوں تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اُسکی خبر لے؟ کیونکہ تو نے اُسے خُدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے اور جلال و شوکت سے اُسے تاجدار کرتا ہے۔ تو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے۔ تو نے سب کچھ اُسکے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔ سب بھیڑ بکریاں گائے بیل بلکہ سب جنگلی جانور ہوا کے پرندے اور سمندر کی مچھلیاں اور جو کچھ سمندروں کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے۔“

(زبور: ۸/۳-۸)

اس بات سے قطع نظر کہ یہ پیرا گراف ہمارے اعتقاد سے مکمل ہم آہنگ نہیں ہے، اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خدا کی ہر مخلوق انسان کے فائدہ کے لیے ہے۔

انگریزی اور اردو اقتباسات کے خط کشیدہ لفظ کو غور سے دیکھیں! ”Angles“ کا ترجمہ اردو میں ”خدا“ لکھا گیا ہے۔ اس ترجمہ نگاری سے کیا مفہوم نکلتا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا یہ ہمارے اس دعویٰ کی حمایت نہیں کرتا ہے کہ انسان کی کارگیری نے آسمان سے اتارے گئے صحائف انبیاء علیہم السلام میں بہت حد تک تبدیلی پیدا کر دی ہے اور بائبل نامی یہ کتاب مکمل طور پر قابل یقین نہیں ہے؟؟؟

(۱) حلال اور حرام جانور۔

دنیا کے بعض جانوروں کو اگر کھایا جائے تو فائدہ مند ثابت ہوں گے اور بعض نقصان دہ۔ اسی لیے اللہ جل شانہ نے حلال اور حرام جانوروں کی ایک فہرست دی ہے کہ مسلمان بلکہ انسان ان جانوروں کو کھائیں اور ان جانوروں سے پرہیز کریں۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ بائبل نے بہت حد تک اسلام کی اس فہرست کی تائید کی ہے:

Clean and unclean food

"Ye are the children of the LORD your God, ye shall not cut yourselves, nor make any baldness between your eyes for the dead. for thou art an holy people unto the LORD thy God, and the LORD hath chosen thee to be a peculiar people unto himself, above all the nations that are upon the earth. Thou shalt not eat any abominable

thing. These are the beasts which ye shall eat, the ox, the sheep, and the goat, The hart, and the roebuck, and the fallow deer, and the wild goat, and the pygarg, and the wild ox, and the chamois. And every beast that parteth the hoof, and cleaveth the cleft into two claws, and cheweth the cud among the beasts, that ye shall eat. Nevertheless these ye shall not eat of them that chew the cud, or of them that divide the cloven hoof; as the camel, and the hare, and the coney, for they chew the cud, but divide not the hoof; therefore they are unclean unto you. And the swine, because it divideth the hoof, yet cheweth not the cud, it is unclean unto you, ye shall not eat of their flesh, nor touch their dead carcase. These ye shall eat of all that are in the waters, all that have fins and scales shall ye eat. And whatsoever hath not fins and scales ye may not eat; it is unclean unto you. Of all clean birds ye shall eat. But these are they of which ye shall not eat, the eagle, and ossifrage, and the ospray, And the glade, and the kite, and the vulture after his kind, And every raven after his kind, And the owl, and the night hawk, and the cuckow, and the hawk after his kind, The little owl, and the great owl, and the swan, And the pelican, and the gier eagle, and the cormorant, And the stork, and the heron after her kind, and the lapwing, and the bat. And every creeping thing that flieth is unclean unto you, they shall not be eaten. But of all clean fowls ye may eat. Ye shall not eat of any thing that dieth of itself, thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien, for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk." (Deuteronomy, 14/1-21, Leviticus, 11/1-23)

”تم خُداوند اپنے خُدا کے فرزند ہو۔ تم مردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا اور نہ اپنے ابرو کے بال منڈوانا۔ کیونکہ تو خُداوند اپنے خُدا کی مقدس قوم ہے اور خُدا نے تجھ کو روی زمین کی اور سب قوموں میں سے چن لیا ہے تاکہ تو اُسکی خاص قوم ٹھہرے۔ تو کسی گھنونی چیز کو مت کھانا۔ جن چوپایوں کو تم کھا سکتے ہو وہ یہ ہیں یعنی گائے نیل اور بھیڑ اور بکری۔ اور ہرن اور چکارا اور چھوٹا ہرن اور بڑکوی اور سا بر اور نیل گائے اور جنگلی بھیڑ۔ اور چوپایوں میں سے جس جس کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی بھی کرتا ہو تم اُسے کھا سکتے ہو۔ لیکن اُن میں سے جو جگالی کرتے ہیں یا اُنکے پاؤں چرے ہوئے ہیں تم اُنکو یعنی اونٹ اور خرگوش اور سافان کو نہ کھانا کیونکہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن اُنکے پاؤں چرے ہوئے نہیں ہیں سو یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ اور سو اُرتہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اُسکے پاؤں تو چرے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو اُنکا گوشت کھانا اور نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگانا۔ آبی جانوروں میں سے تم اُنہی کو کھانا جنکے پر اور چھلکے ہوں۔ لیکن جنکے پر اور چھلکے نہ ہو تم اُسے مت کھانا۔ وہ تمہارے لئے

ناپاک ہے۔ پاک پرندوں میں سے تم جسے چاہو کھا سکتے ہو لیکن ان میں سے تم کسی کو نہ کھانا یعنی عقاب اور استخوان خوار اور بحری عقاب۔ اور چیل اور باز اور گدھ اور انکی اقسام۔ ہر قسم کا کوا۔ اور شتر مرغ اور پُخند اور کوکل اور قسم قسم کے شاہین۔ اور بوم اور آلو اور قاز۔ اور حواصل اور رخم اور پڑگیلا۔ اور لقلق اور ہر قسم کا بگلا اور ہد ہد اور چمگا ڈر۔ اور سب پر دار رنگنے والے جانور تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ وہ کھائے نہ جائیں۔ اور پاک پرندوں میں سے تم جسے چاہو کھاؤ۔ اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اسے مت کھانا۔ تو اسے کسی پر دیسی کو جو تیرے پھانکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اسی کی ماں کے دودھ میں نہ ابالنا۔“ (استنا: ۱/۱۳، احبار: ۱/۱۱، ۲۳)

اخیر کی دو لائونوں کو پڑھ کر اسلام کے اس حکم کی وجہ سمجھ میں آگئی کہ مسلمان کے لیے غیر مسلم کے ہاتھ کا ذبیحہ / گوشت کیوں ناجائز ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح ہو گیا کہ گوروں اور کالوں اور ایشیائی اور مغربی و امریکی کے درمیان نفرت کی دیوار کو کسی کتاب کھینچتی ہے۔

(۲) خنزیر کا حکم۔

ایک ایسا جانور جس کا گوشت مختلف بیماریوں کے لیے گندے سرچشمہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ خنزیر ہے۔ نئی بیماری خنزیری بخار (Swine Flue) خنزیر کا گوشت کھانے والے سے پھیلتی ہے اور اتنی سرعت سے قرب و جوار کے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے کہ بسا اوقات انسان کو اس بھنک بھی نہیں لگ پاتی ہے۔ اللہ رب العزت نے اس کے ہر عضو کو ناپاک قرار دیتے ہوئے اس کا گوشت کھانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ یہ حکم صرف قرآن ہی میں نہیں ہے بلکہ بائبل بھی اس حکم میں قرآن کے ساتھ مکمل اتحاد کا نعرہ لگاتی ہوئی نظر آتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

”بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح خدا کے علاوہ کا نام لیا گیا وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر کھالے جبکہ اس کا دل اس کا

خواہاں نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشش اور رحم والا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۳)

اسی طرح بائبل میں ہے:

"And the swine, because it divideth the hoof, yet cheweth not the cud, it is unclean unto you, ye shall not eat of their flesh, nor touch their dead carcase." (Deuteronomy, 14/8)

اور سو اُرتہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اُسکے پاؤں تو چرے ہوئے ہیں پر وہ جُگالی نہیں کرتا۔ تم نہ تو اُنکا گوشت کھانا اور نہ اُنکی لاش کو ہاتھ لگانا۔“ (استثنا: ۸/۱۴)

کتاب احبار میں ہے:

"And the swine, though he divide the hoof, and be clovenfooted, yet he cheweth not the cud; he is unclean to you. Of their flesh shall ye not eat, and their carcase shall ye not touch; they are unclean to you." (Leviticus, 11/7-8)

”اور سو اُرتہارے لئے اس سبب سے ناپاک ہے کہ اُسکے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں پر وہ جُگالی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمہارے لئے

ناپاک ہے۔ تم اُنکا گوشت نہ کھانا اور اُنکی لاشوں کو نہ چھونا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔“

(احبار: ۱۱/۷-۸)

کتاب یسعیاہ میں خنزیر کھانے والوں کو سخت لہجہ میں وعید سناتے ہوئے کہا گیا:

"They that sanctify themselves, and purify themselves in the gardens behind one tree in the midst, eating swine's flesh, and the abomination, and the mouse, shall be consumed together, saith the LORD." (Isaiah, 66/17)

”وہ جو باغوں کے وسط میں کسی کے پیچھے کھڑے ہونے کے لئے اپنے آپ کو پاک و صاف کرتے

ہیں جو سو اُرتہارے اور مکروہ چیزیں اور چونے کھاتے ہیں خُداوند فرماتا ہے وہ باہم فنا ہو جائیں گے۔“

(یسعیاہ: ۶۶/۱۷)

مزید کہا گیا کہ خنزیر خوری بھی ان گناہوں میں سے ایک ہے جن پر اللہ سخت پکڑ فرمائے گا:

"I am sought of them that asked not for me; I am found of them that sought me not. I said, Behold me, behold me, unto a nation that was not called by my name. I have spread out my hands all the day unto a rebellious people, which walketh in a way that was not good, after their own thoughts; A people that provoketh me to anger continually to my face; that sacrificeth in gardens, and burneth incense upon altars of brick; Which remain among the graves, and lodge in the monuments, which eat swine's flesh, and broth of abominable things is in their vessels; Which say, Stand by thyself, come not near to me; for I am holier than thou. These are a smoke in my nose, a fire that burneth all the day. Behold, it is written before me. I will not keep silence, but will recompense, even recompense into their bosom, Your

iniquities, and the iniquities of your fathers together, saith the LORD, which have burned incense upon the mountains, and blasphemed me upon the hills, therefore will I measure their former work into their bosom." (Isaiah. 65/1-7)

”جو میرے طالب نہ تھے میں انکی طرف متوجہ ہوا۔ جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا۔ میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں۔ میں نے سرکش لوگوں کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے۔ ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبرو باغوں میں قربانیاں کرنے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برا فروختہ کرتے ہیں۔ جو قبروں میں بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے اور سوار کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شور با موجود ہے۔ جو کہتے ہیں تو الگ ہی کھڑا رہ۔ میرے نزدیک نہ آ کیونکہ میں تجھ سے زیادہ پاک ہوں۔ یہ میری ناک میں دھوئیں کی مانند اور دن بھر جلنے والی آگ کی طرح ہیں۔ دیکھو میرے آگے یہ قلمبند ہوا ہے۔ پس میں خاموش نہ رہوں گا بلکہ بدلہ دوں گا۔ خداوند فرماتا ہے ہاں انکی گود میں ڈال دوں گا تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بد کرداری کا بدلہ اکٹھا دوں گا جو پہاڑوں پر خوشبو جلاتے اور ٹیلوں پر میری تکفیر کرتے تھے۔ پس میں پہلے انکے کاموں کو انکی گود میں ناپ کر دوں گا۔“

(یسعیاہ: ۶۵/۱-۷)

اس میں خدا کی ناراضگی کے اسباب میں ایک وجہ خنزیر کھانے کو بھی شمار کیا گیا ہے۔ خنزیر خوری کے حوالے سے بائبل کا انداز بیان قرآن سے کہیں زیادہ سخت اور تیز ہے مگر اس کے باوجود بائبل پہ ایمان رکھنے والی قوم خنزیر کھانے میں سب سے آگے ہے۔ مسیحی یہ کہہ سکتے ہیں کہ خنزیر کو تو ریت (کتاب احبار اور کتاب استثنا) اور کتاب یسعیاہ میں حرام کہا گیا ہے اور مسیح کی آمد کے بعد اسے حلال کر دیا گیا۔ اس پر عرض ہے کہ مسیح کا یہ قول پڑھیں اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destroy but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jot or one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled. Whosoever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosoever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens." (Matthew. 5/17-19)

”یہ نہ سمجھو کہ میں تو ریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ

پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو ریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔“ (متی: ۱۵/۱۷-۱۹)

اگر مسیحی یہ مانتے ہیں کہ بائبل کا یہ اقتباس جعلی نہیں ہے تو ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں بچ جاتا ہے کہ وہ قرآن کے اس حکم کو مان لیں کہ خنزیر حرام ہے اور ان کے مذہبی رہنماؤں نے انہیں حقیقی دین عیسوی سے بہت دور پہونچا دیا ہے۔ بستی میں آم لانے والا کہہ رہا ہے کہ میں مفت میں بانٹنے کے لیے لایا ہوں مگر جن کو تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ پیسہ کے عوض بیچنے کے لیے لایا گیا ہے، یہ کھلی بددیانتی اور بے ایمانی کی اعلیٰ قسم ہے۔ ۲۰ جنوری ۲۰۱۴ء کو ہم ایک کانفرنس میں تھے، دورانِ اجلاس ایک جید عالم کی طبیعت خراب ہوئی اور انہیں ویمبرلی گنج پرائمری ہیلتھ سینٹر لے جایا گیا، کانفرنس ختم ہونے کے بعد ہم بھی ان سے ملنے گئے، ایک بند وارڈ کے اوپر لگے اس بورڈ نے ہماری توجہ کھینچ لی:

"Swine Flu Isolation Ward"

"خنزیری بخار ویرانہ وارڈ"

غالباً ہماری زندگی کا یہ پہلا واقعہ تھا جب ہم نے کسی طرح کے مریض کے لیے کسی ہاسپٹل کے اندر "ویرانہ وارڈ" کا بورڈ لگا دیکھا تھا۔ ہم نے اپنے موبائل کا استعمال کرتے ہوئے فوراً تصویر محفوظ کر لی تاکہ تحقیق میں آسانی ہو۔ جب ہم نے اس سلسلے میں امریکی انتظامیہ کی ویب سائٹ (http://www.cdc.gov/h1n1flu/guidelines_infection_control.htm)

کو کھنگالاتو ہمیں یہ جانکاری حاصل ہوئی کہ خنزیری بخار والوں پہ سب سے کم عذاب یہ ہے کہ ان کے ساتھ چھوت چھات کا رویہ برتا جانا چاہئے اور ان کے ساتھ اچھوت کی رسم سے بھی زیادہ زیادتی مجبوری بن جاتی ہے، محفل کی زینت رہنے والے شخص کو بھی زندوں کے لیے سب سے بڑی سزا "تنہائی" کاٹنی پڑ جاتی ہے۔ میڈیکل رپورٹ خنزیری بخار کے مریضوں کے ساتھ جو رویہ اپنانے کا حکم دیتی ہے وہ نہایت لرزہ خیز ہے، یہ سب عذاب ہے خدا کے حکم کو ٹھکرانے کا۔

کسی بھی چیز کو کھانے سے اتنی خطرناک وائرس بھری بیماری نہیں پیدا ہوتی ہے جتنی خنزیر کو کھانے سے ہوتی ہے۔ اس پیراگراف کو پڑھیں:

"Although isolation is difficult to achieve in the long-term care setting, caregivers should endeavor to the extent possible to keep infected residents in their rooms and away from other residents."

(www.amda.com/tools/clinical/swineinfluenza.pdf)

(www.betterhealth.vic.gov.au/bhcv2/bhcarticles.nsf/pages/Swine_flu)

(www.who.int/csr/resources/publications/swineflu/clinical_management_h1n1.pdf)

”طویل مرحلہ علاج میں خنزیری بخار والوں سے دوری اگرچہ بہت مشکل ہے مگر پھر بھی دیکھ بھال کرنے والوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ متاثر مریض کو ان کے کمروں میں محصور اور دوسرے لوگوں سے دور رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔“

(۳) جانور کا خون۔

خون اگرچہ اپنے اندر کتنی ہی ضروریات رکھتا ہو مگر بہت خون پینا انسان کے لیے مشکلات پیدا کرنے کا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے خون کو حرام قرار دیا ہے۔ اور یہ فیصلہ صرف قرآنی نہیں ہے بلکہ بائبل میں بھی بیسیوں مرتبہ خون پینے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

”بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح اللہ کے علاوہ کا نام لیا گیا وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر لے لے جبکہ اس کا دل اس کا خواہش مند نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“ (سورۃ البقرہ: ۱۷۳)

اسی طرح بائبل میں کہا گیا ہے:

"Ye shall not eat any thing with the blood, neither shall ye use enchantment, nor observe times." (Leviticus, 19/26)

”تم کسی چیز کو خون سمیت نہ کھانا اور نہ جادو منتر کرنا۔ نہ شگون نکالنا۔“ (احبار: ۲۶/۱۹)

بائبل کی پہلی کتاب پیدائش میں کہا گیا:

"But flesh with the life thereof, which is the blood thereof, shall ye not eat." (Genesis, 9/4)

”مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اسکی جان ہے نہ کھانا۔“ (پیدائش: ۴/۹)

ان کے علاوہ درج ذیل جگہوں سے خون پینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے:

”أَحْبَار: ۱۷/۳، ۲۶/۷-۲۷، ۱۰/۱۷، ۱۲/۱۷، ۱۲/۱۷، استثنا: ۱۶/۱۲، ۲۳/۱۲، ۲۴/۱۲، ۲۵/۱۲، سموئیل اول: ۱۴/۳۱-۳۵۔“

(۴) مردار۔

وہ جانور جو خود بخود مردار جاتا ہے اسے مردار کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی قانون

یہ ہے کہ اس کو نہ کھایا جائے۔ بائبل کا بھی یہی موقف ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَمِ ذَلِكَمْ فِسْقٌ، الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ، الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

”مردار، خون، سور، جس جانور پہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا کا نام بلند کیا گیا ہو، گلا گھونٹا، بے دھار کی چیز سے مارا گیا جانور، جو گر کر مر رہا ہو، جو کسی جانور کی سینگ سے مرا ہو یا جسے کسی درندہ نے کھالیا ہو یہ سب تم پہ حرام ہیں۔ مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پہ ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہیں۔ پانسہ ڈال کر تقسیم کرنا گناہ ہے، آج تمہارے دین سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی، تو تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو، آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پہ اپنی نعمت پوری کر دی اور دین اسلام کو تمہارے لیے پسند کیا۔ جو بھوک پیاس کی شدت میں بے بس ہو دریاں حالیکہ دل گناہ کی طرف مائل نہ ہو تو بے شک اللہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔“

(سورة المائدة: ۳)

بائبل نے اس معاملہ میں بھی اسلام کے موقف کی حمایت کی ہے۔ اس نے اپنی

چہیتی قوم بنی اسرائیل سے کہا:

"Ye shall not eat of any thing that dieth of itself, thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien, for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not see the a kid in his mother's milk."

(Deuteronomy, 14/21)

”اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پر دیسی کو جو تیرے پھانکوں کے اندر

ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اسی کی ماں کے دودھ میں نہ اُبالنا۔“ (استنا: ۱۴/۲۱)

ان کے علاوہ احبار: ۷/۲۴، ۱۷/۱۵، ۸/۲۲، حزقی ایل: ۴/۱۴، ۳۱/۳۴ مواقع پہ بھی مردار نہ کھانے کا حکم سنایا گیا ہے۔

مسیحیوں کے رسول پولس جو دین کو لوگوں کی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے قانون کے موجد ہیں انہوں نے مسیحیوں کے لیے دین کو بہت آرام دہ بناتے ہوئے صرف چار چیزوں پہ عمل کا حکم دیا جو درج ذیل ہیں:

“That ye abstain from meats offered to idols, and from blood, and from things strangled, and from fornication, from which if ye keep yourselves, ye shall do well. Fare ye well.” (Acts, 15/29, 15/19-20, 21/25)

”تم بُتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرام کاری

سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔“

(اعمال: ۱۵/۲۹، ۱۹/۱۵، ۲۰/۲۱، ۲۵)

یہ اس شخص کا قول ہے جو مسیح کے حواریوں میں سے بھی نہیں ہے، اور یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ مسیحیوں کی دشمنی میں گزارا، نہ جانے کتنے مسیحیوں کو یہودیوں کے ساتھ مل کر گرفتار کروایا، قید خانہ میں ڈلوا کر انہیں اذیت ناک موت سے ہمکنار کروایا (اعمال: ۲۲/۳-۵) مگر اچانک رُخ بدلا اور تنہائی میں پیش آئے ایک حادثہ (جس پہ اعتبار نہیں کیا جاسکتا)۔ (اعمال: ۲۲/۶-۲۹) کو مدعا بنا کر مسیحیت کے پرچارک ہی نہیں بلکہ ”سربراہِ اعلیٰ“ اور رسول تک بن بیٹھے۔ انہوں نے مسیح کی ساری تعلیمات کو یک لخت قلم زد کرتے ہوئے مسیحیت کی ساری بنیادوں کو ڈھادیا، افسوس تو ان پادری اور عیسائی اسکالرز پہ ہے جن کی نگاہوں کے سامنے ان کے مالک و مختار کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کی گئی اور پھر بھی خاموش رہے، کیا ایسے لوگ جنہوں نے مسیح کی تعلیمات کا خون کیا یا خون ہوتے دیکھ کر بھی چپ تماشا بنے رہے مسیح کی خوشی حاصل کر پائیں گے.....؟؟

(۵) **غیر مسلم کی دوکان اور ہوٹل کا گوشت۔**

غیر مسلم کی دوکان اور ہوٹل سے گوشت خریدنے اور ان کی پارٹی / دعوت کے گوشت

کے بارے میں اسلامی ضابطہ یہ ہے کہ ذبح کرنے والا مسلم ہو جس نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہو اور کھانے والے مسلمان کے ہاتھ میں پہنچنے تک کسی بھی لمحہ وہ گوشت مسلمان کی نظریا حفاظت سے غائب نہ ہوا ہو۔ اگر ایک سکند کے لیے بھی نظر مسلم سے غائب رہا تو وہ گوشت مسلمان کے لیے حرام ہو جائے گا۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جو بہت سے لوگوں کے ذہن میں شبہات پیدا کر سکتا ہے۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ بھائی چارگی کا تقاضا یہ ہے کہ مذہب کے نام پہ اس طرح کا فرق نہ کیا جائے۔ مگر ہمارے ایسے بھائی خود اچنبھے میں پڑ کر چکرا جائیں گے جب بائبل کا آنے والا پیرا گراف پڑھیں گے۔ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں:

"Ye are the children of the LORD your God, ye shall not cut yourselves, nor make any baldness between your eyes for the dead. for thou art an holy people unto the LORD thy God, and the LORD hath chosen thee to be a peculiar people unto himself, above all the nations that are upon the earth. Thou shalt not eat any abominable thing..... Ye shall not eat of any thing that dieth of itself, thou shalt give it unto the stranger that is in thy gates, that he may eat it; or thou mayest sell it unto an alien, for thou art an holy people unto the LORD thy God. Thou shalt not seethe a kid in his mother's milk." (Deuteronomy, 14/1-21)

”تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو۔ تم مردوں کے سبب سے اپنے آپ کو زخمی نہ کرنا اور نہ اپنے ابرو کے بال منڈوانا۔ کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے اور خدا نے تجھ کو روی زمین کی اور سب قوموں میں سے چن لیا ہے تاکہ تو اُسکی خاص قوم ٹھہرے۔ تو کسی گھنونی چیز کو مت کھانا۔ اور جو جانور آپ ہی مر جائے تم اُسے مت کھانا۔ تو اُسے کسی پردیسی کو جو تیرے پھانکوں کے اندر ہو کھانے کو دے سکتا ہے یا اُسے کسی اجنبی آدمی کے ہاتھ بیچ سکتا ہے کیونکہ تو خداوند اپنے خدا کی مقدس قوم ہے۔ تو حلوان کو اسی کی ماں کے دودھ میں نہ ابالنا۔“ (استنا: ۱۴/۲۱)

امید ہے کہ یہ اقتباس پڑھنے کے بعد ہمارے مسلمان دانشور اور اہل فکر حضرات مثلاً سیاست داں، سائنسداں، صحافی، ڈاکٹرز، پروفیسرز، انجینئرس، نوکر شاہ، تاجر وغیرہ اسلام سے متعلق کسی بھی مسئلہ پہ اپنی رائے کا اظہار کرنے اور نئے فیشن کو اپنانے سے پہلے جید علما سے رابطہ کر کے اسلامی نقطہ نظر کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

اور ہم نے جن جملوں کو انڈر لائن کیا ہے انہیں اپنے ذہن کی تختی پہ ہمیشہ ہمیش کے لیے محفوظ کر لیں تاکہ بہت سے شبہات و اعتراضات کا جواب خود بخود مل جائے۔

(۶) بتوں کا چڑھاوا۔

عبادت کے لائق صرف ایک ہستی ہے اللہ جل شانہ۔ اس کے سوا کسی کی بھی عبادت جائز نہیں ہے، بلکہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی پوجا غیر مشروط شرک ہے جس کا کرنے والا اگر توبہ نہ کرے تو (بائبل اور قرآن دونوں بلکہ عقل کے مطابق بھی) سخت عذاب کا مستحق ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا اسے وہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے آدمی کے لیے خدا سے شفاعت نہیں فرمائیں گے چاہے وہ ان کا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔

چونکہ صرف اللہ کی عبادت درست ہے اس لیے ہر وہ قربانی اور جانور حرام ہے جس کی قربانی سے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت اور پوجا کی نیت کی جائے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

”إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ“

”بے شک تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح اللہ کے علاوہ نام لیا گیا ہو وہ جانور حرام کیا گیا ہے، تو جو مجبوری کی حالت میں ضرورت بھر کھالے جبکہ اس کا دل اس کا خواہاں نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۳)

اور سورۃ انعام میں کہا گیا:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ“

”اس جانور کا گوشت نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا، یقیناً یہ (ذبح کے وقت خدا کا نام جان بوجھ کر چھوڑ دینا) ایک بڑا گناہ ہے۔ بے شک شیطان اپنے پیلوں کی طرف بات پہنچاتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں، اور اگر تم نے ان کی پیروی کی تو تم بھی مشرک ٹھہرو گے۔“ (الانعام: ۱۲۱)

اسی طرح بتوں کی قربانی کے گوشت کو بائبل میں بھی حرام گردانتے ہوئے کہا گیا:

"Wherefore my sentence is, that we trouble not them, which from among the Gentiles are turned to God. But that we write unto them, that they abstain from pollutions of idols, and from fornication, and from things strangled, and from blood." (Acts. 15/19-20, 15/29, 21/25)

”پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم انکو

تکلیف نہ دیں۔ مگر انکو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی مکروہات اور حرام کاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہوسے پرہیز کریں۔“
(اعمال: ۱۹/۱۵، ۲۰، ۲۹/۱۵، ۲۱/۲۵)

اگر آپ غور کریں تو آپ کو درج بالا پیرا گراف کے بین السطور (Between Lines) سے یہ پیغام بھی مل رہا ہوگا کہ مادی ترقی کے دور میں مذہب عیسائیت بہت تیزی سے پھیلے گا، جو آج ہو رہا ہے۔ کیونکہ پولس کا واضح پیغام ہے کہ غیر قوم سے مسیحیت میں آنے والوں کو تکلیف نہ دو۔ مسیحیت کے رسول پولس نے مزید کہا:

"That ye abstain from meats offered to idols, and from blood, and from things strangled, and from fornication, from which if ye keep yourselves, ye shall do well. Fare ye well."
(Acts, 15/29)

”تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔ اگر تم ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے۔“ (اعمال: ۲۹/۱۵)

اس مقام پہ ایک چیز کی وضاحت ضروری ہے کہ کسی کی عبادت کرنا اور کسی کی خوشی چاہنا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اگر آپ جانور اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نیت سے ذبح کریں تو یہ کھلا شرک ہے جو توبہ کے بغیر قابل معافی نہیں، لیکن اگر آپ کسی انسان مثلاً اہل خانہ، رشتہ دار اور دوستوں کی خوشی لیے جانور خدا کا نام لے کر ذبح کریں تو یہ جائز ہے۔ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ اگر مسلمانوں کو خوش کرنے کی نیت کے ساتھ دعوت کو سنت ابراہیمی اور سنت رسول ﷺ سمجھ کر جانور ذبح کریں تو اجر عظیم پائیں گے بشرطیکہ ذبح کے وقت صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

(۷) درندوں کا جوٹھا۔

جس جانور کو کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو اس کے متعلق قانون اسلامی یہ ہے کہ اس کا گوشت ضائع کر دیا جائے، کسی مسلمان کے لیے اس کو کھانا جائز نہیں ہے۔ اس معاملہ میں بائبل بھی ہماری تائید کے لیے کمر بستہ نظر آتی ہے۔

اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَاللَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ“:

”تمہارے لیے مردار، خون، خنزیر، جس پہ ذبح کے وقت اللہ کے علاوہ کا نام بلند کیا گیا ہو، گلا گھونٹا

ہوا، بے دھار کی چیز سے مارا گیا جانور، جو گر کر مرا ہو، جو کسی جانور کی سینگ سے مرا ہو یا جسے کسی درندہ نے کھا لیا ہو یہ سب حرام ہیں۔“

(سورۃ المائدہ: ۳)

مسیحیوں کی مذہبی کتاب بائبل نے اس مقام پہ بھی اسلام کا ہاتھ تھام رکھا ہے:

"And ye shall be holy men unto me, neither shall ye eat any flesh that is torn of beasts in the field; ye shall cast it to the dogs."

(Exodus, 22/31, Leviticus, 17/15-16)

”اور تم میرے لئے پاک آدمی ہونا۔ اس سبب سے درندوں کے پھاڑے ہوئے جانور کا

گوشت جو میدان میں پڑا ہوا ملے مت کھانا۔ تو اُسے کتوں کے آگے پھینک دینا۔“

(خروج: ۲۲/۳۱، احبار: ۱۷/۱۵-۱۶)

مزید کہا گیا:

"And the fat of the beast that dieth of itself, and the fat of that which is torn with beasts, may be used in any other use, but ye shall in no wise eat of it."

(Leviticus, 7/24)

”جو جانور خود بخود مر گیا ہو اور جسکو درندوں نے پھاڑا ہو انکی چربی اور کام میں لاؤ تو لاؤ پر

(احبار: ۷/۲۴)

اُسے تم کسی حال میں نہ کھانا۔“

ان کے علاوہ احبار: ۱۷/۱۵، ۸/۲۲، حزقی ایل: ۴/۱۴، ۳۱/۲۴ میں بھی درندوں کے

پھاڑے ہوئے جانور کے گوشت اور مردار کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

(۸) شراب اور نشہ آور چیز۔

بہتی ہوئی ایک ایسی چیز جو شروع میں بھلی لگتی ہے اور دل کو کھینچتی ہے مگر انجام کار بربادی

تک پہنچا کر دم لیتی ہے، اس کا نام شراب ہے۔ اس نے اب تک بے شمار گھروں کو اجاڑا ہے اور آج

بھی اس کے قہر کا سلسلہ جاری ہے۔ شراب کے متوالے خواہ اس کے جتنے بھی فوائد شمار کرائیں لیکن اتنا

تو انہیں ماننا ہی پڑے گا کہ اس میں اچھائی سے زیادہ خرابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شراب کو قانونی جواز

فراہم کرنے والی حکومتوں کی جانب سے بھی سڑکوں پہ عام طور پر اس طرح کا بورڈ لگایا جاتا ہے:

"Don't mix drinking and driving"

”نشہ اور ڈرائیونگ کو جمع نہ کریں“ یعنی شراب پی کر گاڑی نہ چلائیں۔

اور انہی حکومتوں نے شراب پی کر گاڑی چلانے کو ایک قانونی جرم گردانا ہے۔ حالانکہ

شراب پی کر گاڑی چلانے یا محلہ میں گھومنے یا گھر میں رہنے سے نتیجہ کچھ زیادہ نہیں بدلتا ہے۔

نشہ میں بدست شخص کیا کیا کرتوت انجام دیتا ہے اس سے ہر کوئی دانا اور ذی ہوش باخبر ہے۔ خود بائبل نے (پیدائش: ۲۰/۹-۲۷ میں) ذکر کیا ہے کہ شراب کی وجہ سے (معاذ اللہ) نوح کو اتنی بے خبری ہو گئی کہ وہ برہنہ ہو گئے مگر کوئی ہوش نہیں رہا۔ اسی طرح اسی بائبل (پیدائش: ۱۱۹-۳۰-۳۸) میں یہ بھی لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) لوط کو ان کی بیٹیوں نے شراب میں مست کر کے ان سے قریب ہوئیں اور بچے جنے۔ اور یہ صرف بائبل کی بات نہیں ہے، بلکہ تجربے سے بھی اس کے نقصانات ثابت ہوتے ہیں۔ آپ انٹرنیٹ پر اس موضوع پر تلاش کر کے دل کی تسلی کر لیں۔ شراب بنانے، بیچنے اور پینے کو قانونی حیثیت دے کر پھر اس سے بچنے کی تلقین اور نصیحت دی جاتی ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص آپ کے گھر میں سانپ چھوڑ دے اور پھر اس سے بچنے کی ترکیب بتائے۔ یقیناً کوئی بھی ایسے شخص کو دانا دوست اور ہمدرد نہیں گردانے گا۔ کسی بھی عقلمند مہذب قوم نے شراب جیسی نشہ آور چیز کی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی ہے۔ شراب ہر آسمانی شریعت میں حرام رہی ہے اور قیامت تک حرام رہے گی۔ اللہ جل شانہ قرآن حمید میں شراب اور جوا کے متعلق تمام شبہات کو سمیٹتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنْفَعٌ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝“

”(اے نبی ﷺ!) وہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجئے کہ اس میں بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے کچھ فائدہ ہے، اور ان میں نقصان فائدہ سے کہیں زیادہ ہے، وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے کہ حاجت سے زیادہ کو، اللہ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیوں کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔“ (سورۃ البقرہ: ۲۱۹)

صرف قرآن ہی وہ اکیلی کتاب نہیں ہے جس نے شراب کی حرمت، قباحت اور برائیوں کو بیان کیا ہے بلکہ بائبل نے تقریباً پچاس سے زائد مقامات پر شراب کی خرابی، اس سے پیدا ہونے والی مشکلات اور اس کے مفسدات کو ذکر کیا ہے۔

بائبل شراب کی حقیقت کو ایک جملہ میں بیان کرتے ہوئے کہتی ہے:

"Wine is a mocker, strong drink is raging, and whosoever is deceived thereby is not wise." (Proverb, 20/1)

”مے مسخرہ اور شراب ہنگامہ کرنے والی ہے اور جو کوئی ان سے فریب کھاتا ہے دانا نہیں۔“

(امثال: ۲۰/۱)

حرام کاری اور شراب کو عقل کے لیے زہر ہلاہل قرار دیتے ہوئے کہا:

"Whoredom and wine and new wine take away the heart." (Hosea, 4/11)

”بدکاری اور مے اور نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔“

(ہوسیع: ۴/۱۱)

شراب کی خرابی کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

"It is not for kings, O Lemuel, it is not for kings to drink wine; nor for princes strong drink, Lest they drink, and forget the law, and pervert the judgment of any of the afflicted." (Proverb, 31/4-5)

”بادشاہوں کو اے لموئیل! بادشاہوں کو میخواری زیبا نہیں اور شراب کی تلاش حاکموں کو شایان

نہیں مبادا وہ پی کر قوانین کو بھول جائیں اور کسی مظلوم کی حق تلفی کریں۔“ (امثال: ۳۱/۴-۵)

کاش امریکہ و یورپ کے حکمراں اس قانون کے پابند ہوتے!!! تو عالمی جنگوں

میں کروڑوں جانوں کا نقصان اور پھر اس کے بعد قتل و غارت کے نہ تھمنے والا سلسلے کا سامنا

نہیں کرنا پڑتا، اور نہ ہی ہیر و شیمانا گاسا کی یہ ایٹم بموں کی بارش ہوتی۔

نشہ میں دھت شرابی کیسی کیسی حرکتیں کرتا ہے، بائبل نے انہیں بھی ذکر کیا ہے:

"Who hath woe? who hath sorrow? who hath contentions? who hath babbling? who hath wounds without cause? who hath redness of eyes? They that tarry long at the wine; they that go to seek mixed wine. Look not thou upon the wine when it is red, when it giveth his colour in the cup, when it moveth itself aright. At the last it biteth like a serpent, and stingeth like an adder. Thine eyes shall behold strange women, and thine heart shall utter perverse things. Yea, thou shalt be as he that lieth down in the midst of the sea, or as he that lieth upon the top of a mast. They have stricken me, shalt thou say, and I was not sick; they have beaten me, and I felt it not, when shall I awake? I will seek it yet again." (Proverbs, 23/29-35)

”کون افسوس کرتا ہے؟ کون غمزدہ ہے؟ کون جھگڑالو ہے؟ کون شاکی ہے؟ کون بے سبب گھائل

ہے؟ اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ وہی جو دیر تک مے نوشی کرتے ہیں۔ وہی جو ملائی ہوئی مے کی

تلاش میں رہتے ہیں۔ جب مے لال لال ہو۔ جب اسکا عکس جام پر پڑے اور جب وہ روانی کے

ساتھ نیچے اترے تو اُس پر نظر نہ کر کیونکہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹی اور افعی کی طرح ڈس جاتی ہے۔ تیری آنکھیں عجیب چیزیں دیکھیں گی اور تیرے منہ سے اٹی سیدھی باتیں نکلیں گی۔ بلکہ تو اُسکی مانند ہوگا جو سمندر کے درمیان لیٹ جائے یا اُسکی مانند جو مستول کے سرے پہ سو رہے۔ تو کہیں گے انہوں نے تو مجھے مارا ہے پر جھکو چوٹ نہیں لگی۔ انہوں نے مجھے پیٹا ہے پر مجھے معلوم بھی نہیں ہوا۔

میں کب بیدار ہوں گا؟ میں پھر اُس کا طالب ہوں گا۔“ (امثال: ۲۳/۲۹-۳۵)

اس پیرا گراف کا ایک ایک لفظ قابل توجہ ہے اور ہماری حمایت میں سرفروش بنا ہوا ہے۔ اس مقام پہ ترجمہ کی ایک اور خیانت سے پردہ اٹھاتے چلیں۔ کنگ جیمس بائبل میں ہے:

"Thine eyes shall behold strange women." (Proverb, 23/33)

”تیری آنکھیں اجنبیہ عورتوں پہ نظر ڈالیں گی۔“

بائبل کا یہ انگریزی ترجمہ اس سروے رپورٹ کی صراحتہ تصدیق کرتا ہے کہ عورتوں کے سر سے چادرِ عزت چھیننے میں شراب کا اہم کردار ہے۔

نیوانٹرنیشنل ورژن میں ہے:

"Your eyes will see strange sights." (Proverb, 23/33)

”تمہاری آنکھیں عجب منظر دیکھیں گی۔“

جبکہ بائبل سوسائٹی ہند کی اردو بائبل میں ہے:

”تیری آنکھیں عجیب چیزیں دیکھیں گی۔“

شراب کے متعلق پولی مذہب (موجودہ مسیحیت) کے بانی پولس افسی مسیحیوں کو کہتے ہیں:

"And be not drunk with wine, wherein is excess; but be filled with the Spirit;" (Ephesians, 5/18)

”اور شراب میں متوالے نہ بنو کیونکہ اس سے بد چلنی واقع ہوتی ہے بلکہ روح سے معمور

ہوتے جاؤ۔“ (افسیوں: ۵/۱۸)

شراب کو ام النجائت اور فساد اور غلطیوں کی جڑ بتاتے ہوئے کہا گیا:

"But they also have erred through wine, and through strong drink are out of the way; the priest and the prophet have erred through strong drink, they are swallowed up of wine, they are out of the way through strong drink; they err in vision, they stumble in judgment." (Isaiah, 28/7)

”لیکن یہ بھی مے خواری سے ڈگمگاتے اور نشہ میں لڑکھراتے ہیں۔ کاہن اور نبی بھی نشہ میں

چور اورے میں غرق ہیں۔ وہ نشہ میں جھومتے ہیں۔ وہ رویا میں خطا کرتے اور عدالت میں لغزش کھاتے ہیں۔“

(-یسایاہ: ۷/۲۸)

آفریں بر تو! بائبل نے تو مسلمانوں کے منہ کی بات چھین لی ہے۔

اوپر ذکر کیے گئے تمام اقتباسوں کو پڑھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی صوفی مسلم اسکالر کے وعظ و نصیحت کی مجلس ہے جس میں کسی خوف کے بغیر وہ اپنی بات کھل کر کہہ رہے ہیں۔ یہ اسلام کی حقانیت کی دلیلوں میں سے ہے کہ جو قوم مسلمانوں کو شراب حرام کہنے کی بنیاد پر طعن و تشنیع کا نشانہ بناتی ہے خود ان کی مقدس اور مذہبی کتاب شراب نوشی کو تمام برائیوں کی جڑ بتاتے ہوئے سختی سے منع کرتی ہے۔

ان کے علاوہ بھی بہت سے مقامات مثلاً احبار ۸/۱۰، امثال ۲۳/۲۰، سموئیل اول

۱۱/۱-۱۷، رومیوں ۱۳/۲۱ میں بھی شراب سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

برطانوی حکومت بھی تسلیم کرتی ہے کہ شراب پی کر ڈیوٹی اچھی بات نہیں ہے۔

برطانوی پولیس کے لیے حالیہ دنوں میں دس نکاتی نیا ضابطہ اخلاق نافذ کیا جا رہا ہے جس کا یہ حصہ خاص قابل مطالعہ ہے:

"The code will advise officers against turning up for work 'unfit or impaired for duty as a result of drinking alcohol', using drugs."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2689664/Police-face-sack-rude-public-banned-having-scx-duty-new-code-ethics.html) (www.telegraph.co.uk/news/politics/georgcosborne/10963080/Police-officers-must-swear-to-be-polite.html)

”نیا ضابطہ اخلاق شراب یا نشہ آور چیز استعمال کرنے کی صورت میں اہلکاروں کو ڈیوٹی کے لیے نااہل قرار دے گا۔“

ایک ہندوستانی نیوز چینل کے سروے کے مطابق ۲۰۱۳ء میں کم از کم سو سے زائد

پائلٹ شراب کے نشہ میں ہوائی جہاز چلاتے ہوئے پائے گئے، جس کی وجہ سے کئی مرتبہ حادثات ہوتے ہوتے بچے، اگر حکومت شراب کمپنیوں کو لائسنس فراہم نہیں کرتی تو اس طرح کے خطرات کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

بس اسی بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان بالغ ہونے کے بعد سے موت

تک اپنے خدا کی ڈیوٹی پہ ہوتا ہے، تو کیا شراب اسے خدا کی ڈیوٹی سے دور نہیں کرے گی؟؟؟

مشہور برطانوی اخبار ڈیلی میل نے ۱۷ جنوری ۲۰۱۴ء کی آن لائن اشاعت میں یہ

خبر شائع کی ہے کہ وہاں خواتین کو متنبہ کرنے کے لیے یہ پوسٹر جگہ جگہ لگایا گیا ہے:

"Sorry sisters, but girls who get blind drunk ARE risking rape"

(www.dailymail.co.uk/debate/article-2532033/Sorry-sisters-girls-blind-drunk-ARE-risking-rape.html)(http://connection.ebscohost.com/c/articles/93388630/sorry-sisters-but-girls-who-get-blind-drunk-are-risking-rape)

”بہنو! معاف کرنا، جوڑکیاں زیادہ شراب پیتی ہیں وہ آبروریزی کے خطرے میں ہیں۔“

یہ صرف پوسٹر کا اعلان نہیں ہے بلکہ حقیقت بھی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

قرآن اور بائبل کی شہادت کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے، کے علاوہ ہم آپ

کے سامنے ایک ایسی رپورٹ پیش کرنے جا رہے ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کی آنکھیں پھٹی کی

پھٹی رہ جائیں گی۔ ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھئے گا:

"Drug use, especially alcohol, is frequently involved in rape. A study (only of rape victims that were female and reachable by phone) reported detailed findings related to tactics. In 47% of such rapes, both the victim and the perpetrator had been drinking. In 17%, only the perpetrator had been. 7% of the time, only the victim had been drinking. Rapes where neither the victim nor the perpetrator had been drinking were 29% of all rapes."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Rape_statistics)

(www.usatoday.com/story/news/nation/2013/10/28/alcohol-most-common-drug-in-sexual-assaults/3285139/)(http://womenshealth.gov/publications/our-publications/fact-sheet/date-rape-drugs.html?from=AtoZ)

(http://www.k-state.edu/counseling/student/date_rape_drugs.html#sexualassault)

”نشہ آور چیز بالخصوص شراب کا عصمت دری میں بہت بڑا کردار ہے۔ (فون کے ذریعہ قابل

رسائی متاثرہ خواتین کے) تفصیلی جائزہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ آبروریزی کے

۴۷ فیصد حادثات کے وقت مجرم اور متاثرین دونوں نشہ میں تھے۔ جبکہ ۱۷ فیصد حادثات

میں صرف مجرم اور ۷ فیصد واقعات میں صرف متاثرہ عورتیں نشہ میں تھیں، عصمت ریزی کے

وہ حادثات جن میں دونوں میں سے کسی نے بھی نشہ نہیں کیا تھا صرف ۲۹ فیصد ہیں۔“

یعنی ہر سو میں سے ۱۷ خواتین کے سر سے چادرِ عزت چھیننے کے جرم میں شراب

شریک مجرم ہے۔ ڈیلی میل نے ۲۲ نومبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں عصمت دری کے حوالے سے

برطانوی عوام کا سروے شائع کیا، جس کا تقریباً ہر لفظ اسلامی قانون کی تصدیق کرتا ہے، فی

الحال، ہم ضرورت اور وقت کی مناسبت سے صرف درج ذیل اقتباس نقل کرتے ہیں:

"In fact more women (5pc) than men (3pc) thought a woman was "totally responsible" for being raped if she was intoxicated."

(www.dailymail.co.uk/news/article-369262/Women-blame-raped.html)

(www.thephora.net/forum/showthread.php?t=1624)

(www.mmo-champion.com/threads/1333512-Women-Are-Responsible-People/page4)

”مردوں (تین فیصد) کی بہ نسبت زیادہ خواتین (پانچ فیصد) کی سوچ یہ ہے کہ اگر خاتون نشہ میں تھی تو عصمت دری کے لیے وہی مکمل ذمہ دار ہے۔“

خواتین کیوں ذمہ دار ہیں؟ اس کی ایک وجہ جاننے کے لیے برطانوی اخبار ڈیلی

میل کی ۱۵ فروری ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں شامل ایک سروے کا یہ حصہ غور سے پڑھیں:

"Thirteen per cent of men admitted having sex with a partner who was too drunk to know what was happening."

(www.dailymail.co.uk/news/article-1251040/Rape-Its-fault-victims-say-50-women.html)

(www.telegraph.co.uk/news/uknews/crime/7241486/Half-of-women-blame-the-victims-of-sexual-assault.html) (http://www.abovetopsecret.com/forum/thread543776/pg1)

”۱۳ فیصد مردوں نے یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے اپنے دوستوں کے ساتھ اس وقت جنسی تعلق قائم کیا جب وہ نشہ کی وجہ سے اپنی کیفیت کو سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھیں۔“

اس سروے سے ایک بات اور کھل کر سامنے آتی ہے کہ مرد و عورت کی دوستی کتنی

ہی پاک کیوں نہ ہو اندر کا شیطان اس رشتہ کو تار تار کرنے کے لیے اُکساتا رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ برطانوی مردوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے بے جھجک یہ قبول کیا ہے کہ وہ اپنے دوست کی عزت ”دوستی کی آڑ“ میں موقع ملتے ہی لوٹ لیتے ہیں۔

اور اتنے پر بس نہیں، بلکہ ایڈز سمیت متعدد جنسی بیماریوں کے فروغ میں نشہ اہم

کردار ادا کر رہا ہے۔ ذرا اس سروے رپورٹ کو پڑھیں:

"Sixty percent of college women who have acquired sexually transmitted diseases (including AIDS) were under the influence of alcohol at the time they had intercourse."

(www.kstate.edu/counseling/student/date Rape_drugs.html#sexualassault)

(http://www2.potsdam.edu/alcohol/underageddrinking.html#.VO1UUXyUdEg)

(http://licadd.com/info/about-drug-alcohol-treatment/underage-drinking/)

”ایڈز سمیت مختلف جنسی بیماریوں میں بتلا ۶۰ فیصد کالج خواتین جنسی تعلق کے وقت نشہ میں تھیں۔“

ہم جانتے ہیں کہ یورپ و امریکہ کے حکمران طبقہ کو اسلام کے نام سے بھی دشمنی ہے پھر

وہ اس کے قانون کو کیسے نافذ کر سکتے ہیں، مگر ہم ان سے یہ درخواست ضرور کریں گے کہ اسلام دشمنی

میں آپ اس پودے کو نہ اکھاڑیں جس سے بے مثال خوشبو آتی ہے اور جو آپ کے گھر کو معطر سکتا

ہے۔ لائق مبارک باد ہے ہندوستانی ریاست کیرالا کے وزیر اعلیٰ اومین چندی (Oommen)

(Chandy) کی حکومت، جس نے اصلاحی قانون کو مد نظر رکھتے ہوئے ریاست کو آہستہ آہستہ دس سالوں کے اندر "Alcohol-free" (شراب - آزاد) بنانے کا پلان پاس کیا اور ابتدائی اقدام کے طور پر بہت سی شراب دوکان اور بیر بار کو دوبارہ لائسنس نہ دینے کا فیصلہ کیا اور پانچ ستارہ سے کم درجہ والے ہوٹلوں کے لیے شراب کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔ انسانی بھلائی کے لیے خلوص نیت سے کیا گیا فیصلہ ضرور قابل ستائش ہے، کاش شراب کی مکمل بیخ کنی یہ عمل ہو۔

(The Daily Telegrams, Port Blair, A&N Islands, India, Aug 23, & Sep. 09, 2014)

(باب ہفتم) ازدواجی احکام۔

خدا نے دنیا کا نظام ایسا بنایا ہے کہ مرد و عورت یا ان کے مادہ منویہ کے اختلاط کے بغیر نسل انسانی باقی نہیں رہ سکتی ہے۔ دنیا کی سب سے عقلمند مخلوق انسان کو دھرتی پر باقی رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مرد و عورت کا ملاپ ہو۔ لیکن اس ملاپ کا طریقہ کیسا ہو اور اس تعلق کی حیثیت کیا ہونی چاہئے یہ بھی ایک بڑا سوال ہے۔ ہم اگر تھوڑے غور و فکر سے کام لیں تو یہ بات بڑی آسانی سے ذہن میں اتر جاتی ہے کہ "شادی" اور صرف شادی ہی ایک ایسا حل ہے جس کے ذریعے مرد و عورت کے باہمی تعلق کے بندھن کو مضبوط اور نسل انسانی کو پائیدار بنایا جاسکتا ہے۔ ذرا اس پر بھی توجہ دی جائے کہ شاید ہی دنیا میں کوئی ایسی قوم ہو جس کے ہاں کسی عہد و پیمان (شادی) کے بغیر جنس مخالف سے رشتہ کو جائز کہا جاتا ہو۔ جب سے دنیا قائم ہے تبھی سے ہر قوم میں شادی کو ہی مرد و عورت کے رشتہ کی بنیاد مانا جاتا ہے اور اس معاملہ میں تعلیم یافتہ اور جاہل، مہذب اور غیر مہذب، شہری اور جنگلی سبھی قومیں برابر ہیں۔ اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ انسانی عقل کا یہ فطری تقاضا ہے کہ مرد و عورت شادی کے بغیر تعلقات قائم نہ کریں۔ اور یہ عقلی قانون انسان اول آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر قبیلہ میں رائج ہے جس پر تقریباً پانچ چھ ہزار سے زائد کی مدت بیت گئی اور شاید ہی کسی ذی ہوش نے اس پر انگلی اٹھانے کی زحمت کی ہو۔ اس سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد و عورت کے رشتہ کے حرام ہونے پر انسان نے "جمہوری طور پر" نہیں بلکہ "کلی طور پر" اور وہ بھی بھی از آدم و حوا ہزاروں برس تک عمل کیا ہے جسے "اقلیتی طور پر" فیصلہ کر کے منسوخ نہیں کیا جاسکتا۔

(۱) شادی۔

قرآن اور بائبل دونوں نے مرد و عورت کے درمیان رشتہ کی استوارگی کے لیے شادی کو ایک ضروری اور ناگزیر چیز گردانا ہے۔ ہم نے قرآن و حدیث اور بائبل میں ایک بھی ایسے رشتہ کا تذکرہ نہیں پڑھا جو شادی کے بغیر وجود میں آیا ہو اور خدا نے اس کو منظوری دی ہو اور یہی وجہ ہے کہ دونوں کتابوں نے شادی کے بندھن کے بغیر رشتہ قائم کرنے والے مرد و عورت کے لیے کوڑے سے لے کر سنگسار تک کی سزا سنائی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے شادی سے باہر کے تعلقات کو ناجائز قرار دیتے ہوئے نکاح پہ ابھارا ہے:

”يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ.“

”اے جوانو! تم میں سے جو شادی کی حیثیت رکھتا ہے وہ شادی کرے، اور جو صاحب استطاعت نہیں وہ روزہ رکھے کہ یہ اس کے لیے گناہوں سے روکنے والا ہے۔“

(صحیح البخاری: باب قول النبی ﷺ من استطاع منكم الباءة فليتزوج، باب من لم يستطع الباءة فليصم، صحیح المسلم: باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه اليه، جامع الترمذی: باب ما جاء فی فضل التزویج و الحث علیہ)

بائبل میں شوہر و بیوی کے رشتہ کو کتنا مضبوط بتایا گیا ہے، اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

"And the rib, which the LORD God had taken from man, made he a woman, and brought her unto the man. And Adam said, This is now bone of my bones, and flesh of my flesh, she shall be called Woman, because she was taken out of Man. Therefore shall a man leave his father and his mother, and shall cleave unto his wife, and they shall be one flesh." (Genesis, 2/22-24)

”اور خداوند خدا نے اُس پسلی سے جو اُس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اُسے آدم کے پاس لایا اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اسلئے وہ ناری کہلائیگی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ اس واسطے مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑے گا اور اپنی بیوی سے ملا رہے گا اور وہ ایک تن ہوں گے۔“ (پیدائش: ۲۲/۲-۲۳)

آج کے دور میں بھی شادی از حد ضروری ہے، جو لوگ شادی کو غیر ضروری کہہ کر

اپنا پلہ جھاڑ رہے ہیں، ان کا بھیانک انجام دنیا کے سامنے ہے:

"43% of US children live without their father [US Department of

Census] 90% of homeless and runaway children are from fatherless homes. [US D.H.H.S., Bureau of the Census] 80% of rapists motivated with displaced anger come from fatherless homes. [Criminal Justice & Behaviour, Vol 14, pp. 403-26, 1978] 71% of pregnant teenagers lack a father. [U.S. Department of Health and Human Services press release, Friday, March 26, 1999] 63% of youth suicides are from fatherless homes. [US D.H.H.S., Bureau of the Census] 85% of children who exhibit behavioral disorders come from fatherless homes. [Center for Disease Control] 85% of youths in prisons grew up in a fatherless home. [Fulton County Georgia jail populations, Texas Department of Corrections, 1992] "

(<http://fatherhoodfactor.com/us-fatherless-statistics>)

(<http://born4change.tumblr.com/post/981717253/43-of-us-children-live-without-their-biological>)

(www.k-state.edu/wwwparent/aboutdads/Blog/Entries/2009/3/6_Test_files/Father_Matters.pdf)

”۴۳ فیصد امریکی بچے باپ کے بغیر رہتے ہیں، بے گھر اور بھاگے ہوئے بچوں میں سے ۹۰ فیصد بن باپ والے گھرانوں کے ہیں، آوارگی کے غصہ میں آبروریز بنے مجرموں میں سے ۸۰ فیصد کا تعلق ایسے گھروں سے ہے جن میں باپ نہیں ہے، نابالغی میں حاملہ ہونے والی لڑکیوں میں ۷۰ فیصد وہ ہیں جو باپ کے سایہ سے محروم ہیں، خودکشی کرنے والے جوانوں میں سے ۶۳ فیصد کا تعلق ان گھروں سے ہے جہاں باپ نہیں ہیں، ناشائستہ حرکتوں میں ملوث بچوں میں ۸۵ فیصد وہ ہیں جو باپ کی شفقت سے محروم ہیں اور جیل میں قید نو جوانوں میں ۸۵ فیصد ان گھروں کے پروردہ ہیں جن میں باپ کا چھایا نہیں تھا۔“

شادی نئی نسل کے لیے کیا کیا رحمتیں لے کر آتی ہے انہیں بھی دیکھ لیں:

"The safest family environment for a child is a home in which the biological parents are married."

Contrary to current theory about the effects of marriage on children, recent research demonstrates that marriage provides a safe environment for all family members, one in which child abuse and fatality are lowered dramatically."

(www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis)

(www.lifesitenews.com/news/cdc-study-traditional-two-parent-biological-family-the-safest-environment-0)

(<http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults>)

”بچوں کا سب سے محفوظ آشیانہ وہ گھر ہے جہاں ان کے والدین شادی شدہ ہیں، بچوں پہ شادی کے منفی اثرات کے (خود ساختہ) نظریہ کے بالکل خلاف موجودہ تحقیق نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ شادی تمام فیملی ممبر کو ایک محفوظ ٹھکانا فراہم کرتی ہے، جہاں حیرت انگیز طور پہ بچوں کے ساتھ زیادتی اور تناؤ کا گراف کافی کم ہے۔“

یورپ کی آزادانہ تہذیب آئندہ نسل کو کس طرح برباد کر دیتی ہے اسے بھی جان لیں:

"Cohabitation, an increasingly common phenomenon, is a major

factor in child abuse.

"Cohabitation implies a lack of commitment. The evidence suggests that a lack of commitment between biological parents is dangerous for children, and that a lack of commitment between mother and boyfriend is exceedingly so. The risk of child abuse is 20 times higher than in traditional married families if parents are cohabiting (as in "common law" marriages) and 33 times higher if the single mother is cohabiting with a boyfriend.

(www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis)

(http://heartland.org/sites/all/modules/custom/heartland_migration/files/pdfs/4306.pdf)

(<http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php>)

”تیزی سے پھیلنے والی ”ہم خانگی“ (شادی کے بغیر ایک ساتھ رہنے کے کچھ) کا بچوں کے ساتھ زیادتی میں سب سے بڑا دخل ہے۔ ہم خانگی (مرد و عورت کے درمیان) وابستگی میں کمی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور دلائل یہ کہتے ہیں کہ حقیقی ماں باپ کے درمیان گرم جوشی کی کمی بچوں کے لیے خطرناک ہے، اسی طرح ماں اور اس کے مرد دوست کے درمیان یہ کمی تو اور بھی زیادہ خطرناک ہے۔ شادی شدہ والدین کے برعکس ہم خانگی میں رہنے والے والدین کے بچوں کے ساتھ زیادتی کا خطرہ ۲۰ گنا زیادہ ہے اور اگر ماں مرد دوست کے ساتھ رہتی ہے تو یہ خطرہ ۳۳ گنا بڑھ جاتا ہے۔“

شادی نہ صرف بچوں کے لیے فائدہ مند ہے بلکہ مرد و عورت کے لیے بھی سود مند ہے:

"Married mothers are less likely to experience abuse and violence. Even when the very high rates of abuse of separated and divorced mothers were added into the statistic, the rates of abuse among mothers who had ever been married were still lower than the rates of abuse among women who had never married and those who were cohabiting. Among mothers who were currently married or had ever been married, the rate of abuse was 38.5 per 1,000 mothers. Among mothers who have never been married the rate was 81 per 1,000 mothers. Married fathers tend to have better psychological well-being. Divorced fathers were, on average, more depressed than their married counterparts, whether or not their children resided with them." (<http://familyfacts.org/briefs/6/benefits-of-family-for-children-and-adults>)

(www.heritage.org/research/reports/2004/03/marriage-still-the-safest-place-for-women-and-children)

”مطلقہ اور علیحدہ ہو چکی ماؤں کی مظلومیت کی اونچی شرح کو شامل کرنے کے باوجود نتیجہ یہ ہے کہ شادی شدہ ماؤں کے تناؤ اور تشدد میں گھرنے کا خطرہ بہت کم ہے۔ کبھی بھی شادی شدہ رہ چکی ماؤں کے مظلوم ہونے کا تناسب غیر منکوحہ اور ہم خانہ ماؤں کی بہ نسبت بہت کم ہے۔ جو ماؤں بھی یا ابھی تک شادہ شدہ ہیں / تھیں ان کے مظلوم ہونے کا تناسب ۱،۰۰۰ میں سے ۳۸.۵ (یعنی ۳.۸۵ فیصد) ہے۔ جبکہ جن ماؤں نے کبھی شادی نہیں کی، ان کے تشدد میں پھنسنے کا خطرہ

۱،۰۰۰ میں ۸۱ (یعنی ۸.۱ فیصد) ہے۔ اسی طرح شادی شدہ باپ جسمانی طور پہ اچھی صحت والے ہوتے ہیں، جبکہ شادی کے بندھن سے آزاد باپ - خواہ بچے ان کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں - شادی کے بندھن سے جڑے باپوں کی بہ نسبت زیادہ ذہنی دباؤ میں ہوتے ہیں۔“

شادی نہ کرنے والے چرچ کے خادموں کا حال کیا ہے انہیں آپ نے ”اختلاط مردوزن“ کے عنوان میں ملاحظہ فرمایا ہے، مزید دیکھیں کیتھولک پوپ کیا کہتے ہیں:

"One in 50 priests is a paedophile. Pope Francis says child abuse is 'leprosy' infecting the Catholic Church....He also said that many more in the Church are guilty of covering it up"

(www.dailymail.co.uk/news/article-2690575/Pope-Francis-admits-two-cent-Roman-Catholic-priests-paedophiles-interview-Italian-newspaper.html)

(www.express.co.uk/news/world/488569/Pope-Francis-Two-per-cent-of-Catholic-clergy-are-paedophiles)

(www.bbc.com/news/world-europe-28282050)

(www.theweek.co.uk/world-news/59439/pope-francis-one-priest-in-50-is-a-paedophile)

”ہر پچاس میں سے ایک پادری چائلڈ سیکس کارسیا ہے، پوپ نے کہا کہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کوڑھ کی بیماری ہے جو کیتھولک کلیساؤں کو برباد کر رہی ہے، انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے ذمہ داران چرچ ان حادثات کی لیاپوتی میں بھی ملوث ہیں۔“

پوپ صاحب نے یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ اعداد و شمار کو بہت زیادہ کم کر کے بیان کر رہا ہوں کیونکہ اس معاملہ میں لیاپوتی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے اسلام نے ہر بے جوڑ کو جوڑا بنانے کا حکم دیا اور شادی کے بغیر ایمان کو آدھا قرار دیا ہے۔ شادی کے بغیر تعلقات کی آزادی نے تو ڈھیر سارے مسائل کا دروازہ کھول دیا ہے۔ امریکہ و یورپ میں 'Teen Age Pregnancy' (نابالغی حمل) بھی ایک بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ کنڈوم کی ترکیبیں بھی کارگر ثابت نہیں ہو رہی ہیں۔ اور آج کی تاریخ میں امریکہ نابالغی حمل کی سب سے بڑی تعداد رکھتا ہے۔

اس موقع پہ بجا طور پہ ہم ہندوستانی وزیر صحت ہرش وردھن کے الفاظ امریکہ و یورپ

کے لیے دہرانا چاہیں گے:

"Condom use messages encourage illicit sexual relationship Culture is more important than condoms in controlling AIDS However, for the general public, the minister has asked to stress in morals like being faithful, not indulging in pre-marital and extra-marital sex".

(<http://www.ibtimes.co.uk/indian-health-minister-claims-culture-not-condoms-will-help-aids-control-1454121>)(<http://timesofindia.indiatimes.com/india/Health-minister-Dr-Harsh-Vardhan-questions-stress-on-condoms-in-AIDS-fight/articleshow/37173742.cms>)

(http://articles.economictimes.indiatimes.com/2014-06-25/news/50855782_1_dr-harsh-varadhan-indian-culture-health-minister)(<http://indiatoday.intoday.in/story/harsh-varadhan-clarifies-have-no-moral-problem-with-condoms/1/368502.html>)

”کنڈوم کے استعمال کا پرچار غیر اخلاقی جنسی تعلقات کی حمایت کرتا ہے۔ ایڈز کی روک تھام میں کنڈوم سے زیادہ تہذیب اہم ہے، منتری جی نے عام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ اخلاقیات پہ توجہ دیں، شریک حیات کے ساتھ وفادار رہیں، قبل شادی یا شادی سے باہر جنسی تعلقات نہ قائم کریں۔“

(۲) شادی کس کی پسند سے؟

ہم لڑکے لڑکیوں کی اپنی پسند کی شادی کو حرام نہیں کہتے اور نہ اس کے مخالف ہیں اگر کفو کی شرط کے ساتھ ہو تو، مگر اتنی بات ضرور ہے کہ تجربہ بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ لڑکی اور لڑکے کی شکل و صورت دیکھنے کی حد تک ہم حمایت کرتے ہیں مگر بقیہ امور مثلاً سیرت، اخلاق، پچھلے احوال، خاندان اور عادات و اطوار وغیرہ کا فیصلہ والدین اور سرپرست کریں تو زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ محبت کے نشہ میں انسان ہر برائی اور خامی کو نظر انداز کر دیتا ہے اور حقیقت سامنے آتی ہے تو پچھتاوا کے سوا کچھ نہیں بچتا ہے۔ بالخصوص اسکول، کالج، ساتھ کام کرنے، انٹرنیٹ اور موبائل کے ذریعہ دوست بننے والوں کی شادی کا انجام دنیا کے سامنے ہے۔ ساتھ پڑھنے اور ساتھ کام کرنے والوں کی شادی اکثر اس لیے ٹوٹی ہے کہ دونوں ملاپ کی جگہ پہ ایک دوسرے کو متاثر کرنے کے لیے خود کو اپنی اوقات سے کئی گنا زیادہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، مگر شادی کے بعد سارا راز کھل جاتا ہے۔ انٹرنیٹ، موبائل اور آفس سے ہونے والی محبت کی شادیوں میں بہت مرتبہ مردوں کی جانب سے یہ دھوکا ملتا ہے کہ وہ بیوی والے ہو کر بھی خود کو اکیلا ظاہر کر کے لڑکیوں کی خوشیوں سے کھلواڑ کرتے ہیں۔ یونہی لڑکیوں کی جانب سے عموماً جھوٹی تصویر دکھا کر اور پہلے کی شادیاں اور تعلقات چھپا کر پھانسنے کی شکایات ملتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”لَا تُنْكَحُ الثَّيْبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ.“
 ”ثیبہ کا نکاح اس سے مشورہ کے بغیر نہ کیا جائے، نہ ہی کنواری کی شادی اس کی اجازت کے بغیر، اور خاموشی اس کی اجازت ہے۔“

(جامع الترمذی: الحدیث ۱۱۳۱، باب مَا جَاءَ فِي اسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَالثَّيْبِ، سنن أبي داؤد:

۲۰۹۴، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۱۹۴۴، سنن النسائی: ۳۲۷۸، سنن الدارمی: ۲۲۴۱)

دنیا کے سب سے مالدار اور ترقی یافتہ بلکہ عالمی منڈی کی راجدھانی تسلیم کیے

جانے والے ملک امریکہ کا حال یہ ہے کہ وہاں تقریباً صرف پچاس فیصد لوگ شادی کرتے ہیں، بقیہ پچاس فیصد کنوارے رہنا پسند کرتے ہیں، جو پچاس فیصد شادی کرتے ہیں ان میں بھی تقریباً پچاس فیصد طلاق اور علیحدگی کا راستہ اپناتے ہیں۔ اسی لیے وہاں کے ملکوں میں "Single Parent Family" (ماں باپ میں سے ایک پہ مشتمل خاندان) کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یعنی جوانی بیتنے کے بعد عورتوں کو بے سہارا رہنا پڑتا ہے۔ شباب ڈھلتے ہی شوہر نے اپنی راہ لی اور بچوں نے نو جوانی میں علیحدگی اختیار کی۔ اگر اپنی پسند کی شادی زیادہ اچھی ہوتی تو امریکہ میں طلاق کی شرح ۵۰ فیصد کے قریب نہیں ہوتی۔ جوش محبت میں انسان کچھ نہیں دیکھتا ہے مگر جب نشہ اترتا اور نشیب و فراز کا سامنا ہوتا ہے تو ہوش و خرد ٹھکانے لگتے ہیں، نسل، اخلاق، تہذیب، خاندان، تعلیم، مذہب، پیشہ اور عمر کے فرق کی مضبوط دیواروں کا بعد میں احساس ہوتا ہے اور پھر یہی چیزیں طلاق کا سبب بن کر دونوں کو علیحدہ ہونے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ امریکہ جو دنیا کا سب سے زیادہ ترقی اور تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ دار ہے وہاں بھی ان چیزوں کا طلاق میں ایک اہم رول ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ طلاق کے نمایاں وجوہ میں درج ذیل دو چیزیں بھی ہیں:

"1. race/ethnicity 2. importance of religion to the couple"

(en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

”۱۔ نسل اور ۲۔ جوڑے کی نظر میں مذہب کی اہمیت۔“

ہم ابھی ہندوستان کی چند ریاستوں کا تجزیہ کر کے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان کی بہت سی ریاستوں میں آج بھی ماں باپ اور سرپرستوں کی مرضی شامل ہوئے بغیر شادی نہیں ہوتی ہے، وہاں طلاق کی شرح بہت کم ہے۔ ان کے برخلاف جن ریاستوں میں محبت کی شادی زیادہ ہوتی ہے وہاں طلاق اور آوارگی و تنہائی کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ ان ریاستوں میں ایک اور بیماری یہ دیکھی گئی ہے کہ محبت کی شادی کرنے والا مرد کچھ سالوں بعد جب عورت کچھ عمر دراز ہو جاتی ہے اسے چھوڑ کر اپنی الگ یا دوسری راہ لیتا ہے، انڈمان میں ہزاروں ایسے بچے ہیں جن کے ماں باپ نے زبان اور کلچر کے اعتبار سے اجنبی ہونے کے باوجود محبت میں شادی رچائی مگر دو چار دس

سالوں بعد آوارہ عاشقوں نے بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر بھاگنا پسند کیا۔ اس طرح محبت کی شادی عورتوں اور بچوں پہ ظلم کا ایک نیا اور بڑا دروازہ کھولتی ہے، جس کا احساس انہیں سب کچھ لٹ جانے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شادی بزرگوں کے مشورے اور ان کی مرضی سے انجام پاتی ہے ان میں پائیداری رہتی ہے کیوں کہ اُس صورت میں مرد و عورت اپنے بزرگوں کی عزت کی وجہ سے اس رشتہ کو دائمی سمجھ کر قبول کرتے ہیں اور جب تک کہ باہم جینا ناممکن کی طرح مشکل نہ ہو جائے وہ طلاق اور جدائی کے متعلق سوچنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ بالخصوص لڑکی کی شادی میں ماں باپ، یا بھائی وغیرہ خیر خواہ رشتہ داروں کی پسند بھی شامل ہونی چاہئے۔ آپ آئے دن اس طرح کی خبریں سنتے اور پڑھتے ہیں کہ فلاں شہر یا ریاست میں ایک لڑکی / عورت نے یہ کہہ کر ایک مرد یا لڑکے پہ عصمت دری کا مقدمہ درج کرایا ہے کہ شادی کا جھانسا دے کر ایک عرصہ سے وہ مرد اس کی عزت سے کھیلتا رہا ہے۔ اس کھیل میں غریب کے لڑکے سے لے کر روز رات تک کے سپوت ہیں جبکہ لٹنے والیوں میں غریب کی بیٹیوں سے لے کر مشہور خواتین بھی شامل ہیں، جیسے ہندوستان کے ریلوے وزیر سدا نندا گوڑا کے فرزند کا رتک گوڑا ایک کنڑ اداکارہ کے عشقیہ معاملہ میں جیل میں ہیں۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندوستان کی ریاست راجستھان کے ہائی کورٹ کی دور کنی بیچ (جسٹس دلیپ سنگھ اور جسٹس ججن سنگھ کوٹھاری) کو اکتوبر ۲۰۱۱ء میں 'لومیرتج' یعنی محبت کی شادی کو 'جنسی ہوس کا نمونہ' کہنا پڑا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی شادی کو ان کے چچا ابوطالب نے اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کو رسول اللہ ﷺ نے منظوری دی تھی۔

بائبل کے درج ذیل پیرا گراف سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ لڑکی کی شادی باپ کی

منظوری کے بغیر نہ ہو:

"If a man seduces a virgin who is not pledged to be married and sleeps with her, he must pay the bride-price, and she shall be his wife. If her father absolutely refuses to give her to him, he must still pay the brideprice for virgins."

(Exodus, 22/16-17, NIV, Pub. IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور اگر کوئی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہو پھسلا کر اُس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور

ہی اُسے مہر دیکر اُس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اُس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے مطابق اُسے نقدی دے۔“ (خروج: ۲۲/۱۶-۱۷)

سنائی گئی سزا سے قطع نظر اس اقتباس نے ان لڑکیوں کو نادان گردانا ہے جو الدین کی مرضی کے بغیر کسی کے بہکاوے یا جھوٹی محبت کے جھانسنے میں آکر از خود تعلق قائم کر بیٹھتی ہیں۔ اسی طرح اس پیراگراف سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس عمر میں لڑکیوں کی عقل اتنی پختہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ اچھے برے میں اچھی طرح تمیز کر سکیں اور پھسلانے والوں کی چال کو سمجھ سکیں، اسی لیے ان کی شادی کا مکمل اختیار ان کے باپ کو دیر یا گیا۔ اس مقام پہ بائبل کے ذریعے یورپ و امریکہ کے ”نعرۂ آزادی“ کو سختی کے ساتھ دبا یا گیا ہے۔ دیکھتے ہیں بائبل کے خلاف امریکی و مغربی اسکالرز کیا حکم جاری کرتے ہیں۔

بائبل کے مطابق داؤد اور اس وقت کے اسرائیلی بادشاہ ساؤل کی دوسری بیٹی میکل کے دل میں بھی ایک دوسرے کے لیے جذبات تھے مگر میکل نے بھاگ کر شادی نہیں کی بلکہ اس نے باپ کی پسند کا مکمل احترام کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ اس کے باپ نے جب داؤد کے سامنے مشکل اور خطروں بھرا مہر (دوسو فلسٹیوں کی چمڑی) کی شرط رکھی تو بھی وہ اپ کے فیصلہ کے آگے اطاعت والدین کا مجسمہ بنی کھڑی رہی۔ (سموئیل اول: ۱۸/۲۰-۲۹)

ذرا ایک نظر اس مسیحی رپورٹ پہ ڈال لیں:

”طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جا رہی ہے۔ سپین میں بیسویں صدی کے آخری دہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸ شادیوں میں سے اتک بڑھ گئی۔ صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ۱، ایک بڑی جست۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلند ترین شرح برطانیہ میں ہے (۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے) والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے۔..... فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں، اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکٹھے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے

متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، بعض کم سن نوعمروں سے۔ بہت سی نوعمر لڑکیاں کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔ تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں، بہترے بد سلوکی کرنے والے گھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا ایسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید انکی کفالت نہیں کر سکتے۔“

(خاندانی خوشی کاراز: ص ۸-۹، ناشر: انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن بروکلین، نیویارک، امریکہ، ۱۹۹۶ء)

ذرا بتائیں کہ بے باپ کے ان بچوں کا کیا ہوگا؟؟ گورنمنٹ یہ کہہ سکتی ہے کہ وہ ان کا ذمہ اٹھائے گی مگر ماں کی ممتا اور باپ کا سایہ کہاں سے لائے گی؟؟ وہ بھی خاص کر اس دور میں جبکہ بدعنوانی کا دور دورہ ہے۔ اس بات کی یقین دہانی کون کرائے گا کہ ان کی غذاؤں میں کرپشن کا دھواں شامل نہیں ہوگا؟؟ اور آج جبکہ آسٹرم اور ٹھکانوں کے متعلق نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں اس بات کی گارنٹی کون لے گا کہ وہاں وہ بچے بچیاں محفوظ رہیں گے؟؟ ان کا ذہنی، جسمانی اور جنسی استحصال نہیں ہوگا؟؟ اور کیا حکومت کے ذریعہ چلائے جانے والے پناہ گاہوں کے ذمہ داروں پہ بھروسہ کیا جاسکتا ہے جبکہ ہر سال کروڑوں بچے بچیوں کی جنسی بازاروں میں خرید و فروخت ہوتی ہے؟؟ کیا ماں باپ اور غیروں کی نظر میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے؟؟ اور خاص کر اس وقت جبکہ ایک آدمی بیسیوں بچوں کی نگہبانی کی نوکری کرے؟؟ کیا والدین کی محبت پاش نظر اور پیسے کے عوض خدمت کرنے والوں کی نگاہوں میں کوئی امتیاز نہیں ہے؟؟ دنیا بھر کی حکومتیں یہ کہہ سکتی ہیں کہ انہوں نے مرد و عورت کو بھرپور آزادی دی ہے مگر اس کے ساتھ ان حکمرانوں کو یہ الزام بھی سہنا ہوگا کہ انہوں نے بچے بچیوں سے ان کا بچپن، ان کے ماں باپ کا سایہ اور ان کی عفت کی گارنٹی چھین لی ہے۔ ایک نظر اس خبر پہ:

"Children are sold into the global sex trade every year. Often they are kidnapped or orphaned, and sometimes they are sold by their own families".

(www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

(http://my.telegraph.co.uk/hatefsvoiceofpeace/hatefsvoice/144/human-trafficking-and-modern-day-slavery/)

”عالمی جنسی تجارت کے لیے ہر سال بچوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس کے لیے اکثر و بیشتر انہیں اغوا کیا جاتا ہے، یا یتیم بنایا جاتا ہے، کبھی خود انہیں اپنے خاندان والے بیچ دیتے ہیں۔“

اس معاملہ میں امریکہ کی صورت حال اور بھی بدتر ہے:

"As many as 2.8 million children run away each year in the U.S. Within 48 hours of hitting the streets, 1/3 of these children are lured or recruited into the underground world of prostitution & pornography."

(www.wingsofrefuge.net/the-facts.html)

(http://www.washingtontimes.com/news/2005/apr/28/20050428-095319-7893r)

(http://www.focusas.com/Runaways-WhyTeensRunAway.html)

”امریکہ میں ہر سال گھر سے بھاگنے والے اٹھائیس لاکھ بچوں میں سے ایک تہائی (زائد از نو لاکھ) اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر پھسلا کر جنسی ویڈیو گرافی اور جنسی تجارت کی زیر میں دنیا میں پھینک دیے جاتے ہیں۔“

تعداد کی قلت اور کثرت میں اختلاف ممکن ہے مگر امریکہ کی اس بدترین حالت پہ اتفاق ہے کہ وہاں لاکھوں بچے/بچیاں جنسی فیکٹریوں میں غلامی کرنے پہ مجبور ہیں۔

کیا اس بدترین حالت کے ہوتے ہوئے بچوں کو ماں کی ممتا اور باپ کے سایہ سے محروم کر کے آشرموں کے حوالہ کرنے کو اپنی بڑی کامیابی ماننا مضحکہ خیز نہیں ہے؟؟؟

جب سے شادی میں دماغ سے زیادہ دل کو اہمیت دی جانے لگی ہے تب سے جرم کی بہت سی قسمیں بڑھ گئی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ بلیک میلروں کی ایک ٹیم چند آوارہ اور بد قماش لڑکیوں کو سامنے رکھ کر امیر لوگوں کو ان کی دولت اور ان کی زندگی دونوں سے محروم کر دیتی ہے۔ ایک عورت کسی رئیس آدمی سے قربت بڑھاتی اور جھوٹی محبت کا اظہار کرتی ہے جو انجام کار شادی تک پہنچ جاتی ہے، ٹھگوں کو اپنا باپ چچا اور بھائی بنا کر شادی کے منڈپ میں ان سے ہی آشرواد لیتی ہے اور بے چارے امیر کے دل میں گھر بنا لیتی ہے، کچھ مدت اس کے ساتھ گزارنے کے بعد یاہنی مومن میں ہی اسے حادثاتی موت کے نام سے ٹھکانے لگا کر اس کی بیوہ ہونے کی حیثیت سے ساری دولت ہڑپ کر لیتی ہے، اور انہیں بیچ کر کسی دوسرے شکار کی تلاش میں نکل پڑتی ہے۔

محبت دیکھنے اور سننے میں بڑی بھلی لگتی ہے، نوجوان کانوں میں رس گھول دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ نا تجربہ کار اور کم ہوش نوجوان محبت کی شادی کو بڑی بات سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس میں چونکہ دونوں ایک دوسرے کو جان لیتے اور ایک دوسرے کی عادات و اطوار سے واقف ہو جاتے ہیں اس لیے اس میں ٹوٹنے کی بات ہی نہیں ہے، مگر

رپورٹ، تجزیہ اور تجربہ کیا کہتا ہے، ذرا اسے بھی پڑھیں:

"Studies have shown that roughly 90 per cent do not marry their lover. Of the remaining 10 per cent who do marry them, 70 per cent will eventually separate."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-%E2%80%A62/9)

”مطالعہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد اپنے محبوب سے شادی نہیں کرتے ہیں، اور بقیہ ۱۰ فیصد جو محبت میں شادی بھی کرتے ہیں ان میں سے ۷۰ فیصد علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔“

کیا سمجھے آپ! ۹۷ فیصد امریکی و برطانوی لوگ اپنے محبوب کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے ہیں، مطلب صرف ۳ فیصد لوگ اپنے محبوب کا ساتھ نبھانا چاہتے ہیں، اور اریجن میریج (والدین کی پسند کی شادی) کی کامیابی کا تناسب محبت کے بالمقابل کتنا زیادہ ہے اسے بیٹھ کر حساب کر کے دیکھیں، اریجن میریج کے جوڑے یہی چاہتے ہیں کہ مرتے دم تک دونوں ساتھ رہیں، اور ممکن ہو تو اسے پورا بھی کرتے ہیں۔ یہ رپورٹ صاف ظاہر کرتی ہے کہ:

"Love starts with cheers but ends with tears"

”محبت کی شروعات خوشگوار جبکہ انجام ناگوار ہے۔“

بائبل (سموئیل دوم: ۱/۱۳-۲۲) بھی یہی کہتی ہے کہ ہوس پرست عاشقوں کی جانب سے کئی طرح کا حربہ استعمال ہوتا ہے۔

اگر صرف یہ ہدایت دے دی جاتی کہ ماں باپ کی منظوری یا ان سے مشورہ تعلقات قائم کرنے سے پہلے ضروری ہے تو پھر اس طرح کی صورت حال پیش نہ آتی:

"An engaged couple who dated for five years have been left in turmoil after their families met and they discovered they were brother and sister. The woman, who is due to give birth next month, is devastated by the discovery that the father of her child is her brother. The couple, who met at university, had decided they wanted to introduce their single parent families to each other before they got married But at the meeting it emerged they were brother and sister who had been separated as small children."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2087081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html)

”پانچ سال سے ملن کے دھاگہ میں بندھا جوڑا، دونوں خاندانوں کی ملاقات کے بعد ہوئے انکشاف کہ دونوں بھائی بہن ہیں، بڑی الجھن میں پھنس گیا ہے۔ آٹھ ماہ کی حاملہ خاتون یہ جان کر بہت ہی ادا ہے کہ اس کے بچے کا باپ اس کا اپنا بھائی ہے۔ دونوں کی پہلی ملاقات یونیورسٹی

میں ہوئی تھی اور دونوں نے فیصلہ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کے 'سنگل پیئرٹ فیملی' کو ملائیں گے مگر اس ملاقات نے اس راز سے پردہ اٹھا دیا کہ وہ دونوں بچپن میں الگ ہوئے بھائی بہن ہیں۔

کیا یورپ و امریکہ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ دونوں کے غم، غصہ اور ناحق تکلیف کی ذمہ داری غیر ذمہ دار کلچر پہ عائد ہوتی ہے؟؟ اگر اسلامی تہذیب اور مسلم قانون یہاں نافذ ہوتے تو ہرگز یہ حادثہ پیش نہ آتا۔ امریکی و یورپی قانون بھی دونوں خاندان کی ملاقات کی اجازت دیتے ہیں مگر فرق اتنا ہے کہ وہ سب کچھ برباد ہونے کے بعد کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور اسلام مناسب وقت پہ۔

شاید اسی لیے بائبل نے کہا ہے:

"A wise son maketh a glad father, but a foolish man despiseth his mother."
(Proverb. 15/20)

”دانا بیٹا باپ کو خوش رکھتا ہے پر احمق اپنی ماں کی تحقیر کرتا ہے۔“
(امثال: ۱۵/۲۰)

ڈبلیو این ڈی میگزین (www.wnd.com) نے ۱۸ جنوری ۲۰۱۳ء کی اشاعت میں ایک مضمون بن باپ کی بچیوں پہ شائع کیا ہے، ایسے تو تقریباً اس کے تمام جملے بامعنی ہیں مگر ان میں سے چند سطریں آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ رپورٹ کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے تجزیہ نگار کے الفاظ یہ ہیں:

"In short, fatherless girls have babies. Without fathers."

(http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

”مختصر یہ یاد رکھیں کہ باپ کے بغیر رہنے والی لڑکیاں بن باپ کے بچوں کو جنم دیتی ہیں۔“

مساوات نسواں کے جوشیلے نعروں کے غبارہ سے ہوا نکالتے ہوئے تجزیہ نگار رقم طراز ہے:

"Since the 1960s, women have been sold a bill of goods when they were told they could have it all. And for too many women, "having it all" included having children without the financial support of a husband."
(http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls)

”۱۹۶۰ء کی دہائی سے عورتوں کو، جب انہیں یہ بتایا گیا کہ وہ کچھ بھی کر سکتی ہیں، سامان کے بل کی طرح بیچا جا رہا ہے ”کچھ بھی کر سکتی ہیں“ کا مطلب بہت سے عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ وہ شوہر کے مالی تعاون کے بغیر بچے بھی پیدا کر سکتی ہیں۔“

مزید روشنی ڈالی گئی:

"It's ironic that 40 years after feminists told women they should be

valued for their intelligence and that men were useless ("A woman without a man is like a fish without a bicycle"). we now have more and more fatherless girls who seek self-esteem through promiscuity rather than education, marriage and motherhood. *This is progress?*

(<http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls>)

”مساوات نسواں کے علمبرداروں نے ۴۰ سال قبل عورتوں سے کہا تھا کہ ان کی ہوشیاری کی وجہ سے ان کی بہت اہمیت ہوگی (عورت بغیر مرد کے بے پر مچھلی کی طرح ہے) مگر خلاف اُمید آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بے باپ کی بچیوں کا ایک سمندر ہے جو اپنی پہچان، تعلیم، شادی اور مادریت کی بجائے ایک سے زائد مرد رکھنے کی وجہ سے بنانا چاہتی ہیں۔ کیا یہی ترقی ہے؟“

آنے والے پیرا گراف نے تو یورپی تہذیب کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے:

"in most cases the tragedy of fatherlessness can be laid at the feet of women through bad choices. It's not enough to say that men should "man up" and father their offspring, though of course they should. Women also need to "man up" and show men that intimacy won't happen outside of the proper conditions. Savvy? Reducing fatherlessness is the only true preventative for violence in our society. We don't need to disarm America; we need to restore fathers."

(<http://www.wnd.com/2013/01/fatherless-girls>)

”زیادہ تر مقدمات میں بچوں کے باپ کے غائب ہونے کی ذمہ داری عورتوں کے غلط انتخاب پہ

ڈالی جاسکتی ہے، صرف یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ مرد ذمہ دار بنیں اور اپنے بچے کی کفالت کریں

(اگرچہ انہیں ایسا ضرور کرنا چاہئے) بلکہ عورتوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مردوں کو کھلے لفظوں

یہ کہیں کہ ان کے صحیح شرائط و حالات کے بغیر ان کے تعلقات آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں، باپ کی کم

ہوتی تعداد کو کنٹرول کرنا ہی ہمارے معاشرے کے جرائم کی مناسب دوا ہے، ہمیں امریکہ کو بے

دست و پا کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بچوں کو ان کے باپ سے ملانے کی ضرورت ہے۔“

ہمیں خوشی ہے کہ تجزیہ نگار نے کھل کر ہماری اس بات کی تصدیق کی ہے کہ عورتوں

کے ”غلط انتخاب“ کو اس طرح کے حادثات کے لیے ذمہ دار مانا جائے، مگر زہر کو دور کرنے کی جو

دوا انہوں نے تجویز کی ہے وہ کارگر نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ (۱) یورپ و امریکہ میں اکثر و بیشتر دل

دینے اور تعلقات بنانے کا معاملہ ہوشمندی کی عمر سے بہت پہلے ہو چکا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ

وہاں نابالغ ماؤں کی ایک بڑی دنیا آباد ہے، کیا کوئی عقلمند یہ امید کر سکتا ہے کہ ایک ۱۳ یا ۱۴

سالہ لڑکی کسی سے تعلقات قائم کرنے سے پہلے اپنی شرائط منوا سکے گی؟؟ (۲) جب دل کسی پر

آجاتا ہے تو وہ یہ بھی ماننے کو تیار نہیں ہوتا ہے کہ بھینس کالی ہوتی ہے یا ایڈز کے مریضوں کی زندگی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کا صحیح حل وہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ شادی کے بغیر تعلقات حرام ہے، اور شادی کے لیے بھی مناسب یہی ہے کہ بچوں کی جانب سے خصوصیات بیان کی جائیں اور ماں باپ تلاش کا بیڑا اٹھائیں جنہیں آدمی پہچاننے کا تجربہ بچوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ و یورپ کے آزادانہ ماحول کے بالمقابل ماں باپ کی سربراہی والے ایشیائی حصوں میں ”بھگوڑے باپ“ کی تعداد نہیں کی حد تک ہے۔ جب تک آپ اسلامی قانون کو نہیں اپناتے آپ کو سکون میسر نہیں ہوگا کیونکہ آپ کا ہلکا قانون اور ڈھیلی پالیسی ’نابالغی حمل‘ کو روکنے میں ناکام ہے جو بن باپ کے بچوں کا ایک بڑا سرچشمہ ہے۔

(۳) مہر دین۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ شادی مرد و عورت کے رشتہ کی پہلی اور اولین شرط ہے تو اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عورت کے حق مہر کی کیا حیثیت بنتی ہے۔ کیا صرف ایک مذہب اسلام ہی ایسا ہے جس نے مہر دین کا حکم دیا ہے یا اس سے پہلے کی شریعتوں میں بھی مہر کا حکم تھا؟ جب ہم نے اس مقصد سے بائبل کو کھنگالا تو ہمیں اس کی دوسری کتاب (خروج) میں ہی اس بات کا تذکرہ مل گیا کہ مہر کا اسلامی حکم نیا نہیں ہے بلکہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل پر بھی مہر دین کو واجب و ضروری قرار دیا تھا۔

پہلے قرآن کا موقف دیکھیں:

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَلِّقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا ۝“
 ”اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دیدو، پھر اگر وہ اپنی خوشی سے ان میں سے کچھ تمہیں دیدیں تو اسے کھاؤ خوشی سے۔“
 (سورۃ النساء: ۴)

بائبل کے درج ذیل پیرا گراف میں بھی مہر دین کا حکم ملتا ہے:

"If a man seduces a virgin who is not engaged, he must pay the bride-price for her and marry her. But if her father refuses to let him marry her, he must pay the father a sum of money equal to the bride price for a virgin." (Exodus. 22/16-17. GNB, BSI, Bangalore, 2008-2009)

”اگر کوئی آدمی کسی کنواری کو جس کی نسبت نہ ہو پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ

ضرور ہی اُسے مہر دیکر اُس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اُس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اُس لڑکی کو اُسے دے تو وہ گنوار یوں کے مہر کے موافق اُسے نقدی دے۔“ (خروج: ۲۲/۱۶-۱۷)

بائبل کی اس آیت نے یہ صاف کر دیا ہے کہ مہر دین کا حکم کوئی نیا نہیں ہے۔ ہم نے یہاں جان بوجھ کر کنگ جیمس ورش (KJV) بائبل کا اقتباس نقل نہیں کیا بلکہ بائبل سوسائٹی ہند بنگلور (کرناٹک، ہند) کی جدید انگریزی زبان پہ مشتمل Good News Bible (GNB) کا اقتباس نقل کیا ہے۔ اس کی وجہ اس اقتباس کا خط کشیدہ لفظ “Bride-Price” ہے۔

صرف بائبل سوسائٹی ہند والے مسیحیوں نے ہی مہر دین کو “Bride-Price” یعنی ”دلہن کی قیمت“ سے تعبیر نہیں کیا ہے بلکہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ سے شائع بائبل کے انٹرنیشنل ورش کاپی رائٹ ۱۹۷۳، ۱۹۷۸، ۱۹۸۴ میں، نیز The Gideons International in India سکندر آباد سے نشر کردہ نیو کنگ جیمس ورش ۲۰۰۹ء اور اسی طرح امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک امریکہ سے شائع (CEV) بائبل یعنی “Contemporary English Version” بائبل کاپی رائٹ ۱۹۹۵ء میں بھی ”مہر دین“ کو “Bride-Price” یعنی ”دلہن کی قیمت“ کہا گیا ہے۔

صنف نازک کے لیے مساوات اور برابری کی تحریک چلانے والے ان کے حق مہر دین کو اس طرح ان کی قیمت گردان سکتے ہیں، یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا ہے۔ جدید بائبلوں میں اس لفظ کی موجودگی نے یہ صاف کر دیا ہے کہ مسیحی مفکرین اور کرچین اسکالرز عورتوں کو زرخیز سے زیادہ درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں۔

لیاہ اور راحل کے مہر دین میں بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب کو ان دونوں خواتین کے باپ لابن کی چودہ سالوں تک خدمت کرنی پڑی تھی۔ (پیدائش: ۱۵/۲۹-۳۰)

اسی طرح بنی اسرائیل کے بہادر نبی داؤد (عبرانیوں: ۳۲/۱۱) کی شادی کے لیے ان کی محبوبہ میکل کے باپ ساؤل نے مہر دین کے لیے یہ پیغام بھیجا:

“The king wants no other price for the bride than a hundred Philistine foreskins, to take revenge on his enemies.”

(1Samuel. 18/25. NIV, IBS, New Jersey, America, © 1973, 1987, 1984)

”بادشاہ مہر نہیں مانگتا۔ وہ فقط فلسٹیوں کی سوکھلڑیاں چاہتا ہے تاکہ بادشاہ کے دشمنوں سے انتقام لیا جائے۔“
(سموئیل اول: ۲۵/۱۸)

اس مقام پہ بھی بائبل دوستوں نے صنف نسواں کے تعلق سے اپنی ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ حوالہ میں نقل کی گئی انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی نیوجرسی امریکہ سے شائع بائبل کے انٹرنیشنل ورژن کی عبارت ”price for the bride“ یعنی ”دلہن کی قیمت“ کے علاوہ بائبل سوسائٹی ہند کی Good News Bible مطبوعہ ۲۰۰۸ء-۲۰۰۹ء میں مہر دین کو ”payment for the bride“ یعنی ”دلہن کی اجرت“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس مقام پہ بحیثیت ہندوستانی ہم بھارتی عوام کی طرف سے انگریزی ترجمہ نگاروں کو یہ احساس ضرور دلانا چاہیں گے کہ انہوں نے میاں بیوی کے مقدس رشتہ اور بازاری دوستی میں کوئی فرق نہیں سمجھا جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ وہ خاندانی خوشی کے لیے ترس رہے ہیں۔

پھر آگے کی کہانی سنئے کہ داؤد نے وہ مہر دین قبول کیا یا نہیں:

"David and his men went and killed 200 Philistines. He took their foreskins to the king, and counted them all out to him, so that he might become his son-in-law so Saul had to give his daughter Michal in marriage to David." (1Samuel. 18/27. GNB, BSI, 2008-2009)

”داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دو سو فلسٹی قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا اور انہوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تاکہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی۔“
(سموئیل اول: ۲۷/۱۸)

شادی کرنا اور اس میں مہر ادا کرنا ایک اچھی بات ہے۔ یہ شریفوں کی علامت ہے کہ خواہشات نفسانی نکاح کر کے اور مہر دے کر پوری کرے۔ عیسائیوں کے پیغمبر کے اس جذبے کو خراج تحسین پیش کیا جاسکتا ہے مگر اقوام متحدہ کی قرارداد اس کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ اور تو اور شاید ہمارے مسیحی بھائی بھی ہمیں اس طرح کے کسی دوسرے شخص کی تعریف کرنے پر معاف نہیں کریں گے۔

اسلام اور مسیحیت کے علاوہ براعظم افریقہ کے بہت سے قبیلوں میں بھی مہر کی

روایت کا تذکرہ ملتا ہے۔ ڈیلی میل کے ۳ نومبر ۲۰۱۱ء کی آن لائن اشاعت میں ہے:

"In many African cultures it is traditional for the family of a male partner to pay a lobola, or 'bride price', to that of his fiancée."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2057081/Engaged-couple-discover-brother-sister-parents-meet-days-wedding.html) (http://en.wikipedia.org/wiki/Lobolo)

”افریقہ کے متعدد کچھڑوں میں مذکر شریک حیات کی جانب سے منگیتر کو (شادی کی تاریخ متعین کرنے کے دن) ’لوبولا‘ یعنی مہر دین دینے کی روایت ہے۔“

المختصر! مہر دین عورت کا حق ہے جسے اللہ رب العزت نے لازم کیا ہے، اس سے کم از کم کسی مسیحی، بائبل کے تقدس کے قائل اور اس پہ حلف لینے والے اور مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) ایک سے زائد بیوی۔

دور جدید میں اسلام کا یہ حکم کہ مرد انصاف کی شرط کے ساتھ ایک وقت میں چار بیویاں تک رکھ سکتا ہے، تنقید کی زد پہ ہے۔ اسلام کے اس حکم کو بھی عورتوں کے ساتھ نا انصافی کی ایک بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس پر کائنات کی ابتدا سے تقریباً ہر قوم میں عمل ہوتا رہا ہے۔ اور آج بھی بہت سی قوموں میں رائج ہے۔ حالانکہ اسلام نے واضح طور پہ ایسی شرطیں عائد کی ہیں جن سے مشکل حالات میں ہی ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اجازت ملے گی اور اس میں بھی ضروری ہے کہ اپنی پہلی بیوی کو اعتماد میں لے اور اس کی رضامندی سے ایسا کرے۔

اسلام کے اس حکم کی بہت سی عقلی وجہیں ہیں جن کی طرف خود اس آیت میں اشارہ کیا

گیا ہے جس میں ایک سے زائد شادی کو یقینی انصاف کی شرط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا ہے:

”وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ

وَرُبْعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكُمْ أَذْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝“

”اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم یتیموں کے معاملہ میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں

بھا جائیں ان سے شادی کرو، دو دو اور تین تین اور چار چار، اور اگر تمہیں اس بات کا خوف

ہو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے تو پھر صرف ایک سے شادی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو، یہ

(سورۃ النساء: ۳)

اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم سے بچ سکو۔“

اس آیت مبارکہ کو غور سے پڑھنے کے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا ہے۔ اس میں ایک سے زائد کے لیے عدل کی شرط کو ذکر کیا گیا اور قانون کے پس منظر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بائبل کی پانچویں کتاب استثنا میں ہے:

"If a man have two wives, one beloved, and another hated, and they have born him children, both the beloved and the hated; and if the firstborn son be hers that was hated. Then it shall be, when he maketh his sons to inherit that which he hath, that he may not make the son of the beloved firstborn before the son of the hated, which is indeed the firstborn. But he shall acknowledge the son of the hated for the firstborn, by giving him a double portion of all that he hath, for he is the beginning of his strength; the right of the firstborn is his."

(Deuteronomy, 21/15-17)

”اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو۔ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے۔ بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونوں حصہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قوت کی ابتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اسی کا ہے۔“ (استثنا: ۱۵/۱۷-۱۷)

اس کے علاوہ ان سطور کو بھی پڑھیں:

(۲) بائبل کی روایت کے مطابق حضرت ابراہیم نے بھی ہاجرہ و سارہ کے علاوہ قطورہ نامی ایک اور عورت سے شادی کی تھی۔ (پیدائش: ۱۱/۲۵)

(۳) لیاہ اور راحل دونوں بہنوں کو بنی اسرائیل کے دادا جان یعقوب نے ایک ہی وقت میں بیوی بنا رکھا تھا۔ (پیدائش: ۱۵/۲۹-۳۰، ۲۲/۳۲)

(۴) لمک کی بھی عدہ اور ضلہ نامی دو بیویاں تھیں۔ (پیدائش: ۲۳/۴، ۱۹/۴)

(۵) بنی اسرائیل کے جد امجد عیسو کی بھی کم از کم تین بیویاں تھیں جن کے نام یہودتھ، بشامتھ (اہلیبامہ) اور مہلت (بشامہ) تھے۔ (پیدائش: ۲۶/۲۶، ۳۳/۲۸، ۹/۲۸، ۲۶/۳۶-۵)

(۶) شمعون کی بھی کم از کم دو شادی تھی۔ (پیدائش: ۱۰/۳۶)

(۷) بائبل کے مطابق ایک ہی وقت میں ایک آزاد عورت اور زر خرید لوٹڈی دونوں کو بیوی

بنا کر رکھنا بھی جائز ہے۔

(خروج: ۱۰/۲۱)

(۸) جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے ۷۰ بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ (قضاة: ۳۱-۳۰/۸)

(۹) سموئیل کے والد القانہ کی بھی حنہ اور فنہ دو بیویاں تھیں۔ (سموئیل اول: ۲-۱/۱)

(۱۰) حبرون میں رہتے ہوئے داؤد کے پاس کم از کم چھ بیویاں تھیں اور یروشلم میں آنے کے بعد انہوں نے اور بہت سی بیویاں اور کم سے کم دس حر میں رکھ لی تھیں۔

(سموئیل اول: ۲۵-۳۸/۲۵، ۲۷/۳، ۵/۳۰-۱۸، سموئیل ثانی: ۲/۲، ۲/۳، ۵-۱۳/۵، ۱۶-۱۲/۸، تواریخ اول: ۳/۱۳)

(۱۱) سلاطین اول: ۳/۱۱ کے مطابق سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو حر میں تھیں۔

(۱۲) اسرائیلی بادشاہ اخیا اب کے پاس بہت سی بیویاں تھیں۔ (سلاطین اول: ۷-۳/۲۰)

(۱۲) یہوکیان بادشاہ کی بھی بہت سی بیویاں تھیں۔ (سلاطین دوم: ۱۵/۲۳)

(۱۳) تفوع بھی کم از کم دو بیویاں رکھتے تھے، حیلہ اور نعراہ۔ (تواریخ اول: ۵/۴)

(۱۴) سحریم کے پاس حوسیم، بعراہ اور ہودس نامی تین بیویاں تھیں۔ (تواریخ اول: ۸/۸-۹)

(۱۵) رجمام کی ۱۸ بیویاں اور ۶۰ حر میں تھیں۔ (تواریخ دوم: ۲۱/۱۱، ۲۳/۱۱)

(۱۶) ابیاہ نے ۱۴ عورتوں سے شادی کر رکھی تھی۔ (تواریخ دوم: ۲۱/۱۳)

(۱۷) یوآس نے بھی دو عورتوں کو بہ یک وقت بیوی بنا رکھا تھا۔ (تواریخ دوم: ۱/۲۳-۳)

بنی اسرائیل کے نبی سموئیل (کتاب سموئیل اول: ۲۰/۳) کے ابا حضور القانہ کی

بھی کم از کم دو بیویاں تھیں:

"Now there was a certain man of Ramathaim-zophim, of mount Ephraim, and his name was Elkanah, the son of Jeroham, the son of Elihu, the son of Tohu, the son of Zuph, an Ephrathite. And he had two wives; the name of the one was Hannah, and the name of the other Peninnah, and Peninnah had children, but Hannah had no children." (1 Samuel, 1/1-2)

”افرائیم کے کوہستانی ملک میں راماتیم صوفیم کا ایک شخص تھا جس کا نام القانہ تھا۔ وہ افرائیمی تھا

اور یروحام بن الیہو بن توحو بن صوف کا بیٹا تھا۔ اُس کے دو بیویاں تھیں۔ ایک کا نام حنہ تھا اور

دوسری کا نام فنہ اور فنہ کے اولاد ہوئی پر حنہ بے اولاد تھی۔“ (سموئیل اول: ۲-۱/۱)

ہم مزید بتادیں کہ بائبل میں کسی ایک عورت کے لیے بہ یک وقت ایک سے

زائد قانونی شوہر کے جواز کا کوئی تذکرہ نہیں آیا ہے، بلکہ درج ذیل پیرا گراف سے عورت کے لیے ایک وقت میں ایک سے زائد شوہر کے حرام ہونے کا حکم واضح ہوتا ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her, then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife. And if the latter husband hate her, and write her a bill of divorcement, and giveth it in her hand, and sendeth her out of his house; or if the latter husband die, which took her to be his wife; Her former husband, which sent her away, may not take her again to be his wife, after that she is defiled; for that is abomination before the LORD, and thou shalt not cause the land to sin, which the LORD thy God giveth thee for an inheritance." (Deuteronomy, 24/1-4)

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی التفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاق نامہ لکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔ پراگر دوسرا شوہر بھی اُس سے ناخوش رہے اور اُسکا طلاق نامہ لکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرا شوہر جس نے اُس سے بیاہ کیا ہو مر جائے۔ تو اُسکا پہلا شوہر جس نے اُسے نکال دیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہو جانے کے بعد پھر اُس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ ایسا کام خُداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔ سو تو اُس ملک کو جسے خُداوند تیرا خُدا میراث کے طور پر تجھ کو دیتا ہے گنہگار نہ بنانا۔“ (استنا: ۲۴/۱-۴)

ایک شوہر کے ہوتے ہوئے عورت کی دوسری شادی کے ناجائز ہونے پہ ایک اور

صریح اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord." (1 Corinthians, 7/39)

”جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔“ (کرنٹیوں اول: ۳۹/۷)

مسیحی حضرات اس اقتباس کو بھی پڑھیں:

"Know ye not, brethren, (for I speak to them that know the law,) how that the law hath dominion over a man as long as he liveth? For the woman which hath an husband is bound by the law to her husband

so long as he liveth; but if the husband be dead, she is loosed from the law of her husband. So then if, while her husband liveth, she be married to another man, she shall be called an adulteress, but if her husband be dead, she is free from that law; so that she is no adulteress, though she be married to another man." (Romans, 7/1-3)

اے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اسی وقت تک شریعت اُس پر اختیار رکھتی ہے؟ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُسکے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی۔ پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہو جائے تو زانیہ کہلائیگی لیکن اگر شوہر مر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے۔ یہاں تک کہ اگر دوسرے مرد کی ہو جائے تو بھی زانیہ نہ ٹھہرے گی۔“ (رومیوں: ۱۷/۳-۱۱)

عورت صرف ایک شوہر کی بیوی رہے اس کا ثبوت بائبل کی درج ذیل حکایت سے بھی ہوتا ہے:

سموئیل اول (۲۹-۲۰/۱۸) کے مطابق بنی اسرائیل کے بادشاہ ساؤل کی دوسری بیٹی میکل کی شادی دو سو فلسطینیوں کی چمڑیوں کے عوض مسیحیوں کے نبی داؤد سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد ساؤل نے داؤد کی دشمنی میں میکل کو لیس کے بیٹے فلطی کو دیدیا (سموئیل اول: ۲۵/۲۴)۔ پھر ساؤل کی موت کے بعد جب داؤد بادشاہ بنا تو اس نے ساؤل کے بیٹے اشبوست کو پیغام بھجوایا کہ میری بیوی میکل میرے حوالے کرو، اس وقت میکل کو فلطی ایل سے چھین کر داؤد کو دوبارہ دیدیا گیا جس کی وجہ سے فلطی ایل کی حالت قابل رحم تھی۔ وہ دیوانہ وار روتے روتے اس کے پیچھے حوریم شہر تک آیا جہاں سے اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا گیا۔ (سموئیل ثانی: ۱۳/۱۶-۱۷)

اس طرح اس فصل میں ذکر کیے گئے بائبل کے حوالوں اور پیراگرافوں نے یہ صاف کر دیا کہ اسلام کے حکم تعدد ازواج پہ ہونے والے اس اعتراض کا جواب بھی بائبل میں موجود ہے۔

دنیا بھر کے وہ بہت سے ممالک جو یقینی انصاف کی شرط کے ساتھ ایک سے زائد بیوی رکھنے کی اسلامی اجازت پہ انگلیاں اٹھاتے ہیں وہ خود ایک سے زائد عورت سے جسمانی تعلق کو غلط نہیں کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کی ساری توجہ اور خرچ کنڈوم کے اشتہار پہ ہے

مگر وفاداری کے پرچار پہ پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتے، جبکہ ایڈز کے لیے وفاداری سب سے موثر دوا ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ اسلام شادی کے قانونی بندھن میں بندھنے کے بعد انصاف کی شرط کے ساتھ جائز کہتا ہے اور وہ بغیر کسی بندھن کے صحیح کہتے ہیں، دوسرا فرق یہ ہے کہ اسلام زیادہ سے زیادہ چار تک کی اجازت دیتا ہے مگر یورپ و امریکہ کا ڈھیلا قانون ”بے شمار عورتوں“ سے تعلقات کو بھی غلط نہیں مانتا ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی قانون پہ عمل کرنے کی صورت میں نسل محفوظ رہتی ہے جب کہ مغربی قانون پہ عمل کرنے سے انسان بہن، بھانجی، بھتیجی وغیرہ سے بھی شادی کر لیتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

ہم چشم کشائی کے لیے امریکی اور مغربی معاشرہ میں رہنے والے مردوں کے جنسی

حالات نقل کر دیتے ہیں:

"The number of men that have used a prostitute at least once varies widely from country to country, from an estimated low of between 7% and 8.8% in the United Kingdom, to a high of between 59% and 80% in Cambodia. In the United States, a 2004 TNS poll reported 15% of all men admitted to having paid for sex at least once in their life."

(en.wikipedia.org/wiki/Prostitution)

”جن مردوں نے اپنی زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ طوائف سے ملاقات کی، بہ اعتبار ملک ان کی نمبر شماری اس طرح ہے۔ سب سے کم تعداد برطانوی مردوں کی ہے، جن کی عام شرح ۷ سے ۸.۸ فیصد کے درمیان ہونے کا اندازہ ہے، وہیں سب سے زیادہ ۵۹ سے ۸۰ فیصد کمبوڈیائی ہیں۔ جبکہ ٹی این ایس کے ۲۰۰۴ء کے سروے کے مطابق ۱۵ فیصد امریکی مردوں نے یہ قبول کیا ہے کہ انہوں نے زندگی میں کم سے کم ایک مرتبہ جنسی تعلقات کے لیے ادائیگی کی ہے۔“

یہ تو پیسہ خرچ کر کے طوائف سے تعلقات قائم کرنے کا حال ہے، ورنہ آج کتنے

بمدا امریکی اور یورپی اور ان کے ہمنوا اپنی بیویوں / اور ’ہم خانگی‘ شریک کے وفادار ہیں، اس

وال کے جواب میں نیچے کی خبر پڑھیں:

"Although precise figures remain elusive, surveys in the UK and the U.S. suggest that between 25 and 70 per cent of women — and 40 and 80 per cent of men — have engaged in at least one extramarital sexual encounter."

(www.dailymail.co.uk/news/article-2311947/The-infidelity-epidemic-Never-marriage-vows-strain-Relationship-expert-Kate-Figes-spent-3-years-finding-adultery-worryingly-common.html)
(www.telegraph.co.uk/culture/10230794/Our-Cheating-Hearts-Love-and-Loyalty-Lust-and-Lies-by-Kate-Figes-review.html)(http://kuhu-unplugged.com/infidelity-a-grave-mental-trauma)

”صحیح گنتی اگرچہ پورے طور پر معلوم نہیں ہے مگر امریکہ و برطانیہ میں کیے گئے سروے کا آنکڑا یہ ہے کہ ۲۵ تا ۷۰ فیصد خواتین جبکہ ۴۰ تا ۸۰ فیصد مردوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ غیر سے تعلقات قائم کیے ہیں۔“

انصاف کی شرط۔ ساتھ دوسری شادی کے اسلامی حکم کو عورتوں کی غیرت سے کھلواڑ قرار دینے والے مغرب فکرین اس سوال کا جواب دینا پسند کریں گے کہ اگر ایک مسلمان پہلی بیوی کو اعتماد میں لے کر اور انصاف کی شرط کو ملحوظ رکھ کر قانونی طور پر جائز دوسری شادی کرے تو اس کی پہلی بیوی کو غیرت محسوس ہو اور جب کوئی مغربی و امریکی غیر عورت سے ناجائز تعلقات قائم کرتا ہے تو اس کی عورت کو غیرت محسوس نہیں ہوتی ہے؟؟ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ صرف مسلم خواتین ہی غیرت مند ہیں؟؟

جب مرد ناجائز راستہ اختیار کر لے تو پھر وہ کس منہ سے خواتین کو غیر قانونی حرکت اور بداخلاقی سے روک سکے گا۔ چنانچہ ٹائمز آف انڈیا نے ۲۸ فروری ۲۰۱۴ء کی آن لائن اشاعت میں یہ سروے شائع کیا ہے:

"A new survey has found that women now-a-days have become more sexually liberated as compared to men, and are engaging in sexual activities with several partner at a younger age."

(www.timesofindia.com/life-style/relationship/man-woman/women-today-have-more-sex-partners-than-men/articleshow/26422943.cms)(www.khojindia.tv/FullNews.asp?news_id=4136&Cat=News)(www.aninews.in/videogallery11/17994-today-039-s-women-starting-younger-and-having-more-sexual-partners-than-men.html)

”ایک حالیہ سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ آج کل خواتین جنسی آزادی میں مردوں سے آگے نکل چکی ہیں اور جوانی میں ان کا کئی ایک مردوں سے تعلق رہتا ہے۔“

اس مقام پر پہونچ کر قرآن کریم پر ایمان اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ نیچے ذکر کی گئی آیت مبارکہ کو پڑھ لیں:

”الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ“

”گندی عورتیں گندوں کے لیے اور آلودہ مرد آلودہ عورتوں کے لیے ہیں، پاکیزہ خواتین پاک

مردوں کے لیے اور پاک دامن مرد پاک دامن عورتوں کے لیے ہیں۔“ (سورۃ النور: ۲۶)

واضح رہے کہ یہ قرآن کا قاعدہ کلیہ نہیں ہے، ایک دو معاملہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا

ہے مگر مجموعی نتیجہ وہی نکلے گا جس کی قرآن نے پیشن گوئی کر دی ہے۔

(۵) محرم عورتیں۔

مرد کے لیے ہر ایک عورت سے شادی کو شاید کسی بھی معاشرہ میں اچھا نہیں سمجھا اتا ہوگا۔ بلکہ کچھ عورتیں ایسے رشتہ میں آتی ہیں جن سے جنسی تعلقات کو کوئی بھی باغیرت نص قبول نہیں کرے گا۔ اسے اسلام کی اصطلاح میں ”محرم خواتین“ کہتے ہیں یعنی وہ عورتیں جن سے ہمیشہ کے لیے شادی حرام ہے۔ جہاں تک ہم نے بائبل کو کھنگالا ہے اس معاملہ میں بھی بائبل اسلام کی دی گئی لسٹ سے تقریباً اتفاق کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں نے ان عورتوں کی ایک مکمل فہرست دی ہے جن سے مرد کو شادی حلال نہیں ہے۔ ہم قرآن و حدیث اور بائبل کی آیات کو پے در پے نقل کرتے ہیں۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَالْأَخْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَالْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمُ مِنَ الرَّضْعَةِ وَأُمَّهُتُ نِسَائِكُمْ وَرَبِّبُكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ. وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا“

”تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، پوتیاں، نواسیاں، وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، رضاعی بہنیں، تمہاری بیویوں کی مائیں، تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں جن سے تم نے وطی کی ہو، البتہ اگر تم نے وطی نہ کی ہو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ اسی طرح تمہارے اپنے بیٹوں پوتوں کی بیویاں۔ اور دو بہنوں سے بہ یک وقت نکاح حرام ہے۔ مگر ہاں! پہلے جو ہو چکا (اللہ اس پر پکڑ نہیں فرمائے گا) بے شک اللہ بخشنش اور رحم والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۲۳)

اسی طرح ہر طرح کی ماں اور دادی سے بھی نکاح حرام ہے:

”وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا“

”اور ان سے شادی نہ کرو جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا، مگر جو گذر گیا (اس پر سزا

(سورۃ النساء: ۲۲) "نہیں) بے شک یہ بے حیائی اور گندا کام اور برار راستہ ہے۔"
سوتیلی ماں کے تعلق سے بائبل میں ہے:

"Do not have sexual relations with your father's wife; that would dishonor your father." (Leviticus, 18/8, 20/11, Deuteronomy, 22/30, NIV, Pub. by IBS, New Jersey, America, © 1973, 1978, 1984)

"تو اپنے باپ کی بیوی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کا بدن ہے۔"
(أخبار: ۸/۱۸، ۱۱/۲۰، استثناء: ۳۰/۲۲)

حقیقی ماں کے بارے میں کہا گیا:

"The nakedness of thy father, or the nakedness of thy mother, shalt thou not uncover, she is thy mother; thou shalt not uncover her nakedness." (Leviticus, 18/7)

"تو اپنے ماں کے بدن کو جو تیرے باپ کا بدن ہے بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں ہے۔"
(أخبار: ۷/۱۸)

بہن سے شادی کے متعلق کہا گیا:

"The nakedness of thy sister, the daughter of thy father, or daughter of thy mother, whether she be born at home, or born abroad, even their nakedness thou shalt not uncover." (Leviticus, 18/9, 18/11)

"تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں بے پردہ نہ کرنا۔"
(أخبار: ۱۱/۱۸، ۹/۱۸)

پوتی اور نواسی کا حکم بیان کیا گیا:

"The nakedness of thy son's daughter, or of thy daughter's daughter, even their nakedness thou shalt not uncover, for theirs is thine own nakedness." (Leviticus, 18/10)

"تو اپنی پوتی یا نواسی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ ان کا بدن تو تیرا ہی بدن ہے۔"
(أخبار: ۱۰/۱۸)

پھوپھی کے متعلق قانون سنایا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy father's sister, she is thy father's near kinswoman." (Leviticus, 18/12, 20/19)

"تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے۔"
(أخبار: ۱۹/۲۰، ۱۲/۱۸)

خالہ کے لیے بیان کیا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy mother's sister, for she is thy mother's near kinswoman." (Leviticus, 18/13, 20/19)

"تو اپنی خالہ کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیری ماں کی قریبی رشتہ دار ہے۔"

(أخبار: ۱۸/۱۳، ۱۹/۲۰)

بہو کے بارے میں حکم شرعی یہ دیا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of thy daughter in law, she is thy son's wife; thou shalt not uncover her nakedness."

(Leviticus, 18/15, 20/12)

”تو اپنی بہو کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے بیٹے کی بیوی ہے۔ سو تو اُسکے بدن کو

(أخبار: ۱۸/۱۵، ۱۹/۲۰)

بے پردہ نہ کرنا۔“

حقیقی اور سوتیلی بیٹی، سوتیلی پوتی اور سوتیلی نواسی کے بارے میں کہا گیا:

"Thou shalt not uncover the nakedness of a woman and her daughter, neither shalt thou take her son's daughter, or her daughter's daughter, to uncover her nakedness; for they are her near kinswomen, it is wickedness."

(Leviticus, 18/17, 20/14)

”تو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا اور نہ تو اُس عورت کی پوتی یا نواسی سے بیاہ کر کے اُن میں سے کسی کے بدن کو بے پردہ کرنا کیونکہ وہ دونوں اُس عورت کی

(أخبار: ۱۸/۱۷، ۱۹/۲۰)

قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ بڑی خباث ہے۔“

دو بہنوں کو ایک ساتھ عقد میں رکھنے کو حرام قرار دیتے ہوئے کہا گیا:

"Neither shalt thou take a wife to her sister, to vex her, to uncover her nakedness, beside the other in her life time."

(Leviticus, 18/18)

”تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اُسے اپنی بیوی کے لئے سوکن نہ بنانا کہ دوسری کے جیتے جی

(أخبار: ۱۸/۱۸)

اُسکے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔“

ہمیں بائبل میں ایک عجیب و غریب حکم ملتا ہے۔ بائبل بنی اسرائیل کے مذہبی

منصب دار یعنی کاہنوں کے لیے مطلقہ اور بیوہ کو حرام قرار دیتی ہے:

"And he shall take a wife in her virginity. A widow, or a divorced woman, or profane, or an harlot, these shall he not take, but he shall take a virgin of his own people to wife. Neither shall he profane his seed among his people, for I the LORD do sanctify him."

(Leviticus, 21/13-15, 21/7)

”اور وہ گنواہی عورت سے بیاہ کرے۔ جو بیوہ یا مطلقہ یا ناپاک عورت یا فاحشہ ہو اُن سے

وہ بیاہ نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی گنواہی کو بیاہ لائے۔ اور وہ اپنے ختم کو اپنی قوم میں

ناپاک نہ ٹھہرائے کیونکہ میں خُداوند ہوں اُسے مقدس کرتا ہوں۔“ (أخبار: ۲۱/۱۳-۱۵، ۲۱/۷)

بائبل کے برخلاف اسلام نے علماء و عوام دونوں کے لیے گنواہی، بیوہ اور مطلقہ

سبھوں سے شادی کو حلال رکھا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کوئی کنواری نہیں تھیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو دومرتبہ کی بیوہ تھیں اور جب آپ کی شادی پیغمبر اسلام ﷺ سے ہوئی تو آپ چالیس سال کی تھیں جبکہ رسول اللہ ﷺ صرف پچیس سال کے تھے۔ ویسے بھی عوام مذہبی رہنماؤں کے تابع ہوتے ہیں۔ دھرم گرو کے قول و فعل کو اپنے لیے حجت سمجھتے ہیں۔ جب مذہبی رہنماؤں کے لیے غیر کنواری کو ناپاک قرار دیا جائے گا تو کوئی بھی مطلقہ اور بیوہ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ فاحشہ اور آوارہ عورت کو اس مقام پہ بھی بائبل نے دھتکارا ہے اور شریف لوگوں کی صحبت کے لیے ایسوں کو نااہل قرار دیا ہے۔

برطانیہ اور امریکہ کے دستور 'محرم خواتین' کے معاملہ میں بہت حد تک بائبل کے مطابق ہیں۔ البتہ! کچھ شقیں بہت زیادہ چونکا دینے والی ہیں، مثلاً برطانوی قانون میریج ایکٹ ۱۹۸۶ء چند شرطوں کے ساتھ ساس اور بہو سے شادی کو جائز قرار دیتا ہے۔ برطانیہ میں ۱۹۸۶ء تک یہ قانون نافذ تھا کہ حقیقی ماں، دادی، نانی، بیٹی، پوتی اور نواسی کی طرح ساس، حقیقی و سوتیلی بہو، سوتیلی بیٹی، سوتیلی ماں اور سوتیلی نواسی و پوتی سے نکاح حرام ہے مگر میریج ایکٹ ۱۹۸۶ء نے رشتوں کے تقدس کی پامالی کا راستہ بہت حد تک آسان بنا دیا ہے۔

(<http://www.legislation.gov.uk/ukpga/1986/16/body>)

(http://en.wikipedia.org/wiki/Prohibited_degree_of_kinship)

اسلام کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ چھو دیا یا اس سے غلط حرکت کر بیٹھا تو وہ اس پر اور اس کے بیٹے دونوں پر حرام ہو جائے گی اور مجرم کو سنگسار کیا جائے گا۔ بیٹے پہ اس لیے حرام کہ باپ کی حرکت کی وجہ سے وہ باپ کی استعمال کی ہوئی ہوگئی اور باپ پر اس لیے کہ وہ بہو ہے، یہ مسئلہ ۲۰۰۵ء میں ہند میڈیا ٹرائل کی زینت بنا اور اسے اسلام دشمنوں نے خوب اچھالا، چونکہ ہماری کتاب کے عنوان کا تقاضا یہ ہے کہ اس مسئلہ کو بھی واضح کیا جائے، لہذا ہم اس کی وضاحت تحریر کرتے ہیں۔ بائبل نے بہو سے تعلقات کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیتے ہوئے کہا:

"And if a man lie with his daughter in law, both of them shall surely be put to death, they have wrought confusion; their blood shall be

upon them."

(Leviticus, 20/12)

”اور اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ انہوں نے اوندھی بات کی ہے۔ اُنکا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔“
(احبار: ۱۲/۲۰)

بہو ہونے کی وجہ سے وہ باپ پہ پہلے سے حرام تھی اور جب بے غیرت اور بے حیا

باپ نے اسے چھو دیا تو بیٹے پر بھی حرام ہوگئی، کیونکہ:

"The nakedness of your father's wife you shall not uncover; it is your father's nakedness" (Leviticus, 18/8, 20/11, Deuteronomy, 22/30, NKJV, Pub. by The Gideons International in India, Secundrabad, A.P. India, 2009)

”تو اپنے باپ کی بیوی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیونکہ وہ تیرے باپ کا بدن ہے۔“

(احبار: ۸/۱۸، ۱۱/۲۰، استثناء: ۲۲/۳۰)

ہم نے انگریزی پیرا گراف کے جس جملہ پہ خط کھینچ دیا ہے، وہ خاص توجہ کا طالب ہے، اس کے ہر نقطہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ باپ کے استعمال کی وجہ سے وہ اس کی محرم راز بن گئی، اور دنیا کے ہر عقل و ہوش والے انسان کا قانون یہ ہے کہ باپ کی محرم راز سے تعلق ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام ہے۔

ہم صرف ایک سوال با غیرت دانشوروں سے پوچھتے ہیں۔ کیا وہ اس عورت سے جسمانی تعلقات بنانا چاہیں گے جس سے ان کے باپ یا بیٹے نے ایک مرتبہ بھی رشتہ قائم کیا ہو؟؟ اس سوال میں سارے جواب پوشیدہ ہیں۔

اب رہا یہ شبہ کہ عورت کو کسی غلطی کے بغیر سزا مل رہی ہے کہ اس کا بسا بسا یا گھرا جڑ رہا ہے، جو غلط ہے۔ تو یہ سوال ذہن کا پھیر اور کم تو جہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، صرف یہی ایک مسئلہ نہیں ہے جس میں کسی کو بغیر غلطی کے سزا ملتی ہے۔ کسی انسان کو کسی جرم میں پھانسی ہوتی ہے تو اس کے بوڑھے ماں باپ در بدر بھیک مانگنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں، ایسی صورت میں ضرر ضمنی (Secondary Damage) کی وجہ سے کسی قاعدہ کلیہ میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ جیسے ہندوستانی حکومت اور امریکہ کی پالیسی ہے کہ قابل گردن زنی جرم میں ملوث لوگوں کو پھانسی پہ لٹکا دیا جاتا یا زہر کا انجکشن دیدیا جاتا ہے یا کم از کم عمر قید کی سزا دی جاتی ہے، اب امریکی عدالت میں ایک ایسا مجرم آیا جس کے کئی ایک چھوٹے چھوٹے بچے ہوں، جن میں سے کچھ گونگے

بہرے بھی ہیں، ماں باپ بہت بوڑھے ہیں جو بستر پہ بیٹھنے تک کی قابلیت نہیں رکھتے ہیں، اور پھانسی یا عمر قید کے قانون کو نافذ کرنے میں لاچار ماں باپ بے سہارا، بیوی بیوہ اور معذور بچے پتھر کی لاش بن کر رہ جائیں گے تو کیا عدالت ان چیزوں کی بنیاد پہ اسے رہا کرنے کا حکم دے گی؟؟ اس طرح کی غلطی اس بنیاد پہ ہوتی ہے کہ ہم قانون کو عقل کی بجائے وقتی جذبات کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اور رہا مجرم باپ تو اس کے لیے اسلام نے پتھر کی ہلاکت سے کم سزا نافذ نہیں کی ہے۔

(۶) دیندار عورت سے شادی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تَنْكَحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاطْفَرُ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ.“
”عورت سے اس کے مال، خاندان، حسن یا دینداری کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے، تم دینداری کو ترجیح دینا، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں۔“

(صحیح البخاری: باب استحباب نکاح ذات الدین، صحیح المسلم: باب استحباب نکاح ذات الدین، جامع الترمذی: باب ما جاء ان المرأة تنكح على ثلاث، سنن أبي داود: باب ما يومر به من تزويج ذات الدین، سنن ابن ماجه: باب تزويج ذوات الدین، سنن النسائی: باب على ما تنكح المرأة، مسند أحمد: مسند أبي هريرة)

رسول اللہ ﷺ نے مال و حسن پہ دینداری کو ترجیح دینے کی وجہیں بیان فرمائیں:

”لَا تَزَوِّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرِيدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوِّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْفِيَهُنَّ وَلَكِنْ تَزَوِّجُوهُنَّ عَلَى الدِّينِ.“

”حسن کی بنیاد پہ خواتین سے نکاح نہ کرو کہ حسن بربادی کا ذریعہ بن سکتا ہے، نہ ہی ان کی مالداری دیکھ کر شادی کرو کہ وہ ان میں سرکشی پیدا کر سکتا ہے، ہاں! دینداری کی بنیاد پہ شادی کرو۔“

(سنن ابن ماجه: الحديث ۱۹۳۲، باب تزويج ذوات الدین، مسند البزاز: الحديث ۲۴۳۸)

اس حدیث پاک میں آج کی سماجی حالت کی بربادی کے دو بڑے کردار کی طرف

اشارہ کیا گیا ہے۔ کیا کوئی اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ ’نمائشِ حسن‘ اور ’غیر ضرورت مند

عورتوں کی مخلوط نوکری‘ موجودہ تمام مسائل کے سب سے بنیادی اسباب ہیں.....؟؟؟

ایک دیندار عورت سے شادی کرنے میں کم سے کم درج ذیل فائدے ہیں:

(۱) طلاق کا امکان ناممکن سے قریب ہوگا۔

(۲) ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوگی کیونکہ دیندار عورت اپنی مرضی اور خواہش پہ اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو فوقیت دے گی جس سے ہر تنازع و اختلاف کی صورت میں آسانی ہوگی کیونکہ شریعت اسلامیہ نے ہر ایک کے حق کو اس طرح بیان کر دیا ہے کہ کہیں کسی کا حق دوسرے کے حق سے نہیں ٹکراتا ہے، ایسی صورت میں مرد یا عورت جو بھی خطا پہ ہوں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خوف سے معافی تلافی کے لیے پہل کریں گے۔

(۳) گھر کا ماحول کافی خوشگوار رہے گا۔

(۴) بچوں کی صحیح تربیت ہوگی۔ ان کے لیے ایماندار اور نیک بننا آسان ہوگا۔

(۵) کبھی احساس کمتری یا ناشکری کا جذبہ نہیں پیدا ہوگا کیونکہ وہ اللہ کی مصلحتوں اور تقدیر پہ ایمان رکھنے والی ہوگی۔

(۶) آپ گناہ اور حرام خوری جیسی چیزوں سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اسے جتنا ملے گا اسی پہ خدا کا شکر ادا کرے گی، ناجائز راستہ سے آنے والی دولت سے نفرت کرے گی۔

(۷) نام و نمود اور دکھاوا کے لیے کی جانے والی فضول خرچی اور اسراف سے دور رہے گی اور آپ کو بھی دور رکھے گی۔ جس کی وجہ سے قرض اور سودی قرض کی مصیبتوں سے محفوظ ہوں گے۔

(۸) دینی مزاج ملنے کی وجہ سے دین پہ چلنا بہت آسان ہو جائے گا اور اس طرح جنتیوں سے عمل کرتے ہوئے آپ کی موت ہوگی۔

(۹) انتقال کے بعد آپ کے نام صدقہ و خیرات اور ذکر و ختم قرآن کا سلسلہ جاری رہے گا جس سے آپ کو موت کے بعد قبر میں بھی فائدہ پہنچتا رہے گا۔

حدیث شریف کی موافقت بائبل میں اس طرح ہے:

"And he shall take a wife in her virginity. A widow, or a divorced woman, or profane, or an harlot, these shall he not take, but he shall take a virgin of his own people to wife. Neither shall he profane his seed among his people, for I the LORD do sanctify him."

(Leviticus. 21/13-15, 21/7)

”اور وہ کنواری عورت سے بیاہ کرے۔ جو بیوہ یا مطلقہ یا ناپاک عورت یا فاحشہ ہو ان سے وہ بیاہ

نہ کرے بلکہ وہ اپنی ہی قوم کی کنواری کو بیاہ لائے۔ اور وہ اپنے ختم کو اپنی قوم میں ناپاک نہ ٹھہرائے
کیونکہ میں خداوند ہوں اُسے مقدس کرتا ہوں۔“
(احبار: ۲۱/۱۳-۱۵، ۷/۲۱)

مزید کہا گیا:

"They shall not take a wife that is a whore, or profane; neither shall they take a woman put away from her husband, for he is holy unto his God."
(Leviticus, 21/7, 21/13-15, Ezekiel, 44/21-22)

”وہ کسی فاحشہ یا ناپاک عورت سے بیاہ نہ کرے اور نہ اُس عورت سے بیاہ کرے جسے اُسکے شوہرنے طلاق دی ہو کیونکہ کاہن اپنے خدا کے لئے مقدس ہے۔“ (احبار: ۷/۲۱، ۱۳/۲۱، ۱۵/۲۱، ۲۲/۲۱)

انگریزی کے دونوں پیراگرافوں میں ایک لفظ ”Profane“ استعمال کیا گیا ہے، جس کا ترجمہ اردو میں ’ناپاک‘ لکھا گیا ہے۔ اس لفظ کے معنی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ آکسفورڈ اڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری کے ساتویں ایڈیشن میں یوں لکھے ہیں:

"having or showing a lack of respect for God or holy things."

”خدا یا مقدس چیزوں کے لیے کم عقیدت رکھنے یا دکھانے والا۔“

اب معنی یہ ہوگا کہ کاہن یعنی بنی اسرائیل کے مقدس اشخاص ایسی عورتوں سے شادی نہ چاہیں جن کے اندر دینی جذبہ کی کمی ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں انکے دین و عقیدے کو بگاڑ سکتی ہیں۔ اور یہی حکم اسلام کا ہے کہ دیندار خاتون کو شریک حیات بناؤ، فرق اتنا ہے کہ بائبل نے صرف کاہنوں کے لیے یہ حکم دیا اور اسلام کی نظر میں تمام لوگ یکساں ہیں۔ کیونکہ اسلام مساوات اور برابری کا علمبردار ہے۔

مزید صراحت کے ساتھ کہا گیا:

"Favour is deceitful, and beauty is vain, but a woman that feareth the LORD, she shall be praised."
(Proverb, 31/30)

”حسن دھوکا اور جمال بے ثبات ہے لیکن وہ عورت جو خداوند سے ڈرتی ہے ستودہ ہوگی۔“

(امثال: ۳۱/۳۰، ۳۱/۳۰-۱۰)

آئیے! اب لوگوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے کے متعلق اولین امریکی صدر اور امریکیوں کے باپو جناب جارج واشنگٹن (۲۲ فروری ۱۷۳۷ء-۱۳ دسمبر ۱۷۹۹ء) کے موقف کو بھی دیکھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own

reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."
 (www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashingt)
 (www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

”معزز بننا چاہتے ہو تو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔“
 دنیا میں چند سالوں کے لیے ساکھ بنانے اور انہیں باقی رکھنے کے لیے جب ایسے
 لوگوں کی صحبت میں ایک بھی لمحہ گزارنے سے منع کیا گیا جو اس کی راہ میں رکاوٹ کا ذریعہ بن
 سکتے ہیں تو پھر ہمیشہ کے گھر جنت کی راہوں میں رکاوٹ بننے والی چیز کو صبح و شام اپنے پاس
 رکھنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ (۱) برے مرد یا بری عورت کے ساتھ رہنے سے
 عادات و اطوار میں بدلاؤ آتا ہے (۲) پھر سوچ اور فکر میں تبدیلی آتی ہے اور (۳) مرد و
 عورت کا اگر مذہب سے لگاؤ نہیں ہے تو اخیر میں مذہب اور عقیدے میں بگاڑ آتا ہے۔

(۷) شادی سے پہلے ایک ساتھ رہنا۔

شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گزارنا، تجلیہ کرنا وغیرہ چیزیں عقل و نقل دونوں جہتوں
 سے انسانی فکر سے ماورا ہیں۔ کیا کوئی ذی ہوش اور قانون داں شخص بالخصوص وکیل اور جج حضرات
 کسی ایسی زمین پہ عمارت بنانے کو دانشمندی کہیں گے جس کی بات ہوگئی ہو مگر رجسٹری نہیں ہوئی
 ہو؟؟ شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گزارنے کی اجازت دینی کسی طور پہ درست نہیں ٹھہرائی
 جاسکتی ہے۔ کیونکہ شادی سے قبل رشتہ کی ڈور کچی ہوتی ہے اور شادی کے بندھن سے یہ مضبوطی
 میں بدل جاتی ہے۔ اور جیسا کہ سبھی جانتے ہیں کہ کچے دھاگے کا ٹوٹنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اس کی
 تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شادیوں کی بہ نسبت رشتہ، منگنی اور دوستی وغیرہ زیادہ ٹوٹی ہیں
 اور اس کی حمایت امریکی و مغربی ملکوں کی حالتوں سے بھی ہوتی ہے جہاں بے سہارا نابالغ ماؤں کی
 ایک عظیم دنیا آباد ہے اور بن باپ کے لاکھوں بچے سڑکوں پہ مارے مارے پھرتے ہیں۔ اسی لیے
 قرآن، بائبل اور تجزیہ و تجربہ نے شادی کے بغیر ایک ساتھ گھومنے اور خلوت سے منع کیا ہے۔ اسلام
 نے اپنے شوہر اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ سبھوں سے پردہ کا حکم دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

”وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا
 ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ
 آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ

بَنِي أَخَوَاتِهِمْ أَوْ نِسَائِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ أَوْ التَّبَعِينَ غَيْرِ أُولَى الْأَرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوْ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بَارِجُلَهُنَّ لِيُعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝“

”اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیریں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار، اور اللہ کی طرف توبہ کرواے مسلمانوں کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔“

(سورۃ النور: ۳۱)

جن مردوں سے شادی نہیں ہوئی اسلام نے ان کے ساتھ رہنے اور گھومنے کی

بات تو بہت دور ہے خواتین کو بے پردہ ہونے کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمْ الْمَرْأَةَ فَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ مِنْهَا إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ۔
”جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے اور اس کے لیے ممکن ہو تو چہرہ دیکھ کر نکاح کرے۔“
(مسند أحمد: الحديث ۱۴۹۶۰، سنن أبي داود: الحديث ۲۰۸۲، ۲۰۸۴، شرح معانی الآثار: الحديث ۳۹۶۰)

اور وہ بھی صرف چہرہ اور ہتھیلی دیکھنے کی اجازت ہے۔ ان کے علاوہ نہیں۔

قرآن کی طرح بائبل نے بھی شادی سے پہلے ایک ساتھ رہنے کو حرام کہا ہے۔ جب

مسیحیوں کے دادا جان اسحاق اور ان کی دادی جان ربقہ کی شادی سے پہلے آپسی ملاقات ہوئی تو ہونے والے میاں بیوی کی حیثیت سے اسحاق اور ربقہ آج کی مغربی تہذیب کے دلداؤں کی طرح ایک دوسرے سے گلے ملنے کے لیے نہیں بڑھے، بلکہ ربقہ نے انہیں دیکھ کر پردہ کر لیا:

"And when she saw Isaac, she lighted off the camel. For she had said unto the servant, What man is this that walketh in the field to meet us? And the servant had said, It is my master, therefore she took a vail, and covered herself. And the servant told Isaac all things that he had done. And Isaac brought her into his mother Sarah's tent, and took Rebekah, and she became his wife; and he loved her, and Isaac

was comforted after his mother's death."

(Genesis, 24/64-67)

”اور ربقہ نے نگاہ کی اور اِضحاق کو دیکھ کر اونٹ پر سے اتر پڑی۔ اور اُس نے نوکر سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے جو ہم سے ملنے کو میدان میں چلا آ رہا ہے؟ اُس نوکر نے کہا یہ میرا آقا ہے۔ تب اُس نے بُرقع لیکر اپنے اوپر ڈال لیا۔ نوکر نے جو جو کیا تھا سب اِضحاق کو بتایا۔ اور اِضحاق ربقہ کو اپنی ماں سارہ کے ڈیرے میں لے گیا۔ تب اُس نے ربقہ سے بیاہ کر لیا اور اُس سے محبت کی اور اِضحاق نے اپنی ماں کے مرنے کے بعد تسلی پائی۔“

(پیدائش: ۲۴/۶۴-۶۷)

ایک خاص نکتہ جو سارہ کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ہونے والے شوہر کو دیکھ کر پردہ کرنا (چھپنا) ان کا پسندیدہ طریقہ ہے۔ ایک بہترین اولاد وہ ہوتی ہے جو اپنے قابل فخر پیش روؤں کی تہذیب کی پیروی کرتی ہے نہ کہ ان کی تہذیب کو عورتوں کی غلامی کا نام دے کر ان کا مذاق اڑاتی ہے، بائبل کی اس آیت نے بھی صاف کر دیا کہ عصر حاضر میں بھی علمائے اسلام کی جانب سے دیا جانے والا یہ فتویٰ کہ شادی سے قبل ایک سے زائد ملاقات اور خلوت تو کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے، سو فیصدی صحیح اور قابل تعریف ہے، نہ کہ قابل تنقید۔ ہمیں کہہ لینے دیا جائے کہ اگر آج کے یورپ کو اسلام کے اس حکم سے اتنی ہی نفرت ہے تو پہلے وہ یہ اعلان کریں کہ ان کا یعقوب سے کوئی رشتہ نہیں ہے اور انہیں اس بات پر شرمندگی ہے کہ وہ ان کی نسل سے ہیں جنہوں نے عورتوں کی غلامی کی بنیاد ڈالی اور انہیں اسرائیلی کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ہمیں کوئی مشورہ دیں تو ان کے لیے لائق عزت ہوگا۔

ذیل میں مزید جو اقتباسات ہم نقل کرنے جا رہے ہیں ان میں سے اول الذکر دو کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان اقتباسات سے شادی سے قبل ایک ساتھ گھومنے پھیرنے اور رہنے کی حرمت کو صرف ہم نے ہی مستنبط نہیں کیا ہے بلکہ ہمارے شناسا ایک سابق ہندو مسیحی کارکن برنباس (ملپورم منارگھاٹ، جزیرہ انڈمان، ہند) نے نیویارک امریکہ سے شائع شدہ مسیحی لٹریچر ”خاندانی خوشی کا راز“ نامی جو کتاب ہمیں بطور تحفہ دی ہے اس میں بھی ان اقتباسات کا حوالہ اسی مقصد کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔ توجہ کے ساتھ دونوں اقتباسات کو ملاحظہ فرمائیں:

"Now concerning the things whereof ye wrote unto me. It is good for a man not to touch a woman. Nevertheless, to avoid fornication, let every man have his own wife, and let every woman have her own

husband. Let the husband render unto the wife due benevolence, and likewise also the wife unto the husband. The wife hath not power of her own body, but the husband, and likewise also the husband hath not power of his own body, but the wife. Defraud ye not one the other, except it be with consent for a time, that ye may give yourselves to fasting and prayer; and come together again, that Satan tempt you not for your incontinency." (1 Corinthians, 7/1-5)

”مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے۔ لیکن حرام کاری کے اندیشہ سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر مرد اپنا شوہر رکھے۔ شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی۔ تم ایک دوسرے سے جدا نہ ہو مگر تھوڑی مدت تک اس کی رضامندی سے تاکہ دعا کے واسطے فرصت ملے اور پھر اکٹھے ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غلبہ نفس کے سبب سے شیطان تم کو آزمائے۔“ (کرنٹیوں اول: ۱۱-۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دیں! پہلے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ عورت مرد کے لیے مکمل طور پر حرام ہے، پھر اندیشہ زنا کو سبب بتاتے ہوئے کہا گیا کہ زنا اور حرام کاری سے بچنے کے لیے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ خاص کر لفظ ”اپنا“ اور ”اندیشہ“ پر توجہ دیں اس سے واضح طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف اپنی بیوی اور صرف اپنے شوہر کے ساتھ تعلقات اور تخلیہ کی اجازت ہے۔ بالخصوص انگریزی پیراگراف میں ”Own Husband“ اور ”Own Wife“ کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ جب تک شادی کے ذریعہ شوہر و بیوی ایک دوسرے کے نہ ہو جائیں اس سے قبل ان کے لیے ایک دوسرے سے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں۔ اور ”To avoid fornication“ (حرام کاری سے بچنے کے لیے) کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنی عورت کے علاوہ کے ساتھ تخلیہ بھی جائز نہیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ عقل سلیم کا یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی بحالت مجبوری اجازت دی جاتی ہے وہ مجبوری کی حالت تک محدود رہتی ہے، مجبوری کی حالت ختم ہوتے ہی وہ دوبارہ خود بخود حرام اور ممنوع ہو جاتی ہے۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے بھی تعلقات قائم کرنا حرام ہے اور شادی کے بعد اپنے ہمفسر کے علاوہ سے تعلقات بھی حرام ہے، کیونکہ جہاں تک زنا اور حرام کاری سے بچنے کا سوال ہے تو وہ صرف اپنے

شریک حیات سے تعلقات قائم کرنے سے پورا ہو جائے گا، لہذا دوسروں سے تعلقات کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ چونکہ حرام کاری کا اندیشہ ہے اسی لئے شادی کی اجازت دی گئی ہے تو جب تک کہ شادی نہ ہو جائے ان کے ایک ساتھ رہنے سے بھی یہ خطرہ ہے (اور مشاہدہ بھی ہے) کہ وہ حدوں کو پھلانگ کر حرام کاری کر بیٹھیں گے اسی لیے شادی سے پہلے وہ ایک دوسرے کے قریب نہ آئیں بلکہ ایک دوسرے سے دوری اور پردہ اختیار کریں جیسا کہ بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ اسحاق اور ان کی جدہ عالیہ ربقہ نے کیا تھا۔ دوسرا اقتباس:

"Meats for the belly, and the belly for meats, but God shall destroy both it and them. Now the body is not for fornication, but for the Lord; and the Lord for the body. And God hath both raised up the Lord, and will also raise up us by his own power. Know ye not that your bodies are the members of Christ? shall I then take the members of Christ, and make them the members of an harlot? God forbid. What? know ye not that he which is joined to an harlot is one body? for two, saith he, shall be one flesh. But he that is joined unto the Lord is one spirit. Flee fornication. Every sin that a man doeth is without the body; but he that committeth fornication sinneth against his own body." (1Corinthians, 6/13-18)

”کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے لیکن خدا اُسکو اور انکو نیست کریگا مگر بدن حرام کاری کے لئے نہیں بلکہ خداوند کے لئے ہے اور خداوند بدن کے لئے۔ اور خدا نے خداوند کو بھی چلایا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے چلائے گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضاء ہیں؟ پس کیا میں مسیح کے اعضاء لے کر کسی کے اعضاء بناؤں؟ ہرگز نہیں! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کوئی کسی سے صحبت کرتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک تن ہو جاتا ہے؟ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ وہ دونوں ایک تن ہوں گے۔ اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اُسکے ساتھ ایک روح ہو جاتا ہے۔ حرام کاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں مگر حرام کار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے۔“

(کرنٹیوں اول: ۱۳/۶-۱۸)

اس اقتباس میں متعدد طریقوں سے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ جس عورت سے شادی نہیں ہوئی ہے اس سے بھاگو، دور رہو، ان کی قربت سے اپنے آپ کو ناپاک نہ کرو، اور ایک خاص نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس کے پاس جو بدن ہے وہ اللہ کا عطا کردہ ہے تو اسے اسی

موقع پہ استعمال کرے جب اللہ کی جانب سے اجازت مل جائے اور چونکہ اللہ شادی کے بغیر جسمانی تعلقات کی اجازت نہیں دیتا ہے لہذا اُس سے اور اس کے اسباب سے بھی دور بھاگے۔ شادی کے بغیر مردوں سے میل جول رکھنے والی عورتوں کو بائبل میں شیطان کی پیروکار سے تعبیر کیا گیا ہے:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully. For some are already turned aside after Satan."

(1 Timothy, 5/14-15)

ترجمہ: پس میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو بدگونی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔ اس میں واضح طور پہ کہا گیا ہے کہ پہلے شادی کریں پھر بچہ کی بابت سوچیں۔ مگر قبل نکاح 'ہم آہنگی' کی کوشش معاملہ کو پلٹ دیتی ہے جس بنا پہ اس کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی ہے۔ شادی سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو سمجھ لیں پھر شادی کے بندھن میں بندھیں تو زیادہ اچھا ہوگا کہ اس سے شادی کے پائیدار ہونے کی زیادہ امید ہے۔ اس کا جواب ہم خود دینے کی بجائے "خاندانی خوشی کا راز" نامی مسیحی کتاب سے آپ کے سامنے نقل کرتے ہیں:

"طلاق بازی بڑی تیزی سے عام ہوتی جا رہی ہے۔ سپین میں بیسویں صدی کے آخری دہے کے شروع سے طلاق کی شرح ۸ شادیوں میں سے ایک بڑھ گئی۔ صرف ۲۵ سال پہلے ۱۰۰ میں سے ایک بڑی جست۔ رپورٹ کے مطابق یورپ میں طلاق کی بلند ترین شرح برطانیہ میں ہے (۱۰ میں سے ۴ شادیوں کے ناکام ہونے کی توقع کی جاتی ہے) والدین میں سے ایک پر مشتمل خاندانوں کی تعداد میں اضافہ اچانک سامنے آیا ہے۔..... فرانسیسی بھی اکثر کم شادیاں کرتے ہیں، اور جو شادی کرتے بھی ہیں پہلے کی نسبت اور زیادہ جلدی طلاق دیدیتے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد شادی کی ذمہ داریوں کے بغیر اکٹھے رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اسی طرح کے رجحانات تمام دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔ بچوں کی بابت کیا ہے؟ ریاستہائے متحدہ اور بہت سے دیگر ممالک میں زیادہ سے زیادہ بچے شادی کے بندھن کے بغیر پیدا ہوتے ہیں، بعض کم سن نوعمروں سے۔ بہت سی نوعمر لڑکیاں

کئی ایک بچے پیدا کرتی ہیں جنکے والد مختلف ہوتے ہیں۔ تمام دنیا سے رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ لاکھوں بے خانماں بچے سڑکوں پر مارے مارے پھرتے ہیں، بہیتراے بدسلوکی کرنے والے لگھروں سے بھاگے ہوئے ہیں یا ایسے خاندانوں سے نکال دیے گئے ہیں جو مزید انکی کفالت نہیں کر سکتے۔“ (خاندانی خوشی کاراز: ص ۸-۹، ناشر: انٹرنیشنل بائبل اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن برکلین، نیویارک، امریکہ، ۱۹۹۶ء)

شادی سے پہلے ایک ساتھ رہ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی روایت سب سے زیادہ رپ و امریکہ میں پائی جاتی ہے مگر ایک دوسرے کو سمجھنے کے باوجود طلاق کی شرح برطانیہ میں ۴۲ فیصد ہے۔ ہر سو میں سے چالیس شادی ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اسپین میں ۱۲.۵۰ فیصد یعنی آٹھویں شادی ٹوٹی ہے۔ ہندوستان میں عام طور پہ شادی سے پہلے ایک ساتھ وقت گزارنے کا رواج نہیں ہے اور اکثر تو شادی سے پہلے اپنے شریک حیات کو دیکھتے بھی نہیں ہیں، صرف والدین کی پسند پہ شادی ہوتی ہے، مگر پھر بھی یہاں طلاق کی شرح ۵ فیصد بھی نہیں ہے۔ لفظوں کے حساب سے تو امریکی ویور پی فکر کی دلیل بہت مضبوط ہے مگر تجربہ نے اسے رد کر دیا ہے کیونکہ ان کی دلیل عملی میدان میں ایک قدم بھی چلنے سے قاصر ہے۔

محبت کی شادیوں کی ناکامی کے کئی اسباب ہیں:-

(۱) یہ جوڑا سماجی دباؤ سے آزاد اور بزرگوں کے تجربہ سے محروم ہوتا ہے اسی لیے جلد بازی میں ملطیح فیصلے کر لیتا ہے۔ اگر وہ اپنے فیصلہ میں بزرگوں کو بھی شامل کریں تو اس طرح کے تکلیف دہ نتیجہ سے بچا جاسکتا ہے۔ اس کی طرف قرآن کی درج ذیل آیت کریمہ اشارہ کر رہی ہے:

”وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا“

”اور اگر تم لوگوں کو میاں بیوی میں علیحدگی کا اندیشہ ہو تو ایک آدمی شوہر کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے بھیجو اگر وہ دونوں بھلائی چاہتے ہوں، اللہ ان دونوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا فرمادے گا، بے شک اللہ علم و خبر والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۳۵)

(۲) محبت میں صرف رومانس ہوتا ہے۔ صرف خوشی کی باتیں ایک دوسرے سے شیئر کی جاتی ہیں اور بہت سے لوگ حقیقتوں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے چھپاتے بھی ہیں مگر شادی

کے بعد تو ساری حقیقت کھل جاتی ہے جس کی بنیاد پہ نوبت ٹوٹنے تک پہنچ جاتی ہے۔

(۳) محبت کی اکثر شادیاں ہوش سے زیادہ جوش کی بنیاد پہ وجود میں آتی ہیں۔ تجربہ نہ ہونے کے باعث عام طور پہ انتخاب میں بھی غلطی ہوتی ہے اور جب حقیقت کا احساس ہوتا ہے تو دل ٹکڑوں میں بٹ کر رہ جاتا ہے اور وہی عاشق و معشوق جو اپنے اپنے والدین کی عزتوں کا جنازہ نکال کر یک جان بنتے ہیں ناز و نخرے اور غصہ و غرور میں کئی کئی دنوں تک ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں جو ان کے درمیان غلط فہمی پیدا کر کے نہ پٹنے والی خلیج اور کھائی بنا دیتا ہے۔

(۴) محبت میں صرف خوشی دینے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں مگر شادی کے بعد جب زندگی کی گاڑی چلتی ہے تو دونوں پہیوں کو احساس ہوتا ہے کہ زندگی کا راستہ بہت کٹھن ہے، انہیں اپنا خواب ٹوٹنا اور وہ عمارت ڈھہکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جس کی بنیاد پہ محبت کا رشتہ قائم کیا گیا تھا، نتیجہ مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ آپس میں بہت جلد نا اتفاقی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ کڑواہٹ انجام کار علیحدگی کا باعث بنتی ہے۔

(۵) محبت کی شادی کرنے والے بہت سے لوگوں سے بات چیت کر کے ہم نے جدائی کی وجہ جاننے کی کوشش کی تو ایک سبب یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں ایک دوسرے پہ اعتبار کم کرتے ہیں، چونکہ دونوں اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں کہ دونوں ہی عقل کی بنیاد پہ کم اور دل کی آواز پہ لبیک زیادہ کہتے ہیں، اسی لیے اصل زندگی میں جیسے ہی مصروفیت بڑھتی یا ساتھ کام کرنے والے کسی جنس مخالف سے کسی وجہ سے زیادہ گفتگو ہونے لگتی ہے اور ایک دوسرے کو وقت کم دیا جاتا ہے شک و شبہ کی دیوار حائل ہو جاتی ہے جو نیا ڈبو کر ہی دم لیتی ہے۔

(۶) عموماً ہر سفر کی ایک منزل ہوتی ہے جس کو پالینے کے بعد نئے مقاصد چنے جاتے ہیں۔ عام طور پہ زندگی کا مقصود حصول خوشی، طمانیت قلبی نیز نسل انسانی کو آگے بڑھانا ہوتا ہے۔ مگر محبت کی چکیوں میں پستے جوڑوں کا سب سے اہم ہدف ایک دوسرے کو پانا ہی بن جاتا ہے جس کے لیے وہ ہر حد سے گذر جاتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی منزل مل جاتی ہے الٹی گنتی شروع ہو جاتی ہے۔ جبکہ ایرینج میریج میں تو منزل (بیوی) بغیر کسی ہدف و نشہ کے ملتی ہے جس کی بنیاد پہ خوبصورت عمارت

کی تعمیر آسان ہو جاتی ہے، اور چونکہ اس ستون کی جڑوں میں بزرگوں کا تجربہ بھی شامل ہوتا ہے جو کسی بھی طرح کی کجی کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے، لہذا یہ عمارت سالم رہتی ہے۔

(۷) عام طور پہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز جب تک نہیں ملی ہوتی ہے اس کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، کیونکہ صرف اس کی اچھائیوں کا علم رہتا ہے مگر ہاتھ میں آنے کے بعد اس کی خوبیوں کے علاوہ اس کی خامیوں کا احساس بھی ہوتا ہے۔ جیسے ایک صاحب کی نظر میں وزارتِ عظمیٰ کی اہمیت تھی مگر جب مل گئی تو اس تاج کے کانٹوں کا بھی علم ہوا اور اس کی اہمیت پہلے کی طرح نہیں رہی، بعض اوقات انہوں نے اس عہدہ سے استعفیٰ کا من بھی بنا لیا۔ یہی حال لو میر تاج کا ہے۔ جس خاص کو انمول اور بے عیب سمجھ کر اس کے لیے خودکشی تک کا من بنا لیا، ماں باپ اور رشتہ داروں کو بھی چھوڑ دیا، جب وہ مل جاتی ہے اور اس کے ساتھ رہنے سے مثبت و منفی دونوں پہلوؤں کا علم ہوتا ہے تو دل کا آگینہ ٹوٹ جاتا ہے اور الزام در الزام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو ایک گہری کھائی کھود دیتا ہے، اور اس موقع پہ جو چیز اس کھائی کو دور کر سکتی ہے یعنی بزرگوں کا سایہ اور ان کی سرپرستی وہ نہیں مل پاتی، جس کی بنیاد پہ وہ کھائی ایک لمبی چوڑی ندی بن کر دونوں کناروں کو ہمیشہ ہمیش کے لیے جدا کر دیتی ہے۔

محبت کی شادیاں سب سے زیادہ یورپ میں ہوتی ہیں اور شرح طلاق کے معاملہ میں بھی یورپ ورلڈ ریکارڈ رکھتا ہے۔ ایسی شادیوں کی ناکامی کے وجوہ کو سمیٹتے ہوئے مغربی تہذیب کا بہت قریب سے جائزہ لینے والے دور جدید کے عظیم اسلامی اسکالر علامہ قمر الزماں خاں اعظمی مصباحی مدظلہ (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ) نے بڑی پیاری بات کہی ہے کہ شادی سے پہلے کی جانے والی محبت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اسی لیے جلد ختم ہو جاتی ہے جبکہ شادی کے بعد کی جانے والی محبت رحمن کی طرف سے ہوتی ہے اسی لیے پائیدار ہوتی ہے۔“

(۸) کفار و مشرکین سے شادی۔

شادی اس عہد کا نام ہے جس میں ایک مرد اور ایک عورت آخری سانس تک ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا پیمانہ باندھتے ہیں۔ جب تک کہ صورت حال ناقابل برداشت نہ

ہو جائے وہ ایک دوسرے کے لیے جینے مرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس رشتہ کی پائیداری اور مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ قبل نکاح ہی ان تمام اسباب کو دیکھا جائے، پرکھا جائے اور ان کو دور کیا جائے جن سے دونوں کے درمیان دوری پیدا ہو سکتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں شادی ”ہم آہنگی“ کا نام ہے کہ دونوں اپنے کو ایک دوسرے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس جوڑے میں یہ چیز مفقود ہوتی ہے وہ زیادہ مدت تک نہیں چل پاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی کے لیے باضابطہ دیکھ رکھ، چھان بین اور مکمل تحقیق ہوتی ہے۔ جب دونوں یا ان کے سر پرستوں کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی ایسی چیز نہیں جو ان کے درمیان ایک خلیج بن کر حائل ہو سکے تو بات آگے بڑھتی ہے۔ عادات و اطوار کا بدلنا تو نسبتاً آسان ہے مگر افکار و نظریات میں تبدیلی کا مرحلہ بہت کٹھن ہے۔ بالخصوص جب بات ان عقائد کی ہو جو جنت یا جہنم کی طرف لے جانے والے ہوں تو کسی بھی مذہب کا ماننے والا شخص اپنے مسلمہ نظریات سے روگردانی کے لیے تیار نہیں ہوگا اور یہی وہ لمحہ ہے جب دو الگ الگ نظریات یا مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان علیحدگی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور پھر ایک بسا بسایا آئینہ اجڑ جاتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے اس طرح کی صورت حال کو روکنے کے لیے یہ حکم دیا ہے کہ مسلمان مرد مسلم خواتین سے شادی کریں اور غیر مسلم افراد غیر مسلم عورتوں سے۔ تاکہ جوڑے کے عقائد میں ٹکڑاؤ نہ ہونے کے سبب ان کی علیحدگی کے لیے جو چیز بڑا سبب بن سکتی ہے اس کو قبل از وقت ہی کاٹ کر دور کر دیا جائے۔ یہ حکم صرف اسلام ہی کا نہیں بلکہ مسیحیوں کی کتاب مقدس بھی یہی قانون سناتی ہے۔ اور امریکہ و یورپ کا تجزیہ اور تجربہ بھی یہی کہتا ہے۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا وَلِاٰمَةِ مُؤْمِنَةٍ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوْا وَّلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ آيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝“

”تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک وہ ایمان لے آئیں، ایک مسلمان کنیز ایک آزاد مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ مشرک تمہیں بھلی معلوم ہو۔ (اسی طرح تم اپنی بہن بیٹیوں کا)

مشرکوں سے نکاح نہ کرو، ایک غلام مسلمان آزاد مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمکو بھائے، مشرکین تمہیں جہنم کی طرف کھینچتے ہیں جبکہ اللہ جنت اور اپنی رضا سے مغفرت و بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لیے اپنی نشانیوں کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ عبرت حاصل کریں۔“ (سورۃ البقرہ: ۲۲۱)

قرآن کے اس حکم کی موافقت بائبل میں ان الفاظ میں درج ہے:

"Lest thou make a covenant with the inhabitants of the land, and they go a whoring after their gods, and do sacrifice unto their gods, and one call thee, and thou eat of his sacrifice; And thou take of their daughters unto thy sons, and their daughters go a whoring after their gods, and make thy sons go a whoring after their gods."

(Exodus, 34/15-16, Ezra, 9/1-3)

”سو ایسا نہ ہو کہ تو اُس مُلک کے باشندوں سے کوئی عہد باندھ لے اور جب وہ اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور اپنے معبودوں کے لئے قربانی کریں اور کوئی تجھ کو دعوت دے اور تو اُسکی قربانی میں سے کچھ کھالے۔ اور تو اُنکی بیٹیاں اپنے بیٹوں سے بیاہے اور اُنکی بیٹیاں اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار ٹھہریں اور تیرے بیٹوں کو بھی اپنے معبودوں کی پیروی میں زنا کار بنا دیں۔“

(خروج: ۳۴/۱۵-۱۶، عزرا: ۱/۹-۱۰)

ذرا قرآن اور بائبل کے الفاظ پہ غور کریں۔ بائبل نے اس حکم کی وجہ وہی بیان کی ہے جو قرآن نے بتائی ہے کہ مشرکوں سے شادی بیاہ کرنے سے خطرہ ہے کہ تم اللہ کے راستہ سے بھٹک کر دور چلے جاؤ اور بت پرستی و مشرکانہ اعمال میں مبتلا ہو کر اپنی آخرت برباد کر بیٹھو۔ بائبل کے عہد نامہ جدید کی کتاب کرنتھیوں دوم میں ہے:

"Be ye not unequally yoked together with unbelievers, for what fellowship hath righteousness with unrighteousness? and what communion hath light with darkness? And what concord hath Christ with Belial? or what part hath he that believeth with an infidel? "

(2Corinthians, 6/14-15)

”بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جوئے میں نہ جتو کیونکہ راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟ مسیح کو بلیعال کے ساتھ کیا موافقت؟ یا ایماندار کا بے ایمان سے کیا واسطہ؟“

(کرنتھیوں دوم: ۱۴/۶-۱۵)

ذرا اندازِ بیان اور جملوں میں غور کریں! بے ایمانوں کی صحبت کو کس طرح ایمان کے لیے قاتل اور زہر ہلاہل گردانا جا رہا ہے، جب کچھ دیر کے لیے ان کی ہم نشینی سے اتنی شدت

سے منع کیا جا رہا ہے تو پھر زندگی بھر ان کے ساتھ رہنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔
ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord."
(1 Corinthians, 7/39)

”جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔“
(کرنٹیوں اول: ۳۹/۷)

اس پیراگراف کا سب سے آخری کلمہ ہمارے استدلال کا مرکزی نقطہ ہے۔ پہلے اقتباس کی طرح اس میں بھی صاف لفظوں میں صرف ہم عقیدہ مسیحیوں میں شادی کی اجازت دی گئی کہ جب عورت کا شوہر مر جائے تو وہ خُداوند یعنی مسیح میں ایمان رکھنے والے کسی بھی فرد سے نکاح کر سکتی ہے، کسی غیر مذہب والے سے نہیں۔

الحاصل! اسلام تنہا مذہب نہیں ہے جس نے بین مذاہب (Interfaith) شادی کو جائز اور قانونی نہیں گردانا ہے بلکہ اس محاذ پہ مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل بھی اسلام کے دفاع کے لیے مستعد کھڑی ہے۔

چند سکند کے لیے کسی کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کے متعلق اولین امر کی صدر جناب جارج واشنگٹن کی فکر یہ ہے:

"Associate yourself with men of good quality if you esteem your own reputation; for 'tis better to be alone than in bad company."

(www.americanhistory.about.com/cs/georgewashington/a/quotewashington.htm)

(www.en.wikiquote.org/wiki/George_Washington)

”معزز بننا چاہتے ہو تو اچھے لوگوں کے ساتھ رہو، کہ اکیلے رہنا بری صحبت سے بہتر ہے۔“

جب حقیر چیز دنیا کمانے اور اس میں عزت و مقام پانے کے لیے ایسے لوگوں کی صحبت میں ایک لمحہ کے لیے بھی بیٹھنے سے منع کیا گیا جو دنیا اور نام کمانے میں کاٹنا بن سکتے ہیں تو پھر ہمیشہ کے گھر جنت کی راہوں میں رکاوٹ بننے والی چیز کو صبح و شام اپنے پاس رکھنے اور محرم راز بنانے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے۔ (۱) غیر مذہب والے سے شادی کرنے سے عادات و اطوار میں بدلاؤ آتا ہے (۲) پھر سوچ و فکر بدلتی ہے (۳) یہ خطرہ رہتا ہے کہ اخیر میں

مذہب میں بدلاؤ آجائے۔ اس کے لیے ایک نہیں ہزاروں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس دنیا میں آج بھی ہزاروں ایسے لوگ زندہ ہیں جنہوں نے اپنے ہمسفر کی خوشی کے لیے ایمان و عقیدے اور اپنے دھرم کا سودا کر لیا مگر پھر بھی سکون میسر نہیں ہوا۔ اور (۴) یہ خطرہ تو بہر حال قائم ہے کہ نسل ملحد، دہریہ، مذہب بے زار یا مذہب پیدا ہو جو کسی ایک گوشہ کو ترجیح نہ دے سکے۔ یا (۵) اگر دونوں کے دل میں اپنے اپنے دھرم کے لیے محبت ہو تو بچے دو فٹبالروں کے بیچ فٹ بال بن کر رہ جائیں گے جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور پریشانی ہو سکتی ہے کہ اس طرح کی شادیوں سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

دور جدید بھی اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ شادی ایک ہی مذہب والے کے درمیان ہو، نہ کہ الگ الگ دھرم میں ایمان رکھنے والوں کے درمیان۔ ایک وکیل کے لیے وکیل، ڈاکٹر کے لیے ڈاکٹر، انجینئر کے لیے انجینئر، اسی طرح ہر پیشہ والا اپنے لیے ہم پیشہ شریک حیات تلاش کرتے ہیں۔ آخر کیوں؟؟ تاکہ ذہنی مطابقت زیادہ ہو اور رشتہ میں پائیداری اور مضبوطی رہے۔ الگ الگ نسل اور مختلف مذہب کے ماننے والوں کے بیچ ہونے والی شادی میں ٹوٹنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ امریکہ میں جو چیزیں عام طور پر طلاق کا سبب بنتی ہیں ان میں سے درج ذیل بھی ہیں:

"1. race/ethnicity 2. importance of religion to the couple"
(en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

”۱۔ نسل اور ۲۔ جوڑے کی نظر میں مذہب کی اہمیت۔“

(۹) حاکم کون؟ شوہر یا بیوی؟

ہر وہ خاندان، جماعت، کمیٹی یا قافلہ جس میں ایک سے زائد آدمی ہوں، ان میں سے کوئی ایک ان کا سربراہ، نگران یا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی انکواری کمیشن یا اہم کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے تو ان میں سے ضرور کسی ایک کو اس کمیٹی کا سربراہ نامزد کیا جاتا ہے خواہ وہ کمیشن دو ہی فرد پر کیوں نہ مشتمل ہو، اسی طرح جب دو رکنی عدالتی بیچ کسی معاملے کی سنوائی کرتی ہے تو ان دو ججوں میں سے ایک اس عدالتی بیچ کا کھیا ہوتا ہے۔ گھر بھی اسی طرح متعدد افراد کے مجموعہ پر مشتمل ایک جماعت ہوتا ہے جس کی دیکھ بیکھ اور مکمل ذمہ داری اٹھانے کے لیے کسی نہ کسی کو اس کا سربراہ ہونا چاہئے جس کے فیصلہ کو اس گھر میں ایک اہم حیثیت دی جائے اور اختلاف

آرا کی صورت میں اس کی بات کو ترجیح دینا اگر مشکل نہ ہو تو ضرور عمل میں لایا جانا چاہئے۔ علیحدہ پر یوار (Single Family) میں عام طور پر ایک مرد، اس کی بیوی اور ان کے بچے ہوتے ہیں ایسی صورت میں ان میں سے کسی ایک کو گھر کے سربراہ کی ذمہ داری سونپی جائے اور کسے حاکم و مختار کی حیثیت دی جائے، یہ فیصلہ کرنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔ ہر ذی عقل اس بدیہی امر کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے لیے قرعہ اندازی، بحث، حجت یا سیمینار کی حاجت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ تقریباً سات آٹھ ہزار سالہ دنیا کی تاریخ میں ہر قوم و ملک اور ہر مذہب نے (کچھ مستثنیات کو چھوڑ کر۔ شاید) ان دونوں صنفوں میں سے صرف ایک یعنی مرد کو بطور حاکم تسلیم کیا، اور عورتوں کو قیادت دینے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی رائے بھی نہیں پیش کی گئی۔ آدم تا ایں دم آدم کے تمام بیٹوں اور حوا کی تمام بیٹیوں کا یہی متفقہ فیصلہ رہا ہے کہ مرد حاکم اور عورت اس کی تابع ہے۔

لیکن امریکہ و یورپ کی قابل تعریف ترقی کے منفی اثرات (Side Affects) یعنی کچھ لوگوں کی الٹی سوچ (سائنسی ترقی کو اسلام کے خلاف استعمال کرنے کی فکر) نے اس آسان سے مسئلہ کو بھی پیچیدہ بنا دیا۔ عورتوں کی آزادی اور برابری کا نعرہ اس شدت سے لگایا گیا کہ جتنی ہلاکت ہیروشیما پہ ایٹم بم برسانے سے نہیں ہوئی اس سے زیادہ اس قضیہ سے ہو رہی ہے۔ ہر دن سینکڑوں گھر برباد ہو رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ہزاروں بچے ماں باپ کے سایہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نعرہ کے پیچھے بھی 'حب علی' کم اور 'بغض معاویہ' کا عنصر زیادہ کار فرما ہے۔ اصل نشانہ اہل اسلام اور مسلم گھرانے ہیں۔ اس معاملہ کو اچھا ل کر اسلام کو بدنام کرنے کے لیے کچھ شوشے گوشے ان کے ہاتھ لگ جائیں، بس یہی مقصودِ مخنت ہے۔ مگر شکرِ خدا کہ عورت پر مرد کی برتری اور حکومت کو جس طرح قرآن حکیم اور اسلام نے بیان کیا ہے اس سے کہیں زیادہ شدت سے مسیحیوں کی مذہبی کتاب بائبل نے بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم قرآن اور بائبل دونوں کے موقف کو بیان کریں گے۔ اوراقِ پلٹنے اور بائبل سے قرآن اور اسلامی قوانین کی حقانیت کی ایک اور سند بطور تحفہ قبول کیجئے۔

قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۝“

”مرد عورتوں پہ حاکم ہیں، اس سبب سے کہ اللہ نے ان کو ان پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

(سورة النساء: ۳۴)

ایک اور چیز بتادیں کہ کم از کم ہم اپنی معلومات کی حد تک یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی کسی ملک یا مذہب کے قانون نے عورت پہ مرد کا خرچہ لازم نہیں کیا ہے، صرف مردوں پہ ہی بیویوں کا خرچ لازم ہے۔ یہ بھی نہیں کہا جاسکتا ہے کہ عورتیں بے بس ہیں وہ کماتی ہی کہاں ہیں؟؟ کیونکہ مختلف ملکوں میں آپ کو کروڑوں ایسی خواتین مل جائیں گی جو نوکری کر رہی ہیں اور ہر ماہ ایک خطیر رقم کماتی ہیں لیکن ان کی کمائی میں شوہروں کی حصہ داری کا کوئی ضابطہ نہیں ہے۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا:

”وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنَنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا، وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝“

”مطلقہ عورتیں خود کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ ان کے لیے روا نہیں کہ چھپائیں اس کو جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرمایا ہے، اگر وہ اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہیں۔ ان کے شوہر انہیں لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ صالح ہو، عورتوں کا بھی ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق، اور مردوں کو ان پر فضیلت حاصل ہے، اور اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔“

(سورة البقرة: ۲۲۸)

اب بائبل کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ عہد نامہ جدید میں ہے:

"Wives, submit yourselves unto your own husbands, as unto the Lord. For the husband is the head of the wife, even as Christ is the head of the church, and he is the saviour of the body. Therefore as the church is subject unto Christ, so let the wives be to their own husbands in every thing. Husbands, love your wives, even as Christ also loved the church, and gave himself for it; That he might sanctify and cleanse it with the washing of water by the word. That he might present it to himself a glorious church, not having spot, or wrinkle, or any such thing; but that it should be holy and without blemish. So ought men to love their wives as their own bodies. He that loveth his

wife loveth himself. For no man ever yet hated his own flesh; but nourisheth and cherisheth it, even as the Lord the church. For we are members of his body, of his flesh, and of his bones. For this cause shall a man leave his father and mother, and shall be joined unto his wife, and they two shall be one flesh. This is a great mystery, but I speak concerning Christ and the church. Nevertheless let every one of you in particular so love his wife even as himself; and the wife see that she reverence her husband." (Ephesians, 5/22-33)

”اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کا سر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے۔ لیکن جیسے کلیسا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُسکے واسطے موت کے حوالہ کر دیا۔ تاکہ اُسکو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دے کر اور صاف کر کے مقدس بنائے۔ اور ایک ایسی جلال والی کلیسا بنا کر اپنے پاس حاضر کرے جسکے بدن میں داغ یا جھری یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو۔ اسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دشمنی نہیں کی بلکہ اُسکو پالتا اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسا کو۔ اسلئے کہ ہم اُسکے بدن کے عضو ہیں۔ اسی سبب سے آدمی باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے۔ یہ بھید تو بڑا ہے مگر مسیح اور کلیسا کی بابت کہتا ہوں۔ بہر حال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔“ (افسیوں: ۲۲/۵-۲۳)

اس اقتباس کے خط کشیدہ الفاظ خاص طور پہ ”مساوات کے تابوت“ کے لیے آخری کیل کی حیثیت رکھتے ہیں، بار بار پڑھیں اور غور کریں۔ اگر آج کے مسیحی مفکرین اور اسکالرز کے سامنے بائبل کے اس اقتباس کو کسی مسلم اسکالر کے بیان کا نام دے کر پیش کیا جائے تو ”عورتوں کی توہین“ کا کیس میڈیا کورٹ میں ہفتوں چلتا رہے گا۔

مزید اور ایک مقام یہ ہے:

"Wives, submit yourselves unto your own husbands, as it is fit in the Lord. Husbands, love your wives, and be not bitter against them." (Colossians, 3/18-19)

”اے بیویو! جیسا خداوند میں مناسب ہے اپنے شوہروں کے تابع رہو۔ اے شوہرو! اپنی

(کلتیوں: ۱۸/۳-۱۹)

بیویوں سے محبت رکھو اور ان سے تلخ مزاجی نہ کرو۔“

ایک بات ان تمام اقتباسات کے انگریزی پیراگراف میں ہے کہ سب میں

“Submit yourselves unto your husbands”

ہے۔ انگریزی داں حضرت اگر ان الفاظ پہ غور کریں تو انہیں ان اقتباسات میں صاف طور پہ محسوس ہوگا کہ (۱) بیوی کو خود کو شوہر کی اطاعت کے لیے مکمل طور پہ ڈھالنے کا حکم دیا گیا ہے اور (۲) غیر مرد سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

غیر معقول مساوات کے نعرہ کو مزید سختی سے دباتے ہوئے کہا گیا:

"But I suffer not a woman to teach, nor to usurp authority over the man, but to be in silence. For Adam was first formed, then Eve.

(1 Timothy, 2/12-13)

”اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔“

(تیمتھیس اول: ۱۲/۳-۱۳)

کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا اسکے بعد حوا۔“

ذیل کے پیراگراف نے تو مسیحیوں کی اسلام دشمنی کے غبارہ کی ہوا ہی نکال کر رکھ دی ہے:

"Likewise, ye wives, be in subjection to your own husbands; that, if any obey not the word, they also may without the word be won by the conversation of the wives; While they behold your chaste conversation coupled with fear. Whose adorning let it not be that outward adorning of plaiting the hair, and of wearing of gold, or of putting on of apparel; But let it be the hidden man of the heart, in that which is not corruptible, even the ornament of a meek and quiet spirit, which is in the sight of God of great price. For after this manner in the old time the holy women also, who trusted in God, adorned themselves, being in subjection unto their own husbands. Even as Sara obeyed Abraham, calling him lord, whose daughters ye are, as long as ye do well, and are not afraid with any amazement. Likewise, ye husbands, dwell with them according to knowledge, giving honour unto the wife, as unto the weaker vessel, and as being heirs together of the grace of life; that your prayers be not hindered."

(1 Peter, 3/1-7)

”اے بیویو! تم بھی اپنے شوہر کے تابع رہو۔ اسلئے کہ اگر بعض ان میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں

تو تمہارے پاکیزہ چال چلن اور خوف کو دیکھ کر بغیر کلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خدا

کی طرف گھنچ جائیں۔ اور تمہارا سنگار ظاہری نہ ہو یعنی سر گوندھنا اور سونے کے زیور اور طرح

طرح کے کپڑے پہننا۔ بلکہ تمہاری باطنی اور پوشیدہ انسانیتِ حلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی

آرائش سے آراستہ رہے کیونکہ خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے۔ اور اگلے زمانے میں بھی خدا پر امید رکھنے والی مقدس عورتیں اپنے آپ کو اسی طرح سنوارتی اور اپنے اپنے شوہروں کے تابع رہتی تھیں۔ چنانچہ سارہ ابرہام کے حکم میں رہتی اور اُسے خداوند کہتی تھی۔ تم بھی اگر نیکی کرو اور کسی ڈراوے سے نہ ڈرو تو اُسکی بیٹیاں ہوئیں۔ اے شوہرو! تم بھی اپنی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اُسکی عزت کرو اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تاکہ تمہاری دعائیں رک نہ جائیں۔“ (پطرس اول: ۱۳-۷)

اس اقتباس بالخصوص انڈر لائن جملوں کو ایک بار نہیں، بار بار پڑھیں اور ان میں غور کریں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پیرا گراف اس مسلم اسکالر کے قلم سے نکلا ہے جسے مسیحی نشریاتی ادارے دِ قیانوسی (Fuddy-Duddy) پسماندگی کی طرف ڈھکیلنے والا (Regressive) اور رجعت پسند (Retrogressive) سے کم گرداننے پر کسی طرح راضی نہیں ہیں۔ اس میں عورتوں سے متعلق ہر اس قضیہ پہ اسلام کی موافقت کی گئی ہے جس کی وجہ سے اسلام جانبدار محققین کی زبان و قلم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ شاید ایسے ہی موقع پر کہتے ہیں کہ الفضل ما شہدت بہ الأعداء حق وہ ہے جو دشمنوں کے سر چڑھ کر بولے۔ مزید وہ لوگ کس منہ سے اسلام کو آنکھیں دکھا سکیں گے جن کے مذہب کا قانون یہ ہو:

"For a man indeed ought not to cover his head, forasmuch as he is the image and glory of God, but the woman is the glory of the man. For the man is not of the woman; but the woman of the man. Neither was the man created for the woman; but the woman for the man."

(1 Corinthians, 11/7-9)

”البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خدا کی صورت اور اُسکا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اسلئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے۔ اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔“

(کرنٹیوں اول: ۱۱/۷-۹)

دور جدید کے انگریزی ادبا و محققین بھی مانتے ہیں کہ میاں بیوی میں حاکمیت مرد کی ہوتی ہے، نہ کہ عورت کی۔ دلیل کے لیے لفظ مسٹر اور مسز پہ غور کر لیں، مزید فیملی نیم (خاندانی نام) کی حالتوں اور اس کے متعلق رائج قواعد و ضوابط پہ۔ اس کی تفصیل ”بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے؟ شوہر یا بیوی“ کے عنوان کے تحت درج ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰) طلاق اور اس کا اختیار۔

جب مرد و عورت شادی کے بندھن میں بندھ جائیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے؟؟ بہتر تو یہی ہے کہ ان کے درمیان جدائی صرف موت سے ہو کہ دونوں میں سے ایک اس دنیا کو الوداع کہہ دے، وہ بھی طبعی عمر گزارنے کے بعد۔ لیکن اگر دونوں کی زندگی ایک دوسرے کی وجہ سے تلخ ہو جائے، دونوں کے مزاج اور اطوار و اخلاق میں نمایاں فرق ہو اور دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ گزارنا ممکن کی حد تک مشکل ہو جائے تو پھر وہ دونوں الگ ہو جائیں اسی میں ان کی اور ان کے خاندان اور پڑوسیوں نیز معاشرہ و ملک کی بھلائی ہے۔ قرآن نے اس کی اجازت دی ہے۔ ویسے بائبل میں بھی طلاق کا تذکرہ ہے مگر انداز بیان کچھ اس طرح ہے کہ ایک دانشور کی عقل اسے قبول کرنے سے ہچکچاہٹ کا اظہار کر سکتی ہے۔ بائبل اور قرآن دونوں کے مطابق طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو حاصل ہے۔

اللہ جل شانہ مہر دین اور اختیار طلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ“

”اور اگر تم انہیں چھونے سے قبل طلاق دیدو اور تم نے ان کے لیے مہر متعین کر رکھا ہے تو متعینہ مہر کا نصف ادا کرو، البتہ اگر وہ (بیویاں) معاف کریں (تو نہیں دینا پڑے گا) یا وہ (یعنی مرد) معاف کر دے جس کے ہاتھ میں طلاق کی ڈور ہے (تو پورا مہر دینا ہوگا) اور اے مردو! تم معاف کر دو یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور آپس کی خوشگوااری کو نہ بھولو۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔“

(سورة البقرة: ۲۳۷)

اللہ جل شانہ طلاق اور اس کی قسموں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”الطَّلُقُ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَنِ“

”طلاق دو مرتبہ ہے تو بھلائی کے ساتھ روک لے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دے۔“ (سورة البقرة: ۲۲۹)

اس آیت کریمہ میں رجعی طلاق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یعنی دو طلاق تک مرد کو یہ

اختیار حاصل ہے کہ عدت پوری ہونے سے پہلے لفظ یا عمل کے ذریعہ رجوع کر لے یا عدت پوری ہونے کے بعد پھر سے نکاح کر لے۔ لیکن اگر مرد نے تیسری مرتبہ طلاق دیدی تو اب اسے اسی عورت کو اپنی بیوی بنانے کے لیے مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

”فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُسَيِّئُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ“

”تو جو (دو کے بعد تیسری مرتبہ) طلاق دے تو اب وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کے بغیر اس کے لیے دوبارہ حلال نہیں ہوگی۔ اور جب دوسرا مرد طلاق دیدے اور وہ دونوں (پہلا شوہر اور عورت) یہ یقین کریں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ پھر سے میاں بیوی کے بندھن میں بندھ جائیں، یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں وہ لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تا کہ وہ عبرت حاصل کریں۔“

(سورۃ البقرۃ: ۲۳۰)

بہ ظاہر دیکھنے میں اسلام کا یہ حکم جسے حلالہ کہا جاسکتا ہے عورت پر ظلم کے مترادف معلوم ہوتا ہے مگر عقل و دانش کی نظر میں یہ مجرموں کے لیے سخت سزا جرائم کا گراف گھٹانے کی حکمتوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یعنی جب شوہر کو معلوم ہوگا کہ طلاق کوئی ہلکی چیز نہیں ہے بلکہ تین بار طلاق کی سزا میں اسے اپنی غیرت نفس گروی رکھنی ہوگی تو وہ کبھی بھی لفظ طلاق کے استعمال سے قبل ہزار مرتبہ سوچنا پسند کرے گا۔ اس طرح صبح و شام بے انتہا جھگڑے لڑائی کی نوبت نہیں آئے گی اور شوہر اسی وقت طلاق دے گا جب وہ علیحدگی کا من دو سو فیصد بنا چکا ہوگا۔ اس طرح عورت کی عزت روز روز کی ذلت سے محفوظ رہے گی اور معاشرہ میں طلاق کی شرح بہت کم ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم قوم میں طلاق کا گراف سب قوموں سے کئی گنا کم ہے۔

طلاق اور اختیار طلاق کو بائبل کے اس اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her, then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife. And if the latter husband hate her, and write her a bill of divorcement, and giveth it in her hand, and sendeth her out of his house; or if the latter husband die, which took her to be his wife; Her former husband, which sent her away, may not take her again to be

his wife, after that she is defiled; for that is abomination before the LORD, and thou shalt not cause the land to sin, which the LORD thy God giveth thee for an inheritance." (Deuteronomy, 24/1-4)

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی التفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاق نامہ لکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔ پر اگر دوسرا شوہر بھی اُس سے ناخوش رہے اور اُسکا طلاق نامہ لکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے گھر سے نکال دے یا وہ دوسرا شوہر جس نے اُس سے بیاہ کیا ہو مر جائے تو اُسکا پہلا شوہر جس نے اُسے نکال دیا تھا اُس عورت کے ناپاک ہو جانے کے بعد پھر اُس سے بیاہ نہ کرنے پائے کیونکہ ایسا کام خداوند کے نزدیک مکروہ ہے۔ سو تو اُس ملک کو جسے خداوند تیرا خدا امیراٹھ کے طور پر تجھ کو دیتا ہے گنہگار نہ بنانا۔“ (استنا: ۲۴/۱-۴)

اور انجیلوں میں مسیح کی طرف منسوب یہ حکم ملتا ہے:

Jesus' teaching on divorce

"It hath been said, Whosoever shall put away his wife, let him give her a writing of divorcement. But I say unto you, That whosoever shall put away his wife, saving for the cause of fornication, causeth her to commit adultery, and whosoever shall marry her that is divorced committeth adultery." (Matthew, 5/31-32, 19/17, Mark, 10/3-6)

”یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا اور سبب سے چھوڑ دے وہ اُس سے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔“ (متی: ۵/۳۱-۳۲، ۱۷/۱۹، مرقس: ۱۰/۳-۶)

ان دونوں پیراگرافوں سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں:

- (۱) طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو ہے۔ عورت خود سے طلاق نہیں دے سکتی ہے۔
- (۲) طلاق دینا صرف اس وقت جائز ہے جبکہ عورت نے حرام کاری کا جرم کیا ہو۔
- (۳) ایک مرتبہ جس عورت سے رشتہ توڑ لیا اس سے دوبارہ رشتہ جوڑنا جائز نہیں ہے۔
- (۴) مرد حاکم ہے اور عورت اس کی تابع۔ میاں بیوی میں اصل محور (Axis) شوہر ہی ہے۔
- (۵) شادی سے اگرچہ مرد و عورت دونوں کی پیاس بجھتی ہے مگر خرچہ اٹھانے کی ذمہ داری مرد کی ہے۔ مرد پہ بیوی کا نان و سکنی لازم و واجب ہے۔

اس مقام پہ بائبل و قرآن دونوں کے حکم کا موازنہ کریں تو یہ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے حقوق نسواں کی حفاظت کے لیے بائبل سے زیادہ اقدامات کیے ہیں۔ اگر شوہر شرابی ہے، شبابی ہے، جوڑی ہے تو بیوی اسے جھپکتی رہے، روز اس کی اذیتوں اور ستم کو سہتی رہے مگر وہ اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اسے خود تو طلاق دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے اور اس کے شوہر کو بھی اجازت نہیں ہے، ہاں! یہ کہ وہ چھٹکارے کے لیے پہلے زنا کرے اور پھر شوہر سے مطالبہ طلاق کرے۔ کیا اسے صحیح کہا جاسکتا ہے؟؟

اسی طرح بیوی حرام کاری کے علاوہ اور دوسری چیزوں سے شوہر کو پریشان کر دے، اس کی ناک میں دم کر دے اور اس کا جینا حرام کر دے مگر شوہر پھر بھی اس کو طلاق دینے کا حق نہیں رکھتا ہے اسے اس حال میں بھی اس کو ڈھونا ہوگا یا پھر بیوی کی زندگی کا چراغ گل کرنا ہوگا، جو آج کل اکثر و بیشتر ہوتا ہے۔ یہ عقل میں سمانے والا حکم نہیں ہے کیونکہ زندگی کی گاڑی کے دونوں پہیوں کا بہت حد تک یکساں ہونا ضروری ہے۔

اسلام نے مردوں کو ہی طلاق کا اختیار کیوں دیا، عورتوں کو کیوں نہیں؟ اس کے

اسباب درج ذیل ہیں:-

(۱) عموماً عورتیں جذباتی زیادہ ہوتی ہیں، معمولی معمولی باتوں کو بھی دل پہ لے لیتی ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اور معمولی سے غصہ کی حالت میں بھی طلاق کا مطالبہ کر بیٹھتی ہیں۔ ان کے برخلاف جو مرد شرابی نہیں ہوتے ہیں، عموماً وہ ضبط اور معاملہ فہمی میں عورتوں سے کہیں آگے رہتے ہیں، معاملہ کی نزاکت کو بھی محسوس کرتے ہیں اور طلاق کے انجام کو مد نظر رکھ کر ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ کہیں انہیں پچھتانے کی نوبت نہ آجائے۔ البتہ! اسلام نے مرد کے ظلم و ستم سے عورت کو بچانے کے لیے خلع اور دارالقضا کے ذریعہ نسخ نکاح کا دروازہ کھلا رکھا ہے، جس کی تفصیل کے لیے دارالافتا والقضا جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ اعظم گڑھ۔ یوپی (ہند) سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ ذرا اس خبر کو پڑھیں:

"The National Center for Health Statistics reports that from 1975 to 1988 in the U.S., in families with children present, wives file for divorce in approximately two-thirds of cases. In 1975, 71.4% of the cases were filed by women, and in 1988, 65% were filed by women."

(www.cn.wikipedia.org/wiki/Divorce)(http://cn.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)
(http://www.cdc.gov/nchs/data/mvsr/supp/mv39_12s2.pdf)

”قومی مرکز برائے امور صحت کی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۸۸ء تک بچوں والے خاندان میں سے طلاق کے لیے درخواست دینے والوں میں تقریباً دو تہائی (بلکہ اس سے زیادہ) بیویوں کی حصہ داری ہے، ۱۹۷۵ء میں ۱.۴ فیصد مقدمات خواتین نے دائر کیے ہیں۔ جبکہ سال ۱۹۸۸ء میں خواتین کے ذریعہ ۶۵ فیصد عرضیاں دی گئیں۔“

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ عورتوں نے تعلیم اور بیداری کی وجہ سے ظلم نہ سہتے ہوئے یہ عرضیاں دی ہیں، مگر یہ جواب یہ ظاہر کرتا (اور حقیقت بھی یہی) ہے کہ امریکہ جیسے تعلیم اور رقی یافتہ ملک میں عورتوں سے متعلق امتیازی اور ظالمانہ رویہ میں کوئی کمی نہیں ہے، جو امریکہ کے لیے شرمناک ہے، اور اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ طلاق میں عورتوں کی سوچ کا زیادہ دخل ہے تو دے لفظوں آپ کو یہ بھی قبول کرنا ہوگا کہ اسلام کا یہ کہنا برحق ہے کہ عورتوں کو طلاق کا اختیار دینے سے گھر زیادہ برباد ہوگا۔ اس پیرا گراف کو پڑھیں:

"Although a home with biological parents who are married cannot guarantee that a child will be safe and happy, the evidence suggests that it represents the safest of all environments for children; at the same time--and in sharp contrast--the evidence also suggests that a home with adults who decide not to marry and to live together out of wedlock represents the most dangerous environment of all for children." (www.heritage.org/research/reports/1997/05/bg1115-the-child-abuse-crisis) (http://heartland.org/sites/all/modules/custom/heartland_migration/files/pdfs/4306.pdf) (http://www.civitas.org.uk/hwu/cohabitation.php)

”اگرچہ شادی شدہ والدین کے گھر میں بچے کی حفاظت اور خوشی کی سو فیصد گارنٹی نہیں دی جاسکتی ہے مگر دلائل یہی کہتے ہیں کہ سب سے زیادہ محفوظ ٹھکانا یہی ہے۔ مزید برآں دلائل کا یہ بھی کہنا ہے کہ جس گھر میں غیر شادی شدہ جوڑا رہتا ہے بچوں کے لیے وہ سب سے زیادہ غیر محفوظ ہے۔“

ایک اور رپورٹ ملاحظہ ہو:

"Compared to children in male-headed traditional families where their natural parents are married to each other, children living in female-headed single-parent, lesbian or other environments where they are deprived of their natural fathers are.

1. Eight times more likely to go to prison.
2. Five times more likely to commit suicide.
3. Twenty times more likely to have behavioral problems.
4. Twenty times more likely to become rapists.
5. 32 times more likely to run away."

(http://www.nownys.org/docs/fatherlessness%20article.pdf)

”مردوں کی حاکمیت والے روایتی گھر، جہاں جوڑا شادی شدہ ہوتا ہے، کے بالمقابل سنگل پیرنٹ فیملی، یا ہم جنس جوڑے یا باپ کے سایہ سے دور کسی اور مقام پہ رہنے والے بچوں کی حالت یہ ہے:

۱۔ جیل میں جانے (مجرم بننے) کا اندیشہ ۸ گنا زیادہ ہے۔

۲۔ خودکشی کا خدشہ ۵ گنا زیادہ ہے۔

۳۔ ان میں اخلاقی تنزلی کا خطرہ ۲۰ گنا زیادہ ہے۔

۴۔ آبروریز بننے کا چانس بھی ۲۰ گنا زیادہ ہے۔

۵۔ بھگوڑا بننے کا اندیشہ ۳۲ گنا زیادہ ہے۔

ذرا سوچئے! طلاق کو آسان بنا دینے سے کتنے کروڑ بچے ماں باپ کے مشترکہ پیار

سے محروم ہیں، شاید یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ دنیا کے سب سے ترقی یافتہ اور مالدار ملک کے بچے والدین کے مشترکہ پیار اور خوشی کے معاملے میں ایشیائی بچوں سے کہیں زیادہ غریب ہیں۔

(۲) مرد پہ خرچہ اٹھانے کی ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے دن میں عام طور پہ وہ گھر کے باہر رہتے ہیں اور عورتیں گھر کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اگر عورت کو طلاق کا مالک بنا دیا جائے تو

مرد گھر سے باہر رہے اور عورت اسے طلاق دے کر اس کے گھر بار کو بیچ کر اپنی راہ لے، خاص کر مالدار مردوں کی غریب بیویاں ایسا کریں گی یا امیروں کو لوٹنے کے لیے ٹھگ

خوبصورت لڑکیوں کا اس مقصد کے لیے بہ آسانی استعمال کر سکتے ہیں، جیسے آج کل ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو سامنے رکھ کر ٹھگ بہت سے مالداروں کو بلیک میل کرتے ہیں۔

(۳) عورتوں کو طلاق کا اختیار دینے سے امریکہ کس طرح کے مسائل سے جھو جھ رہا ہے، انہیں جاننے کے لیے نیچے کی سطریں پڑھیں:

"In their study titled "Child Custody Policies and Divorce Rates in the US." Kuhn and Guidubaldi find it reasonable to conclude that women anticipate advantages to being single, rather than remaining married. When women anticipate a clear gender bias in the courts regarding custody, they expect to be the primary residential parent for the children and recipient of the resulting financial child support, maintaining the marital residence, receiving half of all marital property, and gaining total freedom to establish new social relationships. In their detailed analysis of divorce rates, Kuhn and Guidubaldi conclude that acceptance of joint physical custody may reduce divorce. States whose family law policies, statutes, or judicial

practice encourage joint custody have shown a greater decline in their divorce rates than those that favor sole custody."

(www.cn.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

(<http://www.fathermag.com/news/2779-WashPost80125.shtml>)

(<http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html>)

”کون اور گوڈ بلڈی نے اپنے مطالعہ امریکہ میں بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری اور شرح طلاق میں خود کو اس نتیجہ پہ پایا ہے کہ عورتوں کو شادی شدہ سے زیادہ تنہائی کی زندگی فائدہ مند لگتی ہے، عورتوں کو عدالتوں میں بچوں کی دیکھ ریکھ کے حوالے سے واضح جنسی حمایت (مؤنٹ ہونے کا فائدہ) ملنے کی امید ہوتی ہے، وہ یہ توقع کرتی ہیں کہ انہیں بچوں کے نگہبان کی حیثیت سے (مردوں پہ) ترجیح ملے گی اور بچوں کی نگہداشت کے نام پہ مالی معاونت بھی ملے گی، شادی شدہ زندگی کا گھر، کل پر اپرٹی کا آدھا اور ان کے علاوہ نئے سماجی تعلقات کے لیے مکمل آزادی ملے گی، ایسی صورت میں تجزیہ نگاروں کا خیال یہ ہے کہ بچوں کی کفالت کی ذمہ داری کو مشترک بنانے سے طلاق کی شرح کم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن ریاستوں نے (ماں باپ دونوں کی) مشترکہ نگہبانی کا قانون نافذ کیا یا جہاں کی عدالتیں مشترکہ دیکھ ریکھ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں وہاں طلاق کی شرح ان علاقوں کی بہ نسبت بہت حد تک گر چکی ہے جہاں کی ریاستیں انفرادی نگرانی کی حامی ہیں۔“

کم عمروں کی وجہ سے ڈھیر سارے مسائل سے جھو جھو رہے یورپ و امریکہ کو ان

کے ان محققین درج ذیل تجویزیں دے رہے ہیں، ایک ایک لفظ کو غور سے دیکھیں:

"The Report article recommends to parents that to be successful in.
 •Preserving childhood. •Stay married. •Keep stress levels down; do not overbook children's activities. •Prevent obesity. •Provide a highfibre. •diet with plenty of fruits and vegetables. •Cut out fast food. •Keep your daughter active; get her interested in a sport or out playing with other kids. •Throw out the TV. •Send early developing girls to same sex or age segregated schools to reduce exposure to older boys."

(<http://www.fatherssupportingfathers.org/research.html>)

(<http://www.fathersforlife.org/divorce/chldrndivstats2.htm>)

”یہ رپورٹ کامیاب ماں باپ بننے کے لیے ان امور کا مشورہ دیتی ہے (۱) بچوں کی حفاظت کریں (۲) شادی کا بندھن نہ توڑیں (۳) دباؤ کم رکھیں (۴) بچوں کو بہت زیادہ مصروف نہ کریں (۵) موٹاپا سے بچائیں (۶) اچھی غذا دیں (۷) پھل اور سبزیاں کثرت سے کھلائیں (۸) فاسٹ فوڈ سے دور رکھیں (۹) بچی کو متحرک رکھیں اور اسے کھیل میں توجہ دلائیں یا دوسرے بچوں کے ساتھ باہر کھیلنے کے لیے بھیجیں (۱۰) ٹیلی ویژن کو اٹھا پھینکیں (۱۱) بڑی عمر کے لڑکوں

سے تعلقات میں کمی کے لیے اسے لڑکیوں کے یا ہم عمر بچیوں کے اسکول میں بھیجیں۔“

امید ہے کہ اپنے تجربہ کے بعد تو یورپی و امریکی حکمران اور ادا با پچھتا کر اپنی غلط پالیسیوں سے رجوع کریں گے اور اسلام کی حقانیت کو قبول کر کے اور اسلامی قانون کو اپنے یہاں نافذ کر کے اپنی قوموں کو بچانے کی مخلصانہ جدوجہد دکھائیں گے۔

(۱۱) دوسرا نکاح۔

ایک مرد یا عورت دوسری شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مرد تو ایک بیوی کی موجودگی میں ہی دوسری شادی کر سکتا ہے جبکہ عورت بہ یک وقت دو شوہر نہیں رکھ سکتی ہے جیسا کہ ہم نے پچھلے صفحات میں قرآن اور بائبل کے حوالے سے نقل کر دیا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا عورت ایک شوہر سے الگ ہونے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اور بائبل دونوں نے طلاق، بیوگی اور علیحدگی کے بعد عورت کو دوسری شادی کرنے کا اختیار دیا ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَأَنْكِحُوا الْأَيْمَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ“

”اور تم میں جو بے جوڑ ہیں ان کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر دو، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔“ (سورۃ النور: ۳۲)

یہ آیت ہر اس فرد کو شامل ہے جو بے جوڑ ہو چاہے مرد ہو یا عورت۔ پہلے شادی

ہو چکی ہو یا کنوارے ہوں۔

بائبل نے بھی مطلقہ اور بیوہ کو دوسری شادی کا اختیار دیا ہے۔ پہلا اقتباس ملاحظہ ہو:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her, then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house. And when she is departed out of his house, she may go and be another man's wife."

(Deuteronomy, 24/1-2, Matthew, 5/31-32)

”اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اُس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اُس عورت کی طرف اُسکی التفات نہ رہے تو وہ اُسکا طلاق نامہ لکھ کر اُسکے حوالہ کرے اور اُسے اپنے

گھر سے نکال دے۔ اور جب وہ اُسکے گھر سے نکل جائے تو وہ دوسرے مرد کی ہو سکتی ہے۔“
(استثنا: ۲۴/۱، متی: ۵/۳۱-۳۲)

بیوگی کے بعد نکاح کا حکم دیتے ہوئے کہا گیا:

"The wife is bound by the law as long as her husband liveth; but if her husband be dead, she is at liberty to be married to whom she will; only in the Lord."
(1 Corinthians, 7/39)

”جب تک عورت کا شوہر جیتا ہے وہ اُسکی پابند ہے پر جب اُسکا شوہر مر جائے تو جس سے چاہے بیاہ کر سکتی ہے مگر صرف خُداوند میں۔“
(کرنٹیوں اول: ۷/۳۹)

درج ذیل پیرا گراف بھی بہت حد تک عورت کے لیے بیوگی کے بعد دوسری

شادی کی راہ ہموار کرتا ہے:

"If brethren dwell together, and one of them die, and have no child, the wife of the dead shall not marry without unto a stranger, her husband's brother shall go in unto her, and take her to him to wife, and perform the duty of an husband's brother unto her. And it shall be, that the firstborn which she beareth shall succeed in the name of his brother which is dead, that his name be not put out of Israel."

(Deuteronomy, 25/5-6)

”اگر کئی بھائی ملکر ساتھ رہتے ہوں اور ایک اُن میں سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی بیوی کسی اجنبی سے بیاہ نہ کرے بلکہ اُسکے شوہر کا بھائی اُسکے پاس جا کر اُسے اپنی بیوی بنا لے اور شوہر کے بھائی کا جو حق ہے وہ اُسکے ساتھ ادا کرے۔ اور اُس عورت کے جو پہلا بچہ ہو وہ اُس آدمی کے مرحوم بھائی کے نام کا کہلائے تاکہ اُسکا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے۔“ (استثنا: ۲۵/۵-۶)

اس غیر ضروری مگر خوشنما اور دلکش قانون میں ایک بہت بڑا نقصان چھپا ہے جو دیور۔ بھابی کے ناجائز رشتوں اور ان کے خون آشام انجام سے باخبر افراد پہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے مذہبی پیشوا کاہنوں کے متعلق کہا گیا:

"Neither shall they take for their wives a widow, nor her that is put away, but they shall take maidens of the seed of the house of Israel, or a widow that had a priest before."

(Ezekiel, 44/22, Leviticus, 21/7, 21/13-15)

”اور وہ بیوہ یا مطلقہ سے بیاہ نہ کریں گے بلکہ بنی اسرائیل کی نسل کی کنواریوں سے یا اُس بیوہ سے جو کسی کاہن کی بیوہ ہو۔“
(حزقی ایل: ۲۳/۲۳، احبار: ۲۱/۷، ۲۱/۱۳-۱۵)

مطلب خدا کے عہدہ داروں کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بیوہ اور مطلقہ خواتین

شادی کر سکتی ہیں۔

کتاب یرمیاہ میں ہے:

"They say, If a man put away his wife, and she go from him, and become another man's, shall he return unto her again?" (Jeremiah, 3/1)

”کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور وہ اُسکے ہاں سے جا کر کسی دوسرے مرد کی ہو جائے تو کیا وہ پہلا پھر اُسکے پاس جائیگا۔“
(یرمیاہ: ۱/۳)

مزید عہد نامہ جدید میں کہا گیا:

"So I counsel younger widows to marry, to have children, to manage their homes and to give the enemy no opportunity for slander. Some have in fact already turned away to follow Satan."

(1 Timothy, 5/14-15, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973, 1978, 1984)

”پس میں چاہتا ہوں کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔“ (تیمتھیس اول: ۱۳/۱۵-۱۵)

ایک ایک لفظ پہ زور دے کر پڑھیں! اس پیرا گراف کے انداز بیان اور اس کے ہر ایک لفظ سے یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ شادی کے بغیر مرد و عورت کا بندھن ناجائز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شادی بغیر رہنے والی یا شادی کے بغیر رشتہ قائم کرنے والی عورتوں کے متعلق کہا گیا: کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیرو ہو چکی ہیں۔“

چلتے چلتے ہم بائبل پرستوں کی ایک اور خیانت سے پردہ اٹھاتے چلیں۔ ہم نے جو انگریزی اقتباس نقل کیا ہے وہ انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی، نیو جرسی امریکہ سے شائع نیو انٹرنیشنل ورش (کاپی رائٹ ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۳ء) کا ہے اس میں جہاں "Younger Widows" کا لفظ ہے۔ اس مقام پہ دی بک روم، بائبل سوسائٹی آف انڈیا بنگلور، ہند سے نشر کردہ کنگ جیمس ورش (مطبوعہ ۲۰۰۸ء) میں "Younger Women" کا لفظ ہے۔ جبکہ اسی بائبل سوسائٹی آف انڈیا کی Good News Bible میں "Younger Widows" اور اسی کی اردو بائبل (مطبوعہ ۲۰۰۹ء) میں "جوان بیوائیں" اور ہندی بائبل (مطبوعہ ۲۰۱۰ء) میں وہاں پر "जवान विधवाएँ" موجود ہے۔ اسی طرح امریکن بائبل سوسائٹی نیو یارک امریکہ سے ۱۹۹۵ء میں شائع کردہ

The Gideons "Contemporary English Version" اور "International in India" سکندر آباد، آندھرا پردیش (ہند) سے ۲۰۰۹ء میں شائع شدہ نیوکنگ جیمس ورش میں بھی "Younger Widows" کا ہی لفظ ہے۔ اور "Widow" (بیوہ) اور "Woman" (خاتون) میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

(۱۲) **مطلقہ کا نفقہ و سکنی۔**

ایک ایسی عورت جس کی اپنے شوہر سے جدائی ہو چکی ہو اس کا خرچہ کون اٹھائے گا؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ کیا اس کی دوسری شادی تک اس کے پرانے شوہر پر ہی اس کا خرچہ لازم ہوگا یا عدت گذرتے ہی اس کا نفقہ و سکنی اس کے ذمہ سے ختم ہو جائے گا؟ اس سلسلے میں بائبل اور قرآن دونوں کا موقف یہ ہے کہ نکاح کا رشتہ ختم ہوتے ہی شوہر کے ذمہ سے رہائش اور خرچ کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ عقلی دلائل حدیث اور بائبل کے اقتباسات کے بعد تحریر کیے جائیں گے۔

عورت کی عدت تک ہی اس کا خرچہ مرد پر لازم ہے، اس کے بعد نہیں:

وَإِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَهَا النِّفْقَةُ وَالسُّكْنَى فِي عِدَّتِهَا رَجْعِيًّا كَانَ أَوْ بَائِنًا.

"مرد اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے یا بائن، عدت تک رہائش و خرچہ اسی کے ذمہ ہے۔"

(الهداية: فصل وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيًا كان أو بائنًا، الميسوط: باب النفقة في الطلاق والفرقة، فتح القدير: فصل وإذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيًا كان أو بائنًا)

اسی طرح بائبل میں ہے:

"When a man hath taken a wife, and married her, and it come to pass that she find no favour in his eyes, because he hath found some uncleanness in her, then let him write her a bill of divorcement, and give it in her hand, and send her out of his house."

(Deuteronomy, 24/1, Matthew, 5/31-32)

"اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس

سے اس عورت کی طرف اسکی التفات نہ رہے تو وہ اسکا طلاق نامہ لکھ کر اسکے حوالے کرے اور

اسے اپنے گھر سے نکال دے۔"

(استثنا: ۱/۲۴، متی: ۵/۳۱-۳۲)

مذکورہ اقتباس کا خط کشیدہ جملہ بتا رہا ہے کہ طلاق کے بعد ہی مرد اسے اپنے گھر سے نکال

دے۔ معلوم ہوا کہ شاہ بانو کیس میں ہندوستان کے سپریم کورٹ کے ذریعہ دیا جانے والا یہ فیصلہ

قرآن اور بائبل دونوں کے خلاف تھا کہ شاہ بانو کا پرانا شوہر ہی اس کا خرچ اٹھائے گا۔ امریکہ طلاق کے معاملہ میں سب سے آگے ہے، وہاں تقریباً ہر سو میں سے پچاس شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں، کیا امریکی قانون ان مطلقہ خواتین کا کھانا خرچہ ان کے سابق شوہروں پہ لازم قرار دیتا ہے؟؟ نہیں۔

پرانے شوہر پر نفقہ و سکنی واجب نہ ہونے کی وجہیں درج ذیل ہیں:

(۱) میاں بیوی کا رشتہ بننے سے پہلے اس مرد پہ عورت کا نفقہ ضروری نہیں تھا اور شادی کی وجہ سے جو ذمہ داری مرد پہ عائد ہوئی تھی وہ شادی کے ختم ہوتے ہی ختم ہوگئی کیونکہ جس بنیاد پہ عمارت تعمیر کی گئی تھی جب وہ بنیاد ہی ڈھگئی تو عمارت کیسے باقی رہ سکتی ہے۔

(۲) اگر دونوں کے درمیان نفرت کی دیوار حائل نہیں ہوتی تو پھر وہ جدا نہیں ہوتے، اب جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے دلوں سے نکال دیا تو پھر ایام عدت سے زیادہ اس کا خرچہ مرد پہ ڈالنا مناسب بھی نہیں ہے۔

(۳) اسلام یہ چاہتا ہے کہ شادی کے لائق کوئی بھی مرد یا عورت بے جوڑ نہ رہے تاکہ معاشرہ بد نگاہی اور بدکاری سے پاک رہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیفہ صحیحہ قرآن مقدس میں کہا گیا:

”وَأَنْكِحُوا الْيَتَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝“

”اور تم میں جو بے جوڑ ہیں ان کا اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا نکاح کر دو، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ وسعت اور علم والا ہے۔“ (سورۃ النور: ۳۲)

یہ آیت ہر اس فرد کو شامل ہے جو بے جوڑ ہو چاہے مرد ہو یا عورت۔ پہلے شادی ہو چکی ہو یا

کنوارے ہوں۔ اسی لیے جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے اس کا پرانا شوہر یعنی جس نے طلاق دی ہے اس پر کھانا خرچہ لازم ہے اور بعد عدت جس سے نکاح کرے گی اسی پہ نفقہ و سکنی لازم ہوگا۔

(۴) طلاق لے چکی عورت کا خرچہ اس کے پرانے شوہر پہ لازم کرنے سے ایک نئی پریشانی یہ پیدا ہوگی کہ ایسی خواتین کا ”حادثاتی قتل“ بہت زیادہ ہوگا، کیونکہ جس کے لیے دل میں جگہ نہیں اس کا بوجھ اٹھانے پہ مجبور کیے جانے سے انسان کسی بھی حد تک جاسکتا ہے، بالخصوص جذباتی لوگ اپنی ان پرانی بیویوں کا حادثاتی قتل کرنے سے گریز نہیں کریں گے جن کا خرچہ طلاق کے

بعد بھی ان پہ لازم ہوگا۔ اس طرح بہ ظاہر عورتوں کی ہمدردی والا یہ قانون ان کی جان کا پھندا بن جائے گا، اگر کسی حکمراں کو یقین نہ ہو تو صرف دس سال کے لیے اس قانون کو آزما کر دیکھ لے۔

(۵) طلاق کے بعد بھی عورت کا خرچہ مرد پہ لازم کرنے سے مالدار مردوں کی بیویاں ان کے اور معاشرہ دونوں کے لیے پریشان کن ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ عورتوں کے کھانا خرچہ کی جو ذمہ داری عائد کی جاتی ہے وہ مرد کی حیثیت کی مطابق ہوتی ہے، مرد اگر امیر ہے تو عمدہ قسم کا کپڑا اور کھانا اور غریب ہے تو کم درجہ کا۔ ایسی صورت میں لالچی ذہن کی خواتین شادی نہ کر کے امیر مردوں پہ بوجھ بنیں گی اور اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے ناجائز طریقہ کا سہارا لے سکتی ہیں۔ جس سے طلاق دینے کے باوجود خرچ اٹھانے والے شوہر کو شدید ذہنی تکلیف پہنچے گی اور وہ کوئی بھی انتہائی اقدام کرنے پہ آمادہ ہو جائے گا۔

ہم نے جن چیزوں کو بیان کیا وہ کوئی خیالی تصورات نہیں ہیں، بلکہ یورپ و

امریکہ میں وہ اپنے ڈھانچے کے ساتھ موجود ہیں۔ ذرا اس پیرا گراف کو پڑھیں:

"In their study titled "Child Custody Policies and Divorce Rates in the US," Kuhn and Guidubaldi find it reasonable to conclude that women anticipate advantages to being single, rather than remaining married. When women anticipate a clear gender bias in the courts regarding custody, they expect to be the primary residential parent for the children and recipient of the resulting financial child support, maintaining the marital residence, receiving half of all marital property, and gaining total freedom to establish new social relationships. In their detailed analysis of divorce rates, Kuhn and Guidubaldi conclude that acceptance of joint physical custody may reduce divorce. States whose family law policies, statutes, or judicial practice encourage joint custody have shown a greater decline in their divorce rates than those that favor sole custody."

(www.en.wikipedia.org/wiki/Divorce_in_the_United_States)

(<http://www.deltabravo.net/cms/plugins/content/content.php?content.288>)

”کون اور گوڈبلڈی نے اپنے مطالعہ امریکہ میں بچوں کی نگہداشت کی ذمہ داری اور شرح طلاق میں خود کو اس نتیجہ پہ پایا ہے کہ عورتوں کو شادی شدہ سے زیادہ تنہائی کی زندگی فائدہ مند لگتی ہے، عورتوں کو عدالتوں میں بچوں کی دیکھ ریکھ کے حوالے سے واضح جنسی حمایت (مؤنٹ ہونے کا فائدہ) ملنے کی امید ہوتی ہے، وہ یہ توقع کرتی ہیں کہ انہیں بچوں کے نگہبان کی حیثیت سے (مردوں پہ) ترجیح ملے گی اور بچوں کی نگہداشت کے نام پہ مالی معاونت بھی ملے گی، شادی شدہ

زندگی کا گھر، کل پراپرٹی کا آدھا اور ان کے علاوہ نئے سماجی تعلقات کے لیے مکمل آزادی ملے گی، ایسی صورت میں تجزیہ نگاروں کا خیال یہ ہے کہ بچوں کی کفالت کی ذمہ داری کو مشترک بنانے سے طلاق کی شرح کم ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن ریاستوں نے (ماں باپ دونوں کی) مشترکہ نگہبانی کا قانون نافذ کیا یا جہاں کی عدالتیں مشترکہ دیکھ ریکھ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں وہاں طلاق کی شرح ان علاقوں کی بہ نسبت بہت حد تک گر چکی ہے جہاں کی ریاستیں انفرادی نگرانی کی حامی ہیں۔“

(۶) خرچہ صرف مرد پر ہی کیوں؟ عورت پہ مرد کا نفقہ کیوں نہیں؟؟ اس سوال کا جواب ہم ان لوگوں سے چاہتے ہیں جو مطلقہ عورت کے لیے بعد عدت کھانا خرچہ کا مطالبہ کرتے ہیں؟؟؟ اسلام کے طلاق و نفقہ کو بلا وجہ موضوع بنانے والے سخن ور بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ رشتہ ختم ہونے کے بعد نفقہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ خود یورپ و امریکہ میں جدائی و علیحدگی کے بعد دونوں کے راستے جدا ہو جاتے ہیں اور مرد و عورت کو ایک دوسرے کی آئندہ آمدنی سے کوئی سروکار نہیں رہ جاتا ہے۔

امریکہ و یورپ میں طلاق کے وقت دونوں میں موجودہ پراپرٹی کو برابری کے ساتھ تقسیم کر دیا جاتا ہے اور گھر اس کو دیا جاتا ہے جسے عدالت بچوں کا سرپرست قرار دیتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں مل کر کھاتے ہیں مگر عقلی اور اسلامی قانون کے اعتبار سے عموماً صرف مرد کھاتے ہیں اور عورتیں گھریلو ذمہ داریاں سنبھالتی ہیں۔ اس تناظر میں کوئی مغرب کا دل دادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ عورت کو کھانے کی کھلی چھوٹ بھی نہیں دیتے اور طلاق کے بعد کھانا خرچہ بھی بند کر دینے کا قانون سنایا جاتا ہے پھر بے چاری کھائے گی کہاں سے؟؟ اس کے کئی ایک جواب ہیں:

الف:- اب سوال یہ ہے کہ مطلقہ خاتون اپنا گزارا کیسے کرے گی؟؟ اس کا حل اسلام نے پہلے سے دے رکھا ہے کہ خاتون دوسری شادی کر لے، یہ اس کے اور سماج و ملک سب کے لیے بہتر ہے۔ یا اگر شادی نہیں کرنا چاہتی ہے اور اس کے پاس صاحب استطاعت لڑکا ہو تو اس پر ماں کی کفالت کی ذمہ داری عائد ہوگی، یا خاتون کا باپ زندہ اور مستطیع ہو تو وہ یا خاتون کے دیگر رشتہ دار مثلاً بھائی، بھتیجا وغیرہ اس کا بوجھ اٹھائیں۔ اور اگر کوئی صورت نہ ہو تو حکومت اس کا بار اٹھائے گی۔ اسے وظیفہ (Pension) کے طور پر بیت المال سے ہر ماہ

گزارے کی رقم واگذار کی جائے گی۔ شادی کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں اسلام انہیں جائز تو قرار دیتا ہے لیکن قابل شادی خاتون کے لیے ان صورتوں کو اچھا نہیں کہتا ہے۔

ویسے اسلام کا قانون بھی کچھ ایسا ہے کہ ایک عورت خالی ہاتھ نہیں ہوگی کیونکہ اس کے پاس مہر دین کی رقم ہوگی، ماں باپ اگر انتقال کر چکے ہوں گے تو ان کے ترکہ میں سے حصہ ملا ہوگا، بھائی اگر زندہ ہوں تو وہ کفالت کریں اور اگر ان کا انتقال ہو چکا ہو تو ان کی بھی میراث ملے گی اگر بھتیجا نہ ہو، اور اگر بھتیجا ہو تو وہ دیکھ کر رکھ کرے۔

ب:- شاید امریکہ و یورپ کے والدین اپنی بیٹیوں سے اسی خدشہ کی وجہ سے نوکری کرواتے اور ان کی عزت کو جو کھم میں ڈالتے ہیں کہ طلاق کے بعد کہاں سے کھائے گی؟؟ مطلب کینسر سے پہلے احتیاط کے نام پہ ایسے غیر محتاط اقدامات کیے جاتے ہیں جن سے کینسر کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے مگر اسلام ایسا راستہ بتاتا ہے جس پہ چلنے سے کینسر کا اندیشہ ۹۹.۹۹ فیصد کم ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ و امریکہ کے قانون کے سایہ تلے ہونے والی طلاقوں کا فیصد نظام مصطفیٰ والے آئین کی بہ نسبت کئی سو گنا زیادہ ہے۔ اب لفظ ”انصاف“ کے ساتھ ”ظلم“ نہ کرتے ہوئے مغربی محققین ہی بتائیں کہ کونسا نظام صحیح ہے.....؟؟؟ ان کا؟؟؟ یا ہمارا؟؟؟

(۱۳) بچوں کی دیکھ ریکھ کون کرے؟ شوہر یا بیوی۔

ایک شادی شدہ جوڑے کے پاس عام طور پہ گھر اور اولاد ہوتی ہے۔ اور گھر بیٹھے زندگی کا پہیہ نہیں چلنے والا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بیوی و شوہر میں سے کمانے کا کام کون کرے؟ اور گھر اور بچوں کی نگہداشت کون کرے؟؟

اگر عقل سے کام لیں اور مرد و عورت کی بناوٹ اور لائن کی عام چیزوں اور حالات میں غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ قدرت نے مرد و عورت کی جسمانی ساخت اس طرح رکھی ہے کہ بہ آسانی یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ شوہر کمانے اور بیوی گھر بار سنبھالنے کی ذمہ داری اٹھائے۔ عام طور پر مرد طاقت ور اور عورتیں کمزور ہوتی ہیں، جتنا بھاری اور مشکل کام ایک مرد کر سکتا ہے عام طور پہ عورت نہیں کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ماہ عورتوں کو ماہواری کی دشوار

گزار مدت گزارنی پڑتی ہے۔ نیز بچے سنبھالنے میں مردوں کی بہ نسبت عورتیں زیادہ کامیاب ہوتی ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ کم عمر بچے عام طور پہ محبت اور بہلانے والی باتیں پسند کرتے ہیں جو مردوں کی بہ نسبت عورتیں کئی گنا زیادہ دے سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ نرسری اور پرائمری اسکولوں میں ٹیچروں کی تقرری کے وقت مرد پہ خاتون کو کئی گنا زیادہ ترجیح دی جاتی ہے بلکہ بیشتر نرسری و پرائمری اسکولوں میں مرد ٹیچروں کی تقرری ہی نہیں کی جاتی ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ عورتیں نرم دل اور مرد تیز دماغ ہوتے ہیں، مردوں کو عورتوں کی بہ نسبت غصہ جلد آ جاتا ہے، اور بچوں کی تربیت میں غصہ کی ضرورت کم ہے جبکہ محبت کی ضرورت زیادہ ہے۔ چھٹا سبب یہ ہے کہ دو چار سالوں پہ تقریباً اکثر عورتوں کو حمل کے مشکل دور سے گذرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ چھ ماہ تک بھاری اور مشکل کام کرنے کی اہل نہیں رہ جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں نوکری کرنے والی حاملہ خواتین کے لیے حکومت چھ ماہ کی رخصت منظور کرتی ہے۔ ساتویں چیز یہ ہے کہ خواتین گھر سے باہر غیر محفوظ ہوتی ہیں جس کا اعتراف ہر کسی کو ہے، فرق اتنا ہے کہ کچھ لوگ ہمیشہ کہتے ہیں اور کچھ صرف اس وقت جب کوئی عصمت دری کا معاملہ سامنے آتا ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پہ بہتر یہی ہے کہ عورت اندرونی ذمہ داری سنبھالے اور مرد باہر کی۔

آنے والی سطروں میں اتنا ۵ نمبروں کے ساتھ جو کچھ تحریر ہے وہ یہی بتاتا ہے کہ یورپ و امریکہ اور ان سے ڈر کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے والوں کے نزدیک بھی عورت کی حیثیت اتنی نہیں ہے جتنی وہ دکھاوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں:-

- (۱) ریس اور کرکٹ وغیرہ کھیلوں میں مرد و خواتین کے لیے الگ الگ جتھہ اور قانون بنا کر خود انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرد و خواتین دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف کھیلوں میں عورت بن کر گولڈ میڈل حاصل کرنے والے کتنے ہی مردوں سے تمغہ واپس لیا جا چکا ہے۔ اور خاص عورتوں کی ٹیم کا مقابلہ صرف مردوں والی ٹیم سے نہیں ہوتا ہے کیونکہ دونوں میں موازنہ درست نہیں۔
- (۲) انگریزی زبان و ادب میں ایک لفظ "Mrs." مسز کا استعمال ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک لفظ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ مساوات کا مغربی نعرہ ایک دھوکہ و فریب ہے۔

آکسفورڈ اڈوانسڈ لرنرز ڈکشنری میں لفظ "Mrs." کے بارے میں لکھا ہے:

"a title that comes before a married woman's family name or before her first and family names together."

(Oxford Advanced Learner's Dictionary, 7th Edition)

"ایک ٹائٹل جو شادی شدہ خاتون کے فیملی نام، یا فرسٹ نیم اور فیملی نام دونوں سے پہلے

استعمال کیا جاتا ہے۔"

آخر مسٹر بل کلنٹن کی اہلیہ مس ہلیری روڈہم سے مسز ہلیری کلنٹن میں بدل گئی مگر

مسٹر بل کلنٹن کے نام و وجود میں ایسی تبدیلی نہیں آئی۔ کیوں؟؟؟

مساوات کا انگریزی نعرہ اس وقت صحیح ہوگا جب عورتوں کی غلامی کی نشانی والے

لفظ "Mrs." اور اس طرح کے دیگر الفاظ کا وجود انگریزی زبان و ادب سے ختم کر دیا

جائے یا پھر اس کی مثل کوئی ٹائٹل مرد کے لیے ایجاد کیا جائے جو شادی کے بعد اس کی بیوی کے نام کے کسی جز (خاندانی نام) پر مشتمل ہو۔

(۳) ہندوستانی حکومت کی جانب سے اجرا شدہ پاسپورٹ فارم کے ساتھ منسلک ہدایت نامہ

"Passport Information Booklet" کے صفحہ نمبر چار کا درج ذیل حصہ غور سے پڑھیں:

(B) CHANGE OF NAME

I. Following marriage, remarriage or divorce.

a) A woman applying for change of name/surname in existing passport due to marriage must furnish.

(i) Photocopy of husband's passport, if any, and

(ii) An attested copy of marriage certificate issued by Registrar of marriage or an affidavit from the husband and wife along with a joint photograph.

b) Divorcees applying for change of name or for deletion of spouse's name in existing passport must furnish.

(i) Certified copy of divorce decree.

(ii) Deed poll/ Sworn affidavit.

c) Re-married applicants applying for change of name/spouse's name must furnish.

(i) Divorce deed/death certificate as the case may be in respect of first spouse, and

(ii) Document as at (a) above relating to second marriage."

ترجمہ: نام کی تبدیلی:-

نمبر ایک: مندرجہ ذیل قانون شادی، دوبارہ شادی اور طلاق کے متعلق ہے:

الف:- جو خاتون شادی کی وجہ سے موجودہ پاسپورٹ کے نام یا سرنیم میں تبدیلی کے لیے درخواست دے وہ درج ذیل چیزیں جمع کرے:

- (i) اگر شوہر کا پاسپورٹ ہو تو اس کی ایک فوٹو کاپی۔ اور
- (ii) شادی رجسٹرار کے ذریعہ اجراء شدہ میرج سرٹیفیکیٹ کی تصدیق شدہ زیر اس کاپی یا شوہر و بیوی کی طرف سے حلف نامہ جس پر دونوں کی مشترکہ تصویر لگی ہو۔

ب:- مطلقہ خواتین جو موجودہ پاسپورٹ میں نام کی تبدیلی یا اپنے شریک حیات کے نام کو ختم کروانا چاہتی ہیں، وہ درج ذیل دستاویز جمع کریں:

- (i) طلاق نامہ کی تصدیق شدہ کاپی۔ اور
- (ii) نام کی تبدیلی کا حلف نامہ۔

ج:- دوسری شادی کر چکی خاتون جو اپنے نام یا شریک حیات کے نام میں بدلاؤ کے لیے درخواست دے رہی ہو وہ درج ذیل کاغذات جمع کرے:

- (i) پہلے شریک حیات کے ساتھ جیسا معاملہ ہوا، اس کے حساب سے (اگر طلاق ہوئی تو) طلاق کے کاغذات یا (اگر انتقال کر گیا تو) ڈیٹھ سرٹیفیکیٹ کی فوٹو کاپی جمع کرے۔ اور
- (ii) دوسری شادی سے متعلق دستاویز۔

شادی کے بعد عورت کے سرنیم بدلنے کو اکثر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں عملاً قانونی حیثیت حاصل ہے۔ یعنی عورت شادی سے پہلے فیملی نام کے طور پر باپ دادا کا نام استعمال کرے اور شادی کے بعد شوہر اور اس کے خاندان کا سرنیم استعمال کرے۔ عورتوں کے لیے برابری کا نعرہ لگانے والوں کا یہ مذاق بھی خوب ہے۔ ہم نے موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لیے شادی اور طلاق کو اتنا آسان کھیل بنا دیا ہے کہ سال بہ سال بلکہ مہینہ مہینہ بیوی اور شوہر بدلنا زیادہ مشکل نہیں رہ گیا ہے، ایسی صورت میں بے چاری بیوی تو ساری زندگی سرنیم اور شوہر کا نام ہی بدلواتی رہے گی۔ خواتین کے برخلاف مرد کو اپنے سرنیم اور دستاویز میں بدلاؤ لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ عورت کا اپنا کوئی نام اور اپنی کوئی حیثیت ہی نہیں رہ گئی ہے، شادی سے پہلے کے تمام کاغذات پہ سرنیم کے خانہ میں باپ دادا کا سرنیم اور شادی کے بعد شوہر کا سرنیم، طلاق کے بعد کیا کرے گی دوبارہ باپ دادا کا سرنیم لکھے گی یا طلاق دے چکے شوہر کے سرنیم کو باقی رکھے گی؟؟ یہ مذاق بھی خوب ہے!!!!

(۴) ہندوستانی قانون کے مطابق ایک خاتون کو ایک زچگی کے لیے ۱۸۰ دن یعنی چھ ماہ کی رخصت دی جاتی ہے۔ اور پوری مدت خدمت یعنی پوری زندگی میں بچوں (کے ۱۸ برس کے ہونے تک ان) کی دیکھ ریکھ کے نام پہ ۲ سال کی چھٹی لینے کی اجازت دی گئی ہے۔ جبکہ مرد کے لیے اس طرح کی لمبی تعطیل کو قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے، انہیں بچے کی پیدائش سے چھ ماہ کے اندر صرف پندرہ دن کی رخصت لینے کی اجازت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بچوں کی کفالت عورت کرے یہی بہتر ہے۔ ان کے لیے خاص الخاص رعایت رکھ کر اس بات کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے کہ مائیں بچوں کی نگہداشت باپ سے زیادہ کریں۔ یہی اسلامی تہذیب اور متحدہ ہندوستان کا ہزاروں سال پرانا کلچر ہے جس کی حمایت کے لیے اٹھائے گئے اس اقدام پہ ہم ہندوستانی حکومت کے ذمی ہوش افراد کو شکر یہ ضرور کہیں گے۔

ہم مسلمان اور ایشیائی اپنے باپ دادا کے قانون کہ عورت صنف نازک ہے جبکہ مرد قوی بدن ہوتا ہے اور عورت کو گھریلو ذمہ داری جبکہ مرد کو بیرونی ذمہ داری سنبھالنی چاہئے، کو آج بھی ایک بہترین قانون اور پرسکون تہذیب مانتے ہیں اور اس پہ ہر مسلمان اور ایشیائی کو فخر ہونا چاہئے۔

بائبل بھی اسلامی اور ہندوستانی کلچر کے اس نقطہ نظر کی حمایت کرتی ہوئی نظر آتی

ہے۔ ملاحظہ ہو:

"So I counsel younger widows to marry, to have children, to manage their homes and to give the enemy no opportunity for slander. Some have in fact already turned away to follow Satan."

(1 Timothy, 5/14-15, NIV, IBS, New Jersey, USA, © 1973, 1978, 1984)

”پس میں چاہتا ہوں کہ جوان بیوائیں بیاہ کریں۔ اُنکے اولاد ہو۔ گھر کا انتظام کریں اور کسی مخالف کو

بدگونی کا موقع نہ دیں۔ کیونکہ بعض گمراہ ہو کر شیطان کی پیروی ہو چکی ہیں۔“ (تمتھیس اول: ۱۵-۱۴)

اس اقتباس میں ”manage their homes“ اور ”گھر کا انتظام کریں“

سے یہ مراد ہے کہ وہ گھریلو سنبھال لیں اور گھر اور بچوں کی دیکھ ریکھ کریں۔ بائبل سوسائٹی

ہند کی ہندی بائبل (مطبوعہ ۲۰۱۰ء) کا ترجمہ یہی بتاتا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو:

"इसलिए मैं यह चाहता हूँ कि जवान विधवाएँ विवाह करें और बच्चे जनं और घरबार संभालें और किसी विरोधी को बदनाम करने का अवसर न दें।"

(1 Timothy 5:14)

”ترجمہ: اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جوان و دھوائیں (بیوائیں) شادی کریں، بچے جنیں اور گھربار سنبھالیں اور کسی ورو دھی (مخالف) کو بدنام کرنے کا اوسر (موقع) نہ دیں۔“

اس اقتباس کے ایک ایک لفظ پہ زور دیں!! اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ عورت کی پیدائش بچے پیدا کرنے اور گھربار سنبھالنے کے لیے ہی ہوئی ہے۔

مرد والی عورتیں بالخصوص نوکری پیشہ مردوں کی بیویوں کو نوکری دینے کی ہم وکالت نہیں کر سکتے ہیں۔ بے روزگار نو جوان مارے مارے پھر رہے ہیں، کہیں پیسہ برستا ہے اور کسی گھر میں چولھے کی آگ جلنی مشکل ہے۔ ہم ایک نہیں بلکہ ایسے سینکڑوں فیملی کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن میں گھر کا ہر ممبر سرکاری نوکری ہے، پانچ سات لاکھ روپے ماہانہ آمدنی ہے، مگر ٹھیک ان کے پڑوس میں رہنے والے ان کے برابر (یا کم زیادہ) تعلیم یافتہ لوگ روٹی کو ترس رہے ہیں۔ اگر بے روزگاری اور امیر و غریب کے درمیان بڑھتی خلیج کو کنٹرول کرنا ہے تو ہماری اس تجویز پہ سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔

اگر اس مقام پہ کنگ جیمس ورشن کا اقتباس نقل کیا جائے تو مفہوم میں اور کشادگی

پیدا ہو جائے گی:

"I will therefore that the younger women marry, bear children, guide the house, give none occasion to the adversary to speak reproachfully." (1 Timothy, 5/14, KJV, Pub. by TBR, BSI, Bangalore, 2008)

ترجمہ: اس لیے میں چاہتا ہوں کہ جوان عورتیں شادی کریں، بچے جنیں اور گھربار سنبھالیں اور کسی مخالف کو بدنام کرنے کا موقع نہ دیں۔“

بائبل کے صفحات سے مسیحیوں کے رسول سینٹ پال کے یہ جملے بھی دیکھ لیں:

"We were not looking for praise from men, not from you or anyone else. As apostles of Christ we could have been a burden to you, but we were gentle among you, like a mother caring for her little children." (1 Thessalonians, 2/6-7, NIV, IBS, NJ, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور ہم نہ آدمیوں سے عزت چاہتے تھے نہ تم سے نہ اوروں سے۔ اگرچہ مسیح کے رسول ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے۔ بلکہ جس طرح ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے اسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے۔“

(تھسلونکیوں: ۶/۳-۷)

اس پیراگراف (بالخصوص انگریزی لفظ Care) کا تقاضا بھی یہی ہے کہ بچوں کی

نگہداشت کے معاملہ میں عورتوں کو مردوں پہ کئی گنا برتری حاصل ہے اور ایک ماں کا کوئی

متبادل نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی لیے جنت اس کے قدموں تلے رکھی گئی ہے۔

(۱۴) **کتنے بچے۔**

فیملی پلاننگ یعنی خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کے لیے غلط طریقہ کا سہارا نہ لیا گیا ہو۔ کسی تیار بچے کا اسقاط یا غیر محرم ڈاکٹر کے سامنے بے پردگی، مکمل نسبندی وغیرہ چیزوں کو اسلام حرام قرار دیتا ہے۔ اسی طرح اس سوچ کے ساتھ فیملی پلاننگ اختیار کرنا کہ زیادہ بچوں کو کھلانا پلانا کٹھن ہوگا، بہت غلط ہے کیونکہ رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جو پہاڑ کے ایک چھوٹے سے سوراخ میں رہنے والی چیونٹی کو بھی اسباب فراہم کر دیتا ہے، غریبی کے خوف کی سوچ اسلامی نہیں ہے۔ جب دنیا کی آبادی ایک کروڑ تھی تب بھی وہی انتظام کرتا تھا اور آج سات سو کروڑ ہے تو بھی وہی اسباب پیدا کرتا ہے۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ.“

”مفلسی کے خوف سے اپنے بچوں کا قتل نہ کرو، انہیں اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔“

(سورۃ الأنعام: ۱۵۱، سورۃ الاسراء: ۳۱)

بائبل میں کہا گیا:

”We were not looking for praise from men, not from you or anyone else. As apostles of Christ we could have been a burden to you, but we were gentle among you, like a mother caring for her little children.“ (1Thessalonians, 2/6-7, NIV, IBS, NJ, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور ہم نہ آدمیوں سے عزت چاہتے تھے نہ تم سے نہ اوروں سے۔ اگرچہ مسیح کے رسول

ہونے کے باعث تم پر بوجھ ڈال سکتے تھے۔ بلکہ جس طرح ایک ماں اپنے بچوں کو پالتی ہے

اسی طرح ہم تمہارے درمیان نرمی کے ساتھ رہے۔“ (تھسٹلونیوں: ۲/۶-۷)

کوئی انگریزی ادیب یہ کہہ سکتا ہے کہ بائبل کے اس اقتباس سے دو سے زائد بچوں کی پیدائش کا ثبوت نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس میں تعداد نہیں بتائی گئی ہے صرف جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا جو دو کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس پر عرض ہے:-

(۱) آدم علیہ السلام کو بھی پانچ یا اس سے زائد لڑکے لڑکیاں تھیں۔ (پیدائش: ۳/۱۵)

- (۲) سیت کو بھی کم از کم پانچ اولاد تھی۔ (پیدائش: ۶/۵-۷)
- (۳) انوس کو بھی پانچ یا اس سے زیادہ اولاد ہوئی۔ (پیدائش: ۸/۵-۱۱)
- (۴) قینان بھی کم سے کم پانچ بچوں کے باپ تھے۔ (پیدائش: ۱۲/۵-۱۳)
- (۵) محلل ایل بھی کم از کم پانچ بچوں کے باپ بنے۔ (پیدائش: ۱۵/۵-۱۷)
- (۶) یارد بھی پانچ یا اس سے زائد اولاد رکھتے تھے۔ (پیدائش: ۱۸/۵-۲۰)
- (۷) حنوک کی اولاد کے سلسلے میں بھی کچھ ایسا ہی لکھا ہے۔ (پیدائش: ۲۱/۵-۲۳)
- (۸) متوسلح کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ (پیدائش: ۲۵/۵-۲۷)
- (۹) لمک کے لیے بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (پیدائش: ۲۸/۵-۳۱)
- (۱۰) نوح کو بھی صرف بیٹے تین کی تعداد میں تھے۔ سم، حام اور یافت۔ لڑکیوں کی تعداد معلوم نہیں۔ (پیدائش: ۱۰/۶، ۳۲/۵، ۱۸/۹-۱۹)
- (۱۱) یافت کو صرف بیٹے سات تھے۔ (پیدائش: ۱/۱۰-۲)
- (۱۲) جمر کو بھی صرف لڑکے تین کی تعداد میں تھے۔ (پیدائش: ۱۰/۳)
- (۱۳) یاوان بھی چار بیٹوں کا باپ ہوا۔ (پیدائش: ۱۰/۴)
- (۱۴) بنی اسرائیل کے خدا کے چہیتے نبی داؤد کے ۹ تو صرف بھائی تھے جبکہ بہن کی تعداد کا ذکر نہیں ملا۔ (سموئیل اول: ۱۲/۱۷)
- (۱۵) داؤد کو ڈیڑھ درجن یا اس بھی سے زیادہ بچے تھے۔ (سموئیل دوم: ۱/۳-۵، سموئیل دوم: ۱۳/۵-۱۷)
- (۱۶) جدعون کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے ۷۰ بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ (قضاة: ۳۰/۸-۳۱)
- ان حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ بچے پیدا کرنا غلط نہیں ہے۔ اس طرح بائبل کے یہ حوالہ جات مغرب کے اس نوزائیدہ نعرہ "Small family is a happy family" یعنی چھوٹا خاندان خوشحال رہتا ہے اور "ہم دو ہمارے دو" کو سختی سے مسترد کرتے ہیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ شروع کا دور تھا جس میں انسان بہت کم تھے، اب تو انسانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے اب اتنے بچے پیدا کرنا معاشی بحران پیدا کرنے کا

سبب ہے تو اس پر عرض ہے کہ:

کھانے خرچے کا ٹینشن مت لیجئے، ہندوستان کا کالا دھن جو سوئس اور دیگر بینکوں میں پڑا ہے اس سے کئی سالوں تک ہندوستان کے ہر آدمی کو کھانا کھلایا جاسکتا ہے اور کروڑوں نوجوانوں کے لیے روزگار مہیا کیا جاسکتا ہے۔ خود امریکی اور یورپی بینکوں میں عربوں کی جو دولت جمع ہے اس سے کتنے سالوں تک ساری دنیا کا خرچہ اٹھایا جاسکتا ہے، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ امریکی کھرب پتی بل گیٹس کے پاس جو دولت ہے وہ ایک ملک کینیا کی قومی دولت کے دو گنا سے بھی زائد ہے، بے ایمانوں کی چوری اور پیسے کے ٹھہراؤ کو روکنے کی بجائے کھانا خرچہ اور غذائی بحران کا جھوٹا بہانہ بنا کر اسلام کو نشانہ بنانے کی حرکت قابل مذمت اور افسوسناک ہے۔ ایک خاص نکتہ یہ غور کریں کہ جب انسانوں کی آبادی ایک ارب تھی تو دن میں مشکل سے ایک بار اور وہ بھی سادہ کھانا، جبکہ چربی دار وغیرہ ماہانہ بلکہ اکثر و بیشتر کو سالانہ نصیب ہوتا تھا، لوگ گوشت کھانے کے لیے انتظار کرتے تھے کہ کسی کی شادی ہوگی تو گوشت نصیب ہوگا۔ مگر آج سات ارب سے زائد ہیں تو بھی اکثر کو دن میں پانچ بار، اور ہر بار من چاہا کھانا پینا نصیب ہوتا ہے۔ اس نقطہ پہ پہنچ کر بے ساختہ قرآن کی یہ آیت کریمہ یاد آ جاتی ہے:

”وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ.“

”اپنے بچوں کو خرچہ کے ڈر سے نہ مارو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔“ (الأنعام: ۱۵۱)

(۱۵) بچہ کتنی عمر میں ہوشمند / مکلف ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اسلام کی رہنمائی یہ ہے کہ لڑکا ۱۲ سال کی عمر سے لے کر ۱۵ سال کی عمر تک کبھی بھی بالغ ہو سکتا ہے اور لڑکی ۹ سال کی عمر سے ۱۵ سال کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے اور جب یہ بالغ ہوں گے تبھی وہ مکلف ہوں گے (ان پر قوانین نافذ کیے جائیں گے) اور اگر کوئی علامت نہ ملے تو پندرہ سال کی عمر میں بہر حال مکلف مانے جائیں گے۔ اسلام کا یہ قانون بھی دور جدید کے کثیر جمہوری ملکوں میں رائج جو وناٹیل قانون (Juvenile Act) سے بہت مختلف ہے، دنیا کے اکثر و بیشتر ملکوں نے ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے لڑکیوں کو نابالغ قرار دیا ہے جن پہ سخت قانون نافذ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اگر سترہ سال اور ۳۶۳ دنوں کا ایک لڑکا کوئی عظیم جرم کرتا ہے تو ترقی

یافتہ اور ترقی پذیر ملکوں کے دستور و آئین اسے سزا نہ دینے کی وکالت کرتے ہیں مگر اسلام کا نقطہ نظر بہت جدا ہے، اسلام اس پختی کے ساتھ قانون کے نفاذ کا حکم دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اگر وہ سزائے موت کا حقدار پایا گیا تو اسے سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے۔ اسلام نے ایسا قانون کیوں بنایا ہے اور اس میں کتنے فائدہ ہیں انہیں سمجھنے کے لیے آنے والی سطروں کو غور سے پڑھیں۔

(۱) جو شخص اتنا ہوشمند ہو کہ اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو، فائدہ و نقصان اور زندگی و موت کے بارے میں معلومات رکھتا ہو، جرم پہ قادر بھی ہو اور اسے اس کے نتائج کے بارے میں بخوبی معلوم ہو، جرائم کی روک تھام اور معاشرہ کی پاکیزگی کے لیے اس کے اعمال کا محاسبہ از حد ضروری ہے اور اس کے ساتھ بھی ہوش مندوں کا معاملہ کیا جانا چاہئے۔ اب سوال یہ ہے کہ کتنی عمر میں بچہ اس قابل ہو جاتا ہے جب اسے ہوشمند اور نتائج سے باخبر قرار دیا جائے؟ ہندوستان ٹائمز کی آن لائن اشاعت (۳۰ جولائی

۲۰۱۲ء) کے مطابق سائنسی تحقیقات نے بہت حد تک اسلام کے نقطہ نظر کی تصدیق کر دی ہے:

"Now there is enough scientific evidence to prove a normal child's thoughts usually become more organised in the 11-16 years phase. By the time he/she reaches the age of 16, the person is perfectly capable of understanding the ramifications of their actions and what they're doing. So from a medical and psychological point of view, 16 is an age where a person has reached a level of maturity"

(www.hindustantimes.com/india-news/juvenile-crimes-don-t-install-a-kneejerk-bloodthirsty-justice-system/article1-1240548.aspx) (www.thehealthsite.com/diseases-conditions/delhi-gang-rape-why-we-need-to-rethink-our-juvenile-laws)

(The Echo of India Daily, Port Blair, A&N, India, August 2, 2014, P4)

”سائنسی تحقیقات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ ایک غیر معذور بچے کی سوچ و فکر ۱۱-۱۶ سال کی عمر میں پختگی کے قریب پہنچ جاتی ہے، اور سولہ تک پہنچتے پہنچتے وہ مکمل طور پہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے اعمال کے نتیجہ کو سمجھ سکے، چنانچہ جسمانی اور طبی نقطہ نظر ثابت کرتا ہے کہ ۱۶ سال کی عمر میں ایک انسان اچھا ہوشمند ہو جاتا ہے۔“

اسلام نے پندرہ سال عمر کو ہوشمندی کی عمر قرار دیا ہے جبکہ سائنسی تحقیقات نے سولہ کو، چلنے آپ اٹھارہ سے اتر کر سولہ پہنچ جاتی ہی گئے ہیں، اور نوٹ کر لیں کہ بہت جلد آپ پندرہ سے بھی اتفاق کرنے پہ مجبور ہوں گے۔

(۲) دنیا بھر کے ممالک میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے مجرموں میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے، اور ڈاکٹر ستیا نشو مکھرجی آسٹریلیا میں انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی کی تحقیق (جو انہوں نے

آسٹریلیا انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی کانفرنس جو وینا ٹیل کرائم اینڈ جو وینا ٹیل جسٹس ما قبل و مابعد ۲۰۰۰ء، ایڈیلیڈ، آسٹریلیا میں ۲۶-۲۷ جون ۱۹۹۷ء کو پیش کیا) سن کر آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے دنیا کے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں اٹھارہ برس کے ہونے سے پہلے لڑکوں میں سے ۹۰ فیصد جبکہ لڑکیوں میں سے ۶۰-۷۰ فیصد کم از کم ایک غیر قانونی کام میں ملوث رہے ہیں۔ آسٹریلیا میں ہر سال اوسطاً کل نابالغوں میں سے ۵ فیصد کو گرفتار کیا جاتا ہے اور ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ کم از کم تیس فیصد بچوں کے بارے میں یہ امید ہوتی ہے کہ وہ ۱۸ سال کے ہونے سے قبل کم از کم ایک مرتبہ گرفتار ہوں گے۔

(http://www.aic.gov.au/media_library/conferences/juvenile/mukherjee.pdf)

(۳) امریکی محکمہ انصاف کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۸ء میں اٹھارہ سال سے کم عمر ۲۱ لاکھ سے زائد امریکی نوجوانوں کو مختلف جرائم میں گرفتار کیا گیا۔

(www.ncjrs.gov/pdffiles1/ojdp/228479.pdf) (<http://ncfy.acf.hhs.gov/library/2009/juvenile-arrests-2008>)
(www.ncjrs.gov/app/publications/abstract.aspx?ID=250498)
(<http://ojp.gov/newsroom/pressreleases/2009/OJDP10034.htm>)

(۴) دنیا کے سب سے بڑے جمہوری ملک ہندوستان میں پچھلے ایک سال ۲۰۱۳-۲۰۱۴ء میں ہوئے عصمت دری کے حادثات میں اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں کی حصہ داری تقریباً پچاس فیصد رہی، اور تو اور سولہ اور سترہ سالہ مجرموں کے انداز تشدد نے تو انہیں نا سمجھ کہنے والوں کے ہوش ہی اڑا دیے، اور یہی نہیں بلکہ ان کے جرائم کے طریقوں نے تو ان کے حامیوں کو بھی دنیا کے سامنے نا سمجھ اور کم فہم بنا کر پیش کر دیا ہے۔ ہندوستان میں ۱۸ سال سے کم عمر والوں کے لیے نابالغ ایکٹ لاگو ہے اور ان پر قانون نافذ نہیں کیا جاتا ہے، سنگین سے سنگین جرم کی سزا میں بھی انہیں زیادہ سے زیادہ صرف تین سال کے لیے "اصلاح خانہ" بھیجا جاسکتا ہے، اور بس۔ مگر اکیسویں صدی کے دوسرے دہے کی شروعات دہا کہ دار رہی اور اب مسلمانوں کے لیے کوئی نرم گوشہ نہ رکھنے والوں کو بھی یہ کہنا پڑ رہا ہے:

"Treat under-18 rape accused on a par with adults"

"According to police, nearly half of all sexual crimes are committed by 16-year-olds. Reducing the age from 18 to 16 and treating the juveniles involved in pre-meditated rape cases on a par with adults will help in reducing heinous crime, especially sexual offences on

women. Ms. Maneka Gandhi said."

(The Hindu Daily, Chennai, India, July 14, 2014, P. No. 2)

”۱۸ سال سے کم عمر کے آبروریز ملزموں سے بالغوں کی طرح پنپو، پولیس کے مطابق عصمت دری کے مجرموں میں تقریباً آدھے سولہ سال یا اس سے زائد عمر کے بچے ہیں۔ نابالغ کی عمر اٹھارہ سے سولہ کر کے اور سوچے سمجھے آبروریزی معاملات میں ایسے مجرموں سے بالغوں سا معاملہ کرنے سے سنگین جرائم بالخصوص عورتوں کے خلاف زیادتی کے معاملات میں کمی آئے گی، منیکا گاندھی نے کہا۔“

واضح رہے کہ فروغ انسانی وسائل کی وزیر منیکا گاندھی وہی خاتون ہیں جو ”کتوں کے حقوق“ پر تحریک چلاتی ہیں اور آوارہ اور آدم خور کتوں کو مارنے کی بھی سخت مخالف ہیں جبکہ ان کے اس نظریہ کی وجہ سے اب تک سینکڑوں ہندوستانی اپنی جان گنوا بیٹھے ہیں، مگر اس مقام پہ پہنچ کر ان کی عقل بھی اسلام کے آگے گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور ہے۔ ابھی تک انہوں نے سولہ سال تک کے بچوں کو ہی بالغ قرار دینے کی حمایت کی ہے مگر بہت جلد وہ پندرہ پہ بھی پہنچ جائیں گی کیوں اس عمر کے مجرموں کی تعداد میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

(۱۶) وراثت۔

انسان دولت کمانے اور جمع کرنے پر حریص ہوتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ پیسہ ہاتھ میں لانے اور جائیداد بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ خاص کر جس کی نظر میں یہ دنیا ہی سب کچھ ہے، اس کائنات کے بعد پہ اس کا ایمان نہیں ہے وہ جتنا بھی مال جمع کر لے اس کے دل سے بس کی آواز نہیں نکلتی ہے۔ بالخصوص آدمی کی عمر جوں جوں ڈھلتی جاتی ہے اور وہ موت سے قریب ہوتا جاتا ہے اس کے اندر دولت کی ہوس اور بڑھتی جاتی ہے۔ لیکن انسان جتنی بھی پراپرٹی بنا لے اسے ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اس دنیا سے خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے۔ جب موت کا شکنجہ کسا جاتا ہے تو پھر اپنا پرایا کبھی بیگانے ہو جاتے ہیں، زندگی بھر کی جمع پونجی بھی یہیں رہ جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ مرنے والے کی جائیداد کا وارث کون ہوگا؟؟ کس بنیاد پر اس کی جائیداد لوگوں میں تقسیم کی جائے گی؟؟ اور کتنے لوگ وارث ہوں گے؟؟ اور کس کو کتنا حصہ ملے گا؟؟ ان تمام سوالوں کا جواب قرآن میں تو تسلی بخش ملتا ہے مگر افسوس کہ بائبل میں وراثت کے مسئلہ کو اتنی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔

پہلے چند باتیں ذہن میں بٹھالیں جن سے بہت سارے سوالات اور شبہات خود

بخود ختم ہو جائیں گے:-

(۱) وراثت کا حقدار خونی قرابت (Blood-Relation) کی بنیاد پر گردانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ارب پتی کا وارث اس کا ارب پتی بیٹا ہوتا ہے مگر کنگال پڑوسی یا دور کا فاقہ کش رشتہ دار نہیں، بلکہ فقیر بھائی بھی نہیں۔

(۲) قریبی رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باپ کی موجودگی میں کسی بھی مہذب ملک کے آئین یا کسی بھی مشہور مذہب کے قانون میں داد ایا نانا کو ترکہ سے حصہ نہیں دیا جاتا ہے۔

(۳) ترکہ اور وراثت کی تقسیم قرابت کی بنیاد پر عقل سے قانون کا استعمال کر کے دیا جاتا ہے نہ کہ ہمدردی یا رحم کی بنیاد پر، یہی وجہ ہے کہ کھرب پتی کی موت کے بعد اس کے امیر بیٹوں اور مالدار بیوی کو تو جائیداد ملتی ہے مگر ان کی موجودگی میں اس کے فقیر بھائی کو کچھ نہیں ملتا ہے جبکہ ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اسے بھی اس کے بھائی کی چھوڑی ہوئی دولت سے (جس میں شاید اس کی بھی محنت شامل ہو) کچھ دلوادیا جائے مگر کسی بھی ملک یا مذہب کے قانون میں ایسا نہیں ہے۔ آئیے! اب اسلامی قانون کا مطالعہ کریں۔

اللہ رب العزت وراثت کا قانون سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ، فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ، وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ، وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبُوَاهُ فَلِلْمِثْلِ الثُّلُثُ، فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِلْمِثْلِ السُّدُسُ، مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ، آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ، إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا“

”اللہ تمہیں اولاد کے معاملہ میں یہ حکم دیتا ہے کہ (ترکہ میں سے) بیٹے کا بیٹی کے مقابلہ میں دو گنا ہے۔ اور اگر (بیٹا نہ ہو) اور بیٹیاں دو یا زائد ہوں تو ان کے لیے کل ترکہ کا دو تہائی (تقریباً ۶۶.۶۶%) ہے اور صرف ایک ہو تو نصف (۵۰%)۔ اور ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ (تقریباً ۱۶.۶۶%) ہے اگر اولاد نہ ہو تو، اور اگر اولاد نہ ہو تو (پھر بھی

باپ کے لیے چھٹا حصہ اور) ماں کے لیے تیسرا حصہ (تقریباً %۳۳.۳۳) ہے۔ اور اگر بھائی ہوں تو ماں کے لیے بھی چھٹا حصہ ہے (اور بھائیوں کے لیے جو سب کو دینے کے بعد بچے گا وہ ہوگا) ترکہ کی تقسیم قرض اور وصیت کی ادائیگی کے بعد ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ بیٹوں میں سے تمہارے لیے کون زیادہ فائدہ مند ہے، یہ اللہ کی جانب سے عائد کردہ فریضہ ہے، بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۱۱)

اور میاں بیوی کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیتے ہوئے فرمایا گیا:

”وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوَصِّينَ بِهَا أَوْ ذَيْنَ وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمْنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوَصُّونَ بِهَا أَوْ ذَيْنَ“

”اگر تمہاری بیویوں کی اولاد نہ ہو تو تمہارے لیے ان کی چھوڑی ہوئی دولت کا آدھا ہے، اور اگر اولاد ہو تو ایک چوتھائی (%۲۵) ہے قرض کی ادائیگی اور وصیت پوری کرنے کے بعد۔ اور تمہارے چھوڑے ہوئے ترکہ سے ان کے لیے ایک چوتھائی ہے اگر تمہارے پاس اولاد نہ ہو تو، اور اگر تمہیں اولاد ہو تو ان کے لیے آٹھواں حصہ (%۱۲.۵۰) ہے تمہارا قرضہ چکانے اور وصیت پوری کرنے کے بعد۔“ (سورۃ النساء: ۱۲)

ترکہ کی مکمل بحث کا یہ مقام نہیں ہے، البتہ مسلمانوں سے گزارش ہے کہ تقسیم ترکہ سے قبل اپنے علاقہ کے جید عالم یا باصلاحیت مفتی سے تفصیلی معلومات ضرور حاصل کر لیں۔ مزید تفصیل کے لیے مفتیان کرام اور علمائے عظام سے رجوع کریں۔ سر دست ہمارا مقصود اسلامی قوانین کی حقانیت کو انصاف پسند لوگوں اور بائبل پرستوں کی نظر میں واضح کرنا ہے۔

قرآن کے برعکس بائبل ترکہ اور وراثت کے معاملہ میں یہ حکم دیتی ہے:

"And thou shalt speak unto the children of Israel, saying, If a man die, and have no son, then ye shall cause his inheritance to pass unto his daughter. And if he have no daughter, then ye shall give his inheritance unto his brethren. And if he have no brethren, then ye shall give his inheritance unto his father's brethren. And if his father have no brethren, then ye shall give his inheritance unto his kinsman that is next to him of his family, and he shall possess it, and it shall be unto the children of Israel a statute of judgment, as the LORD commanded Moses." (Numbers, 27/8-11)

”اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اُس کا کوئی بیٹا نہ ہو تو اُسکی میراث اُسکی بیٹی کو دینا۔ اگر اُسکی کوئی بیٹی بھی نہ ہو تو اُسکے بھائیوں کو اُسکی میراث دینا۔ اگر اُسکے بھائی بھی نہ ہوں تو تم اُسکی میراث اُسکے باپ کے بھائیوں کو دینا۔ اگر اُسکے باپ کا بھی کوئی بھائی نہ ہو تو جو شخص اُسکے گھرانے میں اُس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو اُسے اُسکی میراث دینا۔ وہ اُس کا وارث ہوگا اور یہ حکم بنی اسرائیل کے لئے جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا واجباً فرض ہوگا۔“ (کنتی: ۸/۱۱-۱۱)

بائبل نے بیٹوں کی موجودگی میں بیٹیوں کو بے زبان جانور کی طرح محروم قرار دیا ہے، اور میت کے بے چارے ماں باپ کو تو بیٹے کی موت سے دوہری سزا کا سامنا کرنا پڑے گا ایک تو بیٹا جیسی دولت گئی اور دوسرے یہ کہ ترکہ اور میراث سے بھی محروم۔ چچا تو ممکنہ وارثین میں ہے مگر بے چارہ باپ نہیں ہے۔ مزید یہ کہ بائبل کی اس لسٹ میں صرف ایک عورت (بیٹی) ہے اور وہ بھی مرد (بیٹا) نہ ہونے کی صورت میں۔ بقیہ سارے مرد ہی ہیں۔ بالخصوص انگریزی لفظ ”Kinsman“ نے تو ساری حقیقت بیان کر دی ہے کہ صرف مرد ہی وارث ہو سکتے ہیں، عورتیں نہیں۔

”غیر جانبدار محققین“ کو انصاف کو قتل ہونے سے بچانے کے لیے بائبل کے اس اقتباس پہ بھی ضرور اپنی رائے پیش کرنی چاہئے اور جس طرح اسلام کے حکم کہ بیٹی کا دو گنا بیٹے کو ملے یہ ان کی ”انصاف پسند حلق“ ہمیشہ تر رہتی ہے اس سے کہیں زیادہ دھار دار رویہ انہیں بائبل کے متعلق اپنانے کی ضرورت ہے، اگر وہ سچ بولنے کا دعویٰ کرنے میں سچے ہیں۔ میت کو بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اس کی بیٹیوں کو ترکہ ملنے کا اسرائیلی قانون

بھی اس شرط کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے:

"And every daughter, that possesseth an inheritance in any tribe of the children of Israel, shall be wife unto one of the family of the tribe of her father, that the children of Israel may enjoy every man the inheritance of his fathers." (Numbers. 36/8)

”اور اگر بنی اسرائیل کے کسی قبیلہ میں کوئی لڑکی ہو جو میراث کی مالک ہو تو وہ اپنے باپ کے قبیلہ کے

کسی خاندان میں بیاہ کرے تاکہ ہر اسرائیلی اپنے باپ دادا کی میراث پہ قائم رہے۔“ (کنتی: ۸/۳۶)

کیا بائبل کی یہ آیت مسیحیوں کے نعرہ مساوات کے خلاف نہیں ہے؟ جہاں

بحالت مجبوری ایک کمزور ذات کو خود اس کے باپ کی دولت اس شرط پہ کی جا رہی ہے کہ وہ

اپنے باپ کے رشتہ داروں میں ہی شادی کرے۔ مسیحی اسکالرز بتائیں کیا یہ کسی ناتواں کی مجبوری اور عورتوں کی جسمانی کمزوری کا ناجائز استحصال نہیں ہے؟؟؟

اس طرح ہم دیکھیں تو بائبل نے بیٹیوں کو محروم کر کے صرف بیٹوں کو ہی وارث قرار دیا

ہے مگر افسوس کہ بیٹوں کے درمیان بھی انصاف اور برابری نہ کرنے کا جبری حکم سنایا جا رہا ہے:

"If a man have two wives, one beloved, and another hated, and they have born him children, both the beloved and the hated; and if the firstborn son be hers that was hated. Then it shall be, when he maketh his sons to inherit that which he hath, that he may not make the son of the beloved firstborn before the son of the hated, which is indeed the firstborn. But he shall acknowledge the son of the hated for the firstborn, by giving him a double portion of all that he hath, for he is the beginning of his strength; the right of the firstborn is his." (Deuteronomy, 21/15-17)

”اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہو اور محبوبہ اور غیر محبوبہ دونوں سے لڑکے ہوں اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ سے ہو۔ تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنے مال کا وارث کرے تو وہ محبوبہ کے بیٹے کو غیر محبوبہ کے بیٹے پر جونی الحقیقت پہلوٹھا ہے فوقیت دیکر پہلوٹھا نہ ٹھہرائے۔ بلکہ وہ غیر محبوبہ کے بیٹے کو اپنے سب مال کا دونا حصہ دیکر اُسے پہلوٹھا مانے کیونکہ وہ اُسکی قوت کی ابتدا ہے اور پہلوٹھے کا حق اسی کا ہے۔“

(استثنا: ۱۵/۲۱-۱۷)

جتنے ناز و نخرے پہلی اولاد کے اٹھائے جاتے ہیں وہ دوسرے تیسرے کو نصیب بھی نہیں ہوتے ہیں مگر پھر بھی اسے دونا حصہ مل رہا ہے اور جو بے چارہ کبھی بھی ماں باپ کی محبت کا تنہا اور اکلوتا مالک نہیں رہا اس بے چارے پر بائبل کا یہ حکم پڑھ کر بڑا رحم آتا ہے۔ واضح رہے کہ اسلام نے ماں کی ایک صورت (جس میں اسے ترکہ کا ایک تہائی اور مرد یعنی باپ کو چھٹا حصہ ملتا ہے) اور اخیانی بہن بھائی میں تقسیم کے علاوہ تقریباً تمام صورتوں میں عورتوں کو مرد کے برابر بلکہ اکثر میں ان سے آدھے کا حقدار بنایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر عورت کا نان و نفقہ کسی نہ کسی مرد (باپ، شوہر یا بیٹا) پر واجب ہوتا ہے اس لیے ان کو خرچ کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے جبکہ مرد پہ عام طور پر کسی نہ کسی (ماں باپ، بیوی، اولاد) کا خرچہ لازم ہوتا ہے جس کی بنیاد پہ اسے زیادہ خرچہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح

عورت کم پا کر بھی ذخیرہ کر سکتی ہے مگر زیادہ پانے والے مرد کے لیے تھوڑا مشکل ہو سکتا ہے۔

(۱۷) یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ۔

اسلام کا یہ حکم بھی عام لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے نہیں سماتا ہے کہ ایک یتیم بچہ جس کا باپ پہلے فوت ہو جائے اور اس کے بعد دادا یا دادی کا انتقال ہو تو اس کے لیے دادا اور دادی کی جائداد میں کوئی واجب حصہ نہیں بنتا ہے اور وہ بے چارہ محروم کہلاتا ہے۔ حالانکہ ہمدردی اور رحمدلی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے چچا سے کچھ زیادہ ہی دیا جائے تاکہ باپ کی کمی کا غم گھل سکے۔ یہ شبہ اصل میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم قانون کو عقل کی بجائے جذبات کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہم نے وراثت کی آیات سے قبل نمبر ایک دو تین لگا کر جن چیزوں کو ذکر کیا ہے ان میں غور کرنے سے یہ شبہ خود بخود دور ہو جاتا ہے۔ پھر بھی مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم مزید تفصیل تحریر کرتے ہیں۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ وراثت کی بنیاد کیا ہے؟؟ غربت؟ یتیمی؟ یا رشتہ و قرابت داری؟؟

اس کا جواب ہر ایک یہی دے گا کہ وراثت کی بنیاد قرابت و رشتہ داری ہے۔ اور قریب کے رشتہ دار کی موجودگی میں دور کا رشتہ دار وارث نہیں ہوتا ہے جیسے ماں کے ہوتے ہوئے دادی یا نانی کو وارث نہیں مانا جاتا ہے، اسی طرح بیٹا کی موجودگی میں یتیم پوتا وارث نہیں ہوگا جس طرح اور دوسرے غریب پوتے جن کے باپ زندہ ہیں اور یتیم نواسے وارث نہیں ہوتے ہیں۔

یہ قانونی بنیاد پہ دیا جانے والا حکم ہے جس کے ضمن میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس بے چارے یتیم کی حق تلفی ہو رہی ہے یا اس پر ظلم ہو رہا ہے مگر دنیا کے کسی بھی قانون میں ضمنی اور ثانوی اثرات کی بنیاد پہ کوئی بڑی تبدیلی نہیں لائی جاتی ہے، جیسے قاتل اور جنسی مجرموں کو پھانسی دینے سے ان کی بیوی بیوہ، بچے یتیم اور بوڑھے ماں باپ بے سہارا ہو جاتے ہیں مگر اس بنیاد پہ کوئی بھی عدالت یا قانون ان کی رہائی کا حکم نہیں دیتا ہے۔ بیوہ ہو رہی عورت، یتیم ہو رہے بچوں اور بڑھاپے کی لاشی سے محروم ہو رہے بے چارے ماں باپ سے ہمدردی ہر کسی کو ہوتی ہے مگر پھر بھی مجرموں کے لیے موت کی سزا کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

وراثت کے اس مسئلہ میں اسلام نے یتیم پوتے کے ضررِ ضمنی کی بھرپائی کا بڑا سنہرا راستہ دکھایا ہے۔ اسلام نے اس کے لیے وصیت کا دروازہ کھول کر اسے اس کے چچاؤں سے زیادہ دولت کا مالک بنانے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ جب وہ یتیم وارث نہیں ہوگا تو اس کے حق میں وصیت کرنے کے لیے دادا کو کسی وارث سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور دادا ایک تہائی تقریباً % ۳۳.۳۳ (جو عام طور پر اس کے حصہ سے زیادہ بنتا ہے) دولت کی وصیت اس کے نام بلا کسی جھجک کے کر سکتا ہے جو اسے دادا کی موت کے بعد ملے گی، اور اس کے بعد بچی ہوئی دولت سے بقیہ وارثوں میں ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ مزید یہ ہے کہ دادا کے دل میں اگر ہمدردی ہو تو وہ اسے اپنی زندگی میں بطور عطیہ جس قدر اور جتنی دولت چاہے دے سکتا ہے۔ اس طرح اسلام نے قانون کی بنیادوں کی پاسداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس یتیم کے لیے دادا کی جائداد سے زیادہ سے زیادہ بخشش کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اور جو ہمدردی آپ کو یتیم سے ہے اگر وہی جذبہ دادا کے اندر زندہ ہو جائے تو وہ اپنی کل جائداد کا ۱۰۰ فیصد تک اپنی زندگی میں ہی اپنے یتیم پوتے / پوتیوں کے نام کر سکتا ہے۔

(نہم) اخلاقی احکام

(۱) تادیب اولاد۔

امریکہ و یورپ کا دیا ایک نیا قانون یہ ہے کہ والدین بھی بطور تنبیہ اپنے بچوں کی تادیب نہیں کر سکتے ہیں۔ اسلام اور مسیحیت دونوں اس سے اتفاق نہیں کرتے۔ بچوں کو تنبیہ اور صحیح تربیت کے لیے اگر ضرورت پڑے تو ایسی سزا دی جاسکتی ہے جو محبت و شفقت کے مطابق ہو۔ اور ہمارا تجزیہ اور مشاہدہ اور یورپ و امریکہ کا تجربہ ہے کہ اسلام کا یہ اخلاقی نظام یورپ کے نوزائیدہ قانون و مشورہ سے کہیں زیادہ کامیاب ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاصْرِبْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.“

”تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب دس سال کے ہوں تو کوتاہی پہ سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو۔“ (سنن أبی داؤد: باب متى یومر الغلام بالصلاة) اور مردانا حکیم لقمان فرماتے ہیں:

”ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ كَالْمَاءِ لِلزَّرْعِ.“

”باپ کا بیٹے کو ضرب لگانا کھیتی کے لیے بارش کی مثل ہے۔“ (الدر المنثور: سورة لقمان ۱۲)

بڑے پتے کی بات ہے، تجربہ، تجزیہ اور عقل و بائبل اس کی کھلی تصدیق کرتے ہیں۔

بائبل اس سلسلے میں ہمارے نقطہ نظر سے پوری طرح متفق ہے:

"Chasten thy son while there is hope, and let not thy soul spare for his crying."
(Proverb, 19/18)

”جب تک امید ہے اپنے بیٹے کی تادیب کئے جا اور اسکی بربادی پہ دل نہ لگا۔“ (امثال: ۱۸/۱۹)

نادانی کی وجہ سے بچوں کے شریر دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا:

"Foolishness is bound in the heart of a child; but the rod of correction shall drive it far from him."
(Proverb, 22/15)

” حماقت لڑکے کے دل سے وابستہ ہے لیکن تربیت کی چھڑی اسکو اس سے دور کر دے گی۔“

(امثال: ۱۵/۲۲)

بچوں کی تنبیہ اور ان کی تادیب کیوں ہونی چاہئے؟؟ اس کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا:

"Withhold not correction from the child, for if thou beatest him with the rod, he shall not die. Thou shalt beat him with the rod, and shalt deliver his soul from hell."
(Proverb, 23/13-14)

”لڑکے سے تادیب کو دریغ نہ کر۔ اگر تو اسے چھڑی سے مارے گا تو وہ مرنے جائے گا۔ تو اسے چھڑی

(امثال: ۱۳-۱۳/۲۳)

سے مارے گا اور اسکی جان کو باتال سے بچائے گا۔“

بائبل کے یہ تینوں اقتباسات یورپ و امریکہ میں رہنے والے والدین بالخصوص مسلم ماں باپ اچھی طرح ذہن نشیں کر لیں کیونکہ انہیں کبھی بھی کام آسکتے ہیں۔ جب انہیں اس طرح کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے تو وہ یورپ کے قانون سازوں اور ججوں سے صرف اتنا پوچھیں: اگر بائبل اور اس کے قانون معتبر نہیں ہیں تو پھر آپ لوگ اپنے عہدوں کا حلف لیتے وقت بائبل پہ ہاتھ رکھ کر کیوں قسم کھاتے ہیں؟؟

بعض مغربی ممالک میں ضابطہ یہ ہے کہ جن والدین کے متعلق یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تادیب کے لیے مارتے ہیں انہیں سزا دی جاتی ہے اور ان کے بچوں کو حکومت اپنی سرپرستی میں لے کر سرکاری آشرموں میں ڈال دیتی ہے، یہ ظاہر دیکھنے میں یہ قانون بڑا پیارا لگتا ہے مگر بد عنوانی کے اس دور میں حکومت سرکاری ٹھکانوں میں ماں

کی ممتا اور باپ کا محبتوں بھر اسائبان کہاں سے لائے گی.....؟؟؟ ذرا یہ خبر بھی پڑھیں:

"Annually, according to U.S. Government-sponsored research completed in 2006, approximately 800,000 people are trafficked across national borders, which does not include millions trafficked within their own countries. Approximately 80 percent of transnational victims are women and girls and up to 50 percent are minors," estimated the US Department of State in a 2008 study, in reference to the number of people estimated to be victims of all forms of human trafficking. Due in part to the illegal and underground nature of sex trafficking, the actual extent of women and children forced into prostitution is unknown." (www.en.wikipedia.org/wiki/Prostitution) (www.state.gov/documents/organization/82902.pdf) (www.unhcr.org/50aa032c9.pdf) (http://2001-2009.state.gov/g/tip/c16465.htm) (http://www.ungift.org/doc/knowledgehub/resource-centre/GIFT_Human_Trafficking_An_Overview_2008.pdf)

”امریکی حکومت کے خرچ سے کی گئی ریسرچ ۲۰۰۶ء میں مکمل ہوگئی، اس کے مطابق ہر سال قومی

سرحدوں پہ ۸ لاکھ انسانوں کی غیر قانونی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس سروے میں اندرون ملک

کروڑوں آدمیوں کی ہونے والی اسمگلنگ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، عالمی اسمگلنگ کی شکار میں تقریباً

۸۰ فیصد (چھ لاکھ چونسٹھ ہزار) عورتیں اور لڑکیاں شامل ہیں، جن میں تقریباً ۵۰ فیصد چھوٹی

بچیاں ہیں۔ امریکی ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ نے ۲۰۰۸ء کے مطالعہ میں کہا کہ جنسی تجارت کی غرض

سے انسانوں کی خرید و فروخت کے غیر قانونی ہونے اور خفیہ طور پہ چلائے جانے کی وجہ سے جنسی

کاروبار کے لیے اسمگلنگ کی جانے والی خواتین اور بچے / بچیوں کی صحیح تعداد نامعلوم ہے۔“

جب امریکہ جیسے تعلیم یافتہ اور سپر پاور ملک میں ہر سال لاکھوں چھوٹی بچیوں کی

زبردستی خرید و فروخت کی جاتی ہے تو پھر ماں کے آنچل اور باپ کے سایہ سے اچھا کونسا ٹھکانا

ہوسکتا ہے جہاں بچے بچیوں کی زندگی اور عزت و ناموس محفوظ رہے گی.....؟؟؟

عبرت کے لیے بائبل کے آخری اقتباس کے مطابق ایک واقعہ قلم بند کیا جاتا ہے:

”وقت کے ایک بڑے ڈاکو کو سزائے موت سنائی جاتی ہے۔ مرنے سے پہلے اسکی آخری خواہش

پوچھی جاتی ہے، کہتا ہے: ماں سے ملو ادو۔ جب اس کی ماں سامنے آتی ہے ڈاکو ایک زوردار

طمانچہ اس کے منہ پہ رسید کر دیتا ہے۔ وہاں موجود سارے لوگ اس ڈاکو پہ تھو تھو کرنے لگتے

ہیں، اتنا کمینہ آدمی ہے مرنے سے پہلے ماں کو مارتا ہے، یقیناً دنیا میں اس سے بڑا مجرم کوئی نہیں

ہوگا، ایسے کو تو ایک بار نہیں بار بار پھانسی ہونی چاہئے۔ ڈاکو کہتا ہے: یہ وہ طمانچہ ہے جسے میری

ماں کو میرے گال پہ پچیس سال پہلے مارنا چاہئے تھا جب میں نے پڑوسی کے گھر میں ایک چھوٹی

سی چیز کی چوری کی تھی، اس بات کا علم ہونے کے باوجود میری ماں نے مجھے تنبیہ نہیں کی، جس سے میرا حوصلہ بڑھتا گیا اور آج میں ملک کے سب سے بڑے مجرم کی شکل میں پھانسی کے تختے پہ ہوں، اگر میری ماں اسی دن تادیب کر دیتی تو میں آج اس تختے پہ نہیں ہوتا۔“

باب نہم :- تعزیراتی قوانین۔

ہر انسان کا ذہن و دماغ جدا جدا ہے۔ کوئی اتنا نرم ہوتا ہے کہ کسی کی دسیوں غلطیاں معاف کر دیتا ہے اور کوئی اتنا تند مزاج اور چڑچڑا ہوتا ہے کہ معمولی سی بات پہ ہنگامہ کھڑا کر دیتا اور قتل و قتال تک پہنچ جاتا ہے۔ کوئی اتنا ایماندار ہوتا ہے کہ اپنا کروڑوں ڈوب جائے تو کوئی پرواہ نہیں مگر وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی ایسا لقمہ اس کے حلق سے نیچے اتر جائے جس کے متعلق اسے اپنا ہونے کا شک ہو، وہیں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو حلال و حرام کا فرق کیے بغیر لاکھوں کھا جاتے ہیں اور ڈکارتک نہیں لیتے۔ اس کے لیے وہ کسی طرح کا ہتھکنڈا استعمال کرنے سے نہیں چوکتے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ معاشرہ اور شہر و ملک کو پُر امن بنائے رکھنے کے لیے وہاں تعزیراتی قوانین (Penal Code) موجود ہوں جن کا ایمانداری اور مکمل سچائی کے ساتھ نفاذ ہوتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً دنیا کے ہر شہر، ہر ملک، ہر قوم اور ہر قبیلہ میں ”سزا“ کا تصور ملتا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ کہیں مالی سزا دی جاتی ہے تو کہیں جسمانی و جانی اور کہیں دونوں طرح کی۔ تعزیراتی قوانین کے مقصد کو ان الفاظ میں سمجھا جاسکتا ہے:

(۱) قانون سازی کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک کو منظم، پُر امن اور فساد و شرارت سے پاک رکھا جائے۔ تعزیراتی قوانین اس طرح مرتب کیے جائیں کہ آئین و قانون کی شق شہریوں کو زیادہ سے زیادہ پُر امن رہنے پر مجبور کرے۔ انسان اکراہ و اضطرار (جس پر کسی انسان کا بس نہیں) کے بغیر ارتکاب جرم کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے۔

(۲) آئین میں سزاؤں کے ذکر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مظلوم کو انصاف ملے اور اس کے اندر یہ احساس زندہ رہے کہ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے اور ظالموں سے قانون انتقام لے گا۔

(۳) قانون میں حدود و تعزیرات کی تعیین کا سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ سزائیں دوسروں کے لیے عبرت و نصیحت ہوں۔ سزاؤں کو سن کر اور حدود کے نفاذ کو دیکھ کر تمام لوگ

سہم جائیں اور آئندہ جب ان کے اندر کبھی اس طرح کے جرم کا خیال آئے تو وہ تصور کو حقیقت کا روپ دینے سے قبل سینکڑوں بار تدبیر و تفکر سے کام لیں۔ اس طرف ہمیں قرآن حکیم کی رہنمائی بھی ملتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤوَلِيّٰى الْاَلْبٰبِ.“

”اے دانشمندو! تمہارے لیے (قتل و جراحات میں) قصاص میں ہی زندگی ہے۔“ (البقرة: ۱۷۹)

اور ایک دیگر مقام پہ جو ارشاد فرمایا اس میں یہ حکمت اور کھل کر سامنے آجاتی ہے:

”وَلَا تَاۡخُذْكُمْ بِهٖمَا رَافَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنَّ كُنْتُمْ تُوۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَلَيَشْهَدَنَّ عَذَابُهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيۡنَ.“

اور اگر تم آخرت پہ کامل ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں زنا کرنے والوں پر تمہیں کسی طرح کا رحم نہ آئے۔ اور انہیں سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہے۔“ (النور: ۲)

اور اسی طرح قرآن حکیم کی اس حکمت کی موافقت بائبل میں بھی ملتی ہے:

"Because they must get rid for evil he brought into the community, everyone in Israel will be afraid when they hear how he was punished." (Deuteronomy, 21/21, CEV, ABS, NY, USA, © 1995)

”تب اُسکے شہر کے سب لوگ اُسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ یوں ایسی بُرائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا۔ تب سب اسرائیلی سنکر ڈر جائیں گے۔“ (استثنا: ۲۱/۲۱)

قرآن اور بائبل دونوں نے اپنی ریاستوں اور اپنے ماننے والوں کو دیگر قوانین کی طرح تعزیراتی قوانین کا سبق بھی دیا ہے۔ لیکن وقت اور صفحات کی کمی کے باعث ہم یہاں بہت مختصر میں چند طرح کی سزاؤں کو ذکر کریں گے جن سے بہت سی باتیں ذہن میں اتر جائیں گی اور بہت سے شبہات عقل سے دور ہو جائیں گے۔ مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ”اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ“ باب دوم کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) **بشرط ندامت سزا غلطی کا کفارہ بن جاتی ہے۔**

یہاں ایک امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حقوق العباد (Human Rights)

میں سزا اور توبہ و معافی دونوں ہونے سے گناہ مٹتا ہے۔ اور جرم کی سزا پانے اور توبہ کرنے

سے دل کی صفائی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ.“

”جو تم میں گناہ کرے اور اسے سزا مل جائے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جس کے گناہ کو

اللہ چھپا دے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، چاہے گا تو عذاب دے گا یا بخش دے گا۔“
(جامع الترمذی: باب ما جاء ان الحدود كفارة لأهلها، باب ما جاء في المرأة اذا استكرهت على الزنا، صحيح المسلم: باب من اعترف عليه بالزنا، مسند أحمد بن حنبل: حدیث وائل بن حجر)

اسی طرح بائبل کا بھی تصور ہے۔ ملاحظہ ہو:

"The blueness of a wound cleanseth away evil, so [do] stripes the inward parts of the belly." (Proverb, 20/30, KJV, TBR, BSI, 2008)

”کوڑوں کے زخم سے بدی دور ہوتی ہے اور مار کھانے سے دل صاف ہوتا ہے۔“ (امثال: ۳۰/۳۰)

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب ایک شخص نے اپنے گناہوں کی سزا پالی اور غلطی کے بدلے میں مصیبتوں کا سامنا کر لیا تو اب وہ دھل گیا اور اس کا گناہ مٹ گیا بشرطیکہ اس میں سدھار ہو اور اس نے آئندہ ایسا نہ کرنے کا عزم کیا ہو۔ ورنہ سزا مل جانے کے بعد بھی اس کے پیچھے پڑے رہنا اور ماضی کی خطاؤں کی بنیاد پر اسے کمتر خیال کرنا اپنی ذات پر ظلم و ستم ڈھانے کے برابر ہوگا، اور ایسا رویہ دکھانے والے کو خدا کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۲) مکمل ثبوت کے بغیر سزا کا نفاذ نہیں۔

عقل و نقل کا ایک قاعدہ ہے کہ جب تک کسی کے مجرم نہ ہونے کا شبہ قائم ہے، اسے ملزم سے مجرم نہیں کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے سزا سنائی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں اسلام و بائبل کا نظریہ اور یورپ و امریکہ کا ’کاغذی قانون‘ بھی یہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”إِذْرَاءُ وَ الْحُدُودُ بِالشُّبُهَاتِ.“

”شک کی حالت میں حد جاری نہ کرو۔“

(المقاصد الحسنة: حرف الهمزة، كنز العمال: الحديث ۱۲۹۷۲، نصب الراية في تخریج أحاديث الهداية: باب الوطئ الذي يوجب الحدود والذي لا يوجبہ)

رسول اللہ ﷺ کے دوسرے خلیفہ اور تاریخ عالم کے بہترین حکمراں و کمانڈر

انچیف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لَا نَأْطَلُّ الْحُدُودَ بِالشُّبُهَاتِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُقِيمَهَا بِالشُّبُهَاتِ“

”شبهہ کی وجہ سے حد نہ قائم کرنا میرے نزدیک شک کی بنیاد پر حد قائم کرنے سے بہتر ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: الحدیث ۲۸۴۹۳، کنز العمال: الحدیث ۱۳۴۱۵)

اسے آج کل ”Benefit of Doubt“ کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ملزم کو شک کا

فائدہ دیا جائے اور اسے سزا نہ دی جائے مگر اس پر عمل صفر (Zero) کے برابر ہو رہا ہے۔

اسلام کا مطلوب یہی ہے کہ جب تک کوئی الزام سو فیصدی ثابت نہ ہو جائے ملزم کو سزا نہیں

سنائی جاسکتی ہے۔ لیکن جب جرم حتمی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر سزا میں کسی طرح کی

رعایت کی گنجائش بھی نہیں نکالی جاسکتی ہے، بلکہ حد کو مکمل طور پر جاری کیا جائے گا۔

اسی طرح بائبل میں کہا گیا:

One witness shall not rise up against a man for any iniquity, or for any sin, in any sin that he sinneth, at the mouth of two witnesses, or at the mouth of three witnesses, shall the matter be established."

(Deuteronomy, 19/15)

”کسی شخص کے خلاف اسکی کسی بدکاری یا گناہ کے بارے میں جو اس سے سرزد ہو ایک ہی

گواہ بس نہیں بلکہ دو یا تین گواہوں کے کہنے سے بات پکی سمجھی جائے۔“ (استثنا: ۱۵/۱۹)

ملزم کے لیے ’شک کا فائدہ‘ بائبل کے درج ذیل پیرا گراف سے بھی واضح ہے:

"Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshiping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's command. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel. Then take the person outside the town & stone him to death. However, he may be put to death only if two or more witnesses testify against him; he is not to be put to death if there is only one witness. The witnesses are to throw the first stones, and then the rest of the people are to stone that person; in this way you will get rid of this evil." (Deuteronomy, 17/2-7, GNB, Pub. by BSI, Bangalore, 2008-9)

”اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا

عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا

ہو۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اجرامِ فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہو۔ اور

یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہونے لگا تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مرجائیں۔ جو واجب القتل ٹھہرے دو یا تین آدمی کی گواہی سے مارا جائے۔ فقط ایک ہی آدمی کی گواہی سے وہ مارا نہ جائے۔ اُسکو قتل کرتے وقت گواہوں کے ہاتھ پہلے اُس پر اٹھیں اُسکے بعد باقی سب لوگوں کے ہاتھ۔ یوں تو اپنے درمیان سے شرارت کو دور کیا کرنا۔“ (استثنا: ۲۱۷-۷)

بائبل کا جملہ ”اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہونے لگا تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مرجائیں“ رسول اللہ ﷺ کے قول کے موافق ہے کہ شبہ کے ہوتے ہوئے کسی ملزم کو سزا نہ دی جائے۔

(۳) عدل و انصاف اور مجرم کی درازی عمر۔

سماجی حیوان انسانوں کے ایک ساتھ رہنے میں مفادات کے ٹکراؤ یا غلط فہمی کے باعث آپسی جھگڑا کوئی زیادہ تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ اور یہ چیز اتنی بڑی بھی نہیں ہے کہ اس کا تدارک نہ ہو سکے۔ برابری اور حق دلانے کا قانون ہر ملک و مذہب میں ہوتا ہے۔ اس طرح کے اختلافات کو دور کرنے کے لیے عدل و انصاف کسی بھی انسانی معاشرے کے لیے از حد ضروری ہے۔ جو ملک اور ریاستیں عدل فراہم کرنے میں ناکام ہوتی ہیں انہیں اندھیر نگری، ان کے حکمران کو چوہا اور آئین کو اندھا قانون کہا جاتا ہے۔ قرآن اور بائبل نے بھی ظلم اور بے انصافی سے دور بھاگنے اور انصاف کی راہوں کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

ما قبل میں بھی ہم نے اسلام کے انصاف کے اعلیٰ معیار کو تحریر کیا ہے۔ اور اب بھی اسلام، قرآن اور صاحب قرآن پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت و انصاف کے اعلیٰ مقام کو دنیا والوں کے سامنے مزید تباہ کرنے کے لیے صحیفہ صحیحہ قرآن حکیم کی ایک آیت مقدسہ نقل کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوْ

الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝“

”اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔“
(سورۃ النساء: ۱۳۵)

قرآن حکیم کی ایسی آیات اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عملی تعلیمات کا اثر ہے کہ تاریخ عالم میں چند ایسے نادر واقعات بھی ملتے ہیں جو صرف اسلام کی خصوصیات سے ہیں۔ انہی میں سے درج ذیل روایت بھی ہے:

”پیغمبر اسلام ﷺ کے داماد و خلیفہ، مسلمانوں کے امیر اور سلطنت اسلامیہ کے حکمراں حضرت علیؑ حضرت امیر معاویہؓ سے ہونے والی ایک جنگ میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی زرہ راستے میں گر گئی۔ جب جنگ سے واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ کوفہ کے بازار میں ایک یہودی وہ زرہ بیچ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ زرہ میری ہے، جسے نہ میں نے کسی کے ہاتھ بیچا ہے اور نہ ہی بطور ہبہ دیا ہے۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ میری ہے اور میری دلیل یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ قاضی شریح نے حضرت علیؑ سے کہا: دو گواہ پیش کیجئے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: قنبر اور حسن اس بات کے گواہ ہیں کہ اس یہودی کے پاس موجود زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا: ”حسنؓ اگرچہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں مگر باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قابل قبول نہیں۔ عدالت یہ فیصلہ دیتی ہے کہ یہ زرہ یہودی کی ملکیت ہے۔“ یہ سن کر یہودی نے کہا: اپنی یہ زرہ لیجئے۔ کتنا اعلیٰ انصاف ہے! بادشاہ کا نامزد کردہ ایک جج اسی کے خلاف فیصلہ سناتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ مذہب اسلام حق ہے۔ أشهد أن لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ۔ پھر اس نے بتایا کہ جب حضرت علیؑ صفین کی طرف جا رہے تھے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے راستہ طے کر رہا تھا کہ زرہ گر گئی اور میں نے اسے اٹھالیا۔“

(جامع الأحادیث: الحدیث ۳۴۶۲۹، سنن البیہقی: الحدیث ۲۱۱۴۱، کنز العمال:

الحديث ۱۷۷۹۵، حلیة الأولیاء: ۴/ ۱۳۹، ذکر شریح بن الحارث الکندی، تاریخ دمشق: ۲۴/۲۳، ذکر شریح بن الحارث بن قیس، الكامل فی الضعفاء: ۲/ ۲۲۰، من اسمه حکیم)

پیغمبر اسلام ﷺ کی عدالت اور ان کے انصاف کا معیار کتنا بلند اور غیر جانبدار تھا

وہ بھی دیکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت چوری میں ماخوذ

ہوئی، اس کے قبیلہ والوں نے قریش کے ذریعے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو پیغمبر اسلام ﷺ کی بارگاہ میں

سفارش کے لیے کہا۔ جب حضرت زید نے اس عورت کی سفارش کی تو پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا:

”أَيُّ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ مُحَمَّدًا يَدَهَا.“

”بخدا! اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرے تو محمد ﷺ اس کے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیں گے۔“

(صحیح البخاری: الحدیث ۸۸۷۶، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۶۴۵، مصنف ابن ابی

شیبہ: الحدیث ۲۸۰۸۱، المستدرک للحاکم: الحدیث ۸۱۴۷)

پیغمبر اسلام ﷺ کے عدل و انصاف کا معیار یہ تھا کہ اپنی لخت جگر فاطمہ کے ساتھ بھی

کسی طرح کا امتیازی اور خصوصی سلوک نہیں فرمایا۔ کام کی زیادتی کے سبب حضرت فاطمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے۔ سوچنے لگیں کہ کسی خادمہ کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہوگا مگر

مالی حالت درست نہیں تھی اس لیے مجبور تھیں۔ اسی درمیان کہیں سے بارگاہ رسالت میں چند غلام

اور کنیریں آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ جا کر ابا حضور سے مانگ لیں۔ آئیں مگر

بولنے کی ہمت نہیں ہوئی، واپس چلی گئیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خود ساتھ لے کر آئے اور سارا ماجرا

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا میں تمہیں کچھ نہ دوں

گا۔ اہل صفہ کی ضرورتوں کو نظر انداز کرنا کیسے ممکن ہے۔ فاقہ سے ان کے پیٹ سکڑ کر رہ گئے

ہیں۔ میرے پاس انہیں دینے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں انہی غلام اور لونڈیوں کو بیچ کر ان کی

حاجت برآری کروں گا۔“ (الاصابة فی معرفة الصحابة: ۴/ ۳۰، ۵۸/۸، ضیاء النبی: ۳/ ۴۲۶)

قرآن کی طرح بائبل نے بھی انصاف کا جھنڈا بلند رکھنے کی تلقین کی ہے:

"Thou shalt not follow a multitude to [do] evil; neither shalt thou speak in a cause to decline after many to wrest [judgment.] Neither shalt thou countenance a poor man in his cause." (Exodus, 23/5-6)

”اور نہ کسی مقدمہ میں انصاف کا خون کرانے کے لئے بھیڑ کا منہ دیکھ کر کچھ کہنا اور نہ

مقدمہ میں کنگال کی طرفداری کرنا۔“ (خروج: ۲۳/۵-۶)

انصاف کی تلقین کرتے ہوئے مزید کہا گیا:

An appeal to keep God's judgments

"Thus saith the LORD, Keep ye judgment, and do justice, for my salvation is near to come, and my righteousness to be revealed. Blessed is the man that doeth this, and the son of man that layeth hold on it; that keepeth the sabbath from polluting it, and keepeth his hand from doing any evil." (Isaiah, 56/1-2)

”خداوند یوں فرماتا ہے کہ عدل کو قائم رکھو اور صداقت کو عمل میں لاؤ کیونکہ میری نجات نزدیک ہے اور میری صداقت ظاہر ہونے والی ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس پر عمل کرتا ہے اور وہ آدم زاد جو اس پر قائم رہتا ہے اور جو سبت کو مانتا اور اسے ناپاک نہیں کرتا اور اپنا ہاتھ ہر طرح کی بدی سے باز رکھتا ہے۔“ (یسعیا: ۵۶/۱-۲)

ان کے علاوہ بائبل میں درج ذیل مقامات پہ بھی عدل و انصاف قائم کرنے کا حکم

دیا گیا ہے۔ (امثال: ۱/۲-۱۰، ۸/۲۱، ۳/۲۱، ۷/۲۲، ۲۲-۲۳)

امریکہ و یورپ اور دوسری دنیا کے لیے الگ الگ قانون بنانے والوں سے ان کی مذہبی کتاب کے ان اقتباسات پہ عمل کی دہائی ہے۔

اب مجرم کی عمر کا سزا پہ کیا اثر مرتب ہو سکتا ہے ہم اس پہ کچھ عرض کر دیتے ہیں۔ اسلام اور بائبل دونوں کے نزدیک ایک عاقل بالغ اپنے عمل پہ نتائج کا خود ذمہ دار ہوگا اور درازی عمر کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوِّمِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا وَإِن تَلَوْا أَوْ تُعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا“

”اے ایمان والو! اللہ کے گواہ بنتے ہوئے عدل پر خوب قائم ہو جاؤ اگرچہ انصاف کرنے میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ یا تمہارے رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ انصاف کا حقدار غریب ہو یا مالدار اللہ کو اس پر سب سے زیادہ اختیار حاصل ہے۔ انصاف کرتے وقت خواہشات کے پیچھے نہ چلو۔ اگر تم ہیر پھیر کرو اور حق سے انحراف کرو تو (خوب یاد رکھو کہ) اللہ تمہارے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔“

(سورۃ النساء: ۱۳۵)

اللہ جل شانہ نے صرف جرم اور اس کی حیثیت کو دیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ غریب و امیر (یا جوان بوڑھے) کی رعایت کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ یہ تو مجرم کو خود سوچنا چاہئے کہ میں غریب ہوں بچے یتیم اور بیوی بیوہ نیز ماں باپ بے سہارا ہو جائیں گے ایسا کام ہرگز نہ انجام دوں، اسی طرح عمر دراز آدمی خود سوچے کہ میں بزرگ ہو چکا ہوں معاشرہ میں ایک عزت ہے لوگ بھروسا کرتے ہیں ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، لیکن جب خود وہی ان چیزوں کو نظر انداز کر دیں تو انہیں قانون سے کوئی امتیازی امید نہیں وابستہ رکھنی چاہئے۔ بی بی سی لندن کے ایک قاری (Bradford) نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

"Part of the problem we have is that young offenders know they cannot be touched by the law. Since we have a serious problem with crime committed by young people, is this proposal really going to help. This is another liberal proposal, taken from the point of view of the offender not the victim."

(www.bbc.co.uk/blogs/legacy/haveyoursay/2010/03/should_the_age_of_criminality.html)

”ہماری مشکلات کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ نابالغ مجرمین بخوبی جانتے ہیں کہ قانون انہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، ان حالتوں میں جب ہم نابالغ مجرموں سے سنگین جرائم کا سامنا کر رہے ہیں کیا اس طرح کی تجویز مددگار ثابت ہوگی؟ یہ آزادی خیالی کا ایک ایسا مشورہ ہے جو مجرموں کے نقطہ نظر سے تو صحیح ہے مگر متاثرین کی نگاہ سے درست نہیں۔“

یہ تبصرہ اس ضمن میں آیا ہے کہ بچوں کو مکلف ماننے کی عمر بڑھادی جائے۔ یہی بات دراز عمر مجرموں کے حق میں ہے کہ ان کی صحت اور عمر کو سامنے رکھ کر فیصلہ سنانے کی بات کریں تو تجویز بڑی پیاری لگتی ہے مگر متاثرین کے نقطہ نگاہ اور آئین کے مقصد انصاف کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو دو اور دو چار کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ انصاف اس بات کا متقاضی ہے کہ فیصلہ سنانے وقت صرف جرم کی شاعت دیکھی جائے، مجرم کی عمر نہیں۔

قانون دراز عمر مجرموں کو معاشی امداد و وظیفہ (Pension) اور سماجی وقار فراہم کر سکتا ہے کہ جہاں صف میں لگنے کی ضرورت ہے وہاں کھڑے ہوئے بغیر ان کا کام کر دیا جائے، ان کے لیے گاڑیوں میں نشستیں محفوظ کر دی جائیں، مگر انہیں ”سزا سے بے خونی“ کا تمغہ تو کسی بھی صحیح العقل انسان یا انصاف پرور آئین کے ذریعہ نہیں مل سکتا ہے۔ کیونکہ ”سزا سے بے خونی“ یا جرم سے

کم سزا کا قانون ایک نہیں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی جان و مال کو غیر محفوظ بنا دے گا بلکہ بنا رہا ہے۔
قرآن کی طرح بائبل میں بھی کہا گیا:

"Ye shall do no unrighteousness in judgment, thou shalt not respect the person of the poor, nor honour the person of the mighty, but in righteousness shalt thou judge thy neighbour." (Leviticus. 19/15)

”تم فیصلہ میں ناراستی نہ کرنا۔ نہ تو غریب کی رعایت کرنا اور نہ بڑے آدمی کا لحاظ بلکہ راستی کے ساتھ اپنے ہمسایہ کا انصاف کرنا۔“
(احبار: ۱۹/۱۵)

اس اقتباس میں بھی بلا کسی رورعایت کے صرف جرم اور مجرم کا انصاف کرنے کو کہا گیا ہے۔ کسی بھی طرح کی رعایت دینے سے سخت منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح اور مقامات پہ کہا گیا ہے، موسیٰ نے اسرائیلی قاضیوں کو ہدایت دی:

"Ye shall not respect persons in judgment; but ye shall hear the small as well as the great; ye shall not be afraid of the face of man; for the judgment is God's, and the cause that is too hard for you, bring it unto me, and I will hear it." (Deuteronomy, 1/17, 16/18)

”تمہارے فیصلہ میں کسی کی رورعایت نہ ہو۔ جیسے بڑے آدمی کی بات سنو گے ویسے ہی چھوٹے کی سننا اور کسی آدمی کا منہ دیکھ کر ڈرنے جانا کیونکہ یہ عدالت خدا کی ہے اور جو مقدمہ تمہارے لئے مشکل ہو اسے میرے پاس لے آنا۔ میں اسے سنوں گا۔“ (استثنا: ۱۷/۱۶، ۱۷/۱۸)

اس اقتباس میں بھی ہر طرح کی رعایت کو ممنوع قرار دیا گیا اور صرف گناہ اور غلطی کو دیکھ کر فیصلہ سنانے کا حکم دیا گیا ہے۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب ایک آدمی کی عقل سلامت ہے اور وہ جرم کرنے پہ قادر ہے تو اسے کسی بھی طرح کی رعایت نہ دی جائے، کیونکہ اس طرح کی رعایتوں سے جرم اور بوڑھے مجرموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ حالیہ دنوں میں بچوں کی طرح بوڑھے مجرموں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے، بکثرت اس طرح کی خبریں اخبارات کی زینت بن رہی ہیں کہ کسی بوڑھے نے پوتی عمر کی لڑکی پہ دست درازی کی۔ دراز عمر مجرموں کے لیے جو فکر ہم استعمال کر رہے وہی انہیں سوچنا چاہئے کہ اپنی بزرگی، عزت اور کمزور ہڈیوں کی سلامتی کے بارے میں جرم سے قبل بار بار سوچیں۔

(۴) قید و بند کی سزا۔

اسلام نے قید و بند کی سزاؤں کا بھی ذکر کیا ہے، اس سلسلے میں ایک ضابطہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جن حرام کاموں کی سزا کا بیان نہیں ہوا ان پہ مجرموں کو سزا دی جائے گی۔ مگر کتنی دی جائے گی اسے فقہاء اور سلطان اسلام کی رائے پہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ وقت اور مجرم کے ریکارڈ کی مناسبت سے جو بہتر ہو اسے نافذ کیا جائے۔ مثلاً شراب بیچنے اور سود کھانے کو اسلام نے حرام اور سخت حرام کہا ہے مگر قرآن و حدیث میں ان دونوں کی سزا نہیں ذکر کی گئی ہے، ان دو جرموں کے لیے فقہانے ضابطہ کے تحت یہ حکم سنایا ہے:

”وَالْمُسْلِمُ الَّذِي يَبِيعُ الْخَمْرَ أَوْ يَأْكُلُ الرَّبَا يُعَزَّرُ وَيُحْبَسُ وَكَذَا يُسَجَّنُ مَنْ قَبْلَ أَجْنَبِيَّةٍ أَوْ عَانَقَهَا أَوْ مَسَّهَا بِشَهْوَةٍ.“

”جو مسلمان شراب بیچے یا سود کھائے اس کی تعزیر کی جائے اور پھر جیل میں ڈال دیا جائے..... اسی طرح جو شخص کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے، یا اس سے گلے ملے یا شہوت کے ساتھ اسے

چھوئے، اسے بھی قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔“ (فتح القدیر: فصل فی التعزیر)

بائبل میں قید خانہ کا تذکرہ تو ہے مگر کسی کو قید و بند کی سزا دینے کا تذکرہ ہمیں نہیں ملا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یورپ و امریکہ کو اس بات سے خوشی ہونی چاہئے کہ ان کی پسندیدہ سزا قید کو اسلام نے پہلے سے ہی اپنا رکھا ہے۔

(۵) کوڑے کی سزا۔

اسلام نے کوڑے کی سزا کو درست اور صحیح ٹھہرایا ہے۔ یہ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کوڑے کی سزا آدمیت کی تذلیل اور بے عزتی ہے لہذا اس طرح کی سزائیں انسانوں کو نہ دی جائیں۔ اس شبہ کے کم از کم تین جوابات ہیں:-

(۱) جب انسان جرم اور خاص کر ایک بڑے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ انسانیت کے درجہ سے نیچے اتر جاتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اپنی آدمیت کی تذلیل کرتا ہے، کوڑے سے اسے یہ سبق دیا جاتا ہے کہ انسان جب خود اپنی عزت خراب کرتا ہے تو اسے دوسروں سے زیادہ توقعات نہیں وابستہ کرنی چاہئے۔ اور اس وقت انسانیت کے اعلیٰ مرتبہ سے گری ذات کو سزا دی جاتی ہے نہ

کہ انسانیت و آدمیت کو۔ سزا خاص شخص کو دی جاتی ہے، انسانیت و آدمیت کو نہیں۔

(۲) کوئی بھی سزا انسان کو شرف کا تمغہ نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ہر سزا انسان کو ذلیل و رسوا کرتی ہے۔ جس شخص کو جیل میں قید کی سزا دی جاتی ہے یا مالی جرمانہ لگایا جاتا ہے اسے اور اس کے اہل خانہ و خاندان کو معاشرہ ذلیل اور کمتر ہی خیال کرتا ہے۔ تو پھر کیا انہیں کسی طرح کی سزا نہیں دی جانی چاہئے.....؟؟

(۳) اگر ناممکن نہ ہو تو سزا جرم سے بڑھ کر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عام طور پر بے ٹکٹ سفر کرنے والوں کے لیے اس طرح کی تنبیہ لکھی ہوتی ہے:

"Passengers found travelling without ticket, will be fined 10 times."

”بے ٹکٹ سفر کرتے پکڑے جانے والوں کو دس گنا جرمانہ لگایا جائے گا۔“

اسی طرح بائبل میں ہے:

"If a man shall steal an ox, or a sheep, and kill it, or sell it; he shall restore five oxen for an ox, and four sheep for a sheep." (Exodus. 22/1)

”اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرائے اور اسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ

بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔“ (خروج: ۲۲/۱)

بائبل کے اس پیرا گراف سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ سزا جرم سے کئی گنا زائد ہوتی

ہے، اگر سزا جرم کے برابر ہو تو پھر چوری ڈکیتی عام سی بات ہوگی۔ جیسا کہ آج کل رائج ہے۔

اب اہل انصاف ہی بتائیں! کہ جس شخص نے آئین و شریعت کی دھجیاں بکھیرتے

ہوئے ناجائز تعلقات قائم کیے یا کسی باعزت شخص کے خلاف گندہ الزام عائد کیا یا شراب جیسی

بربادی لانے والی چیز کا استعمال کیا، اس کے لیے اس کے اس جرم سے بڑی کوئی سزا ہو سکتی ہے

جس میں آدمیت اور انسانیت کی تحقیر نہ ہو؟؟

واضح رہے کہ کوڑوں کی سزا کا حکم صرف اسلام ہی نہیں دیتا ہے بلکہ امریکہ و

یورپ کی وہ مذہبی کتاب جس پر ہاتھ رکھ کر مغربی و امریکی حکمران اپنے عہدوں کا حلف لیتے

ہیں یعنی بائبل بھی کوڑے کی سزا کا حکم دیتی نظر آتی ہے۔

اسلام نے مالی جرمانہ کو قابل قبول نہیں گردانا ہے کیونکہ مالداروں کے لیے یہ

آسان اور غریبوں کے لیے مشکل ہوگا جس سے سزا کا سب سے بڑا مقصد ”دوسروں کو

نصیحت دینا“ فوت ہو جائے گا۔ مثلاً کوئی ارب پتی شخص اٹھ کر وزیر اعظم پہ کوئی سنگین الزام لگاتا ہے عدالت اس پہ ایک کروڑ کا جرمانہ عائد کرتی ہے، وہ آسانی سے دیدے گا۔ پھر بار بار ایسا ہی کرے گا اور اپنی دولت کا دسواں حصہ (جو اس کے لیے ہندوستانی ٹیکس میں فیصد سے کہیں کم ہے) خرچ کر کے وزیر اعظم کی عزت سے کھیلتا رہے گا۔ اور اس طرح مالداروں کے لیے امیر و غریب سمجھوں کی عزت سے کھیلتا آسان ہو جائے گا۔ اسی کے مثل اگر کسی زانی پہ جرمانہ عائد کیا جائے تو بڑی کمپنیوں کے مالک کھلم کھلا عصمت دری کرتے اور جرمانہ دے کر آگے بڑھتے نظر آئیں گے بلکہ عصمت ریزی سے قبل ہی جرمانہ ادا کر دیں گے۔ اسی طرح قیاس کرتے چلے جائیں تو احساس ہوگا کہ آئین غریبوں کے لیے صرف نقصان کا باعث اور امیروں کے مفادات کا محافظ بن کر رہ جائے گا جس سے ملک سے امن ناپید ہو جائے گا۔

اسلام نے کنوارگی میں زنا کرنے والوں کی سزا سو سو کوڑے متعین کی ہے:

”الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابُهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝“

”(کنوارے) زانی اور زانیہ کو سو سو کوڑے لگاؤ، اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور آخری دن پہ ایمان رکھتے ہو، اور ان دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک مجمع موجود رہے۔“

(سورة النور: ۲)

قرآن کی طرح بائبل میں بھی کوڑے کی سزا کا ذکر موجود ہے:

"If there be a controversy between men, and they come unto judgment, that the judges may judge them; then they shall justify the righteous, and condemn the wicked. And it shall be, if the wicked man be worthy to be beaten, that the judge shall cause him to lie down, and to be beaten before his face, according to his fault, by a certain number. Forty stripes he may give him, and not exceed, lest, if he should exceed, and beat him above these with many stripes, then thy brother should seem vile unto thee."

(Deuteronomy, 25/1-3, Exodus, 21/24-25)

”اگر لوگوں میں کسی طرح کا جھگڑا ہو اور وہ عدالت میں آئیں تاکہ قاضی انکا انصاف کریں تو صادق کو بے گناہ ٹھہرائیں اور شریر پر فتویٰ دیں۔ اور اگر وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اُسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے اُسکی شرارت کے مطابق اُسے گن گن کر کوڑے

لگوائے۔ وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے۔ اس سے زیادہ نہ مارے تانہ ہو کہ اس سے زیادہ کوڑے لگانے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم دینے لگے۔“ (استثنا: ۲۵/۱، خروج: ۲۱/۲۳-۲۵)

اس پیرا گراف کے ایک ایک لفظ پہ خاص توجہ دے کر پڑھیں، کوڑے لگانے کے اسلامی حکم پہ مغرب و امریکہ کے مسیحی اسکالرز کی چیخ و پکار کو خاموش کرنے کے لیے بائبل کا یہی ایک اقتباس کافی ہے۔ انداز بیان اور الفاظ خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔

اس کے علاوہ (خروج: ۲۱/۲۵، کنگ جیمس ورش دی بک روم بائبل سوسائٹی ہند بنگلور، ہند، ۲۰۰۸ء) میں بھی کوڑے کی سزا کا ذکر ہے۔

(۶) موت کی سزا۔

اسلام نے موت کی سزا کی بھی تعین کی ہے۔ اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ڈاکہ زنی، ناحق قتل وغیرہ جرائم کی سزا موت ہے۔ بائبل نے بھی بہت سے جرموں کی سزا میں موت کا قانون سنایا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے:

"If you are guilty of kidnaping Israelites and forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community."

(Deuteronomy, 24/7, Exodus, 21/16, CEV, Pub. by ABS, NY, America, 1995)

”اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی بھائیوں میں سے کسی کو غلام بنائے یا بچنے کی نیت سے چراتا ہوا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔“ (استثنا: ۲۳/۷، خروج: ۲۱/۱۶)

ہم سمجھتے ہیں کہ Human Trafficking (انسانی خرید و فروخت) سے پریشان امریکہ و برطانیہ کو اسرائیلی بھائیوں کی قید ہٹا کر بائبل کے اس پیرا گراف کو یا اس سے کچھ قریب سزا کے نفاذ پہ ضرور غور کرنا چاہئے، ورنہ جس سپر پاور ملک کے اندر اور سرحد پہ لاکھوں انسانوں (جس میں خواتین اور بچے بچیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے) کی تجارت ایک سال میں ہوتی ہے اس کے لیے بڑی مشکل پیدا ہو سکتی ہے۔

ہم نے انگریزی اور اردو ترجموں کے جن جملوں کے نیچے لائن کھینچ دی ہے وہ خاص توجہ طلب ہیں، بالخصوص انگریزی جملہ کی ساخت، یہ جملہ سابق ہندوستانی وزیر داخلہ ششیل کمار شندے کے اس جملہ کی تقریباً مکمل کاپی ہے جو انہوں نے ۱۶ دسمبر ۲۰۱۲ء، دہلی عصمت دری

حادثہ کے مجرموں کو دلی کی ایک ذیلی عدالت کے ذریعہ پھانسی کی سزا سنائے جانے کے بعد کہا تھا۔ امید ہے کہ اس جملہ سے ہوش والوں کو اس سوال کا جواب بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ اسلام نے سخت سزائیں کیوں دی ہیں؟ اور ان سے ملک و سماج کو فائدہ ہے یا نقصان؟؟

ویسے ہم بتادیں کہ تقریباً دنیا کے تمام ملکوں میں سزائے موت دی جاتی ہے، مگر صرف ان مجرموں کو جن سے حکمراں طبقہ اور انہیں مالی مدد دینے والوں کو خطرہ محسوس ہوتا ہے، اور غریبوں کے قاتل اور ان کی عصمت کے لٹیروں کو قانونی داؤ پیچ کا حوالہ دے کر دو چار سال کی سزا سن کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسلام حکمراں اور عوام دونوں کو ایک ہی برابر گردانتا ہے اسی لیے مجرم کو سزا دیتے وقت صرف جرم اور اس کی شاعت کو دیکھا جاتا ہے، مجرم کی حیثیت اور اس کی رشتہ داری کو نہیں۔

آج بھی امریکہ کی دو تہائی ریاستیں سزائے موت کے قانون کی حامی ہیں۔

(www.deathpenaltyinfo.org/methods-execution)

امریکی ریاستوں (شاید دنیا کی تمام ریاستوں) میں سزائے موت دینے کا ریکارڈ رکھنے والی ریاست ٹیکساس ۱۹۸۲ء سے جولائی ۲۰۱۳ء تک ۵۰۰ سے زائد انسانوں کو آنجھانی بنا چکی ہے۔

(www.dailymail.co.uk/news/article-2382750/Americas-active-death-penalty-state-Texas-running-execution-drug.html)

(۷) سنگسار کی سزا۔

سنگسار کا مطلب ہے کسی سنگین جرم کا ارتکاب کرنے والے شخص کو سماج والے اس تک وقت پتھر مارتے رہیں جب تک اس کی سانس نہ بند ہو جائے، یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ آج کے زمانے میں اسلام کا یہ حکم بھی شدید تنقید کی زد پہ ہے اور بہت سے اہل فکر انسان کو اس پہ بھی اعتراض ہے۔ لیکن ذہن نشیں رہے کہ قرآن کے علاوہ بائبل بھی اسے جائز بلکہ واجب و ضروری قرار دیتی ہے۔ اگر دونوں کتابوں میں فرق ہے تو صرف اتنا کہ ایک کے خلاف بولنے سے دولت اور کرسی ملتی ہے اور دوسرے کے خلاف بولنے سے کرسی کھسکتی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ وہ ساری چیزیں جن کی بنیاد پہ اسلام کو تنقید کی زد پہ رکھا جاتا ہے، بائبل میں بھی موجود ہیں مگر اس کے باوجود اسے اس قدر محترم سمجھا جاتا ہے کہ اس کی پاکی کی قسم کھائے بغیر منسٹروں کو ان کی اپنی کرسی بیٹھنے کو نہیں ملتی ہے۔ بہر حال قرآن و بائبل کے اقتباسات تحریر کیے جاتے ہیں۔ ہم نے سنگساری کے متعلق قوانین میں بائبل کے تمام احکام کو جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے، امید ہے کہ پڑھنے

کے بعد انصاف پسند اپنی زبانوں پہ تالا لگانا پسند کریں گے یا مظلوم اسلام کی حمایت۔
پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ“

”غیر کنوارے مرد و عورت اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگسار کرو یہ (دوسروں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت ناک سزا ہوگی۔“

(المستدرک للحاکم: الحدیث ۸۱۸۵، ۲۹۵۳، المعجم الکبیر للطبرانی: الحدیث ۲۰۳۲۱، ۲۰۹۶۲، صحیح ابن حبان: الحدیث ۴۵۰۵، سنن ابن ماجہ: الحدیث ۲۶۰۵، سنن الدارمی: الحدیث ۲۳۷۸، مسند احمد: الحدیث ۲۱۸۰۸، الموطاء للامام محمد: الحدیث ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۴)

بائبل میں زنا کرنے والے مرد و عورت کے متعلق کہا گیا:

"Then ye shall bring them both out unto the gate of that city, and ye shall stone them with stones that they die; the damsel, because she cried not, being in the city; and the man, because he hath humbled his neighbour's wife, so thou shalt put away evil from among you."

(Deuteronomy, 22/24)

”تو تم ان دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مرجائیں۔ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دفع کرنا۔“ (استثنا: ۲۳/۲۳)

مسیحی مفکرین و حکمران نوٹ فرمائیں کہ بائبل نے درج ذیل جرموں کی سزا میں

بھی سنگساری کا حکم سنایا ہے:

(أخبار: ۱۰/۲۳-۱۶)

(۲) کفر بکنا۔

(استثنا: ۶/۱۳-۱۸، ۲/۱۷-۷)

(۳) شرک۔

(أخبار: ۱/۲۰-۲)

(۴) اولاد کو مولک کے لیے نذر ماننا۔

(خروج: ۱۱/۱۹-۱۳)

(۵) کوہ سینا کو چھونا۔

(أخبار: ۲۰/۲۰-۲۷)

(۶) جادوگری۔

(استثنا: ۲۳/۲۳-۲۴)

(۷) زنا۔

(گنتی: ۱۵/۳۲-۳۶)

(۸) سبت یعنی ہفتہ کے دن لکڑی چننا۔

(استثنا: ۱۸/۲۱-۲۱)

(۹) ماں باپ کی نافرمانی۔

(۱۰) کنوارگی میں زنا کرنے والی لڑکی۔ (استثنا: ۲۲/۱۳-۲۱)

(۱۱) سینگ مارنے والے نبیل کو بھی سنگسار کرنے کا حکم ہے۔ (خروج: ۲۱/۲۸-۲۹)

(۱۲) کسی کے اوپر قابل سزائے موت جرم کی تہمت لگانا۔ (استثنا: ۱۹/۱۵-۲۱)

ان سزاؤں کو غور سے دیکھیں، کیا اب بھی آپ کے انصاف پسند ضمیر کی یہی آواز ہے کہ اسلام سنگساری کا حکم دینے کی وجہ سے مجرم ہے جبکہ بائبل پہرہ دار اور حج ہے.....؟؟؟
بائبل میں تیر سے چھدوا کر موت کی سزا دینے کا بھی بیان ملتا ہے:

"And the Lord said to Moses, "Go to the people and consecrate them today and tomorrow. Have them wash their clothes and be ready by the third day, because on that day the Lord will come down on Mount Sinai in the sight of all the people. Put limits for the people around the mountain and tell them, 'Be careful that you do not go up the mountain or touch the foot of it. Whoever touches the mountain shall surely be put to death. He shall surely be stoned or shot with arrows; not a hand is to be laid on him. Whether man or animal, he shall not be permitted to live.' Only when the ram's horn sounds a long blast may they go up to the mountain."

(Exodus, 19/10-13, NIV, Pub.by IBS, New Jersey, USA, ©1973, 1978, 1984)

”اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ لوگوں کے پاس جا اور آج اور کل اُنکو پاک کر اور وہ اپنے کپڑے دھولیں۔ اور تیسرے دن تیار رہیں کیوں کہ خداوند تیسرے دن سب لوگوں کو دیکھتے دیکھتے کوہ سینا پر اترے گا۔ اور تو لوگوں کے لئے چاروں طرف حد باندھ کر ان سے کہہ دینا کہ خبردار تم نہ اس پہاڑ پر چڑھنا اور نہ اس کے دامن کو چھونا۔ جو کوئی پہاڑ کو چھوئے ضرور جان سے مار ڈالا جائے۔ مگر اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے بلکہ لا کلام سنگسار کیا جائے باتیر سے چھید جائے خواہ وہ انسان ہو خواہ حیوان وہ جیتا نہ چھوڑا جائے اور جب نرسنگا دیر تک پھونکا جائے تو وہ سب پہاڑ کے پاس آجائیں۔“

(خروج: ۱۹/۱۰-۱۳)

پیراگراف کے خط کشیدہ الفاظ پہ تبصرہ کا حق دور جدید کے انصاف پسند مغربی اہل قلم اور دانشور حضرات کے لیے چھوڑتے ہیں۔

اور معاملہ یہیں تک محدود نہیں، بلکہ بائبل جلانے کی سزا کا اعلامیہ بھی جاری کرتی ہے۔ اگر مرد ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے شادی کرے تو تینوں کو جلا دیا جائے۔ (خروج: ۲۰/۱۳)
بائبل کی آتش سزا پہ مزید تفصیل ”قصاص کی سزا“ کے عنوان میں۔

آہستہ آہستہ مجرموں کے لیے اسلامی سزاؤں کی حقانیت و اہمیت غیر مسلموں کے ذہن میں بھی اپنی جگہ بنا رہی ہے۔ ۱۶ دسمبر ۲۰۱۲ء کو ہند کی راجدھانی دہلی میں ہوئے اجتماعی عصمت دری حادثہ کے بعد ہندوستان کے کروڑوں ہندوؤں نے مجرموں سے اسلامی قانون کے مطابق نپٹنے کا مطالبہ کیا۔ سیاسی جماعت راشٹریہ جنٹا دل کے سربراہ لالو پرساد یادو اور کانگریسی لیڈر رجنی پائل نے تو یہاں تک کہہ دیا: اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ یہاں متحدہ عرب امارات کی طرح قوانین نافذ کیے جائیں۔“

آئیے! اب پورٹ بلیئر، جزائر انڈمان نکوبار (ہند) سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامہ "Andaman Herald" کے ۱۸ ستمبر ۲۰۱۳ء کے ادارہ کا سب سے آخری پیرا گراف آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"Hanging is not a punishment, The Muslim law must be followed in the rare of the rarest case is the expectation of even a woman, who is afraid to kill a bed Buck. The dawn of the day will clear it."

”پھانسی (اس جرم کی) سزا نہیں ہے، اس طرح کے نادر مقدمات میں مسلم قانون (سنگساری) کا نفاذ ضرور ہونا چاہئے، یہی سوچ ہے ان خواتین کی بھی جو بستر کے کھٹملوں کو بھی مارنا گوارا نہیں کرتی ہیں۔ طلوع سحر اس کی حقانیت کو واضح کر دے گا۔“

مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کی رحمدل خواتین بھی اسی بات کی حامی ہیں کہ خون چوسنے والے کھٹمل تو لائق معافی ہیں مگر انسان کی شکل میں رہنے والے یہ درندے صرف پتھر کے حقدار ہیں اور بس۔ یعنی اسلام کے خلاف ہزاروں اندولن کے باوجود غیر مسلموں کی نظر میں بھی اسلامی قوانین کے متعلق تعریف و تحسین کا گراف بڑھ رہا ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ جو ملک صرف دس سالوں کے لیے اس قانون کو نافذ کرے اور ایمانداری سے کام لے، وہاں اس جرم کی تعداد اس قدر گھٹ جائے گی کہ اس کے لیے ”نہیں“ کے لفظ کا استعمال صحیح معلوم ہوگا۔ خط کشیدہ جملوں کو ایک بار نہیں بار بار پڑھیں، اب تک جس بات پہ ہم چیلنج کرتے تھے، اب غیر مسلم بھائی بھی کرنے لگے ہیں۔

حکومت ہند نے تمام عوامی اور سیاسی مطالبات کو ایک طرف رکھتے ہوئے یورپ و امریکہ کے دباؤ میں سخت ترین سزا کا قانون بنانے سے پرہیز کیا اور عورتوں کو نیم برہنہ رہنے کی

مکمل آزادی دی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قانون بننے کے بعد سے دہلی میں عصمت دری کے جرائم دو گنا سے زیادہ اور جنسی جرائم چھ گنا ہو چکے ہیں۔ (www.ibnlive.com, March 06, 2013) اور حالیہ رپورٹ کے مطابق مشاہروں کی طرح عورتوں کے خلاف جرائم میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، پچھلے دو سالوں کا موازنہ بغور ملاحظہ فرمائیں:

"Police data also revealed that 2,069 cases of rape were registered in 2014 compared to 1,571 cases in 2013. A total of 4,179 molestation cases were reported in 2014 against 3,345 were reported in 2013." (http://timesofindia.indiatimes.com/city/delhi/crimeagainstwomencrurapeupindclhi/articleshow/45732193.cms)

”پولیس ریکارڈ کے مطابق ۲۰۱۳ء کے ۱۵۷۱ عصمت دری مقدمات کی بہ نسبت ۲۰۱۴ء میں ۲۰۶۹ مقدمات رجسٹر ہوئے۔ ۲۰۱۳ء میں جنسی زیادتی کے ۳۳۴۵ حادثات روشنی میں آئے تو ۲۰۱۴ء میں ۴۱۷۹ کا پولیس رجسٹر میں اندراج ہوا۔

اور یہ حال صرف دہلی کا نہیں ہے بلکہ تقریباً ہر صوبہ کی کیفیت یہی ہے۔ مشہور انگریزی روزنامہ ”دی ہندو“ چنئی، انڈیا (۱۹ جولائی ۲۰۱۴ء) کے مطابق ۱۸ جولائی ۲۰۱۴ء کو ہندوستان کی کم از کم دوریاستیں کرناٹک اور راجستھان کے قانون ساز اداروں کی کارروائی اس لیے ملتوی کرنی پڑی کہ اپوزیشن پارٹیاں برسر اقتدار پارٹیوں سے ان ریاستوں میں ہونے والی ”بے حساب آبروریزی“ کا حساب مانگ رہی تھیں۔ اور اتنے پہ بس نہیں ہے بلکہ ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کے حکمرانوں کو بے بسی میں یہاں تک کہنا پڑا کہ جن لوگوں کو یوپی میں بڑھتی ہوئی عصمت دری پہ تحفظات ہیں وہ یہاں سے جا کر کہیں اور بس سکتے ہیں۔ (آئی بی این لائیو ڈاٹ ان ڈاٹ کام، ۵ جون ۲۰۱۴ء)

(http://ibnlive.in.com/news/tell-people-raising-questions-on-rapes-in-up-to-stay-in-delhi-mulayam/476889-3-242.html)

کاش آپ اسلامی قانون کو صرف پانچ سال کے لیے آزما لیتے!!! تو ایسی بے بسی نہیں ہوتی کہ اپنے ہی عوام جن کے ووٹ سے اقتدار کی زریں کرسی تک رسائی ہوئی انہیں محبوب آبائی ریاست اور پشتونی خطہ چھوڑنے کا مشورہ دینا پڑتا!!!

(۸) ہاتھ کاٹنے کی سزا۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا بھی تنقید کا نشانہ ہے، لہذا ہم اس پر بھی کچھ تحریر کریں گے۔

سب سے پہلے ایک اہم بات ذہن نشیں رہے کہ اسلام کی نظر میں ایک انسان کا ہاتھ بہت قیمتی ہے۔ اگر کوئی شخص غلطی سے کاٹ دیتا ہے تو اس کی دیت پچاس اونٹ مقرر کی گئی ہے یعنی تقریباً ۴۰ سے ۵۰ لاکھ ہندوستانی روپے، مطلب آج کی تاریخ میں ڈیڑھ دو کلو سونا۔ اس ہاتھ کی یہ اہمیت اس وقت ہے جب وہ پر امن ہو جس سے سماج، شہر اور ملک سکون اور راحت محسوس کرتا ہو لیکن اگر یہی ہاتھ ملک و قوم اور سماج کے لیے پریشان کن بن جائے اور صرف دس درہم یعنی تقریباً ایک ہزار روپے یا اس سے زائد کی چوری کرے تو جس طرح آپریشن کے ذریعہ کینسر سے متاثر عضو انسانی کو کاٹ کر الگ کر دیا جاتا ہے، اسے بھی کاٹ کر الگ کر دیا جائے گا تا کہ سماج و قوم کو پریشانیوں سے نجات ملے اور دوسروں کو سخت پیغام۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پر امن آدمی اور شریف ہاتھ کی اسلام میں بہت عزت ہے یہی وجہ ہے کہ ایک ہاتھ کی قیمت پچاس اونٹ مقرر کر دی گئی ہے۔ لیکن کینسر کی طرح سر درد بننے والے ہاتھ کی عزت اتنی ہے کہ صرف ایک ہزار روپے یعنی آدھا گرام سونا سے بھی کم کی چوری میں اسے کاٹ پھینکنے کا حکم ہے۔ اسلام کا یہ حکم سنگدلی پہ نہیں بلکہ نیک ڈاکٹروں کی طرح سماج کی ہمدردی پہ مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ملکوں نے اس قانون کو اپنے یہاں نافذ کر رکھا ہے وہاں ۵۷ فیصد جاہل ہونے کے باوجود چوری امریکہ و یورپ کے ۱۰۰ فیصد تعلیم یافتہ آبادی پہ مشتمل معاشرہ کی بہ نسبت بالکل نہیں ہے۔

چوری کے سلسلہ میں قانون سناتے ہوئے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ“

”چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ ڈالو بدلہ اس کا جو انہوں نے کیا، یہ اللہ کی جانب سے عبرت

(سورة المائدة: ۳۸)

ہے، بے شک اللہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔“

آئیے! ذرا دیکھیں کہ بائبل نے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو اچھا کہا ہے، اس کی تعریف

کی ہے اور اس کا حکم دیا ہے؟؟ یا اس کو سنگدلی بتایا ہے؟ ذرا غور سے پڑھیں:-

جب دو شخص آپس میں لڑتے ہوں اور ایک کی بیوی پاس جا کر اپنے شوہر کو اس آدمی کے

ہاتھ سے چھڑانے کے لیے جو اسے مارتا ہو اپنا ہاتھ بڑھائے اور اس کی شرمگاہ کو پکڑ لے:

"Show her no mercy; cut off her hand." (Deuteronomy, 25/11-12, GNB.

Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

(استثنا: ۱۱/۲۵-۱۲)

”تو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور ذرا ترس نہ کھانا۔“

اس کا مطلب ہے کہ بائبل اس سزا کو صحیح اور درست ٹھہراتی ہے۔ ذرا انداز بیان پہ غور کریں! ترس اور رحم کو کنارے لگا کر سزا سنانے اور نافذ کرنے کا حکم سنایا، بلکہ انگریزی پیراگراف میں تو پہلے ترس کو دل سے نکالنے کا حکم دیا پھر ہاتھ کاٹنے کا قانون۔

قرآن اور بائبل دونوں کے اقتباسوں میں باریکی سے غور کریں! اسلام نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جبکہ بائبل نے مار کھارے آدمی کی بیوی کے ہاتھ کو کاٹنے کا۔ مطلب اسلام نے ظالم ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے جبکہ بائبل نے مظلوم کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ پھر بھی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن ظالموں کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ ایک مضحکہ خیز مذاق اور خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟؟

ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"Now after the death of Joshua it came to pass, that the children of Israel asked the LORD, saying, Who shall go up for us against the Canaanites first, to fight against them? And the LORD said, Judah shall go up, behold, I have delivered the land into his hand. And Judah said unto Simeon his brother, Come up with me into my lot, that we may fight against the Canaanites; and I likewise will go with thee into thy lot. So Simeon went with him. And Judah went up; and the LORD delivered the Canaanites and the Perizzites into their hand, and they slew of them in Bezek ten thousand men And they found Adoni-bezek in Bezek, and they fought against him, and they slew the Canaanites and the Perizzites. But Adoni-bezek fled; and they pursued after him, and caught him, and cut off his thumbs and his great toes." (Judges, 1/1-6, KJV, TBR, BSI, 2008)

”اور یسوع کی موت کے بعد یوں ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے پوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے جنگ کرنے کو پہلے کون چڑھائی کرے؟ خداوند نے کہا کہ یہوداہ چڑھائی کرے اور دیکھو میں نے یہ ملک اُسکے ہاتھ میں کر دیا ہے۔ تب یہوداہ نے اپنے بھائی شمعون سے کہا کہ تو میرے ساتھ میرے قریب کے حصہ میں چل تاکہ ہم کنعانیوں سے لڑیں اور اسی طرح میں بھی تیرے قریب کے حصہ میں تیرے ساتھ چلوں گا۔ سو شمعون اُسکے ساتھ گیا اور یہوداہ نے چڑھائی کی اور خداوند نے کنعانیوں اور فرزیوں کو اُنکے ہاتھ میں کر دیا اور انہوں نے بزق میں اُن میں سے دس ہزار مرد قتل کئے۔ اور ادوتی بزق کو بزق میں پا کر وہ اُس سے لڑے اور کنعانیوں اور فرزیوں کو مار کر ادوتی بزق بھاگا اور انہوں نے اُسکا پیچھا کر کے اُسے پکڑ لیا اور اُسکے ہاتھ اور

پاؤں کے انگوٹھے کاٹ ڈالے۔“

(تضاة: ۱/۱-۶)

ان کا جرم اس کے سوا کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے دوست نہیں تھے؟؟

بائبل میں اس کے علاوہ بھی ہاتھ / پاؤں کاٹنے کا حکم / ذکر ملتا ہے:

(۳) کسی نے کسی کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا تو بدلے میں اس کا ہاتھ پاؤں بھی کاٹا جائے۔

(خروج: ۲۱/۲۳-۲۵، استثنا: ۲۱/۱۹)

(۴) بنی اسرائیل کے راستباز نبی اور بادشاہ داؤد نے اپنے سارے اشبوست بن ساؤل کا

سر کاٹ کر لانے والوں کو قتل کر دیا، ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے پھر ان کو پھانسی پہ چڑھوایا۔

(سومیل دوم: ۳/۱۲-۱۳)

(۵) کسی پہ ایسے الزام کی تہمت لگانا جس سے ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا لازم ہو۔ (استثنا: ۱۹/۱۵-۲۱)

چور کے لیے اتنی سخت سزا کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ زندگی میں سو بار کامیابی

سے چوری کے باوجود صرف ایک بار پکڑا گیا تو بھی وہ ”سوسنار کا تو ایک لوہار کا“ محاورہ یاد

کے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

(۹) قصاص کی سزا۔

قصاص یعنی بدلہ کی سزا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو قتل کر دے، اس کی

ناک توڑ دے، کان کاٹ لے وغیرہ، تو مجرم کے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے۔ کسی کے

دل میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہوگا کہ یہ تو عقل میں نہیں سماتی ہے کہ قانون کسی کی ناک کان

کٹوائے۔ اگر کسی آدمی نے کسی کی ناک کاٹ لی تو وہ صرف ایک فرد کی غلطی اور جہالت

کہلائے گی مگر قانون ایسا کرتا ہے تو پورا پورا ملک مجرم کہلائے گا۔ لیکن اگر گہرائی میں اتر

کر دیکھیں اور ایک دو سالوں کے لیے اس قانون کو نافذ کر کے آزمائیں تو یہ اقرار کیے بغیر

نہیں رہ پائیں گے کہ ایسے مجرموں کے لیے یہی سب سے بہتر سزا ہے۔ ذرا سوچئے کہ

جب آپ کو یہ معلوم ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی، کسی کی ناک کان کاٹنے کے جرم میں آپ

بھی ناک کٹے اور کان کٹے کہلائیں گے تو کیا آپ کی عقل ایک لمحہ کے لیے بھی آپ کو اس کی

اجازت دے پائے گی.....؟؟ اگر امریکہ و یورپ کو یقین نہ ہو تو اپنے ملکوں میں دو سالوں

کے لیے نافذ کر کے دیکھ لیں، انشاء اللہ اسلام کی حقانیت کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

قصاص کا حکم سناتے ہوئے قرآن مقدس میں کہا گیا:

”أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ، وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ، وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ،
وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ“.

”جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان،

دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں۔“ (سورۃ المائدہ: ۴۵)

بائبل بھی قصاص کی سزا کی پرچارک ہے۔ کہا گیا:

"The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise."

(Exodus. 21/23-25, Deuteronomy. 19/21. CEV, ABS, NY, USA, ©1995)

”تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور

ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے

زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔“ (خروج: ۲۱/۲۳-۲۵، استثناء: ۲۱/۱۹)

یہاں ایک اور خیانت سے پردہ اٹھاتے چلیں کہ امریکن بائبل سوسائٹی نیویارک

کے اس ایڈیشن میں جہاں پہ ”bruise for bruise“ اور بائبل سوسائٹی ہند کی اردو

بائبل میں ”چوٹ کے بدلے چوٹ“ کا جملہ ہے اس کی جگہ کنگ جیمس ورش میں ”stripe

for stripe“ یعنی کوڑے کے بدلے کوڑا“ ہے۔

ذرا اسے بھی پڑھ لیں:

"Whoso sheddeth man's blood, by man shall his blood be shed, for in the image of God made he man." (Genesis. 9/6)

”جو آدمی کا خون کرے اُس کا خون آدمی سے ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو اپنی صورت پہ بنایا ہے۔“

(پیدائش: ۶/۹)

اس مقام پہ بھی اگر قرآن اور بائبل کے احکام کا موازنہ کیا جائے تو اسلام کی

حقانیت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ اسلام دیت کا حکم دیتا ہے، کہ اگر مقتول شخص کے ورثہ

دیت (سواونٹ) لینے پر آمادہ ہو جائیں تو دیت لے کر معاملہ ختم، مگر بائبل صرف قتل کا حکم

دیتی ہے، بائبل کسی چیز کے عوض کسی قاتل کی جان بخشی کو منظوری نہیں دیتی ہے۔

بائبل قصاص سے بہت آگے بڑھ کر سزائیں نافذ کرتی ہے۔ بائبل کے مطابق کم از کم پانچ موقعوں پہ آگ کی سزا دی جائے گی۔ پہلا اس وقت جب کوئی زنا کرے۔ بنی اسرائیل کے اجداد میں سے ایک یہوداہ کو یہ خبر دی گئی:

"Your daughter in law Tamar has behaved like a prostitute & now she is pregnant, "Drag her out of town & burn her to death" Judha shouted." (Genesis, 38/24, CEV, Pub. by ABS, New York America, 1995)

”تیری بہو تمر نے زنا کیا ہے اور اسے چھننا لے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا (انگریزی لفظ Shouted کے مطابق انتہائی غصے میں چیخ پڑے) کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلانی جائے۔“ (پیدائش: ۳۸/۲۴)

(۲) انسان کو جلانے کا دوسرا حکم یہ ہے:

"If a priest's daughter becomes a prostitute, she disgraces her father; she shall be burnt to death." (Leviticus, 21/9, GNB, BSI, 2008-2009)

”اور اگر کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں جلانی جائے۔“ (احبار: ۲۱/۹)

(۳) کوئی مرد بیوی اور اپنی ساس دونوں سے شادی کرے تو تینوں جلادے جائیں۔ (احبار: ۲۰/۱۴)

(۴) اگر کوئی شخص کسی پہ آتش سزا کے لائق جرم کی تہمت لگائے تو اسے بھی جلادیا جائے۔

(استثنا: ۱۹/۱۵-۲۱)

(۵) خدا کے لیے مخصوص چیز کی چوری کی سزا بھی آگ ہے۔ (یشوع: ۷/۱۵)

اس سلسلے میں ہم اسلام کا موقف واضح کر دیں کہ اسلام نے آگ کی سزا کو مکمل طور پہ منع کر دیا ہے، آگ کی سزا دینے کا حق صرف خدا کو ہے۔

(۱۰) انسانی اعضا پہ تیزاب پھینکنے کی سزا۔

یہ ایک سلگتا ہوا مسئلہ ہے، اور اس زمانہ میں اس کے متعلق سخت قانون کی واضح ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ہم اسلامی نقطہ نظر کو بھی واضح کر دیتے ہیں، چونکہ یہ جرم رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا اس لیے اس کے متعلق نام بنام واضح قانون اسلامی شریعت میں نہیں مل سکتا ہے، البتہ! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کچھ ایسے اصول بنائے ہیں جو دنیا کے ہر قضیہ کے حل کے لیے کافی ہیں۔ یہ عنوان بھی کچھ ایسا ہی

ہے۔ قرآن و حدیث میں اس سے متعلق واضح اشارات موجود ہیں۔

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

”أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ، وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ، وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ،
وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ، وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ.“

”جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان،

دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں۔“ (سورۃ المائدہ: ۴۵)

تیزاب پڑنے سے زخم بنتا ہے اور انسانی عضو تلف اور ناکارہ ہو جاتا ہے اور چونکہ

اسلام نے قصاص میں ان دونوں کو بھی شامل کر رکھا ہے، لہذا قرآنی آیت سے یہ ظاہر ہوتا

ہے کہ تیزاب پھینکنے والے کے عضو پہ بطور قصاص تیزاب ڈالا جائے، اگر تیزاب گلاتا ہو، جلاتا

نہ ہو۔ اور اگر جلاتا ہو تو قصاص کی بجائے علمائے اسلام کی ٹیم اور سلطان اسلام اس کے متعلق

کسی دوسرے نتیجہ پہ پہنچیں اور سزا نافذ کریں، جو سب سے بڑی سزا کی شکل میں بھی ممکن

ہے۔ علاوہ ازیں تیزاب پھینکنے کی سزا میں برابری کا امکان محسوس نہیں ہوتا ہے، ضروری نہیں

ہے کہ متاثر کا جتنا حصہ جلا اور اس کو جتنی تکلیف پہنچی اسی طرح مجرم کے ساتھ کیا جاسکے،

لہذا اس مقام پہ تعزیر زیادہ انسب ہے، جو بڑی سے بڑی سزا کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے۔

صاحب عنایہ وفتح القدر رقم طراز ہیں:

”وَهُوَ يُنَبِّئُ عَنِ الْمِمَاطِلَةِ، فَكُلُّ مَا أَمَكَنَ رِعَايَتَهَا فِيهِ يَجِبُ فِيهِ الْقِصَاصُ وَمَا لَا فَلَا.“

”قصاص نام ہے برابری کا، تو جہاں برابری ممکن ہے وہاں قصاص واجب نہیں تو منع۔“

(العناية شرح الهداية: باب القصاص فيما دون النفس، فتح القدير: باب القصاص فيما دون النفس)

اب یہ مسئلہ ماہرین علما کی بحث کے بعد ہی طے ہو پائے گا کہ اس میں قصاص

ہوگا یا تعزیر، جو دہشت پھیلانے اور لوٹ مار کرنے والے ڈاکو اور دہشت گرد کی سزا کے

برابر تک ہو سکتی ہے۔ لیکن علما و پارلیمنٹ دونوں صورتوں میں سے جس شق کو بھی اختیار کریں

بہر حال سزا ’نصیحت‘ اور ’سبق‘ ثابت ہوگی جو جرائم کے سدباب میں حد درجہ معاون ہے۔

قرآن کی طرح بائبل میں ہے:

”The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for

head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise."

(Exodus, 21/23-25, Deuteronomy, 18/21, CEV, ABS, NY, USA, ©1995)

”تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔“

(خروج: ۲۱/۲۳-۲۵، استثناء: ۱۹/۱۸)

چونکہ بائبل میں جلانے کے بدلے میں جلانے کا حکم ہے جس میں مساوات مشکل ہے، تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تیزاب پھینکنے والے کو تیزاب سے جلایا جاسکتا ہے۔

(۱۱) اہانت رسول ﷺ کی سزا۔

قرآن سے مستنبط اور احادیث طیبہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے فرد کے لیے اللہ جل شانہ نے موت کی سزا متعین فرمائی ہے۔ علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مایہ ناز کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ“ میں ان دلائل کو جمع فرمایا ہے۔ پھر امت کے علماء و فقہاء اور ائمہ و محدثین کے اقوال اور ان کے عمل کو ذکر کیا ہے۔ آپ امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

”مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ غَيْرَهُ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ قُتِلَ.“

”جو مسلم یا غیر مسلم نبی ﷺ یا دوسرے کسی نبی علیہم السلام کی گستاخی کرے اس کو قتل کیا جائے گا۔“

(الباب الأول فی بیان ما هو فی حقہ ﷺ سب أو نقص من تعریض أو نص)

یورپ و امریکہ کی نظر میں اسلام کا یہ حکم صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے انسان کی اظہار رائے کی آزادی (Freedom of Expression) چھینی جاسکتی ہے جو غلط ہے کہ ہر شخص کو اپنی بات رکھنے اور کہنے کا حق ماں کے پیٹ سے ملا ہے جسے اسلامی قانون سے ختم کرنا قطعاً غلط ہے۔

اس سوال کا الزامی جواب دینے سے پہلے انصاف کے ان طلبگاروں سے کچھ سوالات:

(۱) اظہار رائے کی آزادی سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟؟؟ آپ کے نزدیک اس کا مفہوم کیا ہے؟

(۲) کسی کی اظہار رائے کی آزادی کا حق محدود ہے یا غیر محدود؟؟؟

ویسے یورپی و امریکی حکمرانوں کی تقدس مآب کتاب بائبل ’محدود آزادی‘ کی داعی ہے:

"As free, and not using [your] liberty for a cloke of maliciousness, but as the servants of God. Honour all [men.] Love the brotherhood. Fear God. Honour the king."

(1 Peter, 2/16-17)

”اپنے آپ کو آزاد جانو مگر اس آزادی کو بدی کا پردہ نہ بناؤ بلکہ اپنے آپ کو خدا کے بندے جانو۔ سب کی عزت کرو۔ برادری سے محبت رکھو۔ خدا سے ڈرو۔ بادشاہ کی عزت کرو۔“ (پطرس اول: ۱۶/۴-۱۷)

(۳) کیا آپ ہمیں اس بات کی اجازت دیں گے کہ جس لفظ سے امریکیوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہو، ہم ان کا استعمال کریں؟؟؟ جیسے کمینہ، چور، حرام خور؟؟ اور گالی کے گندے الفاظ؟؟؟

(۴) اگر کوئی اپنی اظہارِ رائے کی آزادی کا غلط استعمال کرتا ہو تو کیا اس پہ لگام نہیں لگائی جائے گی؟؟؟

(۵) ایک دہشت گرد جتنے لوگوں کی جان نہیں لیتا ہے اس سے کئی گنا زیادہ خطرناک زہر اگلنے والے افراد ثابت ہوتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کی طرفداری کرتے ہیں؟؟؟

(۶) کیا مسلمانوں کی روح محمد ﷺ کی اہانت و گستاخی ”Hate Speech“ (نفرت انگیز بیان) کے زمرے میں نہیں آتی ہے؟؟؟ اور کیا ایسے مجرموں پہ ”ہتکِ عزت“ قانون (Defamation Act) کو چست بنا کر اس کے تحت کارروائی نہیں کی جاسکتی ہے؟؟؟

(۷) آپ کی اظہارِ رائے کی آزادی کو اس حد کے اندر رکھا گیا ہے کہ اس سے کسی کے نسلی، مذہبی، سماجی یا لسانی جذبات مجروح نہ ہوں، پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھلواڑ کا جرم کرنے والوں کو آپ اظہارِ رائے کے پردے میں حمایت دینے کی بات کرتے ہیں.....؟؟؟

(۸) اظہارِ رائے کی آزادی (Freedom of Expression) یا بولنے کی آزادی (Freedom to Speech) اور نفرت انگیز بیان (Hate Speech) اور ہتکِ عزت (Defamation Act) سب کے مطلب کو واضح کریں۔ پھر ان میں مطابقت بنائے رکھتے ہوئے بتائیں کہ اہانتِ رسول کا مجرم اظہارِ رائے کی آزادی کی سرحد سے نکل کر ’نفرت انگیز بیان‘ اور ’ہتکِ عزت‘ کی سرحد میں داخل ہوتا ہے یا نہیں.....؟؟؟

جب تک ایک شخص اظہارِ رائے کی آزادی کی حد میں ہے، ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں، مگر جب وہ اس عزت دار حد سے نکل کر خاردار اور قابل سزا ’نفرت انگیز بیان‘ اور ’ہتکِ عزت‘ کی سرحدوں میں داخل ہوتا ہے تو ہمیں اس کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کرنا پڑتا ہے۔ جن ملکوں میں (Hate Speech) اور ہتکِ عزت (Defamation Act) جیسے قوانین نافذ

ہیں ان کے حکمرانوں اور عام لوگوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ وہ حق کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بقول بائبل 'بدی کے پردہ' یعنی 'نامناسب آزادی' کے خلاف اپنے موقف کو واضح کر دیں۔

واضح رہے کہ بے عیب ذات میں عیب نکالنے یا ان کی شان میں جھوٹی بات بنانے والوں کے لیے موت کی سزا کا اسلامی قانون نیا نہیں ہے۔ بائبل بھی ایسے لوگوں کے لیے موت کی دردناک سزا سنگسار کا اعلان کرتی ہے جو خدا کے نام پر کفر بکے۔ ملاحظہ ہو:

"And he that blasphemeth the name of the LORD, he shall surely be put to death, and all the congregation shall certainly stone him, as well the stranger, as he that is born in the land, when he blasphemeth the name of the LORD, shall be put to death." (Leviticus, 24/16)

"اور وہ جو خداوند کے نام کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار

کرے۔ خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔"

(احبار: ۱۰/۲۳-۱۶)

بائبل کے اس پیرا گراف نے مسلم و غیر مسلم ہر طرح کے گستاخ رسول کے لیے سزائے موت کے اسلامی قانون کی تصدیق کر دی ہے۔

اہانت رسول کے مجرموں کے لیے کئی اسلامی ملکوں میں موت کی سزا کا پارلیمانی قانون بھی ہے۔ ان میں سے ایک یعنی پاکستان کو نشانہ بنا کر مغربی و امریکی محققین و حکمران اکثر و بیشتر کہتے ہیں کہ اس قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے لہذا اسکو ختم کر دیا جائے۔ اس پر عرض ہے کہ ہم نے بائبل (سلاطین اول: ۱/۲۱-۲۹) میں بھی پایا کہ باغ کے لالچ میں بنی اسرائیل کے بادشاہ انخی اب اور اس کی بیوی ایزبل نے یزرعیلی نبوت کے خلاف "اہانت خدا" قانون کا غلط استعمال کیا اور دو شریروں سے اس کے خلاف خدا کی شان میں کفریہ جملہ بکنے کا الزام لگا کر اسے سنگسار کروا دیا۔ وحی کے ذریعہ خدا نے ان مجرموں کو تنبیہ تو دیدی مگر پھر بھی اس قانون کو ختم کرنے کا کوئی حکم نہیں سنایا گیا۔ البتہ! قانون نافذ کرنے والے ادارے اس قرآنی ہدایت کو ذہن نشین رکھیں کہ کسی کے جرم کے حتمی ثبوت کے بغیر اسے سزا نہ دی جائے، اور اسی طرح ثبوت کے بعد کوئی نرمی نہ برتی جائے۔

ہمیں صرف ایک سوال کا جواب دے دیا جائے پھر ساری بحث خود بخود بند ہو جائے گی، اگر کوئی شخص دوسرے مذہب کی عظیم ہستیوں کی توہین نہیں کرے گا تو اس کا بڑا نقصان نہیں ہوگا۔ مگر

ان کی مسلم شخصیتوں کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنے سے ملک و قوم کا بڑا نقصان ہو سکتا ہے، فسادات ہو سکتے اور خون کی ندیاں بہہ سکتی ہیں۔ تو پھر کیا ضروری ہے کہ اس طرح کا کام کیا جائے؟؟

برطانیہ میں ۲۰۰۸ء تک مسیحیت سے متعلق معاملات میں اس طرح کا قانون نافذ تھا جس کے تحت عیسائیت سے متعلق کسی چیز کا مذاق اڑانے یا مسیح کی شان میں گستاخی کرنے کے لیے جیل، جرمانہ سے لے کر پھانسی تک کی سزا دی گئی ہے۔ کئی میڈیا چینلز اور ان کے اہلکاروں کے خلاف بھی اس طرح کی کارروائی کی گئی۔

(www.en.wikipedia.org/wiki/Blasphemy_law)

آئیے! اس سلسلے میں بعض ملکوں کے آئین و نظام کا جائزہ لیں۔

ہندوستانی آئین آرٹیکل 19 کے مطابق ہر شہری کو بولنے، اپنی رائے کا اظہار کرنے، غیر مسلح اور پرامن طور پر جمع ہونے، تنظیم و تحریک بنانے، ہندوستان بھر میں گھومنے اور جس ریاست و شہر میں چاہے وہاں رہنے کی آزادی حاصل ہے، مگر اسی کے ساتھ ان پر ملک، دوسرے ملکوں سے دوستانہ تعلقات، امن عامہ، وقارِ عدلیہ اور شہریوں کے ناموس کی حفاظت کے لیے ”معقول پابندیاں“ بھی عائد ہوتی ہیں۔

اسی طرح جنوبی افریقی آئین آرٹیکل 16 کے مطابق میڈیا، فن کار، آرٹسٹ، علم و تحقیق سے جڑے افراد کو اپنے کام میں ہر طرح کی آزادی ہے بشرطیکہ وہ اپنے قول و فعل کے ذریعہ جنگ کے پروپیگنڈہ اور نسلی، ثقافتی، مذہبی نفرت انگیزی نیز تخریب و فساد کے باعث نہ بنتے ہوں۔

(<http://www.gov.za/sites/www.gov.za/files/images/a108-96.pdf>)

مطلب اظہارِ رائے کی آزادی کا حق ”محدود“ رکھا گیا ہے۔

(۱) توہین رسالت کے سلسلے میں ۱۹۲۷ء میں تعزیرات ہند میں ایک دفعہ 295 اور 295A کا اضافہ کیا گیا جس کے مطابق کسی مذہب کی توہین کے مجرم کو زیادہ سے زیادہ تین سال تک کی سزا دی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تعزیرات ہند دفعہ 153A سے بھی یہی واضح ہوتا ہے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ ۲۰۰۸ء دفعہ 66 کا بھی یہی کہنا ہے۔ کچھ حد تک یہ قانون قابل اطمینان ہے۔ کیونکہ اولاً تو جرم کے نتیجے (فساد، قتل و غارت، ہزاروں انسان

اور آریوں روپے کی دولت کی بربادی، ملک کی سالمیت کو خطرہ) کے اعتبار سے یہ سزا بہت کم ہے۔ دوسرا یہ کہ بہت سے ممالک میں زہرا گنے والوں بہت سے افراد کے خلاف کوئی سخت ایکشن نہیں لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ کھلے عام دنگے فساد کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ اس قانون میں اگر زیادہ سختی پیدا کی جائے اور بہت سے قانون کی طرح اس کا غلط استعمال نہ ہو تو بہت اچھا رہے گا۔ چلئے! پھر بھی نہ سے ہاں اچھا ہے۔

([http://police.pondicherry.gov.in/Information%20Technology%20Act%202000%20-%20202008%20\(amendment\).pdf](http://police.pondicherry.gov.in/Information%20Technology%20Act%202000%20-%20202008%20(amendment).pdf)) (http://en.wikipedia.org/wiki/Hate_speech_laws_in_India)

ہم عالمی حکومتوں سے امید اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس موضوع کی حساسیت کو سمجھے اور جلد از جلد اس کے حل کے لیے کوئی ٹھوس قدم اٹھائے۔

(۲) فن لینڈ تعزیریاتی قوانین چپٹر 11 سیکشن (5) 3 کے موافق لسانی، مذہبی، جنسی، نسلی اور علاقائی احساسات کو تکلیف پہنچانے اور نفرت انگیز قول و فعل کرنے والے کو "Crime against Humanity" انسانیت کے خلاف جرم کی بنیاد پہ کم از کم ارسال یا عمر قید کی سزا ہو سکتی ہے۔

(<http://www.finlex.fi/en/laki/kaannokset/1889/en18890039.pdf>)

(۳) نیدر لینڈ آرٹیکل (c) 137، آرٹیکل (d) 137 اور آرٹیکل 429 quarter فتنہ انگیز کردار و فعل کو اور لسانی، مذہبی، جنسی، معذوری علاقائی احساسات ٹھیس پہنچانے کو جرم قرار دیتے ہیں۔ اور انٹرنیشنل کرائم ایکٹ ۱۹ جون ۲۰۰۳ء آرٹیکل 3 کے مطابق جو شخص دانستہ طور پر کسی مذہبی گروہ یا کسی نسلی گروپ کو کلی یا جزئی نقصان پہنچانے کا مجرم پایا جائے اسے عمر قید (جو تیس سال سے زائد نہ ہو) کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔

(http://www.coe.int/t/dghl/monitoring/ccri/legal_research/national_legal_measures/Netherlands/Netherlands_SR.pdf) (<http://www.legalproject.org/issues/europeanhatesspeechlaws>)

(۴) کینیڈائی تعزیریاتی قوانین دفعہ 319 کے مطابق جو شہری قابل شناخت گروہ کو اپنے بیان و عمل کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی حرکت کرے اسے دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے۔

(<http://lawslois.justice.gc.ca/eng/acts/C46/section319.html>)

(۵) اسی طرح ڈنمارک تعزیریاتی قوانین دفعہ (b) 266 یہ کہتا ہے کہ جو شخص کسی گروپ کے خلاف نسل، رنگ، قومیت، پشتوئی علاقائیت، عقیدے یا جنس کی بنیاد پہ علانیہ یا

پھیلانے کی نیت سے دھمکی آمیز، بے عزتی یا توہین آمیز بیان دے یا اس طرح کے پیغام کو پھیلانے سے دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے۔

(<http://www.pedz.uni-mannheim.de/daten/edz-b/ebr/06/AS-Country-DA.pdf>)

(۶) سویڈن تعزیراتی قوانین چھپٹر 16 دفعہ 8 کے مطابق نسل، پشتوونی علاقہ، زبان، رنگ اور مذہب کی بنیاد پر کسی کے احساسات کو ٹھیس پہنچانے کے جرم پر دو سال تک کی سزا ہو سکتی ہے، اور اگر جرم کی شاعت کم ہے تو جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔

(<http://www.government.se/content/1/c6/02/77/77/cb79a8a3.pdf>)

(<http://www.regeringen.se/content/1/c4/15/36/d74ceabc.pdf>)

(۷) سوئس تعزیراتی قوانین آرٹیکل 261 Racial (Art. 261 bis 218, Racial 261)

(discrimination) کے مطابق نسل، آبائی خطہ اور مذہب کی بنیاد پر کسی کے احساسات کو برسر عام ٹھیس پہنچانے کے جرم پر تین سال تک کی سزا ہو سکتی ہے یا مالی جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔ آرٹیکل 264 کے مطابق جو شخص کسی گروہ کو نسل، علاقہ، مذہب یا قومیت کی بنیاد پر بالکلیہ یا جزوی طور پر تباہ کرنا چاہے، اس کے ارکان کا قتل کر دے یا انہیں سخت جسمانی یا ذہنی تکلیف پہنچائے، اسے ۱۰ سال سے عمر قید تک کی سزا دی جاسکتی ہے۔

(<http://www.admin.ch/ch/e/rs/3/311.0.en.pdf>)

(۸) آئرلینڈ ہتک عزت قانون (Defamation Act 2009) دفعہ 36 کے

مطابق جو شخص کفریہ کلمات بکے یا پھیلانے سے ۲۵۰۰۰ یورو (تقریباً بیس لاکھ ہندوستانی روپے) تک کا جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح دفعہ (a) 36(2) کے مطابق جو شخص کسی مذہب کے مقدس امور کی توہین یا مذاق پر مشتمل باتیں کہے یا ایسی چیزوں کو پھیلانے، جن سے اس مذہب کے ماننے والوں کے درمیان غصہ اور تناؤ پھیل سکتا ہے، یہ بھی اسی جرم کے

زمرے میں ہے۔ (<http://www.irishstatutebook.ie/pdf/2009/en.act.2009.0031.pdf>)

انشاء اللہ اس عنوان پر مزید تفصیل کے لیے ہماری اگلی تصنیف ”اہانت رسول ﷺ

اسلامی اور عالمی قوانین کے تناظر میں“ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۲) **خود کش حملہ۔**

اس دور کے میڈیا کے ذریعہ ہمیں عام طور پر یہ دکھایا اور سنایا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے

خودکش حملہ کر کے بہت سے انسانوں کو مار دیا اور ساری دنیا میں حملے بالخصوص خودکش حملوں کے لیے دنیا کے تمام مسلمانوں کو ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت اور کوئی بھی محقق اس بات کا ثبوت پیش کر دے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی بھی ایک سچے اور معتبر تو دور ایک عام جاہل مسلمان کے متعلق ہماری کسی معتبر کتاب میں یہ لکھا ہوا دکھادے کہ اس نے خودکش حملہ کیا یا اس کو جائز کہا ہو۔ مگر مسیحی ارباب قلم کو ہم بتادیں کہ ان کی مقدس کتاب بائبل میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ ان کے خدا کے ایک سچے پکے اور چنے ہوئے نبی سمسون (جن پر خدا کی روح نازل ہوتی تھی قضاة: ۱۳/۱۹، ۱۵/۱۴-۱۶) نے یہ کام کیا ہے۔ جب فلسٹیوں نے سمسون کی بیوی کو مہرہ بنا کر اسے گرفتار کر لیا اور ان کی دونوں آنکھیں نکال ڈالیں تو ایک جشن کا اہتمام کیا اور اس میں سمسون کو بھی ان کا دل بہلانے کی دعوت دی۔ آگے کیا ہوا وہ خود بائبل کی زبانی:

"And they called for Samson out of the prison house; and he made them sport, and they set him between the pillars. And Samson said unto the lad that held him by the hand, Suffer me that I may feel the pillars whereupon the house standeth, that I may lean upon them. Now the house was full of men and women; and all the lords of the Philistines were there; and there were upon the roof about three thousand men and women, that beheld while Samson made sport. And Samson called unto the LORD, and said, O Lord GOD, remember me, I pray thee, and strengthen me, I pray thee, only this once, O God, that I may be at once avenged of the Philistines for my two eyes. And Samson took hold of the two middle pillars upon which the house stood, and on which it was borne up, of the one with his right hand, and of the other with his left. And Samson said, Let me die with the Philistines. And he bowed himself with all his might; and the house fell upon the lords, and upon all the people that were therein. So the dead which he slew at his death were more than they which he slew in his life."

(Judges, 16/25-30)

”سوائیوں نے سمسون کو قید خانہ سے بلوایا اور وہ اُنکے لئے کھیل کرنے لگا اور اُنہوں نے اُسکو دوستوں کے پیچ کھڑا کیا۔ تب سمسون نے اُس لڑکے سے جو اُسکا ہاتھ پکڑے تھا کہا مجھے اُن ستونوں کو جن پر یہ گھر قائم ہے تھامنے دے تاکہ میں اُن پر ٹیک لگاؤں۔ اور وہ گھر مردوں اور عورتوں سے بھرا تھا اور فلسٹیوں کے سب سردار وہیں تھے اور چھت پہ قریباً تین ہزار مردوزن تھے جو سمسون کے کھیل دیکھ رہے تھے۔ تب سمسون نے خداوند سے فریاد کی اور کہا اے مالک خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے یاد کر اور میں تیری منت کرتا ہوں

کہ اے خدا فقط اس دفعہ اور تو مجھے زور بخش تاکہ میں یکبارگی فلسٹیوں سے اپنی دونوں آنکھوں کا بدلہ لوں۔ اور سمسون نے دونوں درمیانی ستونوں کو جن پر گھر قائم تھا پکڑ کر ایک پردہ ہاتھ سے اور دوسرے پر بائیں سے زور لگایا۔ اور سمسون کہنے لگا کہ فلسٹیوں کے ساتھ مجھے بھی مرنا ہی ہے۔ سو وہ اپنے سارے زور سے جھکا اور وہ گھر ان سرداروں اور سب لوگوں پر جو اس میں تھے گر پڑا۔ پس وہ مردے جتکو اس نے اپنے مرتے دم مارا ان سے بھی زیادہ تھے جتکو اس نے جیتے جی قتل کیا۔“

(قضاة: ۱۶/۲۵-۳۰)

شاید خودکش حملہ کرنے والے پہلے آدمی یہی ہیں اور وہ بھی خدائے مسیحیت کی منظوری سے۔ مسیحیوں کو بہت سے چیزوں کی طرح اس ایجاد پہ مبارک باد ملنی چاہئے۔ عالمی تجارتی مرکز (WTC) نیویارک امریکہ پہ خودکش دہشت گردانہ حملہ جس میں ۳ ہزار لوگ مارے گئے، اسے جس نے بھی انجام دیا وہ یقیناً قابل مذمت ہے، کوئی بھی پر امن مذہب بالخصوص اسلامی قانون ایسے حملوں کو کبھی بھی جائز نہیں گردان سکتا ہے جن میں ایک بھی بے قصور شخص مارا جائے۔ شاید اس حملہ کو خودکش حملہ کی تاریخ کا سب سے بڑا حملہ مانا جاتا ہے مگر ابھی بائبل کا جو پیرا گراف ہم نے نقل کیا ہے اس میں کم و بیش آٹھ دس ہزار لوگ جن میں دو چار کو چھوڑ کر سبھی بے قصور تھے، کو سمسون نے پل بھر میں خودکش حملہ کر کے موت کی نیند سلا دیا۔ اب ہم امریکی و برطانوی بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء سے بھی بڑے پیمانے پہ اس دن کی سالگرہ نہ منائی جائے جس دن دنیا کا سب سے بڑا خودکش حملہ فلسٹیوں پہ ہوا تھا؟؟؟ بائبل میں اس حملہ کا سال اور تاریخ تو مذکور نہیں ہے مگر چونکہ اس حملہ کا تذکرہ مسیحیوں کی کتاب میں ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی تاریخ ان کی غیر الہامی دوسری کتابوں یا سینہ بہ سینہ روایت میں موجود ہو۔ لہذا البقیہ تفصیل وہی بتادیں۔

سمت بالضمیر



حالات مصنف

از قلم: عبدالرحیم مصباحی پڑیاوی

نام و نسب: نام: محمد جاوید احمد، قلمی نام: عنبر مصباحی، تعلیمی نسبتیں: امجدی، مصباحی، والد ماجد محمد عمیر احمد۔ سلسلہ نسب: محمد جاوید احمد بن سیٹھ عمیر احمد بن سیٹھ صغیر احمد بن محمد نصیر الدین بن محمد۔
ولادت: آپ کی ولادت ۹ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ / ۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء بروز دوشنبہ موضع کسپاٹی، تھانہ باجپٹی ضلع سیتامڑھی بہار ہند کے ایک عزت دار گھرانے میں ہوئی، آپ کے پردادا محمد نصیر الدین ایک زمین دار آدمی تھے لیکن برطانوی اقتدار میں آپ کی ساری جائداد ضبط کر لی گئی۔

تعلیم و تربیت: آپ کی تعلیم کا سلسلہ گاؤں کے مکتب سے شروع ہوا اور آپ کے عم محترم و استاذ مکرم مفتی محمد مرتضیٰ رضوی مصباحی اور مفتی محمد مشرف رضا مصباحی طال ظہما کے زیر سرپرستی دارالعلوم غریب نواز، ناندیڑ، مہاراشٹر اور طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مسو، یوپی ہوتے ہوئے الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی میں تکمیل فضیلت و تقابل ادیان پر جا کر ختم ہوا۔ پھر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد، آندھرا پردیش سے ۲۰۱۲ میں BA کا کورس مکمل کیا۔

ازدواجی حالات: ۵ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ / ۱۶ مئی ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

کو عالمہ عائشہ سلطانہ بنت احمد حسین، بچھار پور، پوری، سیتامڑھی، بہار (ہند) کے ہمراہ آپ کا عقد مسعود ہوا، خطبہ نکاح اور ایجاب و قبول کی رسم فقیہ اسلام مفتی عبدالحلیم صاحب قبلہ نے ادا کی۔ آپ کے گھر ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ / ۲۰ جولائی ۲۰۱۴ء کو ایک فرزند کی ولادت ہوئی جس کا نام محمد جواد عنبر رکھا گیا۔ اللہم زدہ علما و فضلا

درس و تدریس: استاذ مکرم حضرت مولانا ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے حکم پہ فراغت کے بعد کچھ دنوں کے لئے آپ بحیثیت عربک لکچرار دارالعلوم امام احمد رضا، رتناگیری، مہاراشٹر میں رہے۔ پھر کنز الایمان ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ گلبرگ والوں نے آپ کو ٹرسٹ کا ڈائریکٹر مقرر کیا لیکن کچھ مدت بعد مولانا صابر رضا رہبر مصباحی

کے مشورہ پہ دارالعلوم شاہ ہمدان پانپور، کشمیر کے تحت نکلنے والے ماہنامہ ”المصباح“ کے ایڈیٹر اور دارالعلوم کے مدرس کی حیثیت سے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جہاں پہلے وائس پرنسپل پھر پرنسپل اور ماہنامہ المصباح کے ایڈیٹر کی حیثیت سے مسلسل ڈھائی سال قیام فرما رہے۔ پھر جزیرہ انڈمان (کالا پانی) سے مفتی شہاب الدین حلیمی مصباحی، مولانا محمد شوکت نعیمی، مولانا محمد یوسف مصباحی اور جناب محمد خالد شافعی صاحبان (اللہ ان کے جذبہ خدمت دین و محبت علما کو باقی رکھے) کے اصرار پر انڈمان تشریف لائے اور مرکز پبلک انگلش میڈیم اسکول، مرکز نگر، ومبرلی گنج، ساؤتھ انڈمان کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

تنظیمی و تبلیغی خدمات: انگریزوں کی دریافت نوآباد خطہ انڈمان کے مسلمانوں کی بے راہ روی و گمراہی کو دیکھ کر آپ بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ کوئی ایسی تنظیم بنے جس کے تحت دین و سنت کا کام باضابطہ کیا جاسکے۔ لہذا اسی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۳ ربیع الاول شریف ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ جنوری ۲۰۱۴ء کو علامہ فضل حق خیر آبادی چیرمینیل فاؤنڈیشن کی بنیاد ڈالی جس کی کفالت میں کئی مکاتب خدمت دین و سنت انجام دے رہے ہیں اور کئی مساجد کے قیام کا مشن قریب بہ تکمیل ہے۔ علاوہ ازیں لوگوں کی شرعی ضرورت کے مد نظر دینی علوم سے نامانوس اس علاقہ میں اولین دارالافتا بنام ”حنفی دارالافتا والقضا“ کی بنیاد کا سہرا آپ کے سر بھی جاتا ہے، اسی طرح فروری ۲۰۱۵ء میں سرزمین انڈمان میں ۳ روزہ ”علامہ فضل حق خیر آبادی کانفرنس“ کا کامیاب انعقاد بھی آپ کا تاریخی اقدام ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اولین مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ اہل دین و ملت کا کام بحسن و خوبی چل رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا کے عزم و حوصلہ کو عقاب پر واز عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ ان سے دین و سنت کا کام لے۔ آمین!

تصنیفی خدمات: مولانا موصوف کی ”اسلامی قوانین بائبل اور دور جدید کے تناظر میں“ (اشاعت ۲۰۱۵ء) تیسری تصنیف ہے جبکہ قبل ازیں آپ کی دو اور کتابیں ”اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ“ (۲۰۱۱ء) اور ”بائبل میں نقوش محمدی ﷺ“ (۲۰۱۳ء) منظر

عام پر آچکی ہیں اور انشاء اللہ اسی کتاب کے ساتھ مولانا کی چوتھی تصنیف ”استعانت اسلام اور سائنس کی نظر میں“ اور پانچویں تالیف ”The Importance of Hijab in Modern World“ منظر عام پر آنے والی ہیں۔

تقابل ادیان تو آپ کا خاص موضوع ہے، ہی مگر اس کے علاوہ دیگر موضوعات پہ بھی آپ کے اردو، عربی اور انگریزی میں ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مضامین شائع ہو چکے ہیں اور مزید برآں کئی کتابیں زیر تکمیل ہیں۔ ع

اللہ کرے زور قلم اور ہی زیادہ

جزیرہ انڈمان آنے کے بعد مولانا عنبر مصباحی صاحب کی محنت، لگن اور فروغ اہل سنت کے لئے عزم مصمم اور جہد مسلسل کو دیکھ کر استاذی المکرم خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ کا شخصیت ساز قول یاد آ گیا کہ ”آدمی میں محنت، جستجو اور اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی لگن ہو تو بہت ساری سر بفلک چوٹیاں سر ہو سکتی ہیں۔“

صاحب سوانح کے متعلق اکابر کے ارشادات: ذیل میں مولانا موصوف اور ان کی قلمی کاوشوں کے بارے میں اکابر و اساتذہ ذوی الاحترام کے کچھ تاثرات و دعائیہ کلمات درج کئے جاتے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ۔

”ہندوستان میں دینی اجتماعات کانفرنسوں اور سیمینارز میں شرکت کی وجہ سے اتنا مصروف تھا کہ کتاب (اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ) پڑھنے کا موقع نہ مل سکا، دور روز قبل برطانیہ واپس ہوا تو قدرے فرصت ملی اور میں نے پوری کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھ لیا کتاب کا اسلوب تحریر دلچسپ اور تحقیقی ہے مجھے امید ہے یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک گرانقدر اضافہ ثابت ہوگی..... بلاشبہ یہ کتاب آج کے دور میں اسلام کے خلاف اعداء اسلام یہود و نصاریٰ کے باطل پروپیگنڈوں کا بہترین جواب ہے میری خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر پڑھے لکھے مسلمان کی نظر سے گزرے،

خدا مولانا عنبر مصباحی کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!“ (ص ۱۴، ۱۹، پاکستانی ایڈیشن)
 ”اس کتاب (بائبل میں نقوش محمدی) کو کوئی بھی عیسائی عصبیت کی عینک اتار کر مطالعہ کرے گا تو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی عظمت کا قائل ہوگا اور وہ اسلام نہ بھی قبول کرے تو کم از کم ان کی نبوت مطلقہ اور سیادت عامہ کا انکار نہ کر سکے گا..... امید ہے کہ یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک خوبصورت اور وقیع اضافہ ثابت ہوگی، خدائے قدیر مولانا موصوف کو مزید زور قلم سے نوازے اور اس کتاب کو قبول عام کا شرف بھی۔
 آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ! اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(بائبل میں نقوش محمدی، ص ۳۱-۳۲)

داعی کبیر حضرت علامہ مفتی عبدالحلیم رضوی اشرفی سرپرست دعوت اسلامی۔
 ”مفتی جاوید عنبر مصباحی نئے قلم کاروں میں الگ شناخت لے کر ابھرے ہیں۔ تقابل ادیان ان کا خاص موضوع ہے۔ اس پر کافی عبور حاصل ہے۔ اس سے قبل ان کی پہلی تصنیف ”اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ“ اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ دعا ہے رب عزوجل مصنف کو دین و سنت کی خدمت کا مزید جذبہ عطا فرمائے۔ صحت و سلامتی، علم و فضل کی دولت بے بہا سے خوب خوب نوازے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔“
 (نقوش محمدی ص ۳۳)

خیر الاذ کیا صدرالعلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین و حالیہ ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرافیہ مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ۔ یوپی
 ”یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ جامعہ سے رخصت ہونے کے بعد انہوں نے اپنی علمی و قلمی دل چسپی نہ صرف یہ کہ برقرار رکھی بلکہ اس میں گراں قدر اضافہ بھی کیا۔ ابھی ان کی فراغت کو چار سال پورے نہیں ہوئے مگر ان کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ مضامین و کتب کی اچھی خاصی فہرست ہو گئی ہے جو دیگر فارغین کو بھی دعوت عمل دے رہی ہے۔ آدمی میں محنت، جستجو اور اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی لگن ہو تو بہت ساری سر بفلک چوٹیاں سر ہو سکتی ہیں۔“
 (نقوش محمدی ص ۳۵)

ادیب شہیر حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔
 ”موصوف نے ذہانت کے ساتھ اخاذ طبیعت بھی پائی ہے، ذوق مطالعہ اور شوق جستجو
 نے اس میں سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، یہ اظہار مافی الضمیر پر قدرت کے ساتھ
 جرأتِ اظہار کی دولت سے بھی بہرہ مند ہیں۔ اور ان تمام اوصاف و محاسن کے ساتھ
 تعمیری ذہن اور خدمت دین و علم کا جذبہ فراواں بھی رکھتے ہیں۔ اسی لیے الجامعۃ
 الاشرفیہ سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے برابر اپنا قلمی سفر جاری رکھا۔ اور مختلف
 اہم موضوعات پر پچاس سے زائد اہم مقالے لکھے جو ملک کے مختلف رسائل و جرائد
 میں شائع ہو کر قارئین سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ (بائبل میں نقوش محمدی ص ۴۰)

فقیر اہل سنت حضرت مولانا ناظم علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
 ”قابل مبارک باد اور لائق صد ستائش ہیں جناب مولانا محمد جاوید صاحب عنبر مصباحی جو
 اہل سنت کے عظیم الشان ادارہ ادب کدہ حافظ ملت جامعہ اشرفیہ مبارک اعظم گڑھ کے
 لائق و فائق فاضل اور قابل فخر فرزند سعید ہیں جنہوں نے جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہونے
 کے بعد اپنا علمی و قلمی سفر رواں دواں رکھا اور قلمی جمود و تقطل کو بالائے طاق رکھ کر نقوش محمدی
 ﷺ کو بائبل سے واشگاف فرمایا۔ اور حق کی حقانیت کو عالم کے سامنے پیش فرمایا۔ یہ کام
 انتہائی قابل قدر ہے، اس پر ان کو جس قدر مبارک باد پیش کی جائے کم ہے اس لیے کہ یہ
 موضوع انتہائی اہم اور دشوار ہے۔ اس سے دلچسپی قائم رکھنا اور بائبل کا احاطہ و استقصا کرنا
 اور اس سے نایاب موتیوں کو اخذ کرنا یہ سب دشوار گزار امر ہے۔“ (بائبل میں نقوش محمدی ص ۵۵)



عبدالرحیم مصباحی

۲۰ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

خادم مدرسہ عین الہدیٰ دِلانی پور

۱۴ دسمبر ۲۰۱۴ء

پورٹ بلیئر، جزیرہ آندمان، ہند

E-mail: razamisbahi@gmail.com

سائل میں
تفسیر محمدی

صفت
جاوید اعجازی

انٹرنیشنل
پبلیکیشنز

40- اردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

انٹرنیشنل
پبلیکیشنز

انٹرنیشنل
پبلیکیشنز